ملفوظات
فقیہ الامت
ارشادات حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب
گنگوہی نور اللہ مرقدہ مفتی اعظم ہند
مکتبہ مرکز الایمان
محلہ مبارک شاہ سہارنپور
اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب..........ملفوظات فقیہ الامت قسط سادس (٦)

مرتب.....................محمد نور اللہ قاسمی

طباعت.............................

سن اشاعت.....................۱۴۲۳ھ/ مطابق ۲۰۰۲ء

باہتمام........................محمد جنید احمد قاسمی

قیمت ....

ناشر

مکتبہ دار الایمان محلہ مبارک شاہ (اردو بازار)

سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ یوپی

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علیٰ نبیہ   اما بعد

سیدی وسندی وسیلۃ یومی وغدی فقیہ الامت جامع الشریعت والطریقت جامع المنقول و المعقول مرجع خواص وعوام حضرت مولانا الحاج مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم وعمت فیوضہم کی ذات عالی صفات محتاج تعارف نہیں کہ موصوف زادمجدہ کا قطب الاقطاب حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ کا خلیفہ اجل ہونا ہی بس ہے حضرت شیخ رحکی طرح آپکا وجود مسعود عالم کیلئے بضاعت گرانمایہ متاع بیش بہا ہے حق تعالیٰ شانہ حضرت کے ظل مبارک کو بصحت وعافیت ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور حضرت کے فیوض وبرکات سے بیش از بیش متمتع فرمائے ۔ آمین

راقم الحروف (جامع ومرتب) کو حضرت والا کیساتھ اپنے زمانہ قیام دارالعلوم دیوبند ہی سے تعلق رہا بخاری شریف جلد ثانی پڑھنے اور عصر بعد مجلس مبارک میں حاضری کی سعادت عظمیٰ بھی میسر رہی ۔ اختتام قیام دارالعلوم کے بعد حضرت زادمجدہ کی بے پایاں شفقتوں کے سبب اس تعلق میں اضافہ بصورت رسم بیعت ظاہر ہوا اسی وقت سے حضرت مدظلہ کے ارشادات عالیہ کو جمع کرنیکا شوق ہوا اور یہ سلسلہ گاہ بگاہ حاضری کی بنا پر کچھ نہ کچھ چلتا ہی رہا اب سے چند سال قبل حق تعالیٰ شانہ نے مزید حاضری کی توفیق عنایت فرمائی کہ تقریباً ہر ہفتہ حاضری ہونے لگی ادھر بعض احباب نے مزید توجہ دلائی جس سے میری آتش شوق اور تیز ہوگئی فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء اس لئے یہ سلسلہ ترقی اختیار کرتا گیا۔

پھر ابتداءً تو یہ گنجینہ علوم ومعارف اپنے تک ہی محدود رکھنے کا ارادہ تھا مگر تقریباً ڈھائی سال قبل خود بھی اس کا خیال ہوا اور بعض احباب نے بھی اس کا مشورہ دیا کہ اس کو عام کیا جائے تاکہ نفع

عام وتام ہو اس لئے موافق حدیث بخاری ،، الدین النصیحۃ " اس کو طبع کراکے شائع کرنیکا
ارادہ کرلیا مگر چونکہ اپنی یادداشت پر کامل اعتماد نہ تھا اس لئے ماہ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ میں ہمت
کرکے حضرت دام مجدہ سے اس مجموعہ کا ذکر کیا اور درخواست کی کہ حضرت اسکو سنکر مناسب اصلاح
وترمیم فرمائیں حضرت نے رمضان شریف میں تو سننے سے عذر فرمادیا البتہ بعد رمضان سننے کیلئے وعدہ
فرمالیا رمضان شریف گذرا تو پھر یاددہانی کے طور پر عرض کیا حضرت نے کامل تواضع کی بناء پر ارشاد
فرمایا کہ میرے ملفوظات کس کام کے ہیں یوں ہی جھک کرتا رہتا ہوں بندہ اسپر خاموش رہا اسکے بعد
حضرت نے اپنی بے انتہا شفقتوں کی وجہ سے باوجود طبع مبارک کے خلاف ہونیکے سننے کو قبول
فرمالیا چنانچہ مختلف اوقات میں اکثر حصہ سنایا اور کچھ حصہ باقی رہ گیا خیال کیا کہ جو کچھ حصہ سنایا جاچکا
ہے اسی کو شائع کردیا جائے چنانچہ بمشکل فرصت نکالکر اسکو مرتب کیا جس میں واقعات سلف کو
الگ مسائل فقہیہ کو الگ مآثر علمیہ کو الگ غرض مختلف عنوانات قائم کرکے انکے مناسب ملفوظات
کو ان کے تحت ذکر کردیا ہرچند کہ اب نظر ثانی کی ضرورت نہ تھی تاہم مزید اطمینان کیلئے حضرت مولانا
ومفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی مدظلہ مدرس دارالعلوم میرٹھ سے اسکی درخواست کی موصوف نے
باوجود عدیم الفرصتی کے اسکو قبول فرمالیا جسکی بناء پر میں موصوف کا تہ دل سے شکر گذار ہوں
کہ موصوف نے نظر ثانی ہی نہیں بلکہ جگہ جگہ حواشی سے بھی اسکو مزین فرمایا

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر مولانا سلمان صاحب گنگوہی مدرس مدرسہ اشرف العلوم رشیدی گنگوہ
کا شکریہ ادا نہ کروں کہ مولانا موصوف نے اپنے طور پر جمع کردہ ملفوظات کو بھی میرے ہی حوالہ کردیا
کہ تو ہی انکو مرتب کرلے اور حضرت کو سنالے بہرحال اب یہ مرقع گنجینۂ آپکی خدمت میں پیش کرنے
کی سعادت حاصل کررہا ہوں اگر قبول افتد زہے عز و شرف آخر میں دست بدعا ہوں کہ
حق تعالیٰ شانہ اس مجموعہ کو قبول فرمالیں اور عوام وخواص کو اس سے منتفع فرمائیں اور میرے
لئے ذخیرۂ آخرت بنائیں ۔ آمین یارب العالمین ۔

العبد مسعود احمد قاسمی خادم تدریس مدرسہ خادم العلوم باغونوالی ضلع مظفر نگر ۔ یو پی ۔

فہرست مضامین ملفوظات فقیہ الامت

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

خواب میں اعضائے تناسل دیکھے ص ۵۹ — اولاد کے لئے ایک عمل ص ۶۸

تمت وبالفضل عمت

اشاراتِ کُتبِ حوالہ جات

"ق" قرآن حکیم "خ" بخاری شریف مطبوعہ رشیدیہ دہلی۔ "مش" مشکوٰۃ شریف و "ج" جلالین شریف مطبوعہ رشیدیہ دہلی۔ "م" مسلم شریف و "ن" نسائی شریف و "مد" امداد الفتاوی مطبوعہ مجتبائی۔ "ت" ترمذی شریف و "شم" شمائل ترمذی مطبوعہ نمار اینڈ کمپنی "ک" الاکمال فی اسماء الرجال مع مشکوٰۃ "ع" عرف الشذی مع ترمذی "ب" بحر الرائق و "مو" موضوعات کبیر مع تذکرۃ الموضوعات مطبوعہ کراچی۔ "ھ" فتاویٰ ہندیہ و "ح" احیاء علوم مطبوعہ بیروت لبنان۔ "ص" مصنف عبدالرزاق مطبوعہ مجلس علمی "ف" فتح القدیر مطبوعہ مصر مع العنایہ۔ "د" دُرِ مختار مع الشامی و "ش" شامی مطبوعہ نعمانیہ دیوبند۔ "تذ" تذکرۃ الرشید و "بذ" بذل المجہود و "او" اوجز المسالک مطبوعہ یحیوی سہارنپور "تع" تعلیم المتعلم مترجم۔ "فت" فتاویٰ دارالعلوم۔ "نو" نور الانوار "تو" تواریخ حبیب الٰہ "س" درس المفتی "اس" ارواح ثلٰثہ "س" تفسیرات احمدیہ "مق" مقدمہ اوجز۔ "عب" تعبیر الرؤیا مترجم "نب" نبراس شرح شرح العقائد "و" نووی مع مسلم۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مایتعلق بالحدیث

حدیث ضعیف فضائل میں حجت ہے

ارشاد فرمایا کہ حدیث ضعیف جبکہ درجۂ موضوع تک نہ پہونچی ہو فضائل میں حجت ہے مسائل (حلال وحرام) میں حجت نہیں یحییٰ ابن معینؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور دیگر محدثین کا قول ہے "اذا جاء نا فی الحلال والحرام تشددنا واذا جاء نا فی الفضائل تسہلنا" (یعنی جب ہمارے پاس کوئی حدیث حلال وحرام سے متعلق آتی ہے تو ہم خوب سختی کرتے ہیں اچھی طرح جانچ پڑتال کرتے ہیں اور جب فضائل سے متعلق کوئی حدیث آتی ہے تو ہم نرمی اختیار کرتے ہیں خوب تحقیق نہیں کرتے)۔ تدریب الراوی ؎

تعارض بین الروایتین کے دفعیہ کی مرتب صورتیں

ارشاد فرمایا کہ بوقت تعارض بین الروایتین شوافع اولاً تطبیق کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تطبیق نہو سکنے کی صورت میں ترجیح کو اختیار کرتے ہیں ترجیح ممکن نہونیکی صورت میں نسخ کے قائل ہوتے ہیں اور جب نسخ سے بھی عاجز ہو جاتے ہیں تو تساقط کے قائل ہوتے ہیں لیکن حنفیہ کے یہاں اولاً نسخ کو دیکھا جاتا ہے کہ اسکے ہوتے ہوے تطبیق وترجیح کیطرف درست نہیں نسخ نہو سکنے کی تقدیر پر ترجیح کو اختیار کرتے ہیں اس لئے کہ ترجیح کا تطبیق پر مقدم ہونا ایک فطری امر ہے مثلاً کسی شخص کو کسی کیطرف سے کسی معاملہ میں دو طرح کی خبر پہنچیں تو وہ ترجیح کو اختیار کرتا ہے نہ کہ تطبیق کو پھر ترجیح کے ناممکن ہونیکی

صورت میں تطبیق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں مثلاً حدیث " انما الماء من الماء " معارض ہے حدیث " اذا التقی الختانان و توارت الحشفۃ وجب الغسل " کے کہ اول سے معلوم ہوتا ہے کہ اکسال (جماع بلا انزال) میں غسل واجب نہیں اور ثانی سے معلوم ہوتا ہے کہ اکسال میں غسل واجب ہے پس شوافع تطبیق دیتے ہیں کہ حدیث اول " انما الماء من الماء " احتلام سے متعلق ہے بیداری سے متعلق نہیں اور اپنے موافق حضرت ابن عباس کا اثر بھی نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے " انما الماء من الماء فی الاحتلام " حنفیہ کہتے ہیں کہ حدیث " انما الماء من الماء " منسوخ ہے ابتداء یہ حکم تھا جبکہ پانی کی قلت تھی جس کا شان ورود خاص موقع ہے وہ یہ کہ ایک صحابی جن کا نام عتبان بن مالک ہے قبا میں امام تھے اور بہت ضعیف البصر تھے گویا نابینا تھے اس لئے بارش کے موقع پر گھر ہی نماز ادا کرنی پڑتی ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ میرے مکان میں کسی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اسکو نماز کے لئے متعین کرلوں آپ نے وعدہ فرمالیا اور دن چڑھے تشریف لے گئے اسوقت یہ اپنی اہلیہ کے ساتھ مشغول تھے آپ نے دروازہ پر دستک دی تو یہ سمجھ گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فوراً بلا انزال باہر آگئے آپ نے تاڑلیا کہ اہلیہ کے ساتھ مشغول تھے اور بغیر انزال آگئے اس لئے ارشاد فرمایا " لعلنا اعجلناک " شاید ہم نے تمہیں جلدی بلالیا انہوں نے اقرار کیا اور غسل کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا " انما الماء من الماء " رہا ابن عباس کا قول " انما الماء من الماء فی الاحتلام " سو یہ حدیث کی تاویل میں نہیں فرمایا بلکہ ایک سائل کے سوال کے جواب میں فرمایا جس نے احتلام بلا انزال کے بارے میں سوال کیا تھا اور جواب میں تبرکاً الفاظ حدیث کو استعمال کیا جس کو بیان المسئلہ بعنوان الحدیث کہتے ہیں۔ فیض الباری

لامهر اقل من عشرة دراهم کا ماخذ

ارشاد فرمایا کہ حدیث " لامهر اقل من عشرۃ دراهم " (دس درہم سے کم کوئی مہر نہیں) کو ابن ہمام نے فتح القدیر ۲ میں دار قطنی

وابن ابی حاتم سے نقل کرکے ابن حجر کا قول لکھا کہ یہ حدیث حسن سے کم درجہ کی نہیں

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ کی توجیہہ

ارشاد فرمایا کہ حدیث "من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر" (جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس نے کفر کیا) کی توجیہہ یہ ہے غیر ناو للقضاء وغیر خائف من العقاب گویا حدیث اپنے ظاہر پر نہیں (بلکہ اس صورت کے ساتھ مخصوص ہے جب کہ قضا کی نیت نہ ہو اور عقاب خداوندی کا خوف نہ ہو)۔

لعن اللہ المحلل والمحلل لہ کا محمل

ارشاد فرمایا کہ حدیث "لعن اللہ المحلل والمحلل لہ" (اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے حلال کرنے والے پر اور اس شخص پر بھی جسکے لئے عورت حلال کی گئی ہے) کا محل وہ صورت ہے جب کہ حلالہ پر اجرت طے کرلی جائے یا طلاق دینے کو شرط کرلیا جائے اگر طلاق کو شرط نہ ٹھیرائے اور نہ ہی اجرت طے ہو بلکہ اپنے جی میں سکھے کہ ایک دو روز رکھ کر طلاق دیدوں گا۔ تاکہ بیچارے زوج اول کا گھر ویران نہو بچے ضائع نہوں تو یہ جائز ہی نہیں بلکہ اس پر اجر ملتا ہے۱۲ " د " ج ۲ ص ۵۴۰

مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحْيَانِيْ حدیث کے الفاظ ہیں

ارشاد فرمایا (ایک طالب علم کے سوال پر) کہ من احیا سنتی فقد احیانی حدیث ہے اسی معنی کی اور حدیث "من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا" (جس نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہو چکی تھی تو اس کو ان لوگوں جیسا اجر ملیگا جو اسپر عمل کریں گے اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ کیجائے گی) اور

بعض روایت میں اسطرح ہے "من تمسك بسنتي عند فساد امتي فله اجر مأئة شهيد" (جس نے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا میری امت کے بگاڑ کے وقت تو اس کو سو شہیدوں جیسا اجر ملیگا) دونوں روایت مشکوٰۃ شریف صـ۳۰ ج ۱ پر موجود ہیں صاحب مشکوٰۃ نے ہر حدیث کے متعلق اس کتاب کا حوالہ دیا ہے جس سے وہ حدیث لی ہے مگر ان میں سے ایک حدیث (دوسری) ایسی ہے کہ اس کے بعد اس کتاب کا حوالہ نہیں دیا جس سے اس کو لیا ہے بلکہ جگہ یوں ہی خالی ہے۔

النکاح من سنتی مستقل حدیث ہے اور من رغب عن سنتی مستقل حدیث ہے

ارشاد فرمایا کہ "النكاح من سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني" ایک حدیث نہیں بلکہ دو مستقل حدیث ہیں۔ "النکاح من سنتی" مستقل حدیث ہے اور "من رغب عن سنتی فلیس منی" مستقل حدیث ہے۔ دونوں الگ الگ موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہیں۔

قرأۃ خلف الامام کی کراہت کا مستدل

ارشاد فرمایا کہ (قرأۃ خلف الامام کی کراہت پر دلالت کرنے والی) حدیث "اذا قرأ فانصتوا" (جب امام قرأۃ کرے تو تم خاموش رہو) کو امام مسلم نے صحیح مسلم شریف میں نقل فرما کر اس کے بارے میں "صحيح عندي" (میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے) فرمایا ہے لیکن دار قطنی نے اس کے ہم معنی حدیث اپنی کتاب میں ذکر کی تو کہا کہ اس حدیث کی سند میں حسن بن عمارہ اور (امام) ابو حنیفہ ضعیف ہیں جب کہ وہ اسی کتاب دار قطنی میں اس کے علاوہ پینتیس ۳۵ روایات امام صاحب کی سند سے لائے ہیں مگر وہاں کوئی کلام نہیں کیا عینی نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد دار قطنی پر بہت لے دے کی ہے کہ اسکو حیا نہیں آتی امام ابو حنیفہ جیسے شخص کو ضعیف کہتا ہے میدان حشر میں اس سے سوال ہوگا اس نے یہ کہہ کر ایسے

بڑے پہاڑ کو اٹھایا ہے جسکا وہ متحمل نہیں۔

سفر برائے زیارتِ قبور کا مستدل

ارشاد فرمایا کہ امام غزالیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ حدیث "کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور الا فزوروھا" (میں نے پہلے زیارتِ قبور سے منع کر دیا تھا سو اب انکی زیارت کر لیا کرو) عام ہے کہ قبور اپنی بستی میں ہوں یا دوسری بستی میں ہوں۔[1] (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیارتِ قبور کے لئے سفر بھی جائز ہے جیسا کہ مسائل فقہیہ کے تحت حضرت دام مجدہ کے ملفوظات میں آرہا ہے)۔

عورتوں سے مشورہ

ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں ابن مسعودؓ کا ارشاد ہے "شاوروھن وخالفوھن فان الخیر و البرکۃ فی مخالفتھن" (عورتوں سے مشورہ تو کرو مگر انکی مخالفت کرو کہ خیر و برکت انکی مخالفت میں ہے) اور حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے "طاعۃ النساء ندامۃ" (عورتوں کی طاعت ندامت کا سبب بنتی ہے)۔ "مو" ص۵

طلقاتِ ثلٰث کے عدمِ وقوع پر غیر مقلدین کا استدلال

ارشاد فرمایا کہ (ایک ہی مجلس میں) طلقاتِ ثلٰث کے عدمِ وقوع کے سلسلے میں غیر مقلدین (اپنے مسلک پر) حضرت ابن عباسؓ کے اس اثر کو پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اسی طرح صدیق اکبرؓ کے عہدِ خلافت میں اور اسی طرح حضرتِ عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سال تک تین طلاق ایک ہی شمار ہوتی تھی اس کے بعد حضرت عمرؓ نے تین طلاق کو تین ہی طلاق کا حکم دیا ابن الترکمانی نے اس اثر کو "الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی" میں رد کیا ہے کہ یہ وہم ہے بلکہ قبیل غلط سے ہے علماء نے اس کو قبول نہیں کیا۔ "بذ" ج ۳ ص۲۷ پر بھی اس کے متعدد جواب مذکور ہیں

[1] "ح" ج ۱ ص۲۳۳

اجتماعی دُعا

ارشاد فرمایا کہ کنز العمال میں روایت ہے کہ جب کوئی قوم جمع ہو کر اس طرح دعا کرے کہ بعض دعا کریں اور بعض آمین کہیں تو حق تعالیٰ شانہٗ انکی دعا کو قبول فرماتے ہیں (اس سے معلوم ہوا کہ اجتماعی دُعا مشروع ہی نہیں بلکہ اقرب الیٰ الاجابت ہے)۔

بندوں کے اعمال کی پیشی

ارشاد فرمایا کہ (حدیث میں ہے) پیر و جمعرات کے روز بندوں کے اعمال جناب باری عز اسمہٗ میں پیش ہوتے ہیں اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان ایام میں روزہ رکھتے تھے اور وجہ یہ بیان فرماتے تھے کہ میرا نامۂ اعمال (خداوند قدوس کے سامنے) روزہ کی حالت میں پیش ہو۔[۱] رہا یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بھی بندوں کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں سو یہ بھی بلاتعیین یوم ثابت ہے۔

حضور علیہ السلام سے قہقہہ ثابت نہیں

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قہقہہ ثابت نہیں البتہ ضحک گاہے ثابت ہے[۲] (اکثر آپ کی ہنسی تبسم (مسکرانا) ہوتی تھی)[۳] بعض صحابہ کرام رضی کو قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھ کر ارشاد فرمایا "لو رأیتم ما اریٰ لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً" (اگر تم ان چیزوں کو دیکھ لو جن کو میں دیکھتا ہوں تو تمہارا ہنسنا کم ہو جائے اور رونا زیادہ ہو جائے)۔ "غ" ج ۲ ص۹۶ بلفظ علم

حضرت امام ابو حنیفہ کے متعلق پیشین گوئی

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی کی ران پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ان میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو علم کو اگر ثریا پر بھی ہوگا تو وہاں سے لے آئے گا۔ حضرات علما کی رائے یہ ہے کہ یہ اشارہ امام ابو حنیفہ رح کی طرف ہے کیونکہ وہ فارسی النسل ہیں۔ "غ" ج ۲ ص۲۷

[۱] "ت" ج ۱ ص۱۵۷ – [۲] "ع" ج ۲ ص۳۶۳ [۳] شیم ص۱۵

قول صحابی حجت ہے

ارشاد فرمایا کہ قول صحابی حنفیہ کے نزدیک حجت ہے جب کہ اس کے خلاف کسی صحابی سے نکیر وارد نہو۔ [۱]

ضیافت میں فرق مراتب

ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہؓ نے ایک سائل کو روٹی کا ٹکڑا عنایت فرمایا اور ایک سائل کا دسترخوان پر اعزاز فرمایا کسی نے دونوں میں فرق کرنے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا "امرنا ان ننزل الناس علی منازلھم" [۲] ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ لوگوں سے ان کے مرتبہ کے مطابق برتاؤ کریں

ارشاد فرمایا کہ ابن عمرؓ نے دعوت میں مختلف قسم کے کھانے تیار کئے اور مختلف قسم کے خوان لگائے اور پھر یہ ارشاد فرمایا (مدعوین سے) کہ جس کو جہاں بٹھلایا جائے وہ وہیں بیٹھے چنانچہ ہر شخص کو اس کے درجہ کے مطابق خوان پر بٹھلایا۔

احقر جامع و مرتب عرض کرتا ہے کہ ان ہر دو واقعہ سے معلوم ہوا کہ دسترخوان پر سب کیلئے ایک ہی قسم کا کھانا ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی سب کے لئے ایک قسم کا کھانا نہونا مذموم ہے بلکہ دعوت کنندہ کو اختیار ہے کہ وہ ہر شخص کے مرتبہ کے مطابق اسکو سب کے سامنے ممتاز کھانا کھلائے یا سب کو ایک ہی قسم کا کھانا کھلائے۔

کثرت سجود

ارشاد فرمایا کہ ایک صحابی ربیعہ بن کعبؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر میں خدمت کرتے پانی لاکر دیتے ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ مانگو کیا مانگتے ہو انہوں نے عرض کیا "مرافقتك فی الجنة" یعنی جنت میں آپ کی معیت مانگتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسکے سلاوہ کچھ انہوں نے عرض کیا "ھوذاك" مجھے تو یہی چاہیئے آپ نے فرمایا "فأعنی علی نفسك بكثرة السجود" اپنے نفس کے خلاف کثرت سجود سے میری مدد کرنا یعنی نمازیں کثرت سے پڑھنا کہ جتنی نمازیں زیادہ ہونگی سجدہ زیادہ ہوں گے۔ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۸۴۔

---

[۱] "نو" ص ۳۲۲ [۲] "بذ" ج ۵ ص ۲۴۷

مسائلِ فقہیہ

فتویٰ کفر میں احتیاط

ارشاد فرمایا کہ کفر آخری جرم ہے اس کا فتویٰ بھی سب سے آخر میں ہے پھر فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی کافر کو زندگی بھر کافر نہ کہے تو اسپر کوئی مؤاخذہ نہیں اور اگر کسی مسلمان کو کافر کہدے تو اسپر شدید مؤاخذہ ہے نیز فرمایا کہ یہ تو نجات کا ذریعہ ہے کہ بے دینوں کو دیندار کیا جائے کافر کو مسلمان بنایا جائے۔ بے نمازیوں کو نمازی بنایا جائے۔ لیکن مسلمان کو کافر کہا جائے یہ نجات کا ذریعہ نہیں ہے۔

قبر کی مٹی مریض کو لگانا

ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کی قبر سے مٹی اٹھا کر اس کو تبرکاً بغرض شفا مریض پر لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں مگر پہلے صاحب قبر کے وارث سے مٹی اٹھانے کی اجازت لے لے اس کے بعد فرمایا کہ مریض پر بغرض شفا مٹی ملنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ عملیات کے تحت وہ حدیث مذکور ہے یہ وضاحت

شفا یا رسول اللہ کہنا

ارشاد فرمایا کہ آسیب زدہ کو جھاڑ پھونک کے وقت شفا یا رسول اللہ کہنا درست نہیں اس لئے کہ شافی صرف حق تعالیٰ شانہٗ ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شافی نہیں اس لئے کہ آپ علیہ السلام کو بخار بھی آیا دردِ سر بھی ہوا۔ غرض کہ آپ بیمار ہوئے اور شافی بیمار نہیں ہوا کرتا۔

امکانِ کذب

ارشاد فرمایا کہ امکانِ کذب کا مسئلہ جسکو بریلوی لوگ نہایت اہمیت دیتے ہیں اور مشائخ دیوبند

پر اعتراض کرتے ہیں نہایت آسان مسئلہ ہے جس کا حل اس مثال سے ظاہر ہے کہ اگر زید مثلاً اپنے قائم ہونے کی صورت میں اَنَا قائم کہے تو یہ صحیح ہے لیکن اس خبر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ قعود پر قادر نہو بلکہ فی الحال قائم ہونے کے باوجود وہ قعود پر قادر ہے اسی طرح حق تعالیٰ شانہٗ نے جن لوگوں کے بارے میں نام بنام جہنمی ہونیکی خبر دی ہے اس کا وقوع یقینی ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حق تعالیٰ شانہٗ ان کو جنت میں بھیجنے پر قادر نہو بلکہ قادر ہے گو اس کا وقوع نہو گا۔

بریلویوں کا فریب

ارشاد فرمایا کہ بریلوی لوگ خواہ مخواہ باتیں بناتے ہیں ان کے پاس اپنے دعوی پر دلیل نہیں حضرات علماء دیوبند کی عبارتوں میں تحریف کر کے غلط مطلب نکالتے ہیں یا ان کا قول نہونیکے باوجود ان کی طرف نسبت کرتے ہیں مثلاً حضرت گنگوہیؒ کیطرف منسوب کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ علیہ السلام کا جسم مٹی میں مل کر خاک ہوگیا اور فتاویٰ رشیدیہ کا حوالہ دیتے ہیں حالاں کہ یہ غلط ہے اس لئے کہ یہ حضرت گنگوہیؒ کا قول نہیں بلکہ ایک سائل کے سوال میں ہے سائل نے سوال کیا ہے کہ زید کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مٹی میں مل کر خاک ہوگیا اس کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ حضرت نے (فتاویٰ رشیدیہ میں) جواب لکھا ہے کہ اگر زید کی مراد یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کو انتقال کے بعد قبر میں دفن کیا گیا ہے تو اس کا قول صحیح ہے اور اگر اسکی مراد یہ ہو کہ آپ کا جسم مٹی ہو گیا تو اس کا قول غلط ہے کیونکہ نبی کا جسم محفوظ ہوتا ہے اسے مٹی نہیں کھا سکتی (ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاءؑ) سو دیکھیئے کہ قول کسی کا اور نسبت حضرت گنگوہیؒ کیطرف یہ تو ایسا ہی ہے کہ نصاریٰ کہیں عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت قرآن پاک سے ثابت ہے اور استدلال میں قول باری تعالیٰ "ان اللہ ھو المسیح بن مریم" کو پیش کریں اور اس سے پہلے جملہ "لقد کفر الذین قالوا" کو نظر انداز کردیں۔

حق تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونیکے معنی

ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ حاضر و ناظر ہے اسکو ماننے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا مگر حاضر و ناظر کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہر جگہ موجود و متقید ہے بلکہ حاضر سے مراد عالم اور ناظر سے مراد رائی (دیکھنے والا) ہے جیساکہ درمختار میں ہے۔

اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں ما نافیہ نہیں

ایک صاحب نے عرض کیا کہ بدعتی لوگ حق تعالیٰ شانہ کے قول اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں ما کو نافیہ مانکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ یہ غلط ہے اس لئے کہ انّ حرف مشبہ بالفعل کے بعد ما نافیہ نہیں آیا کلام عرب میں اسکی نظیر نہیں ہے البتہ ما کافہ آتا ہے یہاں بھی وہی ہے۔

مسئلہ حلت غراب

ارشاد فرمایا کہ مسئلہ حلت غراب دیوبندیوں اور بریلویوں میں مختلف فیہ ہے حالانکہ یہ مسئلہ ان میں مختلف فیہ نہ ہونا چاہئے تھا اس لئے کہ یہ مسئلہ تو قرن اول ہی سے مختلف فیہ ہے چنانچہ امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے معلوم کیا کہ کوا حلال ہے یا نہیں تو آپ نے حلال بتلایا آپ کا مذہب بھی یہی ہے کہ کوا بلا کراہت حلال ہے ابو یوسف البتہ کراہت کے ساتھ حلال کہتے ہیں پس امام صاحب کے قول کے مطابق ان بریلویوں کو بلا کراہت حلت کا قائل ہونا چاہیئے اس لئے کہ ان کا کہنا ہے کہ ہم نہ یوسفی ہیں نہ شیبانی بلکہ حنفی ہیں پس حنفی ہونے کا مقتضی یہ ہے کہ وہ بلا کراہت حلال کہیں جیساکہ ہم کہتے ہیں مگر وہ حرام کہتے ہیں پھر حنفی کیونکر ہوئے۔

حضور علیہ السلام کا سایہ

ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے والد صاحبؒ سے معلوم کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا یا نہیں تو فرمایا کہ میں نے حضرت گنگوہیؒ سے معلوم کیا تھا تو فرمایا تھا کہ مگر ؒ نہ جانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا (اسکے بعد حضرت دام مجدہ نے فرمایا) کہ مولانا گنگوہیؒ کے

قول بگڑ نہ جاتا کا مطلب یہ تھا کہ بریلویوں کیطرح نور سمجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار نہ کر دینا پھر فرمایا کہ اس مسئلہ میں دوسرا قول یہ بھی ہے کہ آپ کا سایہ تھا۔ [۱]

حضور علیہ السلام کے جسد اطہر پر مکھی نہیں بیٹھی

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔ کسی صاحب نے دریافت کیا کہ کیا اس میں بھی اختلاف ہے تو فرمایا کہ نہیں اس میں ایک ہی قول ہے۔ [۲]

جذامی کا مسجد میں دخول

ارشاد فرمایا کہ جذام والے شخص کو مسجد میں داخل ہونا صحیح نہیں [۳] چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک مجذومہ تھی (جسکو جذام کا مرض تھا لوگوں کو اس سے اذیت ہوتی تھی اور لوگ اسکو اذیت دیتے تھے آپ نے اسکو مسجد حرام میں طواف کیلئے آنے سے منع کر دیا تھا کہ نماز کیلئے آنا تو پہلے ہی سب عورتوں کیلئے بند کر دیا گیا تھا) حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد اس سے لوگوں نے کہا کہ جنہوں نے تجھ کو مسجد میں آنے سے منع کر دیا تھا وہ انتقال فرما گئے اب چلی جایا کر تو کہنے لگی کہ ایسا شخص نہیں کہ زندگی میں اسکی بات مانی جائے اور مرنے کے بعد نہ مانی جائے [۴]

اذانِ خطبۂ جمعہ کا جواب

ارشاد فرمایا کہ اذانِ خطبۂ جمعہ کا جواب مقتدی زبان سے نہ دیں [۵] دل میں کہہ لیں البتہ امام زبان سے بھی جواب دے سکتا ہے [۶] اور امام کو کسی منکر پر نکیر کرنے کی بھی گنجائش ہے اور بضرورت کلام بھی کرسکتا ہے (یعنی خطبہ کے درمیان میں) «ب» ج ۲ ص ۱۵۹ [۷]

اقامت کا جواب

ارشاد فرمایا کہ اقامت کا جواب دینا مستحب ہے (جیسا کہ اذان کا جواب دینا مستحب ہے) مولانا ارشاد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند جو حضرت کی مجلس میں تھے فرمانے لگے کہ ہمارا اس پر عمل تو کیا ہوتا اس کو بیان کرنا اور بتلانا بھی چھوڑ دیا۔

---

[۱] جیسا کہ گلدستہ سلام ص ۲۸ پر حادی الارواح الی بلاد الافراح لابن القیم الجوزیہ جلد اول باب اول ص ۲۴ کے حوالہ سے حدیث نقل کی گئی ہے اس میں لقد رأیت ظلی وظلکم جملہ ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہونا ثابت ہوتا ہے واللہ اعلم ۔ ف [۲] حضرت اقدس دام مجدہم کے شعر۔ السلام اے فضلہ اش ہرگز ندیدہ ہیچ کس ۔ السلام اے پیکر نشستہ برجسمش مگس ۔ کے مصرعہ ثانیہ میں اسی کو بیان فرمایا ہے ۔ ف

[۳] «د» ج ۱ ص ۲۹۹ [۴] «د» ج ۵ ص ۸ [۵] «ص» ج ۲ ص ۲۳۳ [۶] «د» ج ۲ ص [illegible]

(ج ۱ ص ۱۲۱، «ص» ج ۲) [illegible]

امام کو مصلی پر کب کھڑا ہونا چاہیئے

ارشاد فرمایا کہ امام محمدؒ کی کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نماز کے لئے اسوقت کھڑا ہوتا ہے جب کہ مکبر حی علی الفلاح کہتا ہے تو امام صاحب نے فرمایا لاحرج پھر دریافت کیا کہ ایک شخص شروع اقامت سے ہی کھڑا ہو جاتا ہے تب بھی یہی ارشاد فرمایا لاحرج اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی گنجائش ہے کسی ایک پر نکیر کرنا غلط ہے مگر یہ یاد رہے کہ فقہاء کی عبارات یا امام صاحبؒ کے جوابات اس صورت پر محمول ہیں جب کہ امام پہلے ہی محراب کے قریب بیٹھا ہو اور اب تکبیر کا وقت ہوا ہو۔ یہ صورت کہ امام تکبیر کے وقت آکر مصلی پر بیٹھ جائے اور جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑا ہو جائے یہ ثابت نہیں حضرات صحابہ کرام کا عمل ابتداء یہ تھا کہ جب جماعت کا وقت ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے بلکہ آپ کو دیکھنے سے پہلے ہی کھڑے ہو جایا کرتے تھے نبی کریم علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ارشاد فرمایا: لاتقوموا حتی تروني یعنی جب تک مجھ کو نہ دیکھ لیا کرو کھڑے نہوا کرو اس کے بعد ان حضرات کا عمل یہ ہو گیا کہ حضرت بلالؓ جو مؤذن تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرتے رہتے تھے حتی کہ جب آپ کے حجرۂ طیبہ پر سے ٹاٹ کا پردہ اٹھتا اور اندازہ ہوتا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں جماعت کرانے کے لئے تو فوراً تکبیر شروع کر دیتے اور دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو کر صفوں کی درستگی میں لگ جاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلی پر پہنچنے تک سب کھڑے ہو جاتے اور صفیں درست کر لیتے۔ "بذ" ج ۱ ص ۳۰۶

قیام۔ رکوع۔ سجود میں تجزیہ نہیں

ارشاد فرمایا کہ نماز فرض میں قیام جتنا بھی ہوگا سب فرض ہی ہوگا ایسا نہیں کہ بقدر تین آیت قراۃ کرنے کے فرض ہو اور باقی فرض نہو۔ جیسے رکوع تین تسبیح کے بقدر کرے تو بھی فرض ہوگا اور اس سے زیادہ تسبیح کے بقدر کرے تو بھی فرض ہوگا اس میں تجزیہ نہیں کہ کچھ فرض ہو اور کچھ نفل۔ شامی ج ۱ ص ۲۹۹

سہواً سلام پھیر کر کلام کرنے سے نماز کا اعادہ

ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر بھول کر سلام پھیر دے اور بات چیت کر لے پھر مقتدیوں کے یاد دلانے پر باقی ماندہ رکعت پڑھا دے تو کیا نماز ہو جائے گی ارشاد فرمایا کہ اسطرح نماز نہ ہوگی اور حدیث ذوالیدین رضؓ سے شبہ نہ ہو اس لئے کہ وہ منسوخ ہے وہ اس وقت کی بات ہے جب کہ نماز میں کلام کرنا جائز تھا[1] حدیث ذوالیدین رضؓ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت والی نماز میں (عصر یا ظہر میں) دو رکعت پر سہواً سلام پھیر دیا حضرت ذوالیدین رضؓ نے عرض کیا نماز میں قصر ہو گیا یا آپ بھول گئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ علیہ السلام نے فرمایا ان میں سے کچھ بھی نہیں ہوا انہوں نے عرض کیا کہ کچھ تو ہوا ہے اسپر آپؐ نے دوسرے صحابہ سے دریافت فرمایا انہوں نے حضرت ذوالیدین رضؓ کی تصدیق کی تب آپ نے دو رکعت اور پڑھا کر نماز پوری کر دی۔ "خ" ج ۱ ص ۱۶۴

نماز میں قرآن پاک غلط پڑھ کر صحیح پڑھ دینا

ارشاد فرمایا کہ نماز میں قرآن پاک غلط پڑھ کر پھر صحیح پڑھ دینے سے نماز کے فساد کے متعلق فقہاء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے دوسرا یہ کہ فاسد نہیں ہوتی[2] ان دونوں میں تطبیق یوں دی جا سکتی ہے کہ پہلا قول فرض نماز سے متعلق ہے اور دوسرا قول تراویح سے متعلق ہے اس لے کہ تراویح میں پورا قرآن پاک ختم کرنا مقصود ہوتا ہے اس لئے اس میں اسطرح کی غلطی ہو جانا نادر نہیں بخلاف فرائض کے کہ ان میں ایسی غلطی نادر ہے (اسکی تائید اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے کہ) ایک مرتبہ سہارنپور میں ایک امام نے نماز کے اندر فسنیسّرہ للیسریٰ کے بجائے فسنیسّرہ للعسریٰ پڑھا پھر صحیح پڑھ دیا مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیملپوری صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم نماز میں موجود تھے انہوں نے سلام پھیر دینے کے بعد فرمایا کہ نماز نہیں ہوئی مولانا اسعد اللہ

[1] "د" ج ۱ ص ۳۱۳ [2] "م" ۱۲" ج ۱ ص ۸۳

صاحب بھی تشریف فرما تھے انہوں نے عرض کیا کہ دوبارہ صحیح پڑھ دیا ہے مولانا نے فرمایا کہ جب ایک مرتبہ ٹوٹ گئی تو پھر نہیں جڑتی۔

زلۃ القاری کی ایک صورت

ارشاد فرمایا کہ نماز میں مثل الذین حملوا التوراۃ ثم لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارا - سے اگر ثم لم یحملوھا چھوٹ جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ ماقبل کے لئے صفت کے درجہ میں ہے اور صفت اور خبر کا حذف شائع ذائع ہے

سبحان ربی العظیم کو زا سے پڑھنا

ارشاد فرمایا کہ رکوع میں سبحان ربی العظیم کو بجائے ظاء کے پڑھنے کے اگر زا سے پڑھ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی پھر ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ کے نام میں جو حرف ہے اگر اسکے صحیح پڑھنے پر قادر نہ ہو تو فقہاء نے لکھا ہے کہ اسکے بجائے دوسرا اسم کہہ دے جو اسکے ہم معنی ہو مثلاً عظیم حق تعالیٰ شانہ کے اسماء میں سے ہے اگر اسکو صحیح کہنے پر قادر نہ ہو تو سبحان ربی العظیم کے بجائے سبحان ربی الکریم کہہ دے

نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا ثبوت مشکل ہے[1] آپ علیہ السلام تو ان فرض نمازوں کے بعد جنکے بعد سنن ہیں کبھی یہ کہتے: اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام۔ اور کبھی یہ کلمات کہتے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد کبھی بعض

---

[1] گو مطلقاً دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے بلکہ ہاتھ اٹھا کر ہی دعا کرنے کی عادت مبارکہ تھی ... صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا فرض ... ہاتھ اٹھا کر ... فرمایا گیا ہے ... عباس قال قال رسول اللہ ... حدیث ... دوسری حدیث ... ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بھی فرمایا ہے ... اسألوا اللہ ببطون اکفکم ... حدیثیں مجموعہ ابو داؤد شریف جلد اول ... پر موجود ہیں۔ اسی طرح صلوٰۃ استسقاء کے بیان میں ... رافعا ... قبل وجہہ ... ابو داؤد شریف ج اول ...

ے بہشتی ج ۱ ص ۳۲۵

دوسرے کمالات - "مش" ج ۱ ص ۸۸

عیدین اور نماز جنازہ کے بعد دعا

حافظ محمد طیب صاحب خلیفہ و مجاز حضرت مدنی رہ مالک مکتبہ نعمانیہ دیوبند کے استفسار پر فرمایا کہ عید کی نماز کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کرنا صراحۃً منقول نہیں البتہ ثابت ہے عمل الیوم واللیلۃ (کتاب کا نام ہے) میں حدیث ہے "کہ جب بندہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ کو اس کے رد کرنے میں حیا آتی ہے" اس حدیث میں بعد کل صلوٰۃ کا لفظ ہے جو کلیہ ہے عیدین کی نماز بھی اس میں داخل ہے جو داخل نہیں مانتے وہ مستثنیٰ دکھلائیں حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ کیا نماز جنازہ بھی اس میں داخل ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ نماز جنازہ اس میں داخل نہیں اس لئے کہ لفظ صلوٰۃ مطلق ہے اس سے فرد کامل مراد ہے اور وہ رکوع و سجود والی نماز ہے بلکہ نماز جنازہ حقیقۃً نماز ہی نہیں دعا ہے مجازاً اس کو نماز کہا جاتا ہے اس لئے اس کے بعد دعا کرنا مکروہ ہے۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں ایسا ہی ہے۔

خطبۂ عیدین کے بعد دعا

حافظ صاحب موصوف ہی کے استفسار پر فرمایا کہ خطبۂ عید کے بعد دعا کرنا اور نماز عید کے بعد دعا نہ کرنا اس کے متعلق کسی نے حضرت تھانویؒ سے سوال کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ حدیث پاک میں "دبر کل صلوٰۃ دعوۃ مستجابۃ" وارد ہوا ہے جس میں ظاہر یہ ہے کہ بعدیت سے مراد بعدیت متصلہ ہے نہ کہ بعدیت منقطعہ اس لئے نماز عید کے بعد دعا کرنا اور خطبہ کے بعد دعا کرنا تغییر سنت ہے۔[۱]

مرور اور تنحی میں فرق

ایک طالب علم کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ مرور بین یدی المصلی (نمازی کے سامنے سے گزرنا) اور تنحی (سامنے سے ہٹ جانا) میں فرق ہے مرور ممنوع ہے اور تنحی جائز ہے۔[۲]

وتر کے بعد والی نفل کسطرح پڑھے

کسی صاحب نے دریافت کیا کہ وتر کے بعد والی نفل بیٹھ کر افضل ہے یا

کھڑے ہوکر تو ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ تو بیٹھ کر ہی ادا فرماتے تھے کسی نے پوچھا کہ بیٹھ کر پڑھنے میں تو آدھا ثواب ہے تو ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بیٹھ کر ہی پڑھتے تھے اس لئے بیٹھ کر پڑھنے میں اتباع زیادہ ہے گو ثواب آدھا ملے اور حضرت تھانویؒ اکثر کھڑے ہوکر ادا فرماتے (کہ عزیمت کھڑے ہوکر ہی ادا کرنا ہے) اور کبھی کبھی بیٹھ کر ادا کرتے۔ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ (ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور و خلیفۂ حضرت تھانویؒ) نے اسکی وجہ معلوم کی تو فرمایا کہ کبھی کبھی بیٹھ کر اس لئے پڑھتا ہوں کہ نفس کو غرور نہو کہ عزیمت پر عمل کررہا ہے مولانا ارشاد صاحب مبلغ دار العلوم دیوبند نے جو حضرت کی مجلس میں تھے فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کا معمول بھی بیٹھ کر پڑھنے کا تھا اس کے بعد حضرت دام مجدہٗ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے لئے طویل قیام کرتے حتیٰ کہ قدمہائے مبارک پر ورم آجاتا[1] اس کے بعد وتر پڑھتے اور نفل بیٹھ کر ادا فرماتے کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ان نفلوں کو کھڑے ہوکر شروع فرماتے پھر ضعف کیوجہ سے بیٹھ جاتے اور طویل قراۃ کرتے پھر رکوع کے قریب کھڑے ہوجاتے اور کچھ قراۃ کرکے رکوع فرماتے اس سے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کا طبعی تقاضہ تو کھڑے ہوکر ہی ادا فرمانے کا تھا مگر اس ضعف اور طویل قیام کیوجہ سے[2] بیٹھ جاتے پھر یہ بھی ہے کہ آپ علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آپ بیٹھ کر نفل ادا فرماتے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ مجھے بیٹھ کر ادا کرنے میں بھی پورا ثواب ملتا ہے آدھا نہیں ملتا مشکوٰۃ شریف باب القصد فی العمل ج ۱ ص۱۱۰۔

جہاں نماز جمعہ جائز نہیں وہاں جمعہ ادا کرنا

ارشاد فرمایا کہ جس بستی میں جمعکی نماز جائز نہیں وہاں جمعہ کی نماز پڑھنے سے فریضہ ادا نہ ہوگا اگر اکراہ کیا جائے تو نفل کی نیت سے شریک ہوجائے اور بعد میں ظہر پڑھ لے اور اگر امام بنایا جائے (نماز جمعہ کے لئے ایسی جگہ) تو امامت قبول نہ کرے اکراہ کیا جائے تو نماز پڑھادے مگر نماز سے قبل منبر پر

[1] "خ" ج ۱ ص۱۵۱ [2] "م" ج ۱ ص۲۵۲

مسئلہ بیان کر دے کہ یہاں جمعہ کی نماز جائز نہیں مجھے زبردستی امام بنایا گیا ہے۔

بعض لوگ جمعہ نہ پاسکیں تو ظہر پڑھیں

ارشاد فرمایا کہ اگر کچھ لوگ نماز جمعہ سے رہجائیں کسی بھی مسجد میں ان کو نہ مل سکے تو ان کے لئے جمعہ کی نماز پڑھنا درست نہیں بلکہ ظہر پڑھیں در مختار میں یہ جزئیہ موجود ہے۔ "ب" ج ۲ صفحہ ۱۵ میں بھی ہے

خطبہ کی مقدار

ارشاد فرمایا کہ خطبہ اتنا لمبا نہیں جتنا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ ایک مرتبہ الحمدللہ یا سبحان اللہ کہہ دینا بھی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک کافی ہے البتہ صاحبینؒ کے نزدیک طویل ذکر چاہیئے جسکی ادنیٰ مقدار بقدر تشہد ہے

چوری کے کپڑے میں نماز

ارشاد فرمایا کہ ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس میں درزی نے کسی کا کپڑا بغیر اسکی اجازت کے لگا دیا ہو۔ فت ج ۴ صفحہ ۱۰۱

اوقات مکروہہ میں نماز جنازہ

ارشاد فرمایا کہ سورج نکلتے وقت، ڈوبتے وقت اور جب وہ سر پر ہو نماز جنازہ نہ پڑھیں۔ "م" ج ۱ صفحہ ۵

مسجد میں نماز جنازہ

ارشاد فرمایا کہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی متعدد صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ جنازہ امام اور مقتدی سب مسجد میں ہوں یہ بالاتفاق مکروہ ہے۔ دوم یہ کہ جنازہ مسجد سے باہر ہو اور امام و مقتدی مسجد میں ہوں یہ بھی مکروہ ہے۔ سوم یہ کہ جنازہ امام اور بعض مقتدی مسجد سے باہر ہوں اور بعض مقتدی مسجد میں ہوں یہ صورت بھی مکروہ ہے مگر کراہت میں تخفیف ہے۔

میت کے لئے دو قبر غلطی سے کھودی گئیں

ارشاد فرمایا کہ دفن میت کیلئے اگر غلطی سے دو قبر

کھود دی گئیں تو جس میں چاہے میت کو دفن کر دے اور دوسری کو بند کر دے

سفر برائے زیارت قبور

ارشاد فرمایا کہ زیارتِ قبور کے لئے سفر کرنا اس میں کوئی حرج نہیں جب کہ کوئی عارض مانع نہ ہو۔ کما یفہم من "ش" ج ا ص ۶۰۳

نماز جنازہ کے واسطے معتکف کو مسجد سے نکلنا

ارشاد فرمایا کہ معتکف نماز جنازہ کیلئے مسجد سے نہ نکلے البتہ استنجاء یا اسی کے مثل طبعی یا شرعی حاجت کی نیت سے نکلے اور نماز جنازہ بھی پڑھ لے تو درست ہے (جیسا کہ حضرت سہارنپوریؒ کا واقعہ بر ص ۱۱۸ آرہا ہے۔

معتکف کو وضو کیلئے مسجد سے نکلنا

حافظ محمد طیب صاحب مکتبہ نعمانیہ والوں کے استفسار پر فرمایا کہ معتکف وضو کے لئے مسجد سے باہر آسکتا ہے۔ "ش" ج ۲ ص ۱۳۲

ایصالِ ثواب کا ایک طریق

ارشاد فرمایا کہ مکتوبات مجدد الف ثانی میں لکھا ہے کہ ایصالِ ثواب کا یہ طریقہ کہ یا اللہ اس فلانی چیز کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا کر میرے فلاں عزیز کو پہنچا دے مجھے (حضرت مجدد الف ثانیؒ) پسند نہیں۔

حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ

ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ بقول حضرت ابو بکرؓ فرداً فرداً ہوئی ہے (جماعت سے نہیں ہوئی) اس لئے کہ آپ علیہ السلام کا جنازہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں رکھا ہوا تھا جس میں دو چار آدمی ہی جماعت سے پڑھ سکتے تھے اگر جماعت سے نماز ادا کیجاتی تو دوسرے لوگ محروم رہ جاتے اس لئے کہ تکرار نماز جنازہ بجماعت مشروع نہیں ہے۔ "او" ج ۲ ص ۳۶۹

ل "ش" ج ۲ ص ۱۳۲۔ بحر ج ۲ ص ۳۰۳ ۶۲۱

سونے والے کو نماز کے لئے بیدار کرنا

ارشاد فرمایا (معراج صاحب دیوبندی کے دریافت کرنے پر) کہ سوتے ہوئے شخص کو نماز کے لئے بیدار کر دینا صحیح ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مسجد میں سوتے ہوئے دیکھ کر ایک صحابی کو بیدار کرنے کے لئے ارشاد فرمایا خود اس لئے بیدار نہ فرمایا کہ بعض مرتبہ سونیوالا نیند پوری نہ ہونیکی سبب بیدار کرنے والے کو غلط سلط باتیں کہہ دیتا ہے اگر آپ علیہ السلام بیدار فرماتے تو ممکن تھا کہ وہ ایسی ویسی باتیں کہہ ڈالتا اور اس کا نقصان ہوتا اس لئے کہ شانِ نبوی میں گستاخی ہو جاتی اور اگر صحابی نے صحابی کی شان میں کچھ کہہ دیا تو اس میں وہ بات نہیں قرآن پر قرآن رکھنے سے بے ادبی نہیں قرآن پر کتاب رکھو تو بے ادبی ہے۔[ل]

عقد نکاح مسجد میں

ارشاد فرمایا (ایک سائل کے سوال پر کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرامؓ کا نکاح مسجد میں کیا ہے) مجھے اس کی تحقیق نہیں البتہ فقہاء نے لکھا ہے کہ عقد نکاح مسجد میں کرنا مستحب ہے پھر فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا اہتمام نہ ہوتا تھا (کہ نکاح مسجد میں ہو) کتب حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نکاح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا بلکہ آپ کو اس کا علم بھی بعد میں ہوا اسی طرح حضرت جابرؓ کے نکاح کا علم بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد سے واپسی پر ہوا پس اگر مسجد میں نکاح کا اہتمام ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور ان نکاحوں کا علم ہوتا۔ لکن کانوا یتزوجون من غیر علمہ وحضورہ

مہر فاطمی کی مقدار

ارشاد فرمایا کہ مہر فاطمی ایک سو بتیس تولہ چاندی ہے اگر اس کی قیمت دے تو یوم ادا کی قیمت معتبر ہوگی نہ کہ یوم نکاح کی۔

غیر کفو میں نکاح

ارشاد فرمایا کہ ہندوستان میں جو لوگ نومسلم ہیں اور وہ عرب سے نہیں آئے ان میں نسب کے اعتبار سے کفارت نہیں ہاں پیشہ

ل ۔ م "ج ۵ ص۳۲ ۔ ع "غ" ج ۲ ص ۔ "غ" ج ۲ ص ۷۷ للعلامہ ۔ فا

مالداری، علم، دیانت کے اعتبار سے کفارت ہے پس اگر اعلیٰ درجہ کے پیشہ والوں کی لڑکی بغیر ولی کی اجازت کے ایسے لوگوں میں اپنا نکاح کرلے جو پیشہ کے اعتبار سے حقیر سمجھے جاتے ہوں تو اس کا نکاح منعقد نہ ہوگا لہ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۲۹۲

بوقت طلاق جہیز کی واپسی

ارشاد فرمایا کہ لڑکی والے لڑکے (داماد) کو جو کچھ دیتے ہیں وہ تملیکا دیتے ہیں عاریتہً نہیں اور وہ جہیز نہیں ہوتا اس لئے طلاق ہو جانے پر لڑکی والوں کو اس کے مطالبہ کا حق نہیں جہیز تو وہ ہوتا ہے جس کو لڑکی والے اپنی لڑکی کو دیتے ہیں وہ لڑکی کا ہوتا ہے اس لئے بوقت طلاق اسکو واپس لینے کا حق ہے لڑکے والوں کو اسکے رکھنے کا حق نہیں ۔

بچہ ابوین میں سے کس کے تابع ہوگا

ارشاد فرمایا کہ بچہ دین میں خیر الابوین کے تابع ہوگا مثلاً ماں کتابیہ ہے اور باپ مسلمان ہے تو بچہ مسلمان ہوگا اور اگر ماں مجوسیہ ہے باپ نصرانی ہے تو بچہ نصرانی ہوگا لہ اور حریت و رقیت میں ماں کے تابع ہوتا ہے ماں آزاد ہے تو بچہ بھی آزاد ہوگا اور ماں باندی ہے تو بچہ بھی غلام ہوگا مگر ایسا بھی ہے کہ ماں باندی ہے اور بچہ آزاد ہے اسکی صورت یہ ہے کہ مولیٰ اپنی باندی سے وطی کرے پھر اس سے بچہ ہو اور مولیٰ بچہ کا دعویٰ کرے کہ میرا ہے تو یہ بچہ آزاد ہوگا اور باندی ام ولد ہوجائے گی ۔ "ب" ج ۳ ص ۲۳

کافر کو سلام

ارشاد فرمایا کہ سلام شعارِ اسلام ہے اس لئے کافر کو نہ کیا جائے عہ اگر کہیں پھنس جائے تو نیت ٹھیک کرلے یہ نیت کرے کہ اللہ اسکو سلامتی من الکفر اور ایمان کی توفیق عطا فرمائیں اسی طرح جواب میں صرف ہاتھ کا اشارہ کافی ہے یا مزاج پرسی بھی اس کے قائمقام ہوجائے گی اگر وہ السلام علیکم کہے تو جواب میں وعلیکم کہے اور یہی نیت سلامتی من الکفر اور ایمان کی کرلے ۔

لہ مفتی بہ قول یہی ہے گو دوسرا قول بھی ہے کہ نکاح تو منعقد ہو جائے گا البتہ ولی کو حق اعتراض حاصل ہوگا ۔ واللہ اعلم ۱۲ ف

لہ "ف" ج ۲ ص ۵۰۶ عہ "اد" ج ۶ ص ۳۷

سلام بوقت اذان

کسی صاحب نے دریافت کیا کہ اذان ہوتے وقت سلام کرنا کیسا ہے تو ارشاد فرمایا کہ مؤذن کو تو مکروہ ہے وہ اذان کہے گا یا سلام کا جواب دے گا اسی طرح غیر مؤذن کو بھی مکروہ ہے جب کہ وہ جواب میں مشغول ہو اگر جواب میں مشغول نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ "ش" ج ۱ ص ۳۱۵

عقیقہ کے لئے جانور خریدا تو متعین نہیں ہوا

احقر جامع کے سوال پر ارشاد فرمایا کہ عقیقہ کیلئے جانور خریدنے سے متعین نہیں ہوگیا اس کے بجائے دوسرا جانور اس سے بڑا ذبح کر دے تو جائز ہے۔

عقیقہ کیلئے جانور کو نامزد کرنے سے متعین نہیں ہوا

ارشاد فرمایا کہ عقیقہ کے لئے جانور متعین اور نامزد کر دینے سے متعین نہیں ہوجاتا اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کر دے تو درست ہے اس لئے کہ عقیقہ خود واجب نہیں کما فی الاضحیہ "ش" ج ۵ ص ۲۰۳

مُنْخَنِقَہ

ارشاد فرمایا کہ جس جانور کو گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو وہ ذبیحہ نہیں ذبح کے لئے تو حلق کی رگوں کا کاٹنا ضروری ہے اس لئے اس کا کھانا حلال نہیں وہ میتۃ (مردار) ہے۔ "ق"

بندوق کا شکار

ارشاد فرمایا کہ بندوق کا شکار ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ حلال نہیں صحیح بخاری شریف میں صید البندقہ کو حرام لکھا ہے۔ "خ" ج ۲ ص ۸۲۳

کفارہ یمین

ارشاد فرمایا کہ کفارہ یمین کے لئے ایک وقت بیس مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو کفارہ ادا نہ ہوگا صرف ایک وقت کیطرف سے کفایت کرے گا دوسرے وقت انہیں میں سے دس کو اور کھلا دے تو کفارہ ادا ہو جائے گا۔

کما فی الظہار "ب" ج ۴ ص ۱۰۹

جانور چرانیکی اجرت اس سے پیدا ہونیوالے بچہ کو طے کرنا

ارشاد فرمایا کہ جانور چرانے کی اجرت اس سے پیدا ہونے والے کل یا بعض بچے کو طے کر لینا درست نہیں بلکہ اسکی صورت صحیح یہ ہے کہ جانور والا دوسرے شخص (چرانیوالے) سے یہ کہے کہ جانور مثلاً دس روپے کا ہے اس کے نصف کو تم خرید لو اور اس میں شریک ہو جاؤ جب وہ خرید لے تو اب اس سے کہے کہ میں ثمن سے تم کو بری کرتا ہوں میرے پاس چرانے کا انتظام نہیں تم چراؤ اس کو وہ منظور کرلے تو اب جو اس سے پیدا وار ہوگی اس میں دونوں نصفا نصف رہیں گے۔ بچہ ہوگا تو اس میں شریک رہیں گے دودھ ہوگا تو اس میں شریک رہیں گے۔ "ف" ج ۴ ص۲۳۶ ۲۳۵

غیر مسلم کا پیسہ مسجد میں لگانا

ارشاد فرمایا کہ غیر مسلم کا پیسہ تعمیر مسجد کے لئے لے لینا صحیح ہے جب کہ یہ اندیشہ نہو کہ وہ اپنے مندر وغیرہ کی تعمیر میں مسلمانوں سے زبردستی یہ کہہ کر چندہ وصول کریں گے کہ ہم نے تمہاری مسجد میں چندہ دیا تھا تم ہمارے مندر میں چندہ دو اسی طرح اور بھی کسی قسم کا مفسدہ نہو۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ کار ثواب سمجھ کر دے رہا ہو۔ "ش" ج ۳ ص۳۶

عہدہ کے طلب گار کو عہدہ نہ دیا جائے گا

ارشاد فرمایا کہ جو شخص عہدہ طلب کریگا اس کو عہدہ نہ دیا جائے گا قول فقہاء ہے "طالب التولیۃ لا یولی" ارشاد نبوی ہے "من استعملنا المرتعاملہ"۔ "ن" ج ۲ ص۳۰۳ بلفظ آخر

حکم ووٹ

ایک شخص نے دریافت کیا کہ ووٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ امارت کے لئے شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے تین طریق تحریر کئے ہیں اول یہ کہ خلیفۂ سابق نامزد کر جائے جیسے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ کو نامزد کیا تھا۔ دوم یہ کہ ارباب حل وعقد اپنی

صوابدید کے مطابق کسی کو تجویز کرلیں. جیسے حضرت عمرؓ نے ۶ اشخاص کو جو ارباب حل وعقد تھے معاملہ سپرد کردیا تھا. سوم یہ کہ اپنی قوت قاہرہ سے غالب آجاتے جیسے یزید اسی لئے حضرت ابن عمرؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یزید اچھا آدمی نہیں مگر جب وہ اپنی قوتِ قاہرہ سے غالب آگیا تو امیر ہوگیا اور اسکی اطاعت واجب ہے اس سے معلوم ہوا کہ ووٹ کو شرعی حیثیت حاصل نہیں اور نہ ہی اس سے کوئی شرعاً امیر ہوتا ہے۔

لعنت بر یزید

ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فتاویٰ عزیزیہ میں امام احمد بن حنبلؒ اور علامہ کیا ہراسی سے یزید پر لعنت کا جواز نقل کیا ہے شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ نے بھی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں جگہ جگہ یزید پلید لکھا ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کا مسلک سکوت وتوقف ہے حضرت گنگوہیؒ نے بھی فتاویٰ رشیدیہ میں لعنت کرنے سے منع کیا ہے جس کا مبنی توقف ہی ہے امام غزالیؒ نے اپنی تصنیف احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ یزید وحجاج حتی کہ ابلیس پر لعنت کرنے سے کیا فائدہ سبحان اللہ الحمدللہ کہا جائے تو اس میں فائدہ ہے اس کے بعد فرمایا کہ یزید کے بارے میں کلام کرنے کی ضرورت ہی کیا پڑی ہے کیا اس کے بغیر نجات نہیں اس پر کونسا فقہی یا غیر فقہی مسئلہ معلق ہے۔

تصدق بمال الحرام

ارشاد فرمایا کہ تصدق بمال الحرام (مال حرام کا صدقہ کرنا) کو شامی میں معصیت لکھا ہے۔ "مس" ج ۲ ص ۲۶ -

اسپر ایک اشکال ہوتا ہے وہ یہ کہ ایک طرف تو تصدق بمال الحرام کو فقہاء معصیت کہتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی اجروثواب نہیں اور دوسری طرف اسپر اجر و ثواب بھی بتاتے ہیں جیسا کہ بدائع الفوائد سے العرف الشذی میں نقل کیا گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر دو امر ہیں

ایک یہ کہ نفس تصدق حرام سے ثواب کی نیت کرے اس اعتبار سے یہ معصیت ہے

دوسرے یہ کہ صدقہ تو بلانیت ثواب کرے مگر صدقۂ مال حرام کا شارع نے امر کیا ہے اور یہ اس کا امتثال کر رہا ہے اس امتثال پر ثواب کی امید رکھے اس اعتبار سے معصیت نہیں بلکہ موجب اجر و ثواب ہے ۔ "ع" ج ا ص ۳

ہندوستانی زمین میں عشر ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے کسی ملک کو فتح کر لینے کے بعد جو زمین کسی مسلمان کو ملی ہے اس میں عشر ہے اگر ذرا دیر کیلئے کافر اس کا مالک ہو جائے تو اسپر عشر واجب نہیں رہتا اور اگر پھر وہی مسلمان یا دوسرا مسلمان اس کا مالک ہو جائے تو اسپر بھی عشر واجب نہیں ہندوستان میں جب سے زمین داری ختم ہوا ہے اور حکومت نے اعلان کیا ہے کہ زمین ہماری ملک ہے جس کو ہم چاہیں گے دیں گے اسی وقت سے ہندوستان کی زمین عشری نہیں رہی ۔ "فت" ج ۷ ص ۱۷۲

اجابت دعوت طعام ارشاد فرمایا کہ جس دعوت طعام میں فسق ہو خواہ اس طرح کہ کھانا ہی فی نفسہ ناجائز ہو مثلاً حرام آمدنی سے کھلایا جائے جیسے سود رشوت وغیرہ یا کسی غلط کام کی وجہ سے ناجائز ہو جائے مثلاً غیر اللہ کی نذر کا کھانا یا مجلس طعام میں فسق ہو جیسے ناچ گانا وغیرہ تو وہاں اجابتِ دعوت[ط] ہرگز نہ کیجائے الا یہ کہ دعوت قبول کرنے میں اصلاح کا پہلو مدنظر ہو مثلاً دعوت اس شرط پر قبول کیجائے کہ غلط چیزیں اسمیں نہ ہوں یہ پہلو نہ ہو تو نرمی کے ساتھ سمجھا دیا جائے کہ ہماری آپ کی لڑائی نہیں لیکن اس دعوت میں یہ کام غلط ہے ایسی دعوت کا قبول کرنا شرعاً منع ہے اس لئے ہم آپ کی دعوت قبول کرنے سے معذور ہیں باقی گنہ گار تو سب ہی ہیں کسی کے پاس گناہوں کا ذخیرہ زیادہ ہے کسی کے پاس کم ہے حدیث پاک میں ہے "کلکم خطاؤن وخیر الخطائین التوابون" یعنی تم سب خطاکار ہو اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو توبہ کر لینے والے ہیں۔

ط "د" ج ۵ ص ۲۲۲

مآثرِ علمیہ

اسلام بزورِ شمشیر نہیں پھیلا

ارشاد فرمایا کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کل مدتِ حیات میں مسلمان شہداء اور کفار مقتولین کی تعداد ایک ہزار کو بھی نہیں پہنچی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے دس سالہ قیام کے دوران کتنے ہی غزوات اور کتنے ہی سرایا کیئے اس کے بعد فرمایا کہ مشہور انگریز مؤرخ ٹامس کارلائل کا قول ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ شمشیر چلانے والوں کو کس شمشیر کے ذریعہ مسلمان کیا گیا تھا۔

سماعِ موتیٰ

ارشاد فرمایا کہ مردوں کے سلسلے میں تین چیزیں ہیں استماع۔ اسماع سماع۔ اول یعنی استماع مُردوں کا کان لگانا اور باختیار خود کسی بات کو سننا یہ منفی ہے ثانی یعنی اسماع سنا دینا اور باختیار خود مردوں کے کانوں تک کسی بات کا پہنچا دینا یہ بھی منفی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "انک لا تسمع الموتی" اور "وما انت بمسمع من فی القبور" رہا سماع یعنی مردوں کے کانوں تک کسی بات کا پہنچنا اور انکا اس کو سن لینا یہ حق تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔

ابن سلول میں سلول کی علمی تحقیق

ارشاد فرمایا کہ رئیس المنافقین عبداللہ ابن ابی ابن سلول میں سلول اسکی ماں کا نام ہے (اسی کیطرف نسبت کرتے ہوئے ابن سلول کہلاتا ہے) اس کے دادا کا نام نہیں جیسا کہ

ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے حاشیہ "ج" ج ۲ ص ۲۹۵

مسائل کی ترتیب

ارشاد فرمایا کہ مسائل تین طرح کے ہیں ۱ مافی المتون ۲ مافی الشروح ۳ مافی الفتاوی۔ ان میں سے مافی المتون مقدم ہیں بعد والوں پر اور مافی الشروح مقدم ہیں آخر والوں پر اس لئے کہ فتاوی وقت کے حالات کے پیش نظر لکھے جاتے ہیں اور ایک وقت میں ایک حال ہوتا ہے دوسرے وقت میں وہ نہیں ہوتا اس لئے یہ صحیح نہیں کہ کتب فتاوی سے کوئی مسئلہ نقل کر کے فتوی دیدیا جائے جب تک کہ مافی المتون اور مافی الشروح کے موافق نہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس وقت وہ فتوی دیا گیا تھا حال اسی کا مقتضی تھا اور اب وہ مقتضی موجود نہیں۔ "س" ص ۸۳

تفسیر و تاویل

ارشاد فرمایا کہ تفسیر کے معنی ہیں مراد خداوندی کو واضح کرنا اور اس کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں اول یہ کہ لفظ کے حقیقی معنی مراد لئے جائیں یا مجاز متعارف اس سے خروج نہو۔ دوم اس معنی کو شاہدان وحی (حضرات صحابہ کرام) کے قول سے مؤید کرنا۔ سوم نصوص شرعیہ ظاہرہ کے اس معنی کا خلاف نہونا اگر یہ تینوں چیزیں ہوں تو تفسیر تفسیر ہے ورنہ ایک فوت ہو جائے تو تاویل قریب ہے دو فوت ہو جائیں تو تاویل بعید ہے اور تینوں فوت ہو جائیں تو تحریف ہے تفسیر عزیزی میں ایسا ہی لکھا ہے۔

ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کی سادہ توجیہ

ارشاد فرمایا کہ لوگ ارشاد باری ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر پر اعتراض کرتے ہیں کہ بہت سے لوگ نمازی ہونے کے باوجود بھی فحشاء اور منکر سے نہیں رکتے میرے ذہن میں اسکی سادہ توجیہ یہ آتی ہے کہ نماز کا کام فحشاء اور منکر سے روکنا بتلایا گیا ہے اب لوگ نہ رکیں تو نماز کا کیا قصور یہ ایسا ہی ہے کہ واعظ لوگوں کو برے کام سے روکتا ہے اس کا کام روکنا ہے لوگ نہ رکیں تو واعظ کا کوئی قصور نہیں۔

بیان حدِ سرقہ میں مرد کو اور حد زنا میں عورت کو مقدم رکھنے کا نکتہ

ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ نے حد سرقہ کے بیان میں مرد کو مقدم رکھا فرمایا "السارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما" اور حد زنا کے بیان میں عورت کو مقدم رکھا فرمایا "الزانية والزانی فاجلدو اکل واحد منهما مائة جلدة" اس کا نکتہ حضرت شیخ الہندؒ نے یہ بیان فرمایا کہ ہر دو مقام (سرقہ وزنا) مقامِ قباحت ہیں اور مقامِ قباحت میں اسی کو مقدم رکھا جاتا ہے جس سے فعل کا صدور زیادہ قبیح ہو زنا کا مدار بے حیائی پر ہے اور عورت میں حیا زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت مرد کے پس زنا کا صدور اس سے زیادہ قبیح ہے اس لئے حد زنا کے بیان میں اس کو مقدم رکھا گیا اور سرقہ کا مدار ضعف اور قوۃ علی الکسب نہونے پر ہے اور مرد میں قوت زیادہ ہوتی ہے پس سرقہ کا صدور مرد سے زیادہ قبیح ہے بہ نسبت عورت کے اس لئے حد سرقہ کے بیان میں مرد کو مقدم رکھا گیا ہے۔ حضرت تھانویؒ نے اسکی وجہ یہ بیان فرمائی کہ سرقہ کا صدور اکثر مردوں سے ہوتا ہے اس سبب سے کہ وہ مبنی بر جرأت ہے اور جرأت مردوں میں زیادہ ہے اس لئے باب حد سرقہ میں مرد کو مقدم رکھا گیا اور زنا کا صدور اکثر عورتوں سے ہوتا ہے کہ ابتدا اکثر انہیں کیطرف سے ہوتی ہے اور بغیر انکی رضامندی کے نہیں ہوتا اس لئے باب حد زنا میں عورت کو مقدم رکھا گیا۔

خطِ عروض اور خطِ قرآن توقیفی ہیں

بندہ (جامع ومرتب) نے دریافت کیا کہ عربی رسم الخط میں فعل کے صیغۂ جمع مذکر کے آگے الف لکھا جاتا ہے قرآنِ حکیم کی آیت "وماکنت تتلوا من قبله الخ" میں تتلوا کے صیغۂ جمع نہونیکے باوجود اس کے آگے الف ہے ایسا کیوں ہے تو ارشاد فرمایا کہ کوئی بات نہیں الخطان لا یقاسان خط العروض و خط القرآن یعنی خط عروض اور خط قرآن کو قیاس نہیں کیا جاسکتا اس لئے کہ یہ توقیفی ہیں

قیاسی نہیں۔

تسلسل کی تعریف

ارشاد فرمایا کہ امور مادیہ مرتبہ موجودہ بالفعل غیر متناہیہ کو تسلسل کہتے ہیں اس کے بطلان پر فلاسفہ نے ترشیح دلیل قائم کی ہیں جن کو متکلمین نے توڑ ڈالا اور سب کے جوابات دیئے۔ شمس بازغہ کے آخر میں ایک رسالہ ہے جس میں یہ سب موجود ہے مگر اب ایسے عالم ہونے لگے ہیں جن کو شمس بازغہ کا نام بھی معلوم نہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ شمس بازغہ کس فن کی کتاب ہے اور کس نے لکھی ہے کہاں پڑھائی جاتی ہے۔

عدد کی تعریف اور اسکی تقسیم

ارشاد فرمایا کہ عدد مجموعہ حاشیتین کے نصف کو کہتے ہیں مثلاً ۳ کا ایک حاشیہ (طرف) ۲ ہے اور ایک حاشیہ ۴ ہے دونوں کا مجموعہ ۶ ہوا اور اس کا نصف ۳ ہے پس یہ عدد ہوا اسی طرح ۱۱ کا ایک حاشیہ ۱۰ ہے اور ایک حاشیہ ۱۲ ہے دونوں کا مجموعہ ۲۲ ہوا اور اس کا نصف ۱۱ ہے تو یہ عدد ہوا پھر عدد کی تین قسم ہیں زائد، مساوی، ناقص۔ اگر عدد کی کسور کا مجموعہ اصل عدد سے بڑھ جائے تو وہ عدد زائد ہے جیسے کہ ۱۲ کہ اسکی کسور نصف (۶) ثلث (۴) ربع (۳) سدس (۲) کا مجموعہ ۱۵ ہے جو اصل عدد سے زائد ہے اس لئے یہ عدد زائد کہلائیگا اور اگر کسرات کا مجموعہ اصل عدد کے مساوی ہو تو وہ عدد مساوی کہلائے گا جیسے ۶ کہ اسکی کسرات نصف (۳) ثلث (۲) سدس (۱) کا مجموعہ ۶ ہے جو اصل عدد کے مساوی ہے اور اگر کسرات کا مجموعہ اصل عدد سے کم ہو تو وہ عدد ناقص کہلائیگا مثلاً ۸ کہ اسکی کسور نصف (۴) ربع (۲) ثمن (۱) کا مجموعہ ۷ ہے جو اصل عدد سے کم ہے اس لئے ۸ کا عدد عددِ ناقص ہوگا۔

حضرت علی رضؓ کے لئے کرم اللہ وجہہٗ کیوں

ایک طالب علم کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے لئے صیغہ ترضی (رضی اللہ عنہ) کے بجائے صیغہ تکریم (کرم اللہ وجہہ) یا تو اس لئے اختیار کیا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی شرک نہیں کیا اللہ نے آپ کے چہرے کو بتوں کے سامنے

جھکنے سے مطہر بنایا تھا اس لئے کہ آپ قبل از بلوغ ہی مسلمان ہو چکے تھے یا اس لئے کہ مصالحت صفین کی وجہ سے بعض لوگ ناخوش تھے جسکی بناء پر انہوں نے آپ کو سود اللہ وجہہ کہا ان کی تردید کے لئے کرم اللہ وجہہ کہا گیا۔

قرب، قربیٰ، قربت میں کیا فرق ہے

ارشاد فرمایا کہ قرب، قربیٰ، قربت ان تینوں میں فرق ہے قرب نزدیکی مکان کو کہتے ہیں اور قربیٰ نزدیکی رشتہ کو کہتے ہیں اور قربت نزدیکی مرتبہ و درجہ کو کہتے ہیں۔

رؤیت، رأی، رؤیا کا فرق

ارشاد فرمایا رأی یرأی کے تین مصدر ہیں رؤیت، رأی، رؤیا تینوں میں فرق ہے وہ یہ کہ رؤیت نظر من العین (آنکھ سے دیکھنے) کو کہتے ہیں اور رأی نظر من القلب (دل سے دیکھنے) کو کہتے ہیں اور رؤیا نظر فی المنام (خواب میں دیکھنے) کو کہتے ہیں۔

غارِ ثور میں ابوبکرؓ کو ڈسنے والا سانپ

ارشاد فرمایا (بندہ کے استفسار پر) کہ غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جس سانپ نے ڈس لیا تھا وہ سانپ نہ تھا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین سے تھا اس نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تمنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حق تعالیٰ شانہ سے دعا کی حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے جواب ملا کہ اس حالتِ موجودہ میں تو زیارت نہیں ہوگی البتہ ہم تمہیں سانپ بنا دیں اس صورت میں زیارت ہو سکے گی اس نے اس کو منظور کر لیا تھا اور اسکو معلوم ہو گیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے موقعہ پر اس غار میں آکر ٹھیریں گے اس لئے وہ اس غار میں آکر ٹھیر گیا تھا پس یہ سانپ وہ حواری تھا اور حضرت ابوبکرؓ کو ڈس لیا تھا اس وجہ سے کہ انہوں نے اس کے سوراخ پر اپنا پیر رکھ لیا تھا تاکہ حضور علیہ السلام کو کوئی زہریلا جانور اس سے نکل کر ڈس نہ لے اس سے وہ محروم زیارت ہو جاتا

پس ڈس لیا تاکہ آپ پیر ہٹالیں اور یہ زیارت کر سکے

اعداد منقولہ فی الشرع میں رائے کو دخل نہیں

ارشاد فرمایا کہ اعداد منقولہ فی الشرع (مثلاً مطلقہ غیر حاملہ کو تین حیض سے یا تین ماہ سے عدت گزارنا) میں رائے کو دخل نہیں اس لئے ان کی کوئی علت بیان نہیں کیجا سکتی جو کچھ کسی نے بیان کیا ہے وہ مصالح ہیں علل نہیں۔

عدت استبراء رحم کے لئے مقرر نہیں کی گئی

ارشاد فرمایا کہ عدت طلاق یا عدتِ وفات استبراء رحم کے لئے مقرر نہیں کی گئی ہے استبراء رحم تو مثلاً وطی بالشبہ ہوجانے یا باندی خریدنے پر لازم ہے اور اسکی وجہ واطی بالشبہ یا مولی سے حمل رہ جانے کا احتمال ہے اور حالت حمل میں جبکہ وہ غیر کا ہو وطی جائز نہیں اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یسقین ماءہ زرع غیرہ "یعنی جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنا پانی دوسرے کی کھیتی میں نہ ڈالے۔

پانی کھانے کے درمیان پئے یا بعد میں

بندہ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھانے کے بعد پانی نہیں پیا درمیان میں پیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ البتہ اطباء کے دو قول ہیں بعض کہتے ہیں کہ درمیان میں پانی پینا اچھا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فراغت کے بعد پانی پینا اچھا نہیں دونوں قول بستان فقیہ ابوالليث میں مذکور ہیں۔

روزہ میں مختلف تغیرات ہوئے

ارشاد فرمایا کہ روزہ میں مختلف تغیرات ہوئے اولاً عاشوراء کا روزہ فرض تھا پھر ہر ماہ تین دن ۱۳، ۱۴، ۱۵، (ایام بیض) کے روزے فرض ہوئے پھر سال میں لاعلی التعیین ایک ماہ کے روزے فرض ہوئے پھر رمضان شریف کے روزے فرض کئے

گئے اور اس میں تجدید ہوئی وہ یہ کہ جو شخص غروب آفتاب کے بعد سو جاتا اس کا روزہ اسی وقت سے شمار کیا جاتا (کھانا پینا وغیرہ اسی وقت سے بند ہو جاتا) نیز اختیار بھی دیا گیا روزہ اور فدیہ میں ارشاد خداوندی ہے "وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" بعد کو یہ تجدید بھی منسوخ ہوئی اور اختیار بھی منسوخ ہوا اول کیلئے ناسخ "کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر" نازل ہوا اور ثانی کیلئے ناسخ "فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ" نازل ہوا[1]۔ اس کے بعد فرمایا کہ آیت "وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" سے فدیہ کا جواز باوجود روزے پر طاقت ہونے کے پھر اس کا منسوخ ہونا ایک تفسیر پر ہے۔ دوسری تفسیر اس کی یہ بھی کی گئی ہے کہ یطیقونہ ثلاثی باب افعال سے ہے جس کی خاصیت سلب ماخذ ہے اس لحاظ سے آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ جو لوگ مسلوب الطاقۃ ہوں ان کے ذمہ ایک مسکین کا فدیہ ہے اس تفسیر پر یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے اور مراد اس سے شیخ فانی ہے کہ اس کے حق میں فدیہ اب بھی مشروع ہے[2]۔

قِیلَ سے ذکر کیا جانے والا قول

ارشاد فرمایا کہ قِیلَ سے جو قول اس طرح رُوِیَ (مجہول) سے جو روایت ذکر کیجائے جب کہ اس سے پہلے قَالَ اور رویٰ (معروف) سے کوئی قول یا روایت ذکر کی گئی ہو تو یہ اس کے ضعف کیطرف اشارہ ہوتا ہے اور اگر پہلا قول اور پہلی روایت بھی صیغۂ مجہول ذکر کیجائے تو اُس کا ضعیف ہونا لازم نہیں۔

متعدد شوہر والی عورت جنت میں کس کو ملیگی

استفسار کیا گیا کہ اگر کسی عورت کے دنیا میں متعدد شوہر ہوئے اور وہ جنتی ہے اور اس کے شوہر بھی جنتی ہیں تو وہ عورت جنت میں کس شوہر کو ملے گی تو ارشاد فرمایا کہ اس میں دو قول ہیں ایک یہ کہ آخری شوہر کو ملے گی دوسرا یہ کہ اس کو اختیار دیا جائے گا وہ جس کو

چاہے اختیار کرلے۔ دونوں قول بستان فقیہ ابواللیث میں مذکور ہیں۔

غیر مقلدین بہت مسکین ہیں

ارشاد فرمایا کہ غیر مقلدین تو بہت مسکین ہیں ان کے پاس کچھ نہیں طلقاتِ ثلاث کے متعلق امام بخاریؒ کو نہیں مانتے اس لئے کہ امام بخاریؒ ایک مجلس میں طلقاتِ ثلاث کے وقوع کے قائل ہیں جیسا کہ امام بخاریؒ نے حضرت عویمر عجلانیؓ سے حدیث بھو ملا۹۱؎ پر نقل کی ہے اسی طرح قراۃ فاتحہ خلف الامام کے مسئلہ میں ابن تیمیہ کو نہیں مانتے جب کہ دیگر امور میں انکو بہت مانتے ہیں

جنّت میں رات نہ ہوگی

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ جنت میں جب ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جائے گا کیا اسکو اس کے پاس ایک دو رات قیام کرنے کی اجازت ہوگی تو ارشاد فرمایا کہ جنت میں رات ہی نہ ہوگی بلکہ طلوع آفتاب سے ذرا پہلے جیسا سہانا وقت ہوتا ہے ویسا ہی جنت میں ہوگا۔

ذبیح حضرت اسمٰعیلؑ ہیں یا حضرت اسحاقؑ

ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادوں میں ذبیح کون تھے اس میں اختلاف ہے دونوں طرف علماء کرام گئے ہیں بعض نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبیح کہا ہے اور بعض نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو مگر مشہور اور راجح یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح ہیں اگرچہ بنی اسرائیل حضرت اسحاق علیہ السلام کو کہتے ہیں اور وجہ ترجیح قول اول کی ایک طرف تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی اسماعیل سے ہونا اجماعی ہے دوسری طرف آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے انا ابن الذبیحین "میں دو ذبیح کا بیٹا ہوں ذبیحین میں سے ایک تو آپ کے والدین بالاجماع دوسرے ذبیح اسماعیل علیہ السلام متعین ہیں ورنہ آپ کا یہ قول آپ کے بنی اسماعیل ہونے کے معارض ہوگا پھر اسماعیل علیہ السلام کے ذبیح ہونیکا واقعہ تو معروف ہے آپ کے والد عبداللہ کے ذبیح ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے دادا عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھ کر زمزم

ملہ "بہشتی" ج ۱ ص ۵۶۳

کھودنے کا ارادہ کیا (کیونکہ وہ مٹ کر بے نشان ہو چکا تھا) تو بھائی مانع آئے کہ مجاورت بیت اللہ کے سبب تو ہم پر فضیلت حاصل ہے ہی اب زمزم کھود دینے کی بنا پر اور فضیلت حاصل ہو جائیگی تب آپ نے مختلف شادیاں کیں جن سے ۱۲ لڑکے پیدا ہوئے اور نذر مانی کہ اگر میں زمزم کھودنے میں کامیاب ہو گیا تو ایک بیٹا خدا کے نام پر قربان کروں گا چنانچہ جب وہ جوان ہو گئے تو ہر ایک کے ہاتھ میں تلوار دی اور بھائیوں کو خبر کی کہ میں زمزم کھودنے جا رہا ہوں بھائی انکی مرتبہ خوف کے سبب مانع نہ آئے اور آپ زمزم کھودنے میں کامیاب ہو گئے اب نذر پورا کرنیکا نمبر آیا تو قرعہ اندازی کی اس میں چھوٹے صاحبزادے عبداللہ کا نام نکلا ارادہ کیا کہ انکی قربانی کر دیں انکی ننھیال کے لوگوں کو علم ہوا تو وہ مانع آئے اور کہنے لگے کہ تمہارے اور بھی تو بیٹے ہیں کسی اور کی قربانی کر دو اسپر انہوں نے کہا کہ قرعہ ان کے نام نکلا ہے کہنے لگے کہ قرعہ غلط نکلا ہے غرض دوبارہ قرعہ ڈالا تو اب کے بھی ان کے نام پر ہی نکلا پھر سہ بارہ قرعہ ڈالا تو پھر انہیں کا نام نکلا بالآخر ایک کاہنہ کے پاس جو اسوقت لوگوں کے امور میں فیصلہ کیا کرتی تھی بغرض فیصلہ گئے تو اس نے پوچھا کہ تمہارے یہاں ایک خون کی دیت کیا ہے انہوں نے بتلایا کہ دس اونٹ ہیں اس نے کہا کہ اچھا دس اونٹ اور عبداللہ میں قرعہ ڈالو اس کے کہنے کے مطابق قرعہ ڈالا تو عبداللہ ہی کے نام پر نکلا کہنے لگی دس اونٹ اور شامل کر کے قرعہ ڈالو پھر قرعہ ڈالا تو عبداللہ ہی کے نام نکلا اس نے کہا کہ دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ اور قرعہ ڈالتے جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب سو اونٹ ہو گئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا نے سو اونٹ قربان کر کے قبائل عرب کو ان کا گوشت کھلایا اسلام نے بھی ایک خون کی دیت سو اونٹ برقرار رکھی۔ "تو" صنا

کسی میں ننانوے وجوہ کفر اور ایک وجہ ایمان ہونیکا مطلب

ارشاد فرمایا کہ افریقہ میں جو لوگ مصر سے پڑھ کر آتے ہیں وہ شیخ کہلاتے ہیں اور

جو ہندوستان وغیرہ سے پڑھ کر جاتے ہیں وہ صرف مولوی کہلاتے ہیں ایک مرتبہ مصر سے فارغ شدہ مشائخ کی جماعت حنفیہ کے اس قول میں الجھ گئی کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو تو اسکی تکفیر نہ کیجائے وہ لوگ اسکا مطلب یہ سمجھ رہے تھے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے چیز کفر کی اور ایک چیز کفر کی نہ ہو تو اسکی تکفیر نہ کیجائے ان لوگوں نے مجھ سے معلوم کیا تو میں نے بتلایا کہ اس کا مطلب یہ نہیں جو آپ لوگوں نے سمجھا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے کلام کی ننانوے توجیہہ کفر کی ہو سکتی ہوں اور ایک توجیہہ کفر کی نہ ہو سکتی ہو تو اسکی تکفیر نہ کریجئے۔

رَبُّ کے نام کو کڑوا بتلانا

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص تمباکو خریدنے کیلئے تمباکو کی دوکان پر گیا اور دوکاندار سے کہا تمباکو دکھلاؤ اسنے دکھلادیا کہنے لگا اس سے کڑوا دکھلاؤ اس نے دکھلایا کہنے لگا اور کڑوا دکھلاؤ دکھلایا کہنے لگا ان سب سے کڑوا دکھلاؤ اس نے دکھلایا کہنے لگا بہت زیادہ کڑوا دکھلاؤ دوکاندار نے کہا ان سب سے زیادہ کڑوا رب کا نام اب بتلایئے کیا آپ اس کو کافر کہیں گے کہ رب کے نام کو کڑوا بتلا دیا ہرگز نہیں اس لئے کہ کڑوا ہونا تمباکو میں صفت کمال ہے پس رب کے نام کو کڑوا بتلانے کے معنی یہ ہیں کہ سب سے زیادہ صفت کمال حق تعالیٰ شانہٗ میں ہیں تمباکو میں تو اتنا ہی کڑوا پن (صفت کمال) ہے جو دکھلایا گیا تمباکو اس سے زیادہ کڑوا نہیں ہوتا۔

بعض صیغ اور جمل کی تحقیق

مدرسہ گنگوہ کے بعض طلبہ حاضر خدمت ہوئے تو ان سے کا بِکَانِ۔ مَارَمَیْنَا بھون کھلیا یوسفِ زلیخا اور شطرنجا اباحنیفتیؒ ھو الشافعی کے بارے میں سوال کیا کہ ان میں صیغے اور ان کی ترکیب بتلاؤ ان کے جواب نہ دینے پر ارشاد فرمایا کہ کا بِکان۔ اسم فاعل کا تثنیہ ہے کنک اس کا مصدر ہے اور مَارَمَیْنَا جمع متکلم کا صیغہ ہے بحث ماضی معروف منفی اور یوسفِ زلیخا میں یوسفُ منادیٰ مرخم ہے اصل میں یا یوسف تھا منادیٰ ہیں

ترخیم کرکے حرفِ ندا کو حذف کردیا اور ق امر حاضر ہے بروزن قِ و قا مصدر ہے اور نَبِّنا
اسی امر حاضر کا مفعول ہے اور شطر نبّا ابا حنیفتی ہو الشافعی میں شطر نجاً مفعول مقدم ہے اباح
فعل ماضی کا اور نون اس کے آخر میں نون وقایہ ہے اور یا ضمیر متکلم مفعولِ ثانی ہے اور فتیٌ
اسم مقصور ہے جو فاعل ہے اباحَ کا جس کا اعراب تینوں حالت میں تقدیری ہوتا ہے اور ہُوَ
الشافعی میں ہُوَ ضمیر کا مرجع فتیٌ ہی ہے الشافعی اسکی خبر ہے عہ

نحو میرؔ، حافظؔ، قاضیؔ کی تحقیق

حضرت مولانا اسعد صاحب مدظلہ العالی کے صاحبزادے محترم محمود میاں حضرت دام مجدہ
کے پاس مسجد چھتہ دیوبند میں حاضر خدمت ہوئے تو حضرت دام مجدہٗ نے ان سے دریافت
کیا کونسی کتاب پڑھتے ہو انہوں نے بتلایا نحو میر ارشاد فرمایا کہ اچھا نَحْوُ مِیرٌ کیا صیغہ ہے
پھر حافِظٌ اور قاضِیٌ کو دریافت کیا ان کے خاموش رہنے پر فرمایا کہ نَحْوٌ مِیرٌ خَنْدَرِیسٌ کے
وزن پر اسم ہے اور حافظ امر حاضر مذکر ہے باب مفاعلت سے مصدر اس کا محافظت ہے اور
قاضِیِ امر حاضر مؤنث ہے باب مفاعلت سے مصدر اس کا مقاضاۃ ہے۔

کھانا کھاتے ہوئے سے سلام مصافحہ

ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض حضرات کھانا کھاتے ہوئے
سلام کرلیتے ہیں یہ کیسا ہے تو ارشاد فرمایا کہ گناہ تو نہیں تعلق پر موقوف ہے بعض مصافحہ
بھی کرلیتے ہیں بعض معانقہ بھی کرلیتے ہیں سائل نے دریافت کیا کہ سلام کرنا کھانا کھاتے ہوئے
کو کیسا ہے تو فرمایا کہ مکروہ ہے درمختار میں لکھا ہے عہ البتہ جواب کا اسکو اختیار ہے دے یا نہ دے
کسی صاحب نے عرض کیا کہ کھانا کھاتے ہوئے کو سلام کرنا مکروہ کیوں ہے تو فرمایا کہ اسکی نیت ٹھیک
معلوم نہیں ہوتی جس مقصد کے لئے سلام ہونا چاہیئے اس مقصد کیلئے اس کا سلام معلوم نہیں ہوتا

عہ شطرنجاً اَبَاحَنِی فَتًی ھُوَالشَّافِعِی ۱۲ ف۔ عہ درمختار ج ۱ ص ۲۱۵

متفرقات

ابن جریر طبری دو ہیں ارشاد فرمایا کہ ابن جریر طبری دو ہیں۔ ایک سنی ایک شیعی، سنی مصنف ہیں تفسیر ابن جریر طبری کے اور شیعی مصنف ہیں تاریخ طبری کے

طالب علم کیلئے مطالعہ کی ناغہ ارشاد فرمایا کہ میرے والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو طالب علم ایک روز مطالعہ نہ کرے اس سے چالیس روز کی قوت مطالعہ کم ہو جاتی ہے۔

حافظ ذہبی، زیلعی، ابن تیمیہ، تقی الدین سبکی ہمعصر ہیں

ارشاد فرمایا کہ حافظ ذہبی، حافظ زیلعی، حافظ ابن تیمیہ اور تقی الدین سبکی یہ چاروں ہمعصر ہیں اور مائۃ سابعہ (ساتویں صدی) کے علماء میں سے ہیں۔

مقام استاذ ارشاد فرمایا کہ حضرت علیؓ کا ارشاد ہے من علمنی حرفا فھو مولای (جس نے مجھے کوئی حرف سکھلا دیا وہ میرا مالک و آقا ہے) یا "انی عبدہ ان شاء اعتقنی وان شاء استرقنی" (میں اس کا غلام ہوں وہ چاہے مجھ کو آزاد کر دے اور چاہے مجھ سے خدمت لے)۔ "تع" مت

ابن حزم اور حجاج علامہ ابن حزم (ظاہری) کا ذکر آنے پر ارشاد فرمایا کہ ابن حزم مقلدین خصوصا حنفیہ پر بہت سخت ہیں انکے

اور حجاج ابن یوسف کے بارے میں کہا گیا ہے "لسان ابن حزم وسیف حجاج کلاهما شديدان" (یعنی ابن حزم کی زبان اور حجاج بن یوسف کی تلوار دونوں سخت ہیں۔ کذافی تاریخ ابن خلکان۔

استاذ نے شاگرد کی کتاب کی شرح لکھی

ارشاد فرمایا کہ درس نظامی میں دو کتابیں ایسی ہیں کہ جنکی شرح ان کے مصنف کے استاذ نے کی ہے اول مشکوٰۃ شریف کہ علامہ طیبی صاحب مشکوٰۃ کے استاذ ہیں اور انہوں نے مشکوٰۃ کی شرح لکھی ہے جو طیبی کے نام سے موسوم ہے دوم کنز الدقائق کہ علامہ زیلعی اس کے مصنف کے استاذ ہیں اور انہوں نے اسکی شرح زیلعی لکھی ہے۔

عبداللہ ابن زبیر اطلس تھے

ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے ڈاڑھی کے بال بالکل نہ تھے وہ اطلس تھے۔ "ک" صـ۶۰۳

شرح جامی میں کذافی بعض الحواشی کی مراد

ارشاد فرمایا کہ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے کافیہ کی شرح لکھی ہے جس کا نام شرح ہندی ہے شرح جامی اس سے ماخوذ ہے کذافی بعض الحواشی جو شرح جامی میں جگہ جگہ آیا ہے اس سے یہی مراد ہے۔

خضاب کا حکم

ایک صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ سرخ خضاب کرلیں سیاہ خضاب ایسا کہ جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ رنگ بالوں کا اصلی رنگ ہے ناجائز ہے۔ "ھ" ج ۵ صـ۳۵۹

سلوک و تصوف

تصوّف شاہی فن ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ تصوف شاہی فن ہے اس کیلئے شاہی مزاج چاہیئے مثلاً حضرت (مولانا خلیل احمد صاحب) سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا (اشرفعلی صاحب) تھانویؒ جیسا دماغ چاہیئے اب یہ ہم گانودیوں کے سر آپڑا ہے ۔

اپنے کو فرنگی کافر سے بدتر سمجھنے پر اشکال

ارشاد فرمایا کہ مکتوبات مجدد الف ثانیؒ میں لکھا ہے کہ جب تک آدمی اپنے آپ کو فرنگی کافر (انگریز) سے بدتر نہ سمجھے مؤمن نہیں ہوسکتا حضرت تھانویؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ نے ایمان کی نعمت سے نوازا ہے اسلام جیسی عظیم دولت دی ہے تو اپنے کو فرنگی کافر سے بدتر کیسے سمجھے تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ موت کا ایمان کی حالت میں آنا یقینی نہیں اور اعتبار خاتمہ ہی کا ہے پھر کس چیز پر ناز کرے اور کیوں کر اپنے کو فرنگی کافر سے اچھا جانے ۔

طالب علم کے مال کیلئے فولاد کا پیٹ

ارشاد فرمایا کہ طالب علم کا مال کھانے کے لئے فولاد کا پیٹ چاہیئے (مطلب یہ ہے کہ

طالب علم قابل رحم ہے وہ اس کا مستحق ہے کہ اسکی امداد کیجائے نہ یہ کہ اس سے کچھ لیا جائے پس اسکی چیز لینے میں یا اس کا مال کھانے میں احتیاط چاہیئے)۔

مدارس کیلئے فراہمی چندہ ارشاد فرمایا کہ رمضان شریف میں نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ مدرسہ کی طرف سے چندہ وصول کرنا بھی اعتکاف وغیرہ عبادات سے کم نہیں (پس مایوس نہوں وہ حضرات جو رمضان شریف اعتکاف وغیرہ عبادات میں گذارنا چاہتے ہیں مگر مدارس کیطرف سے مجبور ہوتے ہیں چندہ کرنے پر جسکی وجہ سے اعتکاف وغیرہ عبادات سے محروم ہو جاتے ہیں مگر اخلاص شرط ہے)

استغفارنا یحتاج الیٰ استغفار کثیر

ارشاد فرمایا کہ حضرت سری سقطیؒ فرمایا کرتے تھے "استغفارنا یحتاج الیٰ استغفار کثیر" (ہمارا استغفار بھی کثیر استغفار کا محتاج ہے) اس لئے کہ ہمارا استغفار زبانی ہے قلبی نہیں پس وہ استہزا کے درجہ میں ہے۔ جیسے کوئی شخص کسی کو جوتا مارے اور پھر معافی مانگے مگر ندامت ہو نہیں (کہ یہ معافی طلب کرنا نہیں بلکہ استہزا ہے)۔

حقیقت خلق ارشاد فرمایا کہ لوگوں نے خلق چکنی چپڑی اور ہنس ہنس کر بات کرنے کا نام رکھ لیا ہے خواہ دلوں میں بغض ہی کیوں نہو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کا قول الکوکب الدری میں نقل کیا گیا ہے کہ خلق مخلوق کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنیکو کہتے ہیں جس سے خالق بھی راضی ہو اور مخلوق بھی راضی ہو" چکنی چپڑی بات کرنے سے جب کہ دلوں میں بغض ہو خالق کہاں راضی ہوتا ہے اور مخلوق کو بغض قلبی کا علم ہو جائے تو وہ بھی کہاں راضی ہے۔

شیخ کیساتھ محبت وعقیدت ارشاد فرمایا کہ شیخ سے فیض پہنچنے کا مدار (شیخ کیساتھ) محبت وعقیدت (رکھنے پر)

ہے ایک صاحب نے کہا کہ محبت کیلئے تو عقیدت لازم ہے اس لئے تنہا محبت ہی اصل ٹھیری
تو ارشاد فرمایا کہ محبت کے لئے عقیدت لازم نہیں باپ کو بیٹے سے جب کہ اس کے حالات صحیح
نہوں محبت ہوتی ہے مگر عقیدت نہیں ہوتی۔

غیبت کے اقسام

ارشاد فرمایا کہ علامہ ابن عابدین شامیؒ نے لکھا ہے کہ غیبت کی مختلف اقسام ہیں مثلاً کسی کی تعریف سن کر طنزاً یہ کہے کہ جی ہاں میں اس کو جانتا ہوں وہ کیسا ہے یہ بھی غیبت ہے کسی کی برائی لکھے یہ بھی غیبت ہے کسی کا عیب زبان سے بیان کرے یہ بھی غیبت ہے اور اشارہ سے کسی کا عیب بیان کرے یہ بھی غیبت ہے نیز یہ بھی لکھا ہے کہ غیبت کی سخت ترین صورت یہ ہے کہ غیبت کرنے پر جب کوئی منع کرے تو کہے کہ میں غیبت کب کر رہا ہوں میں تو واقعہ بیان کر رہا ہوں سچ سچ کہہ رہا ہوں اس لئے کہ جو بات سچی ہو اور بری لگتی ہو وہی تو غیبت ہے پس وہ اپنے اس جواب سے اس کو جائز قرار دے رہا ہے حالانکہ اسکی ممانعت نص قطعی سے ثابت ہے، (ارشاد خداوندی ہے ولا یغتب بعضکم بعضاً "(تم میں سے ایک ایک کی غیبت نکرے) گویا اس کا قول نص قطعی کی تردید کو مستلزم ہے (اور نص قطعی کی تردید کا اشد ہونا ظاہر ہے)۔

کسی کو بُرا کہنا

ارشاد فرمایا کہ کسی کو بُرا کہنے سے اسکی برائی تو دور ہوتی نہیں البتہ خود برائی میں شریک ہو جاتا ہے (پس ایسا کام کیوں کیا جائے جس میں نہ اپنا نفع نہ دوسرے کا بلکہ اپنا نقصان ہے)۔

استغفار کی اہمیت

ارشاد فرمایا کہ ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک مجلس میں ستر ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفار کی کیا اہمیت ہے اور اس کے ہم کتنے محتاج ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اپنی شان میں لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر وارد ہونے کے اور باوجود معصوم ہونیکے ایک ایک مجلس میں اتنا استغفار

کرتے تھے تو ہمیں باوجود سراپا تقصیر ہونیکے کتنا استغفار کرنا چاہیئے۔

پریشان کن خیالات کا دفیعہ

ارشاد فرمایاکہ پریشان کن خیالات کو دفع کرنیکے درپے نہ ہوجئے درود شریف کی کثرت رکھئے انکی وجہ سے کام بند نہ کیجئے جیسے کوئی آدمی بازار جاتا ہے وہاں طرح طرح کی آواز ہارن کی کتوں کے بھونکنے کی سنتا ہے طرح طرح کی چیزیں دیکھتا ہے لیکن انکی وجہ سے اپنا کام بند نہیں کرتا (بند کرنا بڑی بات ہے اس میں کچھ کمی بھی نہیں آنے دیتا بلکہ اس کو پورا پورا انجام دیتا ہے)۔

اعمال کے ضائع ہونے کے تین سبب

ارشاد فرمایاکہ حضرت گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ انسان کے کئے کرائے کے ضائع ہونیکے تین سبب ہوتے ہیں اول ناموافق کھانا، دوم ناجنس کی صحبت، سوم ارتکاب معصیت (پس سالک کے لئے ضروری ہے کہ ان تینوں امور سے بالکلیہ اجتناب کرے تاکہ اس خسران عظیم سے محفوظ رہ سکے)۔

لطیفہ غیبی

ارشاد فرمایاکہ حضرت (مولانا رشید احمد صاحب) گنگوہیؒ سے کسی نے شکایت کی کہ رات کو خواب میں تہجد کیلئے کوئی صاحب روزانہ جگایا کرتے تھے ایک روز میں نے اٹھنے میں سستی کی تو وہ خواب بند ہو گیا اس پر حضرت گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا۔

"لطیفہ غیبی جہا نیست نازک مزاج کہ بادنیٰ بے التفاتی رو میگرداند"

یعنی لطیفۂ ربانی ایسا نازک مزاج مہمان ہے جو ذرا سی بے توجہی سے منہ موڑ لیتا ہے۔ (اس لئے سالک کو چاہیئے کہ ایسے لطائف کی قدر کرے اس کو فضل خدا سمجھ کر اس کا زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرے)۔

بیماری کی وجہ سے ترکِ عمل

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص نیک عمل کرتا تھا پھر بیماری کی وجہ سے وہ عمل نیک نہیں کر پاتا تو (حق تعالیٰ شانہٗ کیطرف سے) ملائکہ کو حکم ہوتا ہے کہ بیماری کے زمانے میں بھی اسکے اس نیک عمل کو لکھتے رہو جس کو وہ صحت کے زمانہ میں کرتا تھا اور اب بیماری کیوجہ سے نہیں کر رہا ہے) پھر جب وہ ٹھیک ہو جائے تو پھر شروع کردے اگر صحت کے بعد نہ کرے گا تو پھر نہ لکھا جائیگا (احقر جامع و مرتب عرض کرتا ہے کہ اس میں بڑی تسلی ہے ان حضرات کیلئے جو بیماری یا کسی اور معقول عذر کیوجہ سے اپنا معمول پورا نہ کرسکیں اور اس کے فوت ہونے پر ان کو افسوس ہو)۔

مصائب بھی نعمت ہیں

ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب تک مصائب میں مبتلا نہیں ہوتا حق تعالیٰ شانہٗ کیطرف متوجہ نہیں ہوتا۔ (اس لئے مصائب بھی بندۂ مومن کے لئے اللہ پاک کی بڑی نعمت ہیں)۔

رمضان شریف میں کسی عمل کی عادت

ارشاد فرمایا کہ رمضان شریف میں جس عمل نیک کا کوئی شخص معمول بنالیتا ہے تو اس کا کرنا رمضان شریف کے بعد سہل ہوتا ہے رمضان شریف کے بعد اسکی عادت رہتی ہے اسی طرح اگر کوئی شخص رمضان شریف میں گناہ کرتا ہے تو اس کے اثرات رمضان بعد بھی باقی رہتے ہیں اور اگر عادت بنالیتا ہے تو رمضان شریف کے بعد بھی اس کی عادت رہتی ہے اس کا چھوٹنا بہت دشوار ہوتا ہے (اس لئے اس ماہِ مبارک کو طاعات اور اعمالِ صالحہ سے مشغول رکھے اور لغویات و معاصی سے بہت ہی اجتناب کرے کہ ان میں مشغول رہنا بڑی محرومی ہے حق تعالیٰ شانہٗ ہم سب کی حفاظت فرمائیں)۔

معمول کا ناغہ کر دینا

ارشاد فرمایا کہ کسی معمول کو کبھی کبھی ناغہ کرتے رہنے سے اسپر دوام دشوار ہو جاتا ہے (اس لئے حتی المقدور سالک کو اپنا معمول ناغہ نہونے دینا چاہیئے جس طرح بن سکے اس کو پورا کرنے کی

کوشش کرے کہ اس کے ثمرات و برکات پورے طور پر جب ہی میسر آسکتے ہیں جبکہ اس پر دوام اختیار کرے حدیث پاک میں بھی اسی عمل کو احب الاعمال کہا ہے جس پر مداومت ہو ارشاد نبوی ہے: احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قلّ " رواہ الشیخان حق تعالیٰ شانہ کے نزدیک وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر دوام ہو گو وہ عمل تھوڑا ہی ہو)۔

توبہ کی تلقین پر کہنا کہ میں کیوں توبہ کروں میں نے کیا قصور کیا ہے

ارشاد فرمایا کہ جو شخص توبہ کی تلقین کرنے پر یہ کہے کہ میں کیوں توبہ کروں میں نے کیا قصور کیا ہے تو فقہاء نے اس کے لئے بڑا سخت کلمہ لکھا ہے میں اس کو کہہ نہیں سکتا (میرے خیال میں اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کا قول میں نے کیا قصور کیا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ وہ معصوم ہے خطا سے پاک ہے حالانکہ مطابق حدیث نبوی " کلکم خطاؤن و خیر الخطائین التوابون " ہر شخص بجز انبیاء کرام علیہم السلام کے خطاکار ہے پس اس کا یہ قول مستلزم ہے اس قسم کی حدیث کی تردید کو جو معمولی چیز نہیں بلکہ امر عظیم ہے)۔

مجلسِ شیخ میں عامی شخص کا ادب

ارشاد فرمایا کہ عامی شخص کو شیخ کی مجلس میں آنکھیں بند کر کے تسبیح پڑھتے رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ شیخ کے کسی عمل سے بسبب اپنی نادانی کے بدظن ہو جائے اور فیض سے محروم رہے۔

حسن ظن کیلئے دلیل کی حاجت نہیں

ارشاد فرمایا کہ حسنِ ظن (جو کہ مطلوب ہے کہا گیا ہے۔ ظنوا بالمؤمنین خیرًا " مسلمانوں کے ساتھ اچھا گمان رکھو) کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ سوءظن (جو کہ مذموم ہے اس سے اجتناب کا حکم ہے ارشاد خداوندی ہے " یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ") کی دلیل نہ ہونا اور مسلمان کا اسلام ہی اس کے لئے کافی ہے البتہ سوءظن کیلئے مستقل

دلیل کی حاجت ہے (بغیر دلیل معتبر کے کسی کے ساتھ بدگمانی گناہ ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے "ان بعض الظن اثم" بعض گمان گناہ ہوتے ہیں)۔

مشائخ کا عوام کو خلاف ورزی کرنے پر تنبیہ نہ کرنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ مشائخ نے عوام کی عادت خراب کی ہے کہ خلاف ورزی کرنے پر ان کو تنبیہ نہیں کرتے اور اس کا نام اخلاق رکھا ہے یہ اخلاق نہیں اھلاک ہے۔

دین کی طلب پیدا کرنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ (بانی تبلیغی جماعت) فرمایا کرتے تھے کہ اس دور میں سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں دین کی طلب نہیں انکے دلوں میں دین کی طلب پیدا کر دی جائے۔

دنیا عالم تلبیس ہے

ارشاد فرمایا کہ یہ دنیا عالم تلبیس ہے ایک ہی صف میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کھڑے ہوتے تھے اسی طرح دلائل حقہ کے ساتھ دلائل باطلہ ملتبس ہیں۔

طریق کار کی غلطی

ارشاد فرمایا کہ مسلمان حکومت کے خلاف ناخوشی کے اظہار کے لئے جلسے کرتے ہیں ان سے کیا ہوتا ہے ہم کو چاہیئے کہ حکومت والوں کے دلوں میں اپنی اتنی قدر پیدا کر دیں جس سے کہ وہ ہماری خفگی و ناراضگی کو بالکل برداشت نہ کر سکیں اور یہ ظاہر ہے کہ احکام شرع پر پورے پورے عامل بننے سے ہوگا خالی زبان سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

تعبیر الرؤیا

تعبیرِ خواب کا علم

ارشاد فرمایا کہ امداد المشتاق میں حضرت تھانویؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ تعبیر خواب اکثر عالم مثال کے انکشاف سے معلوم ہوتی ہے جس پر عالم مثال کا جتنا انکشاف ہوتا ہے اتنا ہی وہ تعبیر خواب میں ماہر ہوتا ہے۔

اذان دینے کی مختلف تعبیر

ارشاد فرمایا کہ امام تعبیر علامہ ابن سیرینؒ سے ایک شخص نے خواب بیان کیا کہ میں خواب میں اذان دے رہا ہوں اور تعبیر معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ تم حج کرو گے پھر اسی مجلس میں اور کسی نے یہی خواب بیان کیا اور تعبیر معلوم کی تو فرمایا کہ تیرا ہاتھ کٹے گا حاضرین نے کہا (دونوں کا خواب ایک ہے اور تعبیر الگ الگ ارشاد فرمائی) دونوں میں فرق کیا ہے تو فرمایا کہ اول کے چہرے سے آثار خیر دیکھ کر میں نے (قول باری تعالیٰ) "واذن فی الناس بالحج" سے تعبیر لی اور ثانی کے چہرے سے آثار شر دیکھ کر (قول باری تعالیٰ) اذن مؤذن ایتہا العیر انکم لسارقون۔ سے تعبیر لی فوقع کما عبر جیسی تعبیر دی تھی ویسا ہی پیش آیا "عب" ص۲۵

خواب میں مینڈھے سے مقابلہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد منیر صاحبؒ نانوتویؒ نے خواب دیکھا کہ میں ایک مینڈھے سے مقابلہ کر رہا ہوں اور میں نے اس کے سینگ پکڑ رکھے ہیں کبھی وہ مجھ کو اپنی قوت سے پیچھے ہٹا دیتا ہے اور کبھی میں اس کو پیچھے کر دیتا ہوں یوں ہی ہوتے ہوتے

میری بائیں ران میں اس کا سینگ لگا اور ایک قطرۂ خون نکلا بیدار ہونے پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ سے تعبیر دریافت کی تو فرمایا کہ بنی اعمام میں کسی بچی کے انتقال کا حادثہ پیش آئیگا وجہ یہ بتلائی کہ مینڈھا موت کی صورت مثالی ہے چنانچہ یوم قیامت میں بمقام اعراف موت کو مینڈھے ہی کی شکل میں لاکر ذبح کیا جائے گا تمہارا اس سے مقابلہ کرنا اشارہ ہے موت کو پسند نہ کرنیکی طرف اور اس کا غالب آکر سینگ ماردینا اشارہ ہے موت واقع ہونے کیطرف اور ران میں سینگ مارنا اشارہ ہے ابناء اعمام میں حادثۂ موت پیش آنے کیطرف کیونکہ فخذ (ران) بنی اعمام کو کہتے ہیں اور بائیں ران میں سینگ مارنا اشارہ ہے کہ وہ حادثہ انثیٰ کا ہوگا اور ایک قطرۂ خون نکلنا اشارہ ہے کہ وہ چھوٹی سی بچی ہوگی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اسی روز چچازاد بھائی کے یہاں بچی پیدا ہوئی اور مرگئی ۔

حضرت شیخ الہندؒ کا خواب میں سانپ دیکھنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ نے خواب دیکھا کہ میں نے الماری کھولی تو کتابوں میں سے ایک زرد رنگ کا سانپ نکل کر مجھ پر حملہ آور ہوا مگر میں بچ گیا وہ نیچے گرا میں نے فوراً کچلدیا بعد بیداری حضرت نانوتویؒ سے تعبیر معلوم کی تو فرمایا کہ نصاریٰ سے مقابلہ (مناظرہ) ہوگا اور وہ شکست کھائیں گے اور وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ سانپ سے اشارہ دشمن کیطرف ہے اور کتابوں سے نکلنے میں اشارہ ہے کہ دشمن اہل کتاب ہے اور زرد رنگ کا ہونا اشارہ ہے اسکے نصاریٰ (عیسائیوں) میں سے ہونیکی طرف اس لئے کہ وہ اپنے بچے کو اس رنگ میں رنگتے ہیں اور اس کو مامعمودیہ کہتے ہیں اور اس کا حملہ کرنا اشارہ ہے مقابلہ ہونے کی طرف اور آپ کا بچ کر اس کو ماردینا اشارہ ہے کہ وہ مقابلہ میں شکست کھائے گا چنانچہ شاہ جہان پور میلۂ خدا شناسی میں ایسا ہی پیش آیا (جو مباحثہ شاہجہانپور کے نام سے کتابی شکل میں شائع بھی ہوچکا ہے) ۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کی نعش کو خواب میں جلتے دیکھنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمہ کو کسی شخص نے (انکی حیات میں) خواب میں دیکھا کہ ان کا انتقال ہوگیا اور ان کی نعش جلائی جارہی ہے کسی نے اسکی کچھ تعبیر دی کسی نے کچھ تعبیر دی کچھ لوگوں نے یہ سمجھا کہ مولانا (شیخ الاسلامؒ) کانگریس کیساتھ ہیں اسو جہ سے اس حال میں ہیں حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ کو اس کا علم ہوا تو تعبیر دی کہ عشق الہی کی آگ میں جل رہے ہیں ۔

حضرت شیخ الحدیثؒ کو خواب میں نابینا دیکھنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ) کو انکی حیات میں کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ نابینا ہوگئے اور لوگوں سے پیسے مانگ رہے ہیں اس لوگوں نے غلط اثر لیا تو میں نے اسکی تعبیر دی کہ نابینا ہونیکا مطلب یہ ہے کہ مخلوق کے عیوب سے آنکھیں بند کرلی ہیں اور پیسے مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو ہدایت کر رہے ہیں کہ مال کی محبت دل سے نکالو !

خواب میں تین بزرگوں کو مختلف حال میں دیکھنا

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے خواب میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کو اس حال میں دیکھا کہ حضرت تھانویؒ تو مراقب ہیں اور حضرت علامہ کے سینہ سے ایک نور کی زنجیر نکل کر دور تک جارہی ہے اور حضرت مدنی رہ جوش میں ہیں تقریر کررہے ہیں اسکی تعبیر حضرت ام مجدد نے دی کہ تینوں بزرگ ہیں تینوں الگ الگ اہم کاموں میں مشغول ہیں حضرت تھانویؒ تو اصلاح

باطن اور تزکیۂ نفس کیطرف متوجہ ہیں اسی لئے مراقب نظر آئے اور حضرت علامہ خدمت حدیث شریف میں مشغول ہیں اسی لئے انکے سینہ سے نور کی زنجیر نکلتی ہوئی اور دور تک جاتی ہوئی نظر آئی اور حضرت مدنی رحؒ کے اندر جہاد کا جوش اور اس کا غلبہ ہے اس لئے وہ اپنی تقریر میں جہاد پر آمادہ کر رہے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت گنگوہیؒ تینوں کو ایک صورت میں دیکھنا

ارشاد فرمایا کہ گنگوہ میں ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک مکان ہے جس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے اسپر حق تعالیٰ شانہٗ رونق افروز ہیں اس سے ذرا نیچے ایک اور تخت ہے اسپر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور اس سے ذرا نیچے ایک اور تخت ہے اسپر حضرت گنگوہیؒ بیٹھے ہوئے ہیں اور تینوں ایک ہی صورت پر ہیں اور حضرت گنگوہیؒ آیت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ، اسطرح پڑھ رہے ہیں کہ من یطع الرسول سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہاتھ سے اشارہ کر رہے ہیں اور فقد اطاع اللہ سے حق تعالیٰ شانہٗ کیطرف اشارہ کر رہے ہیں صبح ہونے پر حضرت گنگوہیؒ سے خواب بیان کیا تو حضرت نے فرمایا استغفراللہ رائی کے دماغ سے بوئے شرک آتی ہے کہ تینوں کو ایک ہی صورت میں دیکھتا ہے ۔

خواب میں اعضاء تناسل دیکھے

مولانا محمد ابراہیم صاحب افریقی زید مجدہٗ (خلیفہ حضرت اقدس دام مجدہٗ خلیفہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ) نے بیان کیا کہ حضرت نے اکثر یہ ارشاد فرمایا کہ کسی صاحب نے خواب بیان کیا کہ ایک مدرسے کے مہتمم صاحب نے ملازمین مدرسہ کی دعوت کی دسترخوان بچھایا گیا دفتر محاسبی کے ملازمین کھانا لگانے میں ہیں انتظام میں ہیں ڈونگے لائے جا رہے ہیں ایک کو جو کھولا تو اسمیں اعضاء تناسل رکھے ہوئے ہیں جس نے تعبیر دی کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہتمم صاحب تو نہایت اعزاز سے ملازمین کو تنخواہ دیتے ہیں مگر وہ اپنے مفوضہ کام میں کوتاہی کرتے ہیں خواب میں تنبیہ کیگئی ہے کہ انکی تنخواہ صورت مثالیہ میں یہ ہے

لطائف و ظرائف

قراۃ خلف الامام سے متعلق شوافع اور احناف کی مجلس

ارشاد فرمایا کہ فیض الباری شرح بخاری میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ شوافع نے ایک مجلس منعقد کی جس میں ایک شخص کو فرضی مفتی بنایا پھر ان سے قراۃ فاتحہ کے متعلق سوال کیا کہ قراۃ فاتحہ فرض ہے یا کیا مفتی نے فرض بتلایا سائل نے دریافت کیا کہ اس میں کسی کا اختلاف تو نہیں ہے مفتی صاحب نے جواب دیا کسی کا اختلاف نہیں البتہ ایک شخص نعمان بن ثابت (امام ابو حنیفہؒ) کوفہ میں گذرا ہے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اختلاف ہے کہ حضور علیہ السلام نے تو ارشاد فرمایا ہے۔ "لَا صَلٰوۃَ لِمَنْ لَمْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ" اس کی نماز نہیں جس نے قراۃ فاتحہ نہیں کی، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قراۃ فاتحہ فرض ہے مگر اس نے اس کے خلاف کہا ہے کہ قراۃ فاتحہ فرض نہیں حنفیہ کو اس مجلس کا علم ہوا تو انہوں نے بھی ایک مجلس منعقد کی کہ بے تمیزوں کی کسی جماعت میں کی نہیں اور اس میں ایک شخص کو مفتی تجویز کر کے اس کو تخت پر بٹھلایا اور پھر اس سے قراۃ فاتحہ کے متعلق سوال کیا مفتی نے جواب دیا کہ قراۃ فاتحہ فرض نہیں اس پر سائل نے کہا اس میں کسی کا اختلاف تو نہیں مفتی نے جواب دیا کہ کسی کا اختلاف نہیں البتہ ایک شخص محمد بن ادریس (امام شافعیؒ) گذرا ہے اس کا حق تعالیٰ شانہ سے اختلاف ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے تو فرمایا ہے "فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ" جتنا قرآن تم آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو اس میں فاتحہ کی کوئی تخصیص نہیں اور وہ فاتحہ کی تخصیص کرتا ہے۔

امرأة لها زوجان کا مطلب

ارشاد فرمایا کہ فقہ شافعی میں ایک لطیفہ ہے "امرأة لها زوجان" جس کا ظاہری مطلب یہ ہے ایک عورت کے دو شوہر حالانکہ یہ غلط ہے (ایک عورت کے دو شوہر کیسے ہو سکتے ہیں) اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ایک عورت ایک غلام اور ایک باندی کی مالک ہے اور وہ دونوں آپس میں زوجان (میاں بیوی) ہیں دونوں اس عورت کی ملک ہیں۔

مَن یرغَب

ارشاد فرمایا کہ لکھنؤ میں ککڑی پتلی پتلی اور چھوٹی چھوٹی ہوتی تھی مگر تیرہ ستر خوان پر ایسی ہی ککڑیاں قاش بنا کر لائی گئیں اور میزبان نے کہا من یرغب یعنی جس کا جی چاہے جس کو رغبت ہو کھائے ایک صاحب جن کو نئی لغات بولنے کا بہت شوق تھا کوئی لفظ انہوں نے بنا سنا اور بولنا شروع کیا انہوں نے سوچا کہ من یرغب یہاں ککڑی کو کہتے ہیں بس کیا تھا (ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے) کہنے لگے کہ ہمارے یہاں کے من یرغب اتنے (ہاتھ کے برابر) لمبے لمبے ہوتے ہیں۔

میں بڑے باپ کا بیٹا ہوں

ارشاد فرمایا کہ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ کے دو صاحبزادے تھے دونوں مولوی اور بڑے ذی علم تھے ایک مولوی حبیب الرحمٰن ایک مولوی خلیل الرحمٰن چھوٹے صاحبزادے سے کسی نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا آپ کے بھائی کہنے لگے میں بڑے باپ کا بیٹا ہوں اس واسطے کہ جب میرے بھائی پیدا ہوئے تھے تو میرے والد کی عمر ۳۰ برس تھی اور جب میں پیدا ہوا تو والد صاحب کی عمر ۶۰ برس تھی اس لئے میں بڑے باپ کا بیٹا ہوں۔

نصاب کے تین ارکان

تبدیلی نصاب کا ذکر آنے پر ارشاد فرمایا کہ حضرت علامہ ابراہیم بلیاویؒ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ نصاب کے تین ارکان ہیں طلبہ، اساتذہ، کتابیں طلبہ کو کچھ کہو گے تو وہ اسٹرائک کر بیٹھیں گے اساتذہ کو کچھ کہو گے تو وہ ناراض ہو جائیں گے پڑھانا چھوڑ دیں گے رہی کتابیں سو وہ بے زبان ہیں انہیں کو جو چاہے کہہ لو۔

چند فارسی جملے

مولانا عبدالمنان صاحب خادم خاص حضرت رائپوری ثانیؒ حاضر خدمت تھے ان سے حضرت دام مجدہ نے دریافت فرمایا کہ فارسی پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں گلستاں وغیرہ پڑھی ہے تو فرمایا کہ پھر تو سمجھ لوگے پھر فرمایا کہ

" زید رفتہ رفتہ خوبروئے دید بردو گوش نشستہ ہر چند طلبید و لے حجام

زید را دیدم الستادہ قند قندی می نوشد

جامن کہ فرستادہ بودی کوچہ بود خندق نشد "

جملوں کا کیا ترجمہ ہے مولانا ان تینوں جملوں کا مفہوم نہ سمجھ سکے تو خود فرمایا کہ جملہ اولیٰ میں پہلا رفتہ فعل ہے اور دوسرے رفتہ سے مراد بہار کا مشہور ضلع گیا ہے اور دوگوش بمعنی دوکان (دکان) ہے اور حجام بمعنی فعل مضارع منفی نیامد ہے (ترجمہ یہ ہے زید ضلع گیا گیا ایک خوبصورت کو دکان پر بیٹھے ہوئے دیکھا بہت بلایا مگر نائی (نہ آئی)۔

اور دوسرے جملہ میں قند بمعنی گڑ اور قندی بمعنی گڑی قند قندی بمعنی گڑ گڑی یعنی چیو ماحقہ (ترجمہ یہ ہے) میں نے زید کو دیکھا کہ کھڑا کھڑا گڑ گڑی پی رہا تھا)

اور تیسرے جملہ میں کوچہ بود بمعنی گلی ہوئی اور خندق بمعنی کھائی ہے اور خندق نشد بمعنی کھائی نہ گئی (ترجمہ یہ ہے جو جامن کہ تو نے بھیجی تھی گلی ہوئی تھی کھائی نہ گئی)۔

سکنے کا طریق نصاریٰ کا طریق ہے

ایک طالب علم نے (جواب دار العلوم میں مدرس ہوگئے ہیں) کتاب کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا میں یہ کتاب دیکھ سکتا ہوں تو ارشاد فرمایا کہ تمہارے امکان کو میں کیا جانوں پھر فرمایا کہ یہ سکنے کا طریق نصاریٰ کا طریق ہے جیسا کہ آیت کریمہ ھل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء۔ (کیا آپ کا رب آسمان سے مائدہ نازل کرسکتا ہے) سے معلوم ہوتا ہے اس کے بعد اس کے سوال پر فرمایا کہ یہ کہتے کیا اس کتاب کو دیکھ لوں کیا اس کتاب کے دیکھنے کی اجازت ہے۔

شیعہ مذہب میں متعہ کی فضیلت

ارشاد فرمایا کہ شیعوں کے یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو پہنچ جانا بہت آسان ہے انکی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ متعہ کرتا ہے وہ حضرت حسینؓ کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اور جو دو مرتبہ متعہ کرتا ہے وہ حضرت حسنؓ کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اور جو تین مرتبہ متعہ کرلیتا ہے وہ حضرت علیؓ کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے اور جو چار مرتبہ متعہ کرلیتا ہے وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے نیز متعہ کے فضائل میں یہ بھی لکھا ہے کہ متعہ کے بعد جو غسل کیا جاتا ہے اس کے ہر ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے جو متعہ کرنے والے کے لئے قیامت تک استغفار کرتا رہتا ہے اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ذرا سی بات اور رہ گئی وہ میں کہدوں وہ یہ کہ اگر بالفرض فرشتہ پیدا ہو اور قیامت تک استغفار بھی کرے تو مغفرت پھر بھی نہ ہوگی ۔

شیعہ حافظ نہیں ہوتے

کسی صاحب نے تصویب کیلئے دریافت کیا کہ سُنا ہے شیعہ حافظ نہیں ہوتے تو ارشاد فرمایا کہ جو سنا ہے صحیح ہے پھر واقعہ بیان فرمایا کہ کسی سنی حافظ کو شیعہ لوگوں نے لالچ دلاکر کہلوایا کہ میں حافظ بھی ہوں اور شیعی بھی ہوں اس نے کہہ دیا تو پورا قرآن پاک فوراً بھول گیا۔ ا ھ (کذا فی المنقول)

کھٹمل اسٹیٹ

ارشاد فرمایا کہ پاکستان بننے کے بعد ایک لیگی میرے پاس آئے میں اسوقت اپنی چارپائی سے کھٹمل جھاڑ جھاڑ کر مار رہا تھا وہ یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ مفتی جی جیو ہتیا کر رہے ہو اسپر میں نے کہا کہ جب ان کے لئے کھٹمل اسٹیٹ بنا دیا ہے تو یہ وہاں کیوں نہیں چلے جاتے یہاں رہیں گے تو یوں ہی پیس دیئے جائیں گے۔

علامہ صدیق صاحب کشمیریؒ سے استفسار

ارشاد فرمایا کہ سہارنپور کی مسجد بہادران میں ایک مرتبہ امام نے نماز فجر میں آیت کریمہ

ان الذین فتنوا المومنین و المومنات ثم لم یتوبوا فلھم عذاب جھنم و لھم عذاب الحریق " سے یتوبوا کو چھوڑ کر اس طرح پڑھ دیا ثم لم فلھم عذاب جہنم الخ علامہ صدیق صاحب کشمیری بھی نماز میں تھے لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ نماز ہوگئی یا نہیں آپ نے اپنے نحوی مذاق کے اعتبار سے فرمایا کہ لم اور لما میں یہ فرق ہے کہ لما کے بعد فعل کا حذف درست ہے اور لم کے بعد درست نہیں پھر فرمایا کہ او ہو سہورے کا فروں کا ذکر ہے وہ توتو بہ کریں یا نہ کریں ان کے لئے تو عذاب حریق ہے ہی چلو نماز ہوگئی۔

عرب کا پیسہ

ارشاد فرمایا کہ عرب کا پیسہ موافق نہیں آتا اس میں آگ بھری ہے اس لئے کہ وہ پیٹرول کا ہے۔

اولاد شیطان کی پیدائش

حافظ محمد طیب صاحب مکتبہ نعمانیہ والوں کے استفسار پر فرمایا کہ طحطاوی علی الدر المختار میں لکھا ہے کہ شیطان کی ایک ران میں مرد کی شرمگاہ ہے اور ایک ران میں عورت کی شرمگاہ ہے وہ دونوں کو ملا کر جماع کرتا ہے اور اس سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔

گاجر، شلغم، مولی کے خواص

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہی سے بعض طلبہ نے خدمت کرتے دوران کچھ چیزوں کے خواص معلوم کئے گاجر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ بہت اچھی چیز ہے سیدانی کہو شیخانی کہو منغلانی کہو۔ شلغم کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ وہ توجولاہا ہے (حضرت دام مجدہ نے فرمایا کہ اسکی وجہ شاید یہ ہوگی کہ اس میں تانا بانا ہوتا ہے) پھر مولی کو پوچھا تو فرمایا کہ وہ تو چماری ہے (کہ جیسے وہ خادمہ ہوتی ہے اسی طرح مولی بھی خادم ہے ہاضم ہے مگر خود غیر منہضم ہے)۔ "تذ" ج ۲ ص ۸۱

عملیات

برائے حفاظتِ اطفال ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ گھر کے نہ بولنے والے بچوں کے گلے میں "اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق" لکھ کر ڈالدیا کرتے تھے اور بولنے والے بچوں کو سکھلا دیا کرتے تھے

برائے دفع جن ارشاد فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مضمون جسکو حرز ابی دجانہ کہتے ہیں ایک صحابی کو لکھوا کر دیا جن کے مکان میں جن رہتا تھا اسکی برکت سے وہ چلا گیا شرح حصن حصین میں وہ مضمون موجود ہے۔ احقر جامع و مرتب بغرض افادہ اس کو نقل کرتا ہے کہ بہشتی زیور میں اس کو نہایت مجرب لکھا ہے وہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بسم اللہ ھٰذا کتابٌ من محمد رسول اللہ رب العٰلمین الی مَن طَرَقَ الدَّار من العُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِیْنَ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرِقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمٰنُ اَمَّا بعدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَکُمْ فِی الْحَقِّ سَعَۃً فَاِنْ تَکُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُقْتَحِمًا اَوْ رَاعِیًا حَقًّا مُبْطِلًا ھٰذَا کِتَابُ اللّٰہِ یَنْطِقُ عَلَیْنَا وَعَلَیْکُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اُتْرُکُوْا صَاحِبَ کِتَابِیْ ھٰذَا وَانْطَلِقُوْا اِلٰی عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ وَالْاَصْنَامِ وَاِلٰی مَنْ یَّزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعْدَاءُ اللّٰہِ وَبَلَغَتْ حُجَّۃُ اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اس کو لکھ کر مریض

کے گلے میں پہنادیں" اختری بہشتی زیور حصہ نہم صنہ۹

گمشدہ چیز معلوم کرنے کا عمل

مولوی سلمان صاحب گنگوہی نے سوال کیا کہ لوگ گم شدہ چیز کا پتہ چلانے کیلئے ایسا کرتے ہیں کہ اسمہر تبہ یٰسین شریف پڑھ کر قرآن پاک میں ولیتلطف کے دوسرے لام پر چاقو رکھ دیتے ہیں اس سے چیز اٹھانیوالے کو دست لگ جاتے ہیں اور اس طرح گمشدہ چیز کا پتہ لگ جاتا ہے سو یہ کیسا ہے تو ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک میں کسی عمل کے لئے چاقو رکھنا درست نہیں اس کا بدل دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ گم شدہ چیز کا عدد نکال کر اس کے بقدر یامعید اور اول آخر ۷۔ ۷ مرتبہ درود شریف پڑھ کر یہ دعا کرے کہ اللہ فلانی چیز جو تو نے عطا کی تھی وہ میری نااہلی سے ضائع ہو گئی اپنے فضل و کرم سے وہ مجھے واپس کردے ، دوسرا بدل یہ ارشاد فرمایا کہ یٰبنی انہا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السمٰوٰت او فی الارض یأت بہا اللہ ان اللہ لطیف خبیر ۃ ایک سو انیس مرتبہ یا حفیظ ایک سو انیس مرتبہ اول و آخر درود شریف ۷۔ ۷ مرتبہ پڑھ کر دعا کرے ۔

مسجد سے نکلتے وقت کی دعا

ارشاد فرمایا کہ "اللھم انی اسئلک من فضلک ۔ دعا مسجد کے اس حصہ سے باہر نکلنے پر پڑھی جائے جس میں نماز ہوتی ہے اور دروازہ سے نکلتے وقت اللھم انی اعوذ بک من ابلیس و جنودہٖ" پڑھے ۔

دفع سحر کے لئے عمل

ماسٹر نعمۃ اللہ خانصاحب مدرس مدرسہ خادم العلوم باغونوالی نے اپنے اوپر سحر کے اثر کی شکایت کی اور تعویذ کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا کہ "۱۱ مرتبہ معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) اول و آخر درود شریف سات سات مرتبہ صبح و شام پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کریں اس سے بہتر اس کیلئے کوئی عمل نہیں اس لئے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان دونوں سورتوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

پورے سحر کے اثر کو ختم کرنے کے لئے نازل فرمایا تھا۔

قوت حافظہ کیلئے

ارشاد فرمایا کہ قوت حافظہ کے لئے ہر فرض نماز کے بعد مقدم راس (سر کے اگلے حصہ) پر دا ہنا ہاتھ رکھکر تین بار یاقوی پڑھا کریں انشاءاللہ حافظہ قوی ہو جائے گا۔

تلاش گم شدہ کیلئے

ارشاد فرمایا کہ تلاش گم شدہ کے لئے عشاء بعد دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں والضحیٰ دوسری میں الم نشرح پڑھے، پھر اس چیز کے عدد نکال کر اس کے موافق یا معید اور اول آخر سات سات مرتبہ درود شریف پڑھے (احقر جامع ومرتب عرض کرتا ہے کہ حضرت دام مجدہ نے ایک غیر مسلم کو بھی ہاتھ منہ دھو کر سونے سے پہلے یکسوئی کیساتھ اسطرح پڑھنے کے لئے فرمایا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم کو بھی یہ عمل بتایا جا سکتا ہے)۔

آسیب اور پریشان خواب سے حفاظت کیلئے

ارشاد فرمایا کہ آسیب اور پریشان کن خواب سے حفاظت کیلئے ہر فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت چاروں قل الحمد شریف اور آیۃ الکرسی تین تین بار اول آخر درود شریف تین تین مرتبہ پڑھکر ہاتھوں پر دم کر کے تمام بدن پر پھیر لیا کریں۔

پریشانیوں کے دفعیہ کیلئے

ایک صاحب نے کچھ پریشانیوں کا تذکرہ کر کے ان کے دفعیہ کے لئے تعویذ وغیرہ کے لئے کہا تو ارشاد فرمایا کہ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس مرتبہ الحمد شریف مع بسم اللہ اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ لیا کریں بہت مفید چیز ہے۔

برائے ہر مرض

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا لعاب مبارک انگلی پر ڈالتے پھر اس کو مٹی میں ملا کر مریض کی پیشانی پر ملتے جاتے اور یہ کہتے جاتے، بسم اللہ تربۃ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی سقیمنا باذن ربنا

امتحان میں کامیابی کیلئے

ایک طالب علم نے امتحان میں ناکامی کی شکایت کی تو ارشاد فرمایا کہ "رب انی مغلوب فانتصر" کا ورد رکھئے۔

ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ

ارشاد فرمایا کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر جس مردہ کو اس کا ثواب پہنچا یا جائے گا اس کی مغفرت ہو جائے گی یہ روایت فضائل ذکر میں موجود ہے۔

اولاد کے لئے ایک عمل

ارشاد فرمایا کہ اگر زوجین صحت مند ہوں اور انکے اولاد نہ ہوتی ہو تو جس روز عورت حیض سے فارغ ہو کر غسل کرے اس روز تین انڈے ابال کر چھیل لیں اور ایک پر لکھیں والسماء بنینھا باید وانا لموسعون اس کو مرد کھائے اور دوسرے پر لکھیں والارض فرشنھا فنعم الماھدون، اسکو عورت کھائے تیسرے پر لکھیں ومن کل شیئ خلقنا زوجین لعلکم تذکرون اس کو دونوں کھالیں اور ہمبستری کریں انشاء اللہ اولاد ہو گی۔

لہ صفحہ ۵۴۳ کتاب الطب ابوداؤد شریف ج ۲ مطبوعہ مطبع نامی کانپور ۱۲ ف

واقعات

بیت اللہ میں رکھے ہوئے بتوں کو گرانے کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لیکر بیت اللہ میں تشریف لیگئے اور ان کو بٹھلا کر ان کے کندھوں پر قدمہائے مبارک رکھ کر کھڑے ہو گئے پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ وہ آپ کے وزن کی بنا پر کھڑے نہ ہو سکے تب آپ علیہ السلام نیچے اترے اور بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ کو اپنے شانہائے مبارک پر کھڑا کیا اور پھر خود کھڑے ہو گئے اور ان کو حکم دیا کہ جتنے بُت بیت اللہ شریف میں رکھے ہوئے ہیں ان تمام کو گرا دو۔ چنانچہ انہوں نے ایک ایک کر کے سارے بتوں کو گرا دیا۔

واقعات امام اعظمؒ

ایک مخنث کے سوالات کے جوابات

ارشاد فرمایا کہ خلیفۂ وقت کے سامنے امام ابو حنیفہؒ سے کسی مخنث نے سوال کیا کہ تمام دنیا کی مردم شماری کتنی ہے فرمایا کہ جتنے آسمان میں ستارے اگر تنے نہوں تو شمار کرلے۔ پھر سوال کیا کہ زمین کا بیچ کہاں ہے فرمایا کہ جہاں تو بیٹھا ہے یقین نہ ہو تو ناپ لے پھر سوال کیا کہ چار پائے زیادہ ہیں یا دو پائے فرمایا کہ چار پائے زیادہ ہیں یقین

نہ آئے تو گن کے دیکھ لے۔ پھر سوال کیا کہ نر یا دہ کیا مادہ فرمایا کہ پہلے تو بتلا تو کونسوں میں کیا ہے اسپر وہ نادم ہو کر خاموش ہوا۔

حضرت امام مالکؒ کی شہادت

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ امام مالکؒ سے حج کے موقعہ پر امام ابو حنیفہؒ کی ملاقات ہوئی اور گفتگو بھی ہوئی جب امام مالکؒ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو شاگردوں نے دریافت کیا کَیْفَ وَجَدْتَ اَبَا حَنِیْفَۃَ، آپ نے امام ابو حنیفہ کو کیسا پایا تو امام مالکؒ نے فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ اگر اس ستون کو سونے کا کہدے گا تو اسپر دلائل قائم کردے گا اور تم کو جواب نہ آئے گا تم اس کے دلائل کو توڑ نہ سکوگے۔

بھنگی کا ادب

ارشاد فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے ایک بھنگی سے دریافت کیا کہ کتا کب بالغ ہوتا ہے اس نے کہا جب ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرنے لگے اس کے بعد امام صاحبؒ کا یہ حال ہو گیا تھا کہ جب اس بھنگی کو دیکھتے تو مؤدب کھڑے ہو جاتے۔

امام صاحب کو خلیفہ منصور کا قید کرانا

ارشاد فرمایا کہ امام صاحب کو بادشاہ وقت یعنی خلیفہ منصور نے قید کرا دیا تھا اور دس کوڑے روزانہ ان کے لگوائے تھے وجہ اسکی یہ تھی کہ بادشاہ وقت جو قانون بناتا اور عوام پر اسکو نافذ کرتا تو لوگ امام صاحب سے آکر دریافت کرتے کہ یہ قانون شرع کے موافق ہے یا نہیں اگر آپ فرماتے کہ شرع کے موافق ہے تو اسپر عمل کرتے ورنہ عمل نہ کرتے بادشاہ نے ایک محتسب بھی مقرر کیا تاکہ نافذ کردہ قانون کی خلاف ورزی کرنیوالوں کو سزا دیا کرے چنانچہ وہ محتسب ایسے لوگوں کو سزا دینے لگا جو قانون شاہی کی خلاف ورزی کرتے ایک مرتبہ وہ محتسب امام صاحب کے پاس آیا اور دریافت کیا

مق ۔ ص ۵۲

کہ حضرت میری توبہ کی بھی کوئی شکل ہے امام صاحب نے فرمایا کہ ہے بالکل پکّی توبہ کرو کہ
آئندہ ایسا نہ کرونگا اللہ تعالیٰ معاف کردیں گے اس نے توبہ کر لی اس کے بعد بادشاہ نے
ایک قانون نافذ کیا اور اسکو بلاکر کہا کہ ہم نے فلاں قانون نافذ کیا ہے تم اپنے کام کے لئے تیار ہو
جاؤ یعنی جو شخص اس کے خلاف کرے اس کو سزا دو اس نے کہا کہ میں اس کا جواب کل دوں گا
رات میں امام صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا مجھے بادشاہ نے ایسا حکم دیا ہے میں کیا کروں،
مشورہ دیجئے امام صاحب نے فرمایا کہ تمہارے امتحان کا وقت ہے کہ آیا تم نے پکی توبہ کی
ہے یا کچی اسپر اس نے کہا کہ اچھا میں اس کام کے لئے ہرگز نہ جاؤں گا چنانچہ صبح کو جاکر
بادشاہ سے انکار کر دیا کہ میں اس کام کے لئے تیار نہیں ہوں بادشاہ نے تحقیق کرائی کہ
دیکھو یہ رات کس کے پاس گیا تھا معلوم ہوا کہ امام صاحبؒ کے پاس گیا تھا اور ان سے مشورہ
کرکے آیا ہے اسپر بادشاہ نے کہا کہ اچھا ہم یہاں کا قاضی امام ابوحنیفہ ہی کو بنائیں گے
اور انہیں کے ذریعہ اپنے احکامات کا اعلان کرائیں گے چنانچہ اس نے امام صاحبؒ کو
قاضی بنانا چاہا امام صاحب نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں اسکا اہل نہیں بادشاہ نے کہا کہ
آپ جھوٹ کہتے ہیں آپ اس کے اہل ہیں امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر میں جھوٹ کہتا
ہوں تو میرا دعویٰ بالکل سچا ہے کیونکہ جھوٹا اہل نہیں ہوتا بادشاہ نے اصرار کیا تب بھی
امام صاحبؒ نے انکار کر دیا بالآخر جب امام صاحبؒ نہ مانے تو ان کو قید کرا دیا اور
دس کوڑے روزآنہ لگواتا امام صاحب کے پاس جیل خانہ ہی میں ایک ہزار طالب علم
سبق پڑھنے کیلئے آنے لگے بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو فکر ہوئی کہ کہیں یہ ان سب کو
لے کر بغاوت نہ کر دے اس لئے امام صاحبؒ کو زہر پلانا چاہا جب امام صاحب کے پاس
زہر کا پیالہ لایا گیا تو بذریعۂ کشف آپ کو اس کا علم ہوگیا آپ نے اس کے پینے سے انکا
کر دیا تو زبردستی پلایا گیا آپ اس کو پیتے ہی سجدے میں گر پڑے اور اسی حالت میں
وہیں وفات ہوگئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً "مق" ص۵۵

صبر کا پھل ارشاد فرمایا کہ امام صاحبؒ کو لوگوں نے بہت تنگ کیا ایک مرتبہ ان کے مکان پر ایک شخص آیا اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی والدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں امام صاحبؒ نے فرمایا کہ دیکھو بھائی میری والدہ عاقل بالغہ ہیں ان پر کسی کو ولایت اجبار حاصل نہیں میں ان سے معلوم کرآؤں اگر وہ اجازت دیدیں گی تو کر دوں گا ورنہ نہیں اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے پھر جو باہر تشریف لائے تو وہ شخص مقتول ملا معلوم ہوا کہ غیب سے ایک تلوار نمودار ہوئی اس نے اس کو قتل کر دیا اس پر امام صاحب نے فرمایا قتلہ صبری یعنی میرے صبر نے اس کو قتل کر دیا۔

حضرت امام ابو یوسف رح کی قضارت

ارشاد فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کے بعد امام ابو یوسفؒ قاضی بنے اور قاضی القضاۃ کا لقب آپ کو دیا گیا لیکن بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملا کر نہیں رہے بلکہ ہر معاملہ میں شریعت کا اتباع کرتے یہاں تک کہ بادشاہ کا مزاج درست کر دیا کتاب الخراج تصنیف فرمائی اور حکومت کو مجبور کر دیا کہ اس کے موافق عمل کرنا ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کی چھینک

ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کو بھی قاضی بنایا گیا ایک مرتبہ بادشاہ وقت کی اہلیہ اور ایک کاشتکار کا مقدمہ انکی عدالت میں پہنچا تو انہوں نے کاشتکار کے حق میں فیصلہ کر دیا بادشاہ جب گھر آئے تو بیوی خفا ہوئی کہ تمہارے وظیفہ خور قاضی انہوں نے مجھے ہرا دیا اور کاشتکار کو جتا دیا میرے مقابلہ میں اس پر آپ کو سزا دینے کے لئے دربار میں طلب کیا گیا تمام مخلوق خدا آپہونچی کہ دیکھئے آج قاضی صاحب کو قتل کر دیا جائے گا اس وقت اتفاق سے عبداللہ بن مبارک کو چھینک آئی تو انہوں نے الحمدللہ

کہا اسپر تمام لوگوں نے کہا یرحمک اللہ یہاں تک کہ شہر گونج اٹھا جب بادشاہ گھر پہنچے تو بیگم نے پوچھا کیسا شور تھا بتایا گیا کہ عبداللہ ابن مبارک کی چھینک کا لوگوں نے جواب دیا ہے اسپر بیگم صاحبہ نے کہا کہ دیکھ حکومت ایسی ہوتی ہے کہ ایک شخص کے لئے اتنے لوگ رحمت کی دعا مانگ رہے ہیں اور ایک آپ ہیں کہ کوئی ایک بھی آپ کے لئے دعاء رحمت نہیں کرتا۔

حضرت ابراہیم ابن ادہمؒ کے لئے غیب سے کھانا

ارشاد فرمایا کہ ابراہیم ابن ادہمؒ ایک مرتبہ چلے جا رہے تھے راستے میں رات ہوگئی سوچا کہ قریب میں جو مسجد ہے اس میں قیام کرلوں مسجد پہنچے تو وہاں کے امام صاحب سے فرمایا کہ میں یہاں رات بھر قیام کرنا چاہتا ہوں امام صاحب نے سوچا کہ یہ تیرا کھانا تقسیم کروائے گا اس لئے انکار کردیا ابراہیم ابن ادہمؒ نے فرمایا کہ مجھ کو کھانے کی ضرورت نہیں صرف رات میں قیام کرنا چاہتا ہوں تب انہوں نے اجازت دی اور کہا اس کونے میں سو جاؤ امام صاحب کے پاس غیب سے کھانا آتا تھا جب حسب معمول کھانا آیا جسمیں جو کی روٹی اور مسور کی دال تھی تو ابراہیم ابن ادہم سے پشت پھیر کر بیٹھ گئے اور کھانا کھالیا۔ ابراہیم ابن ادہم کے پاس بھی غیب سے کھانا آتا تھا جب ان کے پاس کھانا آیا جس میں مرغن اشیا تھیں اور خوشبو بھی مہک رہی تھی تو صحن میں رکھ کر امام صاحب سے فرمایا کہ آجاؤ کھانا تناول فرمالو انہوں نے جب اس کھانے کو دیکھا تو آسمان کیطرف منہ اٹھا کر کہا یا اللہ کیا یہ آپ سے بہت ہی تعلق رکھنے والا ہے جو مجھ کو مسور کی دال اور جو کی روٹی دی اور اس کو یہ مرغن کھانے دیئے تو غیب سے ندا آئی کہ اسکی قربانی بھی دیکھی یہ تو بادشاہت کو چھوڑ کر ہماری طرف متوجہ ہوا ہے[1] تو گھر یا جالی کو چھوڑ کر آیا ہے اگر تجھ کو یہ دال روٹی پسند نہیں تو جا اپنی وہی گھر یا جالی سنبھال [1]

[1] معلوم ہوا کہ بندہ کے مجاہدہ و قربانی کے موافق ہی حق تعالیٰ شانہٗ کیطرف سے عنایات و نوازشات کا معاملہ ہوتا ہے۔

کیا عالمگیرؒ متعصب تھے

ارشاد فرمایا کہ شاہ اورنگزیب عالمگیرؒ کے بارے میں ہندو لوگ جو کچھ کہتے ہیں" کہ وہ متعصب تھا روزانہ ہندوؤں کے کافی زنار جلایا کرتا تھا اور ہندوؤں کو بہت زیادہ قتل کیا کرتا تھا وغیر ذٰلک اس کے بالمقابل اکبر کی بہت تعریف کرتے ہیں" یہ سب غلط ہے کیونکہ شاہ اورنگزیب عالمگیرؒ نے انچاس برس حکومت کی ہے اگر یہی بات ہوتی کہ وہ روزانہ ہندوؤں کو قتل کراتے تھے تو ان کے زمانۂ سلطنت کے بعد ہندو بیج کے لئے بھی نہ ملتا یہ ان لوگوں کا پروپیگنڈہ ہے ان کو متعصب کہنا غلط ہے اس واسطے کہ ان کے واقعات کی اصل حقیقت وہی لوگ بیان کر سکتے ہیں جنھوں نے چشم دید واقعات اپنی کتابوں میں لکھے ہیں چنانچہ

"اورنگ زیب عالمگیرؒ پر ایک نظر" نامی کتاب میں یہ سب تفصیل لکھی ہے کہ انکی حکومت میں کس علاقہ میں کتنے ہندو حاکم تھے اور ہندوؤں کے مندروں کے نام جو زمین وقف تھیں وہ سب انہوں نے دلوائیں اور انہوں نے اپنے والد کو قید کیا اس لئے کہ ان کے والد دارا شکوہ کو تخت دینا چاہتے تھے حالانکہ دارا شکوہ کی دینی حالت تباہ تھی اسکے بالمقابل دارا شکوہ کی فوج کا ایک سکھ کمانڈر تھا جب دارا شکوہ کو شکست ہو گئی تو اس کمانڈر کا مسئلہ پیش آیا اورنگ زیب نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اس کو اپنی فوج کا کمانڈر بنادیا وزیروں نے کہا بھی کہ اس کو کمانڈر بنانا صحیح نہیں لیکن اورنگ زیب نے کہا کہ ارے نہ یہ میرے وفادار ہیں نہ دارا شکوہ کے یہ تو تخت کے وفادار ہیں وہ جس کو ملے گا اس کی وفادار کریں گے۔

شیواجی سے مقابلہ

اورنگ زیب کی لڑائی شیواجی سے ہوئی تو انہوں نے اس کا محاصرہ کرلیا وہ قلعہ میں بند تھا اتفاق سے اسکے پاس راشن ختم ہو گیا (محاصرہ کے سبب راستہ کوئی راشن لانے کا تھا نہیں) اس لئے اس نے اپنی ماں سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے اس نے جواب دیا کہ عالمگیر سے مشورہ کرلے اس نے

کہاکہ عالمگیر تو میرے خون کا پیاسا ہے اس سے کیسے مشورہ کروں اس کی والدہ نے کہا یہ تو صحیح ہے لیکن وہ اپنے مذہب کا پختہ ہے اور اس کے مذہب میں یہ ہے کہ جب کوئی مشورہ لے تو صحیح مشورہ دینا چاہیئے اس لئے وہ صحیح مشورہ دے گا اس پر اس نے قلعہ پر سے جھنڈی کھلائی جس سے اشارہ تھا کہ میں ایک مشورہ لینا چاہتا ہوں اس کے بعد اس نے کہاکہ میرے پاس راشن ختم ہوگیا ہے میں کیا کروں کوئی راستہ نہیں ہے کہ جس سے لایا جاسکے اورنگ زیب نے جواب دیاکہ مصالحت کرکے جنگ بند کردو اور زمانۂ مصالحت میں انتظام کرلو اس کے بعد جنگ کرنا۔ اس نے پوچھا کتنی مہلت دے سکتے ہو جواب دیاکہ دس برس کی اسکو حیرت ہوئی اور اس نے صلح کرلی اورنگ زیب نے اپنی فوج ہٹالی کسی نے پوچھاکہ دس سال کی مہلت کیوں دی جواب دیاکہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر کافروں کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال کے لئے ہی مصالحت ہوئی تھی اور کامیابی اتباع سنت ہی میں ہے اس لئے میں نے بھی دس برس تک کے لئے مصالحت کی ہے مگر شیواجی نے دس سال سے پہلے ہی غداری کی تب اس کے ساتھ لڑائی ہوئی جس میں وہ گرفتار کرکے دلی لایا گیا مگر (اس کے باوجود) اورنگ زیب نے اس کو قتل نہیں کیا۔

قاتل کی تحقیق

اسی طرح ایک مرتبہ دہلی لال قلعہ کی مینار میں بیٹھے ہوئے کچھ کام کررہے تھے برابر سے جمنا چل رہی تھی اس میں دیکھاکہ مٹکا بہا جارہا ہے حکم دیاکہ اس کو پکڑلو پکڑلیا گیا کھول کر جو دیکھا تو اس میں نعش ہے وزیر نے بتلایاکہ یہ تو وہ ہیں جنکو فلاں جگہ کا جرنیل بنایا گیا تھا حکم دیاکہ اس کی تحقیق کرو اس کے بعد خود ہی فرمایاکہ اچھا یہاں کے کمہاروں کو بلاؤ چنانچہ تمام کمہاروں کو بلایا گیا اور ان سے معلوم کیا گیاکہ بتلاؤ یہ مٹکا کس جگہ کا بنا ہوا ہے انہوں نے بتلادیاکہ فلاں جگہ کا بنا ہوا ہے تب اورنگ زیب خود اس مٹکے کو لے کر وہاں گئے اور تحقیق کی کہ یہ مٹکا کس کا بنا ہوا ہے معلوم ہوا کہ فلاں کمہار نے بنایا ہے اس سے ملاقات کی اور اس سے پوچھاکہ تمہارے مٹکے کہاں کہاں جاتے ہیں اس نے بتلایاکہ

فلاں مسافرخانے میں فلاں ہوٹل میں جاتے ہیں فرمایا کہ ہاں وہاں اس قسم کے واقعات پیش
آسکتے ہیں وہاں چلنا چاہیئے چنانچہ وہاں گئے مالک ہوٹل سے ملاقات کی اور آنے کی غرض
بتلائی اس نے کہا کہ آپ ٹھیرجائیے میں صاف صاف بتائے دیتا ہوں چنانچہ اس نے بتلایا
کہ ایک دن میرے ہوٹل میں ایک آدمی آیا اور بالاخانہ پر گیا میں نے پوچھا کہ آپ کھانا کھائیں
گے اس نے کہا کہ ہاں میں اس کے لئے کھانا تیار کرنے میں لگ گیا کچھ دیر بعد دوسرا شخص آیا اور
وہ بھی اوپر گیا میں نے سمجھا کہ ان کو بھی کھانے کی ضرورت ہوگی مجھے کھانے کی تیاری میں کچھ دیر لگی
جب کھانا تیار کر کے میں اوپر گیا تو دیکھا کہ پہلا شخص مقتول ہے اور دوسرا غائب ہے، میں نے سوچا
کہ اب کیا کروں میرے پاس یہ مٹکا رکھا ہوا تھا میں نے اس کی نعش اس میں رکھ کر جمنا میں
ڈالدی اورنگ زیب کو یقین آگیا کہ واقعی ایسا ہی ہوا ہوگا پھر اس شخص سے معلوم کیا کہ تم
اس قاتل کو پہچان بھی سکتے ہو اس نے کہا بالکل اگر وہ میرے سامنے آجائے تو یقیناً پہچان لونگا
اس کے بعد اورنگ زیب نے ایک تصویر نگار کو بلایا جو ہاتھ سے تصویر بنایا کرتا تھا اور اس سے
کہا کہ مختلف قسم کی تصویریں بناؤ اس نے مختلف تصویریں بنائیں اس کے بعد اس (ہوٹل والے
آدمی کو بلا کر معلوم کیا کہ ان میں سے کسی کو پہچانتے ہو اس نے ایک آدمی کی صورت پہچان لی
لیکن لباس کے بارے میں بتلایا کہ ایسا نہیں بلکہ ایسا تھا تصویر نگار کو حکم دیا کہ اس ساتھ کی
تصویر اس لباس کے ساتھ اور بنادو اس نے بنادی پھر اسکو دکھلائی کہ اب بتاؤ کیا یہی تھا اس
نے کہا کہ ہاں بعینہ یہی تھا پھر وہ تصویر اپنے پاس رکھ لی اور ڈاکوؤں کے ساتھ مل گئے (اس
طرح کہ وہ یہ نہ پہچان سکے کہ یہ بادشاہ ہیں) کچھ دن وہاں رہے ایک دن بات چل گئی کہ کون
کیا کارنامہ انجام دے سکتا ہے ہر ایک نے اپنے اپنے کمالات گنوائے جب عالمگیر کا نمبر آیا
انہوں نے کہا کہ میرے اندر یہ کمال ہے کہ زمین سے مال اگلوادوں اور حکومت سے جتنا
چاہوں پیسہ منگوا لوں ساتھیوں نے کہا کہ اچھا تجربہ کراؤ چنانچہ انہوں نے ایک جگہ اشرفیاں
گاڑ رکھی تھیں کہا کہ یہاں سے کھودو وہاں سے کھودا گیا تو اشرفیاں نکلیں پھر دوسری چیز کا

تجربہ کرانے کیلئے ایک ٹھیکرے پر لکھ کر بھیجدیا کہ اس کو اتنے روپیہ دیدو وہ لوگ تحریر جانتے تھے اس لئے پورا روپیہ دیدیا پھر کافی دن تک ان ڈاکوؤں کے ساتھ رہے ایک دن ساتھیوں نے کہا کہ فلاں لڑکی کا نکاح کس سے کریں بعد مشورہ عالمگیر کو تجویز کردیا کہ تم ہی سے کردیں انہوں نے اوّلاً رسمی طور پر انکار کردیا بعد میں منظور کرلیا اس شرط پر کہ لڑکی کے تمام رشتہ دار نکاح میں شریک ہوں انہوں نے کہا کہ سب تو آجائیں گے مگر لڑکی کا ماموں نہیں آسکتا پوچھا کیوں انہوں نے کہا اس نے اورنگ زیب کے ایک جرنیل کو قتل کردیا تھا اس لئے وہ پہاڑوں میں روپوش رہتا ہے انہوں نے کہا کہ بھائی دن طے کرلو اور وقت متعین کرلو وقت مقررہ پر تھوڑی دیر کے لئے آجائے پھر وہیں چلا جائے وہ بھی کیا شادی جس میں لڑکی کا ماموں شریک نہو اس پر ڈاکوؤں نے کہا کہ اس کو ہم سوچ کر کل بتائیں گے انہوں نے کہا اچھا کل بتادینا اگلے روز بتایا کہ اچھا وہ بھی آجائیں گے چنانچہ جب وہ وقت مقررہ پر آیا تو وہ تصویر ان کے پاس پہلے سے تھی ہی اس سے اس کو ملالیا اور خوب پہچان لیا (اسکے بعد نکاح ہوا) پھر جب سب مصافحہ کرنے لگے اور اس کا نمبر آیا اور مصافحہ کیلئے اسنے ہاتھ بڑھایا تو اورنگ زیب نے فوراً اس کا گٹہ پکڑلیا اور پوچھا کہ تو کون اس نے کہا کہ میں فلاں ہوں اس نے کہا کہ تم کون انہوں نے کہا کہ میں اورنگ زیب ہوں اتنا سنتے ہی سب وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے اور اورنگزیب تنہا ان کو پکڑ کر لائے اور سب کو سخت سزائیں دیں۔

ایک گورنر کے اخراجات کم کرانا

اسی طرح ایک گورنر کے بارے میں ان کو اطلاع ملی کہ ان کے کھانیکا خرچ بہت زیادہ ہے تو ان کی دعوت کی وقت مقررہ پر جب وہ آئے تو حساب کتاب کے جس کام میں اس وقت وہ خود مشغول تھے انہیں بھی مشغول کرلیا یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہوگئی تو نماز کے لئے چلے گئے نماز سے فارغ ہونے پر کچھ کام باقی تھا اس میں لگ گئے کہ اس کو بھی پورا کرلیں پھر کھانا کھائیں گے فارغ ہونے پر دستر خوان بچھایا گیا چمڑے کا اور کھانا آنا شروع ہوا

ابتداءً مسری کی دال اور روٹی آئی اورنگ زیب نے خود بھی کھائی اور مہمان کو بھی کھلائی کچھ دیر بعد گوشت آیا جب فارغ ہونے کے قریب ہوئے تو شاہی کھانے آنے شروع ہوئے لیکن چونکہ پیٹ بھر چکا تھا اس لئے اورنگزیب نے سب واپس کرادیئے مقصود دکھلانا تھا کہ پیٹ کا کام صرف اتنے میں چل سکتا ہے اس کے بعد ان پر پابندی عائد کردی کہ اس سے زیادہ کھانے میں صرف نہ کیا جائے۔

راجہ کو رائے کا خطاب

ایک مرتبہ عالمگیر کے صاحبزادے نے شفارش کی کہ فلاں راجہ کو رائے کا خطاب دیدیا جائے یہ بڑا خطاب تھا عالم گیر نے لکھا کہ یہ خطاب دینے کے لئے کارنامہ کی ضرورت ہے اس نے کوئی کارنامہ کیا ہے تاہم از امر دزاں گیدی ہم رائے باشد یعنی آج سے وہ گیدڑ بھی رائے ہے چنانچہ اس کا لقب گیدی رائے ہی ہوگیا۔ ان واقعات سے معلوم ہوا کہ وہ ہندوؤں کے ساتھ متعصب نہ تھے بلکہ ان کی مراعات کرتے تھے پس ان کو متعصب کہنا غلط ہے اور ان بادشاہوں کے تفصیلی حالات اگر دیکھنے ہوں تو واقعات بابری، آئین اکبری، تزک جہانگیری، وقائع عالمگیر کلمات طیبات عالمگیری دیکھئے کیونکہ یہ ان لوگوں کی لکھی ہوئی ہیں جنھوں نے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

اکبر بادشاہ کی توبہ

پھر ارشاد فرمایا کہ بادشاہ اکبر (جس نے دین الٰہی قائم کیا تھا) کے بارے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ اکبر نے اپنے اخیر زمانہ میں علماء کو اکٹھا کر کے کہا کہ کوئی شکل ہے جو میری توبہ قبول ہو جائے تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہے اس کے بعد اس نے توبہ کی، نیز فرمایا (حضرت دام مجدہٗ نے) کہ شیخ عبدالغنی جو کہ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے پوتے تھے انہوں نے اکبر کے قمچی بھی ماری تھی اس نے اپنی والدہ سے شکایت کی تو والدہ نے کہا کہ بیٹا اس کو برداشت کر جا اسی میں تیرے لئے خیر ہے بھائی اکبر صاحب کلکتوی نے معلوم کیا کہ

جب اکبر نے دین الہی قائم کیا تو شیخ عبد النبی نے اسکے اوپر دستخط نہیں کئے جسکی وجہ وہ دربار سے نکال دیئے گئے

مجھے انکار ہے شدہ

کیا شیخ عبدالنبی کے دور ہی میں اس نے دین الٰہی قائم کیا تھا تو فرمایا کہ مجھ کو معلوم نہیں۔

مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹیؒ اور شاہجہاں کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹیؒ ایک مرتبہ شاہجہاں کے ساتھ کشتی میں سفر کر رہے تھے اتفاق سے کشتی بھنور میں پھنس گئی تو مولانا گھبرائے لیکن شاہجہاں پر کوئی اثر نہوا شاہجہاں نے مولانا کو غیرت دلائی کہ آپ عالم دین ہو کر گھبرا رہے ہیں اور میں ذرا بھی متاثر نہیں مولانا بڑے ذہین تھے فوراً ارشاد فرمایا کہ میں مرجاؤں تو مجھ سا پیدا ہونے کے لئے ایک صدی چاہیئے اور تم مرجاؤ تو کیا ہے صاحبزادہ داراشکوہ تمہاری جگہ پر کرنے کے لئے موجود ہے صاحبزادہ عالم گیر موجود ہے

امام شافعیؒ و امام احمدؒ کے تعلق کا عجیب واقعہ

ارشاد فرمایا کہ پہلے استاذ و شاگرد کے درمیان عجیب تعلقات ہوا کرتے تھے وہ اب نہیں رہے پھر فرمایا کہ امام احمدؒ شاگرد ہیں امام شافعیؒ کے۔ امام شافعیؒ نے ایک مرتبہ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپؐ فرما رہے ہیں کہ احمد بن حنبل کو مطلع کر دو کہ ان کو ابتلا پیش آئے گا خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے شاگرد خاص مزنی کو اطلاع کیلئے بھیجا وہ جب اطلاع دے کر واپس آئے تو امام شافعیؒ نے دریافت فرمایا کہ انھوں نے تم کو کچھ دیا ہے اس لئے کہ بشارت دینے والے کو کچھ دینا چاہئے حضرت کعب ابن مالکؓ کو جب (بلا عذر غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے پر) اپنی توبہ قبول ہونے کی بشارت ملی تو آپنے بشارت دینے والے کو اپنے بدن کے کپڑے اتار کر دیدیئے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لئے کسی سے عاریۃً کپڑے لئے اور پہن کر حاضر ہوئے اسوقت ان کے پاس سوائے بدن کے کپڑوں کے اور کوئی کپڑا نہ تھا۔ مزنی نے عرض کیا

کہ جی ہاں انہوں نے اپنا کرتا عطا فرمایا ہے اور آپ سے ثبات قدمی کے لئے دعا کی درخواست کی ہے اسپر امام شافعیؒ نے فرمایا کہ یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ قمیص تم مجھے دیدو البتہ اتنا کہتا ہوں کہ تم اس قمیص کو بھگو کر اس کا پانی نچوڑ کر مجھے دیدو چنانچہ انہوں نے اس قمیص کو بھگو کر امام شافعیؒ کو اس کا پانی نچوڑ کر دیا اور امام شافعیؒ نے اس کو پیا بھی اور بدن پر بھی ڈالا۔

امام شافعیؒ کی صاحبزادی کو امام احمد ابن حنبلؒ سے شکایات

ارشاد فرمایا کہ امام احمد ابن حنبلؒ ایک مرتبہ امام شافعیؒ کے یہاں مہمان ہوئے امام شافعیؒ نے اپنی صاحبزادی کو فرمایا کہ آج بہت بڑا امام آیا ہے ان کی خوب خاطر مدارات کرنا چنانچہ حسب الحکم انہوں نے خوب خاطر کی جب صبح ہوئی تو امام شافعیؒ سے شکایت کی کہ آپ تو کہہ رہے تھے بڑے امام ہیں میں نے ان میں تین باتیں خلاف پائیں اول یہ کہ انہوں نے کھانا خوب کھایا جب کہ بزرگ بہت کم کھایا کرتے ہیں دوسرے یہ کہ انہوں نے تہجد نہیں پڑھی تیسرے یہ کہ بغیر وضو کے فجر کی نماز پڑھ لی۔ امام شافعیؒ نے صاحبزادی کو تو ڈانٹ دیا اور امام احمد سے تنہائی میں اس کا ذکر کیا تو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ کھانا تو میں نے اس لئے زیادہ کھایا کہ خالص حلال کھانا تھا مجھے دسترخوان پر اتنے انوار و برکات نظر آئے کہ کہیں اور دیکھنے میں نہیں آئے میں نے سوچا کہ جتنا زیادہ کھاؤں گا اتنے ہی انوار و برکات حاصل ہوں گے اور تہجد اس لئے نہ پڑھی کہ رات بھر سترہ مسائل مستنبط کئے تہجد ایک ایسی عبادت تھی جس کا نفع مجھ تک محدود رہتا اور مسائل ایسے ہیں کہ ان پر جو بھی عمل کرے گا مجھے ان کے عمل کا اجر ملے گا اور ان کے ثواب میں کمی نہ آئے گی۔ گویا ان کا نفع متعدی ہے اور تہجد کا غیر متعدی ہے۔ اس لئے میں نے تہجد نہ پڑھا اور فجر کی نماز بے وضو نہیں پڑھی بلکہ مسائل کے استنباط میں ساری رات جاگتے گذری (اور کوئی ناقض وضو پیش نہیں آیا) اس لئے وضو نہ ٹوٹا عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرلی۔

شاہ عبدالہادی امروہویؒ کی قناعت کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالہادی امروہویؒ کے مکان پر ایک جوگی آیا دیکھا کہ غربت ہے اور جہان نوازی بھی اس لئے عرض کیا کہ میرے پاس کیمیا کا علم ہے اس سے سونا بنایا جاتا ہے یہ کہہ کر ایک چیز دکھلائی اور کہا کہ یہ میں نے تیار کی ہے اس سے سونا بنتا ہے آپ نے فرمایا کہ اسے طاق میں رکھدو وہ رکھ کر چلا گیا ایک سال گذرنے پر پھر آیا سوچ رہا تھا کہ اب تو محلات بن گئے ہوں گے مگر دیکھا کہ وہی حالت ہے دریافت کیا کہ میں نے آپ کو ایک چیز دی تھی وہ کیا ہوئی ارشاد فرمایا کہ ہاں میاں وہ تم کہاں رکھ گئے تھے اس نے بتلایا اور اٹھا کر طاق سے دیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو خدا سے شرم آتی ہے کہ اس سے سونا بناؤں کہنے لگا لاؤ واپس دے دو آپ نے واپس فرمادیا جب وہ جانے لگا تو بلاکر فرمایا کہ میرے پاس بھی ایک نسخہ ہے وہ ہے قناعت کا کہنے لگا اس سے تو بڑھ کر کوئی نسخہ ہی نہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ اور قاضی ضیاءالدین سنامیؒ

ارشاد فرمایا کہ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء سماع فرمایا کرتے تھے قاضی ضیاءالدین صاحب سنامیؒ حکومت کیطرف سے محتسب مقرر تھے وہ سلطان المشائخ پر نکیر فرمایا کرتے تھے ایک روز کا ذکر کہ قاضی صاحب سلطان المشائخؒ کے یہاں تشریف فرما تھے سماع کے سلسلے میں گفتگو ہوئی سلطان المشائخؒ نے فرمایا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوا دوں پھر تو مان جاؤ گے قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمادیں تو ہمیں ہی کیا انکار ہے غرض سماع شروع ہوا کچھ دیر بعد سلطان المشائخ پر وجد طاری ہوا اور کھڑے ہوگئے قاضی صاحب نے آستین پکڑ کر بٹھالیا کچھ دیر بعد پھر کھڑے ہوئے قاضی صاحب نے پھر دامن پکڑ کر بٹھالیا تیسری دفعہ پھر کھڑے ہوئے تو اس دفعہ قاضی صاحب

بھی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے کچھ دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوگئی تو حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ دیکھا کہلوا بھی دیا قاضی صاحب نے فرمایا ہم نے بھی تو جواب دیدیا حاضرین کچھ نہ کہا کہلوایا اور کیا جواب دیا بعد میں قاضی صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بھائی جب سلطان جی پہلی دفعہ کھڑے ہوئے تو انکی روح ساتویں آسمان تک پہونچی وہاں تک میری بھی رسائی تھی اس لئے آستین پکڑ کر بٹھالیا دوسری دفعہ کھڑے ہوئے تو انکی روح عرش تک پہونچی وہاں تک بھی میری رسائی تھی اس لئے دامن پکڑ کر بٹھالیا تیسری دفعہ کھڑے ہوئے تو انکی روح غائب تھی دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور فرمارہے ہیں کہ فقیر (سلطان المشائخ) کو مت ستاؤ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت معلوم نہیں میں اس وقت خواب میں ہوں یا بیداری میں بیداری میں تو مجھے فلاں سند کے ساتھ یہ حدیث سنی ہے اس لئے حضرت کے اُس ارشاد پر عمل کریں یا اس پر تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عمل کے لئے تو وہی ہے پھر سلطان جی سے فرمایا کہ آپ کو توبہ کرنی پڑیگی ان شعبدوں سے میں باز نہیں آؤں گا۔

قاضی صاحب کا انتقال

ارشاد فرمایا کہ جب قاضی صاحب کے انتقال کا وقت قریب آیا تو حضرت سلطان المشائخ عیادت کے لئے تشریف لائے دروازہ پر پہونچ کر اجازت طلب کی تو قاضی صاحب نے کہلوادیا کہ میں اخیر وقت میں بدعتی کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا اس پر سلطان جی نے کہلوایا کہ فقیر ایسا گستاخ نہیں ہے بدعت سے توبہ کرکے حاضر ہوا ہوں اس پر قاضی صاحب نے اپنی دستار راستہ میں بچھوادی کہ اس پر قدم رکھتے ہوئے تشریف لائیں مگر سلطان جی دستار اٹھاتے اور سر پر رکھتے ہوئے تشریف لائے تو قاضی صاحب نے یہ شعر پڑھا ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ❊ آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

اس کے بعد قاضی صاحب کا انتقال ہوگیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

شاہ عبدالقدوس گنگوہی رح

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت گنگوہیؒ سے پوچھا کہ شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ بزرگ تھے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ جی ہاں بزرگ تھے اس نے دریافت کیا کہ انکی طرف سماع کی جو روایت منسوب ہے کیا وہ صحیح ہے فرمایا جی ہاں صحیح ہے اس نے کہا کہ پھر آپ کیوں نہیں سنتے تو فرمایا کہ انہیں دلیل پہنچی ہوگی ہمیں دلیل نہیں پہونچی پھر حضرت دام مجدہ نے فرمایا کہ اس سے حضرت گنگوہیؒ کا کمال ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ عبدالقدوس گنگوہیؒ کی بزرگی کو بھی کتنا ملحوظ رکھا اور شریعت کا بھی کتنا پاس ولحاظ کیا کہ قابل عمل نصوص ہی ہیں پھر فرمایا کہ جب شاہ عبدالقدوس صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا رکن الدین صاحب پڑھ کر عالم ہو کر آئے دیکھا کہ یہاں محفل سماع ہے پس حدیث " من رأى منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ " (جو شخص تم میں سے کسی برائی کو ہوتا ہوا دیکھے اس کو چاہیئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے روک دے) پر عمل کیا حالانکہ اسوقت محفل میں صرف اللہ، اللہ کا نغمہ تھا مگر اس کو بھی بند کرا دیا اس پر شیخ عبدالقدوسؒ نے یہ شعر پڑھا ؎

خشک تار و خشک چوب و خشک پوست ۔۔ از کجامی آید ایں آواز دوست

اس پر بھی اللہ اللہ کا نغمہ درودیوار اور فضا میں پیدا ہو گیا تو فرمایا کہ رکن الدین سے کہو اسکو بھی بند کر دے جب افاقہ ہوا تو مولانا نے کہا کہ ابا سماع شرعاً ناجائز ہے فرمایا اچھا جانی شرع کا حکم سر آنکھوں پر آئندہ نہیں سنیں گے۔ پھر ایک وقت فرمایا ذرا رکن الدین میرا بدن دبا دو وہ دبانے کیلئے بیٹھے تو دیکھا کہ بدن سے چار چار انگل کھال خشک الگ ہو رہی ہے درخت کی چھال کیطرح پوچھا ابا یہ کیا فرمایا یہ وہی ہے سماع سن لیتا تھا تو عشق الٰہی کی گرمی نکل جاتی تھی کچھ سکون ہو جاتا تھا اب بدن پھوٹ پھوٹ کر نکل رہی ہے مولانا نے کہا کہ آپ کے لئے جائز ہے کیونکہ آپ کے لئے یہ تداوی بالمحرم کے قبیل سے ہے۔ جس کی اجازت ہے۔

تکبیر اولیٰ فوت ہونیکے کفارہ میں دو برس کے روزے

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ سماع کی مشغولی میں تکبیر اولیٰ فوت ہوگئی تھی تو اس کے کفارہ میں دو برس روزے رکھے تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات احکام شرع کا کتنا اہتمام واحترام فرماتے تھے جو کچھ سماع کی کیفیت تھی وہ بدرجۂ مجبوری علاجاً تھی نہ کہ حظ نفسانی کے لئے آج کل کے لوگ ان اکابر کے حالات کا مطالعہ کریں پھر اپنے متعلق رائے قائم کریں کہ کس مقام میں ہیں درحقیقت اپنے اعمال کو ان اکابر کا اتباع قرار دینا افتراء ہے اور انکو بدنام کرنا ہے۔

تبلیغی نصاب پر اعتراض

ایک صاحب نے کہا کہ جماعت اسلامی والے حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا صاحبؒ) کی کتاب تبلیغی نصاب پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں بعض اکابر کے متعلق ہزار ہزار رکعت نفل پڑھنا ذکر کیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ اور بھی کام کاج ہیں اس پر ارشاد فرمایا کہ جماعت اسلامی والوں کے یہاں ایک ہی حساب ہے میں کہتا ہوں کہ حساب ظاہری کے علاوہ ایک حساب اور ہے وہ ہے کرامت اچھا اگر وہ معراج کے بارے میں بھی یہ ہی ظاہری حساب رکھیں گے تو اس پر کیسے ایمان ہوگا اس لئے کہ رات کے بعض حصے میں مسجد اقصیٰ تک جانا پھر ساتوں آسمان اور جنت دوزخ کی سیر اسی طرح حق تعالیٰ شانہ سے ہمکلامی وغیرہ یہ سب ظاہری حساب کے پیش نظر نہیں ہو سکتا

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کا ختم قرآن

نیز وہ اس واقعہ کے متعلق کیا کہیں گے کہ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب آدمی قرآن پاک کی تلاوت بکثرت کرتا رہتا ہے تو اس کو جلد پڑھنا آسان ہو جاتا ہے حتیٰ کہ گھنٹہ سوا گھنٹہ میں قرآن شریف پورا کر لیتا ہے کہا کچھ اس انداز سے جس سے سامعین یہ سمجھے کہ خود بھی اس پر قادر ہیں اس لئے آپ سے اتنی دیر میں ختم کر دینے کی درخواست کی آپ نے دہلی میں جمنا کے کنارہ پر عصر بعد کا وعدہ فرمالیا جب وعدہ وقت مقررہ پر

لوگ جمع ہو گئے تو پڑھنا شروع کیا اور مغرب سے پہلے ہی پورا کلام پاک ختم کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ریاضی کے علاوہ ایک حساب اور ہے وہ ہے کرامت کا ریاضی کو اس کے تابع کرنا ہو گا کرامت کو ریاضی کے تابع نہیں کیا جاسکتا۔

ایک رات میں ستر مرتبہ بدخوابی

بندہ کے رفیق دورۂ حدیث شریف مولوی ساجد صاحب دیوبندی نے دریافت کیا کہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ایک مرید کے بارے میں سنا ہے کہ ان کو ایک رات میں ستر مرتبہ بدخوابی ہوئی اور شیخ نے تعبیر معلوم کی تو فرمایا کہ تمہاری قسمت میں ستر زنا لکھے ہوئے تھے حق تعالیٰ شانہٗ نے انکو مبدل بخواب کر دیا اس پر سوال یہ ہے کہ ایک رات میں ستر مرتبہ بدخوابی کیسے ہوئی یہ تو صحیح معلوم نہیں ہوتا تو اس فرمایا کہ اس میں کیا استبعاد ہے اور مؤمن کے لئے تو خاص طور پر کوئی اشکال نہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ وہ معراج کو مانتا ہے پھر فرمایا کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ

حضرت جنید بغدادیؒ کے ایک مرید کا واقعہ

کہ جنید بغدادیؒ کے ایک مرید غسل جنابت کے لئے ایک مرتبہ دریائے دجلہ پر پہونچے صبح صادق سے ذرا پہلے کا وقت تھا کپڑے اتار کر کنارے پر رکھ دیئے اور دریا میں غوطہ لگایا تو جانے کہاں پہونچ گئے مدتوں وہاں رہے نماز بھی پڑھتے رہے رمضان آتا تو روزے بھی رکھتے رہے پھر کسی روز غسل کے لئے دریا پر تشریف لائے اور غوطہ لگایا اب جو سر نکالا تو دیکھا کہ اسی پہلے روز کی صبح صادق کا وقت ہے کپڑے بھی وہیں رکھے ہیں ابھی نماز بھی نہیں ہوئی حضرت جنید بغدادیؒ سے جب اس کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا کہ سالک پر بعض مرتبہ ایسا مقام آتا ہے کہ تھوڑی سی مدت میں برسہا برس کی عبادت کر گذرتا ہے اب دیکھیے کہ یہاں وہی صبح صادق کا وقت ہے اور وہاں اتنے برس گذر گئے۔

حضرت خضر علیہ السّلام کا عجیب واقعہ

اسی طرح کا یہ واقعہ ہے کہ کسی بستی میں کوئی عالم اللہ والے رہتے تھے حضرت خضر علیہ السلام جمعہ جمعہ کو ان کے پاس تشریف لاتے تھے بادشاہ وقت کو پتہ چلا تو ان عالم سے کہا کہ اب کے حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائیں تو مجھے مطلع کردیں کہ میں ان سے ملنا چاہتا ہوں. جب حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے تو ان سے اِن عالم صاحب نے کہا کہ بادشاہ آپ سے ملنے کی تمنا رکھتا ہے اجازت ہو تو بادشاہ کو مطلع کردوں حضرت خضر علیہ السلام نے انکار فرمادیا بعد میں بادشاہ کو خبر لگی تو دریافت کیا اور کہا مجھے کیوں نہ بلالیا ان عالم صاحب نے یوں ہی کچھ کہہ کر ٹالدیا دوسرے جمعہ کو پھر تشریف لائے پھر بھی بادشاہ کو اطلاع نہ کی اور بادشاہ کے سوال کرنے پر پھر کچھ کہہ کر ٹالدیا تیسرے جمعہ کو جب تشریف لائے تو حضرت خضر علیہ السلام نے اجازت دیدی، بادشاہ کو اطلاع دیدی گئی اور وہ حاضر خدمت ہوا ملاقات کی اور سوال کیا کہ کوئی عجیب بات سناویں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اتنی بڑی زمین اتنا بڑا آسمان اور اس میں طرح طرح کی مخلوقات آسمان کا بے ستون ہونا اور اس میں سیارات وکواکب وغیرہ کا ہونا عجیب بات نہیں تو اور کیا ہے بادشاہ کہنے لگا یہ امر تو سب کے سامنے ظاہر ہے اس سے بھی کوئی عجیب بات سناویں تو فرمایا کہ ایک وقت وہ تھا جب کہ آپ منی کا ناپاک قطرہ تھے باپ کی صلب سے رحم مادر میں آئے وہاں مختلف تغیرات سے دوچار ہوئے خون حیض سے غذا حاصل کی پھر پیدا ہوئے کچھ مدت تک بچے رہے کھیلے کودے پھر جوان ہوئے اور آج بادشاہ بنے بیٹھے ہو کتنی عجیب بات ہے۔ اس پر بھی بادشاہ نے یہی کہا کہ یہ تو سب کے سامنے ظاہر ہے اور کوئی عجیب بات سناویں تو فرمایا کہ میں ایکمرتبہ اسی بستی سے باہر جانے کیلئے نکلا تو دیکھا کہ باغ میں ایک کنارہ پر ایک شخص انگوروں کا ٹوکرا لئے ہوئے بیٹھا ہے اس نے مجھے دیکھ کر آواز دی کہ او مسافر یہاں آ میں گیا تو اس نے ایک خاص مقدار انگور تول کر مجھے دیئے میں نے

پوچھا کہ اسکی قیمت تو اس نے کہا کہ لیجاؤ یہاں کے بادشاہ کا قانون یہی ہے کہ جو مسافر یہاں
سے گذرے اس کو اتنی مقدار انگور دے دو اور جب میں دوسرے کنارے پر پہونچا تو وہاں
دیکھا ایک شخص مٹھائی لئے بیٹھا ہے اس نے بھی مجھے دیکھ کر آواز دی کہ او مسافر یہاں آ میں
اس کے پاس پہونچا تو اس نے ایک خاص مقدار مٹھائی تو لکر مجھے دیدی میں نے اس سے بھی
پوچھا کہ قیمت تو اس نے بھی یہی کہا کہ یوں ہی لیجاؤ یہاں کے بادشاہ کا قانون یہی ہے کہ
جو مسافر یہاں سے گزرے اس کو اتنی مقدار مٹھائی دیدی جائے اب میں لیکر چلتا بنا پانچسو برس
بعد ادھر سے گذر ہوا تو دیکھا کہ باغ اور آبادی کچھ نہیں بلکہ ایک بڑا دریا بہہ رہا ہے میں نے
کسی سے پوچھا کہ یہاں اس طرح کی آبادی تھی باغ تھا اس نے کہا کہ ہم نے تو کبھی سُنا نہیں
ہم تو یہی دریا بہتا ہوا دیکھتے سنتے آرہے ہیں میں وہاں سے چلا آیا پانچ سو برس بعد پھر
ادھر سے گذر ہوا تو اب کے وہاں دریا بھی نہیں بہت بڑا جنگل ہے میں نے ملنے والے
لوگوں سے دریا کا حال معلوم کیا تو انہوں نے بتلایا کہ یہاں تو کوئی دریا ہم نے نہیں سُنا۔
یہاں تو یہ جنگل ہی چلا آرہا ہے اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا پانچسو برس بعد پھر ادھر سے
گزر ہوا تو دیکھا کہ وہی باغ ہے وہی بستی ہے اور باغ میں دونوں کناروں پر دو شخص بیٹھے ہوئے
ہیں میں ان کے پاس سے گزرا تو ایک نے مجھے بلا کر مخصوص مقدار انگور تو لکر دیئے میں نے پوچھا
کہ قیمت تو اس نے کہا کہ جا اللہ کے بندے کل تو تجھے بتایا تھا کہ یہاں کے بادشاہ کا قانون
ہی یہ ہے آج پھر قیمت پوچھے دوسرے کنارے پر مٹھائی والے نے مٹھائی کی قیمت پوچھنے پر
اس نے بھی یہی جوابدیا۔

سو اب دیکھئے کہ ان کے (خضر علیہ السلام) کے یہاں پندرہ سو برس گذر گئے اور ان کے
یہاں ابھی کل ہی ہے ۔

بنت محی الدین بن عربیؒ کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ شیخ محی الدین بن عربیؒ کی اہلیہ حاملہ تھیں ام (اہلیہ) کو ایک مرتبہ

چھینک آئی تو پیٹ کے اندر سے بچی نے چھینک کا جواب دیا یرحمک اللہ حاضرین نے سنا تو تعجب ہوا اور وہ (اہلیہ) تو بیہوش ہوگئیں پھر آپ (ابن عربیؒ) قبل از ولادت تنہا حج کے لئے تشریف لیگئے بعد میں بچی کی ولادت ہوئی حسن اتفاق کہ آپ کے یہاں سے کوئی قافلہ مکہ معظمہ آنیوالا تھا آپ نے اہلیہ کو کہلا بھیجا کہ قافلہ کے ساتھ تم بھی آجاؤ وہ اونٹنی پر سوار ہوکر قافلہ کے ساتھ چلدیں جب آپ کو اس قافلہ کے آنے کی خبر ملی (جسمیں آپکی اہلیہ تھیں) تو مکہ معظمہ سے باہر تشریف لائے اور جب اہلیہ کی اونٹنی کے قریب پہونچے تو بچی زور زور سے ابا ابا کہتی ہوئی آپکی گود میں آگری حالانکہ آپ نے اس کو اور اس نے آپ کو اس سے قبل دیکھا بھی نہیں تھا (کہ ولادت آپ کے آنے کے بعد ہوئی تھی)۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کی بیعت کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ نے (میاںجی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ سے) بیعت ہونے سے قبل خواب دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار عالی لگا ہوا ہے مگر میری جانیکی ہمت نہیں ہو رہی ہے میرے ماموں بھی وہاں موجود تھے انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں دے دیا اور آپ علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک بوڑھے نحیف و کمزور شخص کے ہاتھ میں دیدیا پھر آنکھ کھل گئی۔ ان بزرگ کی تلاش میں متعدد مقامات کے سفر کئے مگر کامیابی نہوئی سخت حیرانی ہوئی کچھ روز بعد انہوں نے اپنے استاذ مولانا قلندر علی صاحب جلال آبادیؒ سے یہ خواب بیان کیا انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ذرا لوہاری تو جاؤ (یہاں میاںجی نور محمد صاحب جھنجھانویؒ موجود تھے) دیکھا تو وہی بوڑھے نحیف شخص ہیں جو خواب میں دیکھے تھے فوراً قدموں پر گر پڑے میاںجی صاحب نے سینہ سے چپٹالیا اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں اپنے خواب پر بہت اعتماد ہے حضرت حاجی صاحبؒ اسی کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرے شیخ کی سب سے پہلی کرامت تھی جو میرے دیکھنے میں آئی کہ بغیر ذکر کئے خواب کا علم ہوگیا۔

حضرت حاجی صاحبؒ کے سلسلے کی برکت

ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے سلسلے میں بھی کتنی برکت رکھی ہے اور ان سے عوام و خواص کو کتنا فیض پہونچا اللہ اکبر کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے خلیفہ ہوئے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ان میں سے ہر ایک نے دین کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں۔ جہاد کے اندر بھی خوب بہادری سے کام کیا تصنیف و تالیف کے ذریعہ سے بھی دین کی اشاعت کی حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ نے قرآن پاک کی تفسیر بیان القرآن لکھی علم حدیث میں اعلاء السنن لکھوائی فقہ حنفی کو فروغ دینے کیلئے مختلف کتابیں لکھیں علم تصوف کا بھی خوب کام کیا اور اس کے اندر کتابیں تصنیف کیں۔ التکشف عن مہمات التصوف، بوادر النوادر، اور اس کے علاوہ اسی طرح حضرت اقدس گنگوہیؒ سے بھی حق تعالیٰ شانہ نے خوب فیض پہنچایا خود انہوں نے علم دین کی کتنی خدمات کیں اللہ اکبر پھر ان کے خلیفہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھویؒ نے اسی طرح دینی خدمات انجام دیں بذل المجہود لکھی اور جگہ جگہ پر مناظرہ کے لئے تشریف لے گئے ہر وقت شمشیر برہنہ کیطرح تیار رہتے تھے اور مطرقۃ الکرامۃ رد شیعہ میں اور براہین قاطعہ جیسی کتابیں لکھیں اور ایک زمانہ تک دورۂ حدیث شریف تک کی پوری کتابیں حضرت علیہ الرحمۃ نے خود پڑھائیں اور ان کے خلیفہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کو دیکھو کہ کتنا بڑا کارنامہ دین کا انجام دیا یعنی تبلیغی جماعت کی چلت پھرت جو ہو رہی ہے یہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کا ہی فیض ہے عرب و عجم میں لوگ کسطرح پھر رہے ہیں نیز حضرت اقدس سہارنپوریؒ ہی کے خلیفہ حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلویؒ مہاجر مدنی سابق شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور کو دیکھ لو دین کی کتنی خدمات انجام دیں مؤطا امام مالکؒ کی شرح لکھی جس کا نام اوجز المسالک ہے۔ اسی طرح

الکوکب الدری، لامع الدراری تصنیف فرمائیں تبلیغی نصاب اور فضائل کی کتابیں تصنیف فرمائیں جو سب جگہ پڑھی اور سنائی جارہی ہیں مختلف زبانوں میں ان کے ترجمہ ہوئے۔

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت سید احمد بریلویؒ کے پاس ایک شیعہ آیا اور چند سوالات کئے حضرت نے جوابات دیئے لیکن اس کی تسلی نہ ہوئی کہنے لگا کہ فلاں مجتہد شیعہ کے پاس چلیں گے یہاں تسلی نہیں ہوئی مولانا اسماعیل شہیدؒ (جو حضرت سید احمد بریلویؒ کے مرید تھے) کو اس کا علم ہوا تو اسی مجتہد شیعہ کے یہاں تشریف لے گئے جہاں وہ سائل شیعہ بھی موجود تھا اور کچھ سوالات کئے اس مجتہد نے جوابات دیئے مگر ان کی تسلی نہ ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ یہاں تسلی نہیں ہوئی حضرت سید احمد بریلویؒ کے پاس چلیں گے وہیں تسلی ہوگی (گویا اس طرح شیعہ جو الزام دے گیا تھا اس کا جواب دے دیا)۔

مولانا موصوف کا شیعوں سے مناظرہ

ارشاد فرمایا کہ ایکمرتبہ شیعوں کا مولانا اسماعیل شہیدؒ سے مناظرہ مقرر ہوگیا اور مناظرہ کی جگہ بستی سے باہر رکھی گئی آپ تشریف لے گئے مگر شیعہ لوگ نہ آئے بالآخر انتظار کے بعد مسجد کے دروازے بند کر کے لیٹ گئے کوئی شیعہ بارادۂ قتل آیا اور دروازۂ مسجد پر دستک دی آپ نے پوچھا کون (نام بتلاؤ) اس نے نام بتلایا کلب علی آپ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد خانۂ خدا ہے اس میں کلب خدا کی تو گنجائش ہے نہیں بیچارے کلب علی کو کیا داخلہ ملیگا غرض دروازہ نہ کھولا تب وہ شیعہ مجبوراً ناکام واپس ہوا۔

مولانا محمد یعقوب صاحبؒ مہاجر مکی کا چور کو تھیلی ہبہ کرنیکا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب مہاجر مکیؒ مکہ معظمہ کے قیام کے دوران ایکمرتبہ

سامان خریدنے کی غرض سے بازار تشریف لے گئے اشرفیوں کی تھیلی ہاتھ میں تھی ایک بدّو آیا اور اشرفیوں کی تھیلی چھین کر بھاگ لیا مولانا تو جلدی سے اپنے مکان میں داخل ہوگئے۔ اور دروازہ بند کرلیا اور یہ مکان کے اس طرف گیا تو دیکھا راستہ بند ہے اسطرف آیا تو ادھر بھی راستہ بند ملا اب زور زور سے شور کرنا شروع کردیا کہ لوگو انہوں نے (مولانا موصوف نے) مجھ پر ظلم کیا ہے کہ میرا راستہ بند کر دیا ہے لوگ یہ سن کر جمع ہوئے اور اس سے کہا کہ یہ تو بزرگ آدمی ہیں کہنے لگا ہوں گے بزرگ میرا تو راستہ روک لیا تب لوگ آپ کے مکان پر پہونچے اور دروازہ پر دستک دی مگر آپ نہ آئے پھر کہا (لوگوں نے) مسئلہ معلوم کرنا ہے، اس بہانہ سے آپ کو بلوایا آپ تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا کہ اس بیچارہ کا راستہ بند ہے اور آپ کی تھیلی اس کے پاس ہے؟ یہ دینا چاہتا ہے لے لیجئے آپ نے فرمایا کہ جب اس نے مجھ سے تھیلی چھینی تھی میں نے اسی وقت اس کو ہبہ کردیا تھا مبادا میرے ان ٹھیکروں کے سبب سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کو عذاب ہو اب یہ واپس کرنا چاہتا ہے تو میں واپس نہ لوں گا کیونکہ ہبہ کر کے واپسی صحیح نہیں (حدیث میں ہے الراجع فی الہبۃ کالراجع فی قیئہ) لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا راستہ تو کھولدو فرمایا کہ وہ میں نے بند نہیں کیا یہ اس کا اور میرا معاملہ نہیں حق تعالیٰ شانہ اور اس کا معاملہ ہے ایسا اس نے کیوں کیا اس کو توبہ کرنی چاہیئے۔

شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کا جوتہ چوری نہونیکی وجہ

ارشاد فرمایا کہ شاہ محمد اسحاق صاحبؒ جب حرم شریف میں داخل ہوتے تو جوتے دروازے پر ہی چھوڑ جاتے حالانکہ وہاں جوتے کا محفوظ رہنا بڑا مشکل تھا اس لئے کہ اپنے سامنے تک سے جوتا اٹھ جاتا تھا مگر شاہ صاحب کا جوتا کبھی چوری نہیں ہوا لوگوں کو اسپر تعجب ہوا تو ان سے دریافت کیا کہ آپکا جوتا چوری نہیں ہوتا اسکی کیا وجہ فرمایا کہ جب میں جوتا اتارتا ہوں تو کہدیتا ہوں۔ یحل لمن سرق یعنی چور کیلئے حلال کر دیتا ہوں اور چور کی قسمت میں حلال ہے نہیں اس لئے وہ نہیں اٹھاتا۔

مولانا مظہر صاحب نانوتویؒ کا ہونٹ چاٹنے کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا مظہر صاحب نانوتویؒ کی عادت شریفہ تھی کہ اپنے اوپر کے ہونٹ کو چاٹتے رہتے تھے ایک شخص نے اس کا سبب دریافت کیا تو بتلایا نہیں اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ جس وقت انگریزوں سے شاملی میں لڑائی ہوئی اور مسلمانوں پر حملہ ہوا اور میرے کچھ ساتھی جاں بلب ہو گئے اور میں نے بھی گھٹنے میں گولی کھائی (جس کی وجہ سے آپکے پیر میں لنگ تھا) یہی اس حالت میں حوروں کو دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں گلاس ہے اور مخصوص قسم کا شربت ان میں بھرا ہوا ہے جس کو وہ میرے ان ساتھیوں کو پلا رہی ہیں جو جاں بلب ہو چکے تھے اور ان کے بچنے کی کوئی توقع نہ تھی اسی دوران ایک حور نے میری طرف بھی رخ کیا اور میرے منہ سے گلاس لگا یا ہی تھا کہ دوسری حور نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور کہا کہ یہ ان میں سے نہیں کہ جن کا انتقال ابھی ہوگا اس وقت کچھ معمولی سا شربت میرے اوپر کے ہونٹ پر لگ گیا تھا جس کا ذائقہ ابتک موجود ہے اور اسی وجہ سے میری یہ عادت ہے

ایک کرامت

ارشاد فرمایا کہ مولانا موصوف جب میدان جنگ سے ہٹے اور انگریزوں نے تعاقب کیا تو آپ پناہ لینے کے لئے ایک شخص کے کوٹھے میں جو جنگل میں بنا ہوا تھا داخل ہو گئے اتفاق سے وہاں پانی نہ تھا جسکی وجہ سے بڑی پریشانی ہوئی آپ نے ایک گھڑا جو اوپر سے ٹوٹا ہوا تھا پرنالے کے نیچے رکھ دیا فوراً بارش ہوئی اور گھڑا بھر گیا پھر ضرورت ہوئی تو پھر گھڑا رکھا گیا اور بارش ہوئی یہانتک کہ گھڑا بھر گیا کئی بار ایسا ہی ہوا۔

وقت درس میں احتیاط

ارشاد فرمایا کہ مولانا موصوف کا تدریس کے زمانہ میں یہ حال تھا کہ اگر کوئی شخص وقت درس میں مسئلہ معلوم کرتا تو بتلا دیتے اور اگر کوئی ویسے ہی بات چیت کرنیوالا ہوتا تو فوراً گھڑی دیکھتے کہ اتنے بجکر اتنے منٹ پر آیا ہے اور جب وہ واپس جاتا تو پھر گھڑی دیکھتے اور یہ کل وقت ایک کاغذ پر (جو حضرت کی کتاب میں رکھا رہتا تھا) لکھ لیتے مہینہ ختم ہونے پر روزانہ کا حساب جمع کرتے جتنے گھنٹے اور دن بنتے اس کی اطلاع دفتر میں

بھیجدیئے کہ اتنے گھنٹے یا اتنے دن کی میری تنخواہ وضع کرلیجائے عہ

راستہ میں اشرفی گر گئی

ارشاد فرمایا کہ مولانا موصوف ایکمرتبہ بغرض تدریس محلہ (جہاں قیام تھا) سے (جو مدرسے سے فاصلہ پر تھی) مدرسہ مظاہر علوم تشریف لارہے تھے راستہ میں آپکی ایک اشرفی گر گئی شام کو جب واپس ہوئے تو راستہ میں پڑی ہوئی تھی اٹھالیا فوراً ایک شخص اپنے مکان کے اوپر سے اتر کر نیچے آپ کے پاس آیا اور پوچھا کیا ہے آپ نے بتلا دیا کہ میری اشرفی تھی جو صبح گر گئی تھی کہنے لگا کہ میں صبح سے ہی اوپر سے اس کو دیکھ رہا ہوں لیکن جب نیچے آتا ہوں تو نظر ہی نہیں آتی اور دیگر رہ گزروں کو بھی نظر نہ آئی اس پر ارشاد فرمایا کہ جب تیری تھی ہی نہیں تو نظر کیسے آتی۔

شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کی حکیم نور الدین کے بارے میں پیشینگوئی

ارشاد فرمایا کہ میاں عبدالرحیم، مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ کے اول شیخ کو کشف بہت ہوتا تھا چنانچہ حکیم نور الدین سے جو حضرت کے یا ان کے کسی عزیز کے معالج تھے کہا کہ ضلع گورداسپور کے قادیان نامی گاؤں میں کوئی شخص مدعی نبوت ہوا ہے یا نہیں مرزا غلام احمد قادیانی اسوقت تک مدعی نبوت نہ ہوا تھا حکیم صاحب نے انکار کیا تو فرمایا کہ قادیان میں مرزا غلام احمد مدعی نبوت ہوگا اور **لوح محفوظ میں تم کو اس کا مصاحب لکھا ہے میں تو اس وقت ہوں گا** نہیں تمہارے اندر ایک مرض ہے بحث کرنیکا وہ تم کو وہاں لیجائے گا تم اس سے بحث ومباحثہ کروگے اور پھر اسی کے ساتھ ہو جاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

عرش کو دیکھ کر ان کا قلم چلتا ہے

ارشاد فرمایا کہ موصوف ہی سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آیت "یوم یکون الناس کالفراش المبثوث وتکون الجبال کالعھن المنفوش" کا کیا ترجمہ ہے

عہ اگر آدھے دن سے کم ہوتا تو نصف یوم کی اور اگر آدھے دن سے زیادہ ہوتا تو ایک یوم کی رخصت لکھوا دیتے۔

آپ چونکہ امی تھے اس لئے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں مطلب کچھ ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ قیامت کے دن یہ پہاڑ دھنی ہوئی اون کیطرح ہو جائیں گے اس کا مطلب تم مولوی رشید احمد گنگوہیؒ سے پوچھو سائل نے عرض کیا کہ کیا ان کو اس کا مطلب معلوم ہے وہ جانتے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ ان کا کیا کہنا عرش کو دیکھ کر قلم چلتا ہے۔

مجلس نبوی میں مسند افتار پر فائز دیکھا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ پر بریلوی لوگ حلت غراب (کوا) کے قائل ہونیکی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں حالانکہ ان کو اعتراض کا منہ نہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ مجھ سے حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائپوریؒ نے بیان فرمایا کہ سائیں توکل شاہ انبالویؒ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت گنگوہیؒ حلت غراب کے قائل ہیں آپکا کیا خیال؟ تو انہوں نے بہت غضب ناک ہو کر فرمایا کہ تم حضرت گنگوہیؒ پر اعتراض کرتے ہو میں نے ان کو مجلس نبوی میں مسند افتار پر فائز دیکھا ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کو دربار رسالت سے افتا کی سند

ارشاد فرمایا کہ مجھ سے حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ رائپوری نے بیان کیا اور ان سے امیر شاہ خانصاحب خورجوی نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خواب میں منبر پر کھڑا کر کے سو مسئلے دریافت کئے میں نے فقہ حنفی کے مطابق سب کا جواب دیا تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے افتار کی اجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت گنگوہیؒ کا زمانہ طالب علمی

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کو تحصیل علم کے زمانے میں دہلی کے اندر جب بھوک ستاتی تو بازار کیطرف نکل جاتے اور سبزی فروشوں سے سبزی کے جو پتے ادھر ادھر

گرجاتے تھے ان کو اٹھاکر لاتے اور دھوکر پکا لیتے پھر لڈو بناکر رکھ لیتے اور ایک ایک کرکے کھالیتے اس طرح بھوک کا دفعیہ کرتے [1]

حضرت گنگوہیؒ کے یہاں سی آئی ڈی کا قیام

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کے یہاں ایک شخص کئی روز مہمان رہا واپسی کے وقت کہنے لگا کہ صاف بات یہ ہے کہ میں حکومت کا سی آئی ڈی ہوں یہ تحقیق کرنے آیا تھا کہ آپ کا ذریعہ آمدنی کیا ہے حضرت نے دریافت فرمایا کہ حکومت کو اسکی کیا غرض کہنے لگا کہ حکومت کو یہ علم ہوا ہے کہ آپ کا تعلق چور اور ڈاکوؤں سے ہے اور انہیں سے آپکی آمد ہے حضرت نے معلوم کیا کہ تمہیں کیا تحقیق ہوئی اس نے کہا چور اور ڈاکوؤں سے تو آپ کا تعلق ہے نہیں بلکہ آپ سے تو جو چور یا ڈاکو متعلق ہو جاتا ہے وہ چوری ڈکیتی چھوڑ دیتا ہے پھر حضرت نے فرمایا کہ اچھا ذریعہ آمد کیا معلوم ہوا کہنے لگا جو لوگ آپ کے پاس آتے ہیں وہی آپ کو دیجاتے ہیں اور آپ اولا تو ہر شخص کا قبول نہیں کرتے اور جس کا قبول کرتے ہیں تو بہت کم قبول کرتے ہیں کثیر مقدار قبول نہیں کرتے تھوڑی دیر بعد اس نے دریافت کیا کہ یہ لوگ آپ کو کیوں دے جاتے ہیں حضرت خاموش رہے تھوڑی دیر بعد اس نے جیب سے نکال کر حضرت کو دو روپئے دیئے حضرت نے مسکرا کر فرمایا تم کیوں دے رہے ہو کہنے لگا میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کو دو روپیہ دوں اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ مجھے بھی معلوم نہیں کیوں دیتے ہیں بس اسی کا کام ہے وہی چلاتا ہے۔

الہ آباد جانے سے معذرت

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کو الہ آباد والے بعض دوست و احباب نے دعوت دی تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا کہ الہ آباد میں میرے دو بزرگ مدفون ہیں

یہ ہو نہیں سکتا کہ میں الہ آباد جاؤں اور ان کی خدمت میں حاضر نہوں

---

[1] اس سے آجکل کے طلبہ کو نصیحت حاصل کرنی چاہیئے جو سہولیات کے چکر میں مدرسہ پر مدرسہ بدلتے رہتے ہیں

اور وہاں حاضر ہونا فتنہ سے خالی نہیں[1] اس لئے الٰہ آباد آنے سے معذور ہوں۔

فلسفہ کا پڑھنا

ارشاد فرمایا کہ میرے والد مولانا حافظ حسن صاحبؒ نے بیان فرمایا کہ جب میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا تو ایکمرتبہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ گنگوہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں پہنچا حضرت نے میرے ساتھی سے دریافت فرمایا کونسی کتاب پڑھتے ہو اس نے عرض کیا ملا حسن میبذی اس پر حضرت نے فرمایا اونہہ بکنے موتنے کو نہیں پوچھتا بلکہ یہ پوچھتا ہوں کہ پڑھتے کیا ہو تب اس نے عرض کیا ہدایہ وغیرہ فرمایا کہ ہاں یہ ہیں پڑھنے کی کتابیں اس کے بعد فرمایا (حضرت دام مجدہٗ نے) کہ حضرت گنگوہیؒ نے بکنا موتنا فلسفہ کو فرمایا اس لئے کہ آپ فلسفہ سے متنفر تھے یہ علم پڑھا ضرور تھا مگر پڑھایا کبھی نہیں تھا ان کے بالمقابل حضرت نانوتویؒ کو اس علم سے کافی انس تھا وہ اس کو مفید اور ضروری سمجھتے تھے۔

مولوی سلمان صاحب گنگوہی نے معلوم کیا کہ حضرت گنگوہیؒ اس علم سے کیوں منع کرتے تھے، تذکرۃ الرشید میں بھی لکھا ہے کہ ایک شخص نے حضرت گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ اس علم (فلسفہ) کو پڑھنا چاہیئے کیونکہ بغیر اس علم کے مدرسوں میں ملازمت نہیں ملتی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ یہ نجاست کا ٹوکرا اپنے سر پر اٹھا کر بازار میں لیجاؤ میں تم کو ایک روپیہ دوں گا تو ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ علم فلسفہ سے اس لئے منع کرتے تھے کہ اس میں جزء لا یتجزیٰ کا اثبات ہوتا ہے اور جب اس کا اثبات ہوتا ہے تو عالم کا قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے جس کی وجہ سے حشر و نشر حساب و کتاب غرض کہ سب معاملۂ آخرت ختم ہو جاتا ہے مدارس میں اس علم کو پڑھاتے وقت اگرچہ فلاسفہ کے معتقدات کو رد کیا جاتا ہے تاہم انکی باتوں کو زبان سے ادا کرنے کی بنا پر اور دماغ سے سوچنے کی وجہ سے زبان و دماغ تو گندے ہوتے ہی ہیں اس لئے منع کرتے تھے رہی منطق سو اسکی فی الجملہ ضرورت ہے جو مرقات و شرح تہذیب سے پوری ہو جاتی ہے اور قطبی میں بھی ہے لیکن ملا حسن کو تو علم منطق سے کوئی واسطہ ہی نہیں۔

---

[1] کہ قبر پرست اور مردوں سے مرادیں مانگنے والے اپنی کج فہمی کی وجہ سے اس کو حجت بنالیں گے ۱۲

مجلس میلاد میں شرکت سے انکار

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ ایک مرتبہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے کسی روز وہاں میلاد کا نظم تھا حضرت حاجی صاحب نے حضرت گنگوہیؒ سے ارشاد فرمایا کہ فلاں جگہ میلاد ہے۔ چلوگے حضرت گنگوہیؒ نے صاف انکار فرمایا کہ میں ہندوستان میں لوگوں کو اس (بسبب خرافات پر مشتمل ہونیکے) منع کرتا ہوں ان کو میری شرکت کا علم ہوگا تو وہ کیا کہیں گے اسپر حضرت حاجی صاحب نے فرمایا جزاک اللہ میں تمہارے جانے سے اتنا خوش نہوتا جتنا کہ نہ جانے سے خوش ہوا کہ جس کو حق سمجھا ہے اس پر قائم ہیں پھر حضرت مدظلہٗ نے فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کے ایک خادم چپکے سے اس میلاد میں شریک ہوئے وہ بیان کرتے تھے کہ اگر حضرت گنگوہیؒ اس مجلس میلاد میں شریک ہوتے تو اس کو منع نہ کرتے اس لئے کہ وہ خرافات (رسوم و بدعات) سے خالی تھی [1]

حضرت نانوتویؒ کے یہاں بدعتی کے اکرام کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ رسوم و بدعات کے سلسلے میں حضرت گنگوہیؒ سخت تھے ان کے بالمقابل حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نرم تھے چنانچہ ایک مرتبہ کوئی صاحب کلیر کے عرس میں آئے

---

[1] پس اہل بدعت جو مجلس میلاد کے جواز پر (اس کے خرافات و منکرات کثیرہ پر مشتمل ہونیکے باوجود)۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ کے فعل کو بطور حجت پیش کرتے ہیں کس طرح درست ہے اگر حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ کو ان رسوم و بدعات شنیعہ اور منکرات کثیرہ کا علم ہوتا جو آج مجلس میلاد میں ہوتی ہیں تو حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ ہرگز ہرگز اسکی اجازت نہ دیتے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خلاف شرع امور میں شیخ کی طاعت بھی نہکیجائے گی لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق باوجودیکہ حضرت گنگوہیؒ حضرت حاجی صاحبؒ کے مرید و خلیفہ ہیں اور دونوں کے مابین انتہائی درجہ تعلق و محبت بھی تھی لیکن جس چیز کو خلاف حق سمجھا اس سے صاف انکار کر دیا اور یہ اہل حق کی نشانی کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے ناراضگی و ناگواری کے اظہار کے بجائے انتہائی خوشی کا اظہار فرمایا پس اہل بدعت کو چاہیے کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے اتباع میں مجلس میلاد کو خلاف حق سمجھنے والوں (بقیہ ص)

اور عرس سے فراغت پر حضرت نانوتوی کے مہمان ہوئے حضرت نے ان کا خوب اکرام کیا اور ضیافت کی اور رخصت ہوتے وقت ایک روپیہ بھی نذرانہ کا دیا حضرت کے خادم نے سارا ماجرا دیکھا اور حضرت گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تو حضرت گنگوہی نے ارشاد فرمایا کہ مولانا نے اچھا نہیں کیا خادم نے حضرت نانوتوی سے حضرت گنگوہی کا مقولہ نقل کیا تو حضرت نانوتوی نے فرمایا جی ہاں میں نے اچھا نہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہودی اور مشرکین کی بھی ضیافت کی ہے میں نے ایک مسلمان کا اکرام کیا تو اچھا نہیں کیا خادم نے جا کر حضرت گنگوہی سے حضرت نانوتوی کا یہ مقولہ نقل کیا تو حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ قیاس صحیح نہیں اس لئے کہ وہاں تو یہودی کا یہودی ہونا اور مشرک کا مشرک ہونا سب کو معلوم تھا تلبیس کا احتمال نہ تھا اور یہاں تلبیس کا احتمال ہے لوگ سمجھیں گے کہ عرس میں شریک ہوئے ہیں اس وجہ سے انکا اکرام ہوا ارشاد نبوی ہے من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علیٰ ھدم الاسلام (جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی) خادم نے حضرت گنگوہی کا یہ مقولہ حضرت نانوتوی سے نقل کیا تو حضرت نانوتوی نے ڈانٹ دیا اور فرمایا کہ یہ کیا خرافات ہے ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر نقل کرتے پھرتے ہو جاؤ اپنا کام کرو۔ ۱۰/۱۱ ۳۶ مع الاختصار

حضرت نانوتوی کا نمایت ادب

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی نے فرمایا ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کا سبب رفعت شان زیادہ تر ادب تھا چنانچہ ایک مرتبہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے اپنی تصنیف کردہ کتاب "ضیاء القلوب" نامی یہ کہہ کر مولانا کو دی کہ اس کی عبارت دیکھ لیں کہیں کوئی غلطی تو نہیں مولانا نے دیکھا تو ایک جگہ عبارت غلط

(بقیہ صفحہ گذشتہ) اور اس سے منع کرنے والوں سے سب وشتم اور ان کو کافر بنانے کے بجائے خوشی کا اظہار کیا کریں واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۱۲ ف

تھی نشان لگا دیا اور حضرت حاجی صاحب سے موقع ملنے پر عرض کیا کہ ایک لفظ سمجھ میں نہیں آیا غایتِ ادب کیوجہ سے یہ نہ کہا کہ وہ غلط ہے حالانکہ وہ غلط تھا پھر اصلاح کیواسطے حضرت حاجی صاحب کو قلم دیا انہوں نے غلط کو کاٹ کر صحیح بنا دیا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی بسم اللہ

احقر جامع و مرتب نے عرض کیا کہ میرا بچہ چار سال سے کچھ اوپر کا ہوگیا ہے اسکی بسم اللہ آپ سے کرانیکا ارادہ ہے تو ارشاد فرمایا کہ مولوی احمد رضا خانصاحب نے لکھا ہے کہ بچہ کی بسم اللہ اسوقت کرائی جائے جب وہ چار سال چار ماہ چار دن کا ہوجائے[۱] چنانچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی بسم اللہ اسی عمر میں ہوئی تھی بسم اللہ کرانے کے لئے حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ مقرر ہوئے تھے مگر ان کو الہام ہوا کہ بسم اللہ قاضی حمید الدین ناگوریؒ کرائیں چنانچہ قاضی صاحب موصوف نے بسم اللہ پڑھائی تو اعوذ باللہ بسم اللہ مکمل پڑھ کر پندرہ پارہ تک پڑھ ڈالا اور اس کے بعد خاموش ہو رہے اس پر قاضی صاحب نے کہا اور آگے تو فرمایا کہ بس مجھے اتنے ہی یاد ہیں میری والدہ نے جب کہ میں پیٹ میں تھا اتنے ہی پارے یاد کئے تھے میں نے بھی ان سے سن سن کر یاد کرلئے پھر فرمایا (حضرت دام مجدہٗ نے) کہیں تیرا بچہ تو ایسا نہیں کہ میں بسم اللہ پڑھاؤں اور وہ اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر پندرہ پاروں پر جاکر سانس لے۔

تادیبِ مرید ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کے خسر حضرت تھانویؒ کے یہاں تشریف لے گئے کسی صاحب کی غلطی پر حضرت تھانویؒ نے خدام سے کہا کہ اس کا سامان باہر کردو اسپر حضرت مدنیؒ کے خسر صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا طریقہ ہے ارشاد فرمایا کہ ان کا سامان بھی باہر کردو یہ اپنی اصلاح کرانے آئے ہیں یا

[۱] حضرت دام مجدہٗ نے مولوی احمد رضا خانصاحب کا مقولہ بطور لطیفہ و ظرافت ارشاد فرمایا ورنہ جب بچہ بولنے لگے زبان صاف ہوجائے اسیوقت اسکو پڑھانا شروع کردینا چاہیئے۔ ۱۲

میری اصلاح کے لئے آئے ہیں۔

خط میں القاب وآداب

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت تھانویؒ کے پاس ایک صاحب کا خط آیا جس میں حضرت کو بہت لمبے چوڑے القاب و آداب لکھے تھے حضرت نے اس کو پڑھا تو بیساختہ فرمایا کس قدر غلو ہے منشا اس کا غلو ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے غلو ہو پھر فرمایا کہ مجھ پہ شاعری کا مرض نہیں جاتا کہ بے اختیار مقفیٰ و مسجع عبارات زبان سے نکلتی ہیں [1]

سترہ رات سونا نہیں ملا

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب ناظم سابق مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ایک مرتبہ تھانہ بھون تشریف لائے اور حضرت تھانویؒ سے درخواست کی کہ بہت دنوں سے آپ کا وعظ نہیں سنا وعظ فرما دیجئے تو حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ دعا کیجئے مجھے نیند آجائے اس لئے کہ سترہ رات ہوگئیں سونا نہیں ملا غرض دعا کی گئی تو آپ کو نیند آگئی یہانتک کہ پونے دو گھنٹے سوئے بیدار ہونے کے بعد فرمایا کہ آج تو میں بہت سولیا پونے دو گھنٹے سولیا اسکے بعد وعظ فرمایا [2]

پندرہ پندرہ رات جاگ لیا کرتا تھا

ارشاد فرمایا کہ شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ حکیم جمیل الدین صاحب کے یہاں جو حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد اور دار العلوم دیوبند کی شوریٰ کے رکن تھے دہلی تشریف لے گئے اور ان سے کہا کہ کوئی نسخہ دیدیجئے میرا دماغ کمزور ہوگیا ہے پہلے تو پندرہ پندرہ رات جاگ لیا کرتا تھا اب دس رات بھی نہیں جاگا جاتا۔

---

[1] بے اختیار مسجع و مقفیٰ عبارت نکلنا مذموم نہیں البتہ بتکلف نکالا جائے تو مذموم ہے حضرت تھانویؒ کا اسکو مرض فرمانا تواضع کی بنا پر ہے ۱۲ [2] وبالجد تکتسب المعالی ۞ ومن رام العلیٰ سہر اللیالی ۱۲

گیارہ رات سے لیٹنا نہیں ملا

ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ایک بار دیوبند میں تقریر کرنے کیلئے کھڑے ہوئے اس حال میں کہ آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی فرمایا کہ بھائیو اجازت دیدو تو میں تھوڑی دیر کے لئے سو جاؤں اس لئے کہ گیارہ رات سے لیٹنا نہیں ملا ہے اس کے بعد تقریر کروں گا۔

کھانے میں حضرت مدنی رح کی عادت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنی رح کی عادت شریفہ یہ تھی کہ بائیں ہاتھ میں روٹی لے لیتے تھے اور دائیں ہاتھ سے اس میں توڑ توڑ کر کھاتے رہتے تھے۔

عاشورہ محرم کی تعطیل

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنیؒ مولانا اصغر حسین صاحب دیوبندیؒ کے ہمراہ (زمانہ طالبعلمی میں) دارالعلوم دیوبند سے راتوں رات چل کر عاشورہ محرم کو (مدرسہ کی تعطیل ہو جانے پر) گنگوہ پہنچے صبح کے وقت حضرت گنگوہیؒ سے ملاقات کی حضرت نے آنیکی غرض معلوم کی تو فرمایا حضرت کی زیارت کی غرض سے آئے ہیں کہ عاشورہ محرم کی تعطیل ہے حضرت نے دریافت فرمایا کہ کھانا کھایا عرض کیا نہیں پوچھا پیسے ہیں عرض کیا نہیں آپ نے پیسے دلائے اور ارشاد فرمایا کہ بازار سے کچھ لے کر کھالو اور ابھی واپس جاؤ تاکہ سبق کی ناغہ نہو اور چونکہ حضرت دارالعلوم کے سرپرست تھے اس لئے فرمایا کہ اب سے عاشورہ کی تعطیل بند۔

حضرت مدنی رح اور مولانا شبیر احمد عثمانی رح

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنی اور مولانا شبیر احمد عثمانی میں سیاسی اختلاف تھا مگر قلوب صاف تھے جیسا کہ اس سے ظاہر ہے کہ جب حضرت مدنی رح گرفتار ہو کر جیل گئے اور پھر رہا ہو کر

تشریف لائے تو پہلے مولانا شبیر احمد صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے اور ان سے ملاقات کی اس کے بعد اپنے مکان تشریف لے گئے، اس کے بعد حضرت دام مجدہٗ نے فرمایا کہ یہ تو ان حضرات کا حال تھا اور آج یہ حال ہے کہ جس سے اختلاف ہوگا اس کے مکان کیطرف سے گذرنا بھی گوارا نہیں

خلیفہ جی کو دیکھ کر سب کی حجامت بڑھ جاتی ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنی رہ ایکبار گنگوہ تشریف لے گئے رات کو جب سونے کیلئے لیٹنے لگے تو کسی نے تعویذ کی درخواست کی آپ نے تعویذ دینے کا وعدہ فرمالیا صبح کے وقت اس شخص نے درخواست کی تو تعویذ دیدیا دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی تعویذ مانگنا شروع کیا تو فرمایا کہ جی ہاں خلیفہ جی کو دیکھ کر سب کی حجامت بڑھ جاتی ہے ان سے تو رات کا وعدہ تھا اس لئے ان کو دے دیا مجھے جلدی جانا ہے فرصت نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جزیہ منسوخ فرمانے پر شبہ

ارشاد فرمایا کہ ہمارا سبق حضرت مدنی کے پاس تھا گھنٹہ ہونے پر ہم حضرت کو لینے کے واسطے آپ کے مکان پر پہنچ جاتے ایک روز کے سبق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جزیہ منسوخ ہونیوالی حدیث آئی جب ہم اگلے روز گھنٹہ ہونے پر حضرت کو لینے کے واسطے آپ کے مکان پر پہنچے تو ہم نے عرض کیا کہ حضرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں تو (آپ علیہ السلام کے بعد) نسخ نہیں پھر عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کیسے منسوخ فرمادیں گے۔ حضرت نے فرمایا کس نے کہا ہم نے عرض کیا کل کے سبق میں آیا تھا حضرت نے پھر فرمایا کس نے کہا ہم نے پھر بھی نہ سمجھا اور عرض کیا کہ کل کے سبق میں پڑھا ہے حضرت نے پھر قدرے بلند آواز کے ساتھ (لہجہ بدلکر) فرمایا کس نے کہا

تب ہم سمجھے کہ جزیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام منسوخ نہ فرمائیں گے بلکہ وہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی منسوخ فرمایا ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیہ کی مشروعیت اور اس کی قبولیت کی مدت بیان فرما دی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے پہلے قبول ہوگا۔ ان کے نزول کے بعد قبول نہ ہوگا [1]

حضرت مدنی رح کی طلبہ کو نصیحت

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مدنیؒ نے طلبہ سے فرمایا کہ تم لوگوں کو مطبخ سے دو روٹی ملتی ہیں تم دونوں کو کھا جاتے ہو تنا نہیں ہو تاکہ ڈیڑھ روٹی پر قناعت کرلیں اور آدھی روٹی کسی غریب کو دیدیں اسی طرح بستر پر سوتے ہو تکیہ لگاتے ہو میں جب تک طالبعلم رہا کبھی بستر پر نہیں سویا اور نہ تکیہ لگایا بلکہ سر کے نیچے اینٹ رکھ کر سو جاتا تھا

علالت والدہ قاری محمد طیب صاحبؒ کے موقع پر حضرت مدنی کی جھاڑ پھونک

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی والدہ کی طبیعت علیل ہوئی درد سر ہوا حکیم ڈاکٹروں کی طرف رجوع کیا لیکن افاقہ نہوا حضرت مدنی رح کو اطلاع کی گئی تو آپ تشریف لائے اور جھاڑ پھونک کیا پھر سر جھکا کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ جب انہوں نے اطمینان ظاہر کیا کہ اب درد نہیں تو سر اٹھایا اور فرمایا کہ میں اس در کا

---

[1] یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جزیہ قبول نہ فرمانا اور اس کو منسوخ فرما دینا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہی ہوگا اور اس پر عمل کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرنا ہوگا ۔

غلام ہوں جس وقت جو ضرورت در پیش ہو مطلع کرادیا کریں حاضر ہوجایا کروں گا حاضری کو سعادت سمجھوں گا۔

حضرت شیخ الہندؒ کی کثرت عبادت

ارشاد فرمایا کہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ صاحب دیوبندی (جنکے بارے میں حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ لوگ ان کو شیخ الہند کہتے ہیں حالانکہ وہ شیخ العالم تھے) کے قدم اکثر تبہ کثرت عبادت کی بناء پر ورم کر گئے تو اس پر خوش ہو کر فرمایا کہ آج ایک سنّت (حتی تورمت قدماہ" حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمہائے مبارک کثرت قیام کی بناء پر ورم کر جایا کرتے تھے۔) پر آج اتباع نصیب ہوا۔

جمعہ کے روز حضرت شیخ الہندؒ کا معمول

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ قیام دیوبند کے دوران جمعہ کے روز دیوبند سے باہر نہر پر تشریف لیجاتے کپڑے دھوتے پھر غسل فرماتے یہانتک کہ کپڑے پھریرے اور پہننے کے قابل ہوجاتے تو پہنکر ایسے وقت چلتے کہ راستہ میں جمعہ کی اذان ہونے لگتی اذان سنتے ہی ایک دوڑ لگاتے تاکہ آیت کریمہ "اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ" (جب نماز جمعہ کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف سعی کرو) پر عمل ہوسکے۔

زمانۂ عرس میں حاضری پر حضرت گنگوہیؒ کا حضرت شیخ الہندؒ کو ڈانٹنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ کا معمول جمعرات کو چھٹا گھنٹہ پڑھانے کے بعد دیوبند سے گنگوہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں جانے کا تھا ایک مرتبہ ان کے دوست نے جو زمانہ طالب علمی سے دوست تھے اور بعد میں سرکاری ملازمت اختیار کرلی تھی پوچھا کہ

او محمود بتا تو دے گنگوہ میں کیا رکھا ہے جو تو ہر جمعرات کو دوڑا دوڑا جاتا ہے آپ نے جواب دیا کہ ظالم تو نے پی ہی نہیں اب کے تو بھی چل وہ ساتھ جانے پر تیار ہو گیا چنانچہ ساتھ لے گئے اتفاق سے ان دنوں میں شاہ عبد القدوس گنگوہیؒ کے مزار پر عرس بھر رہا تھا حضرت امام ربانی کا معمول عرس کے ایام میں ابتداءً تو یہ تھا کہ ان دنوں میں گنگوہ چھوڑ دیتے تھے خانقاہ خالی کر دیا کرتے تھے اور جب معذور ہو گئے تھے تو سفر تو ترک فرما دیا تھا ہاں خانقاہ میں نہیں آتے تھے البتہ نماز کے لئے پانچوں وقت تشریف لاتے بلکہ نماز خود ہی پڑھایا کرتے تھے اتنا لحاظ عرس والے بھی کرتے تھے کہ اذان کے وقت سے جماعت ختم ہو جانے اور سنتیں وغیرہ پڑھنے تک قوالی بند کر دیا کرتے تھے اور ان ایام میں حضرت کے یہاں مہمانوں کی آمد و رفت بالکل بند رہتی تھی کسی سے مصافحہ تک نہیں کرتے تھے غرض حضرت شیخ الہندؒ رات کے وقت گنگوہ پہنچے اور حضرت کے مکان پر حاضر ہوئے حضرت نے دیکھتے ہی ڈانٹنا شروع کر دیا اور فرمایا کہ ابھی واپس جاؤ آپ کے (شیخ الہندؒ کے) ایک اور دوست تھے شاہ منظر حسین صاحب گنگوہی مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی محشی ابو داؤد کے بھائی انہوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ عرس میں شرکت کرنے کے لئے نہیں آئے آپ کے پاس آئے ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ میں بھی جانتا ہوں عرس میں شرکت کرنے کے لئے نہیں آئے میں اتنا بھولا نہیں ہوں میرے پاس آئے ہیں مگر آئے تو ہیں اس مجمع میں کو ہو کر ان کے ذریعہ اس مجمع کی رونق تو بڑھی ,,من کثر سواد قوم فھو منھم،، (جس نے کسی قوم کے افراد میں اضافہ کیا وہ انہیں میں سے ہے) وارد ہوا ہے قیامت کو اپنی برأت کرتے رہیں اس کے بعد شاہ منظر حسین صاحب ان کو اپنے مکان پر لے گئے اور کہا روٹی تو کھالو اس پر حضرت شیخ الہندؒ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ حضرت تو فرمادیں ابھی چلا جا میں کس منہ سے کھاؤں چنانچہ اسی وقت گنگوہ سے واپس ہو گئے پھر دوسرے وقت عرس ختم ہونے کے بعد حاضر ہوئے ۔

صدر مدرس کون بنے

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ کے سفر میں جانے سے پہلے دارالعلوم دیوبند میں یہاں کے مزاج کے مطابق چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ حضرت کے چلے جانے کے بعد صدر مدرس کون بنے شدہ شدہ حضرت کو بھی اسکی اطلاع ہوگئی تو فرمایا کہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری کے ہوتے ہوئے یہ سوال کیوں ہوا کہ صدر مدرس کون بنے اس فقرہ کو سن کر سب کی زبانیں بند ہوگئیں۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ حضرت شیخ الہندؒ کی مجلس میں

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ کے یہاں فجر کے بعد مجلس لگتی اور چائے کا دور چلتا مجلس میں سب لوگ تو اپنی اپنی باتوں میں مشغول رہتے لیکن حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ خاموش سر جھکائے بیٹھے رہتے اور کسی کی باتوں میں حصہ نہ لیتے جب آہستہ آہستہ لوگ چائے پی کر چلے جاتے تب حضرت شیخ الہندؒ ان سے فرماتے کہ شاہ صاحب آپ کو کچھ کہنا ہے تو سر اٹھاتے اور عرض کرتے کہ جی ہاں فلاں حدیث کے متعلق دریافت کرنا ہے حضرت شیخ الہندؒ جواب مرحمت فرماتے اس کے بعد شاہ صاحب واپس آتے۔

علامہ انور شاہ صاحب کو حضرت شیخ الہندؒ کی مفارقت کا غم

ارشاد فرمایا کہ جس وقت حضرت شیخ الہندؒ سفر میں جانے لگے جس میں اسیر ہو کر مالٹا جانیکی نوبت آئی تو شاہ صاحب نے باوجودیکہ ترمذی شریف کا سبق پڑھانے کیلئے آکر بیٹھ گئے تھے عبارت بھی پڑھ دی گئی تھی مفارقت حضرت کے غم میں کچھ نہ فرمایا بلکہ ذرا دیر توقف فرماکر کتاب بند کر دی اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت اس وقت چارپائی پر پیر لٹکائے بیٹھے تھے یہ نہایت خاموشی کے ساتھ جاکر بیٹھ گئے اور حضرت کی دونوں پنڈلیوں کو پکڑ کر سینے سے چمٹا لیا حضرت نے بھی تکلف سے کام نہ لیا یوں ہی رہنے دیا

پھر فرمایا کہ شاہ صاحب آپ کو میری موجودگی میں شبہات پیش آتے تھے میں نہ رہوں گا تو شبہات پیش نہ آئیں گے اور اگر آئیں گے بھی تو قدرت رہنمائی کرے گی جاؤ خدا کے سپرد سبق پڑھاؤ۔

علم اپنی جہالت کا اعتراف ہے

ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب (علامہ انور شاہ) طالب علم کو جاہلین کہہ کر پکارا کرتے تھے اور بعد فراغت جہالین کہہ کر پکارا کرتے تھے اس لئے کہ علم درحقیقت اپنی جہالت کا اعتراف ہے جوں جوں علم بڑھتا جاتا ہے اپنی جہالت کا اعتراف بڑھتا جاتا ہے (کہ اب تک میں اس سے بھی جاہل تھا اس سے بھی ناواقف تھا)۔

مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کے بیت الخلاء کو مقفل رکھنے کی وجہ

ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالرحیم رائے پوریؒ بیت الخلاء میں اگر کسی کا پاخانہ دیکھ لیتے تو آپکا پاخانہ نہ اترتا اسی لئے اپنے بیت الخلاء کو مقفل رکھتے تھے اور نفس کے علاج کے طور پر اپنے پاخانہ کو خود ہی باہر لیجا کر ڈال آتے اور حضرت شیخ الہندؒ بہر حالت بیت الخلا میں چلے جاتے اور قضاءً حاجت کر لیتے اور فرماتے کہ بیت الخلاء تو خراب ہی کرنے کیلئے ہے۔

مولانا عبدالقادر صاحب رائپوریؒ کا زمانہ طالب علمی میں علمی انہماک

ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ (خلیفہ مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ) زمانہ طالب علمی میں کسی کے خط کا جواب نہیں دیا کرتے تھے اس واسطے کہ خط کیلئے پیسہ نہ تھے ایک ٹوٹا ہوا گھڑا رکھا تھا اس میں ڈالتے رہتے تھے فراغت کے بعد سب کو دیکھا تو کسی میں لکھا تھا تمہارے بھتیجا پیدا ہوا ہے تو فرمایا الحمد للہ کسی میں لکھا تھا تمہاری چچی کا انتقال ہو گیا تو فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون غرض تھوڑی دیر میں سب کو پڑھ ڈالا۔

لے زمانہ طالب علمی میں اگر خطوط پڑھتے تو یقیناً تعلیم میں خلل واقع ہوتا مگر افسوس کہ آجکل یہ اکثر طلبہ کا محبوب ترین مشغلہ ہے۔

کفن چور کا قبر میں ہاتھ پکڑ لیا

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کے زمانے میں ایک کفن چور تھا انہوں نے اس کو بلایا اور بیس روپے اور بیس گز کپڑا دیکر فرمایا کہ یہ ہم پیشگی دیئے دیتے ہیں دیکھو ہمارا کفن چوری نہ کرنا اس نے جیب میں روپے بھرنے شروع کئے اور کہنے لگا معاذ اللہ کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ میں آپ کا کفن چراؤں کچھ عرصہ بعد ان بزرگ کا انتقال ہو گیا تو یہ پہنچا اور انکی قبر کھود کر کفن لینا چاہا تو ان بزرگ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اب اس کو یاد آیا کہ یہ تو پیسے بھی دے چکے تھے کپڑا بھی دے چکے تھے بہت گھبرایا اپنے ساتھی سے کہا کہ میں تو پکڑا گیا یہ ساتھی ان بزرگ کے دوست کے پاس آیا اور قصہ بیان کیا تو وہ انکی قبر پر تشریف لائے اور ان سے کہا کہ مرنے کے بعد بھی امت محمدیہ کو رسوا کرو گے اس پر انہوں نے ہاتھ چھوڑ دیا۔

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ

ارشاد فرمایا کہ مولانا فخر الدین صاحب مرادآبادی رح (سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند) اپنے پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ ہر سال ادا کیا کرتے تھے (یہ مولانا کا تقویٰ تھا ورنہ تو مفتی بہ قول پر اس فنڈ کی زکوٰۃ اس کے ملجانے کے بعد حولان حول ہو جانے پر ہوتی ہے اور گذشتہ سالوں کی واجب نہیں ہوتی اس لئے کہ محقق قول پر وہ ملنے سے پہلے اپنی ملک ہی نہیں)۔ "فت" ج ۶ ص ۲۳۱

مولانا ثابت علی صاحب رح کا دوران سبق معمول

ارشاد فرمایا کہ مولانا ثابت علی صاحب مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور سبق کے دوران کسی طالب علم کو سوتا ہوا دیکھتے تو پاس والے طالب علم سے فرماتے کہ اس کو جگادو وہ جگا دیتا پھر بھی سوجاتا تو پھر فرماتے کہ اسکو جگادو وہ جگو دیتا پھر بھی سوجاتا تو اپنی جگہ سے اٹھ کر اسکے زور سے تھپڑ لگاتے اور پھر پھرک کر اپنی جگہ آکر بیٹھ جاتے۔

مولانا فخرالدین صاحب گنگوہیؒ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ گنگوہی میرے استاذ ہیں میں نے ان سے آمدنامہ کے چند اسباق اور بوستاں پڑھی ہے یہ مولانا مظہر صاحب نانوتویؒ کے شاگرد تھے گنگوہ کے محلہ بہاؤالدین میں رہتے تھے اور بڑے مولوی جی کے نام سے مشہور تھے جب کسی کے گھر کوئی نئی چیز ہوتی تو پہلے ان کے یہاں پہنچائی جاتی میرے والد صاحبؒ قوت اعصاب کے لئے ایک نسخہ تیار فرمایا کرتے تھے تو پہلے ان کے یہاں پہنچایا کرتے رمضان شریف شروع ہوتا تو کوئی شخص اپنی بھینس کا دودھ ہر روز نکال کر دے آیا کرتا درس و تدریس تصنیف و تالیف کا مشغلہ مستقل نہ تھا اکثر گوشہ نشین رہتے تھے کوئی طالب علم اصرار کرتا تو گنگوہ کی لال مسجد میں آکر اس کو سبق پڑھا دیا کرتے تھے اپنے استاذ مولانا مظہر صاحب نانوتویؒ سے بہت تعلق تھا بڑی محبت وعقیدت سے ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے جب ان کا ذکر آتا تو آبدیدہ ہو جاتے اور فرماتے کہ مولانا بڑے پایہ کے آدمی تھے بس یہی جملہ ان کے یہاں بڑی تعریف تھی ایک بہت مختصر پوشیدہ کچا مکان چھپر کا تھا اس میں رہتے تھے بارش ہوتی تو ٹپکتا ادھر سے ٹپکتا تو ادھر چارپائی کھینچ لیتے اور ادھر ٹپکتا تو ادھر کھینچ لیتے احباب و اعزہ نے نیا مکان بنانے پر اصرار کیا تو منظور نہیں فرمایا پوری زندگی اسی میں گزار دی۔

مسجد میں نہ آنیکی وجہ

ایکدفعہ ایسا ہوا کہ مسجد میں نہیں آئے دروازہ بند کئے مکان میں رہے جب دوسرے وقت بھی نہیں آئے تو لوگ مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے اور مزاج پوچھا تو دروازہ کھولے بغیر اندر سے جواب دے دیا کہ ہاں اچھا ہوں کئی روز اسی طرح گذرے جمعہ آیا تو نماز جمعہ کیلئے باہر تشریف لائے نئے کپڑے پہنے ہوئے بالکل ہشاش بشاش اکثر گلاب کے پھول کیطرح مسکراتے رہتے تھے غرض بیماری کا کوئی اثر نہ تھا رات میں کوئی صاحب کپڑے کا تھان لئے بڑے مولوی جی کو تلاش کر رہے تھے اس سے پتہ چلا کہ مولانا کے پاس کپڑے نہ تھے جس کی وجہ سے

مکان سے باہر نہیں آئے رات کپڑا آیا تو رات ہی درزی کو بلا کر سلوایا تب اس کو پہنکر صبح تشریف لائے ۔

ملازمت نکرنیکی وجہ

ارشاد فرمایا کہ موصوف (مولانا فخرالدین صاحب) نے کبھی ملازمت نہیں کی ایک مرتبہ مطبع نولکشور لکھنؤ سے تصیح کتب حدیث کیلئے مولانا مظہر نانوتویؒ کے پاس اطلاع آئی کہ کسی مستعد کو اسی روپیہ (چاندی) ماہوار پر بھیجدیجئے تو حضرت مولانا مظہر صاحب نے یہ کہہ کر انکار فرمادیا کہ میں اپنے فخرالدین کو بنئے کے پاس نوکری کے لئے نہیں بھیجتا انگریز تب کچھ احباب منصوری سے آئے اور خود طے کرلیا کہ مولانا کو ماہانہ پچیس یا تیس روپے دیدیا کریں گے مولانا سے اس کا ذکر بھی نہیں کیا رات کو خواب میں مولانا نے مولانا مظہر صاحب کو دیکھا کہ انگلی دانتوں میں دبائے کھڑے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ کیا فخرالدین میں نے اسی لئے پڑھایا تھا کہ یوں نوکریاں کرتا پھرے صبح ہوتے ہی وہاں سے واپس ہونے لگے احباب نے ٹھیرنے پر اصرار کیا تو فرمایا کہ نا بھائی ٹھیرنے کا حکم ہی نہیں ۔

نکاح حضرت مفتی اعظم صاحب دام مجدہٗ

ارشاد فرمایا کہ میرا نکاح بھی مولانا موصوف ہی نے پڑھایا تھا پانچ ہزار روپے مہر مقرر ہوا یہی ہمارے خاندان کا مہر مثل تھا مولانا کسی کے یہاں دعوت میں نہیں جاتے تھے میرے والد صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ مولانا کو ولیمہ کی دعوت دے کر آؤ میں نے عرض کیا کہ مولانا تو کسی دعوت میں شرکت نہیں فرماتے والد صاحب نے فرمایا تم دعوت تو دے کر آؤ چنانچہ میں نے جاکر دعوت دی تو قبول فرمالیا اور دعوت ولیمہ میں شرکت کی ۔

پردہ ارشاد فرمایا کہ میں بچپن میں مولانا موصوف کے گھر آتا جاتا تھا پردہ ہونے کے بعد ایک روز مولانا نے مجھ سے چابی منگائی میں لینے گیا تو اندر سے مولانا کی اہلیہ محترمہ نے چمٹے میں پکڑ کر باہر نکالی کہیں ہاتھ پر نظر نہ پڑ جائے۔

اساتذۂ دار العلوم میں ایک دیہاتی میواتی کی تقریر

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ ایک مرتبہ دار العلوم دیوبند تشریف لائے۔ بڑے جوش میں تھے تمام اساتذہ دار العلوم کو جمع فرمایا پھر ایک میواتی دیہاتی کو جو آپ کے ساتھ تھا تقریر کے لئے کہا اس نے معذرت کی حضرت کے مکرر فرمانے پر وہ کھڑا ہوا اور کہا دیکھو جی تقریر کرنی تو مجھے آتی نا حضرت کا حکم ہے وہ امیر ہیں اور امیر کی اطاعت ضروری اس لئے کھڑا ہو گیا ہوں ایک بات تم سے کہتا ہوں وہ یہ کہ اگر کسی زمیندار کے دو چھورے ہوں ایک **بڑا چھورو ایک چھوٹا چھورو اور وہ بڑے چھورو کو کہے کہ یہ مٹکی مکھن کی تقسیم کر دو اور وہ** کہدے کہ میں تو کام میں لگا ہوا ہوں مجھے فرصت نا اور واقعۃً ہے بھی وہ کام میں لگا ہوا پھر وہ چھوٹے چھورو کو کہے جس سے اس مٹکی کا اٹھنا مشکل ہے اور وہ اٹھا کر لائے مگر بانھے سے درمیان میں چھوٹ کر گر پڑے اور پھوٹ جائے تو تم بتاؤ زمیندار کس پر خفا ہوگا ظاہر ہے کہ بڑے چھورو پر خفا ہوگا کہ کام اس کے کرنیکا تھا اسی طرح آپ لوگ بڑے چھورو ہو اور ہم چھوٹے چھورو ہیں اب یہ دین کی مٹکی تم تو اٹھاتے نا عذر کرتے ہو کہ ہمیں فرصت نا ہم دوسرا کام کر رہے ہیں ہم کمزوروں نے اٹھائی ہے گرے گی تو پکڑ تمہاری ہوگی ہم سے تو وہ خراب ہی ہوگی۔

الیکشن کے موقعہ پر حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی دعا

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ صاحبزادہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ سے

کسی الیکشن کے موقعہ پر لوگوں نے دعا کی درخواست کی تو آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ جتنے مسلمان الیکشن میں کھڑے ہوئے ہیں ان میں سے کسی کو بھی کامیاب نہ فرما بلکہ سب کو ناکام فرما اور جتنے وزراء ظلم و زیادتیاں کر رہے ہیں ان کو ہدایت نصیب فرما اگر ان کے مقدر میں ہدایت نہ ہو تو ان سب کو چن چن کر تباہ فرما اس کا اثر یہ ہوا کہ اسی سال ۱۱۹ وزیر تباہ ہوئے (مسلمان کے حق میں ایسی دعا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان جب تک مصائب میں مبتلا نہیں ہوتا حق تعالیٰ شانہ کیطرف متوجہ نہیں ہوتا)۔

استاذ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ کے دادا مولانا اسماعیل صاحب کاندھلویؒ نے ایک حافظ صاحب کو اپنے محلہ کی مسجد میں امامت اور بچوں کو تعلیم دینے کیلئے رکھا محلہ کے لوگ حافظ صاحب سے خاندان میں اونچے تھے اور وہ نیچے تھے جب انہیں اس بات کا علم ہوا تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی حافظ صاحب کو پتہ چلا تو لوگوں سے (مصلی کیطرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا کہ یہ رکھا تمہارا مصلی اب سے میں نماز نہ پڑھاؤں گا کھانا میں تم سے مانگتا نہیں اور تنخواہ کی مجھے ضرورت نہیں بچے البتہ پڑھاتا رہوں گا اس سے نہ رکوں گا ایسے کا بٹھایا ہوا نہیں ہوں کہ اٹھ کر چلا جاؤں گا یہاں ہی بیٹھ کر پڑھاؤں گا چنانچہ آپ پڑھاتے رہے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ بھی ان کے شاگرد ہیں طلبہ پر تنبیہ کرنے کا یہ حال تھا کہ جب کسی طالب علم پر خفا ہوتے تو بہت زور سے طمانچہ کھینچتے اور قریب لاکر بہت آہستہ مارتے

مولانا سہول صاحبؒ

ارشاد فرمایا کہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند میں مفتی کی ضرورت پیش آئی تو شوریٰ نے مولانا سہول صاحبؒ کو طے کیا مولانا نے اس شرط پر آنا منظور کیا کہ مصارف (جتنا خرچہ ہوا کریگا) لیا کروں گا تنخواہ نہ لوں گا شوریٰ نے منظور کر لیا مہینہ پورا ہونے پر مصارف دیکھے گئے تو وہ تنخواہ کے معیار سے

زائد تھے اس لئے اگلی شوریٰ میں تنخواہ مقرر کی کہ مصارف کی تو کوئی حد ہی نہیں ۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کا اپنے مخالف کی سفارش کرنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (جنکے بارے میں حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں پڑھانیوالے تو بہت ہیں مگر فقیہہ ایک ہی شخص ہیں وہ ہیں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ فرمودہ حضرت دام مجدہٗ) کا ایک شخص سے کوئی معاملہ تھا معاملہ میں ترشی آگئی اتفاق سے صاحب معاملہ کو کوئی مقدمہ پیش آگیا اس سے کسی نے کہا کہ مولانا موصوف کی سفارش سے کام ہو سکتا ہے تو حاضر خدمت ہوا اور سفارش کی درخواست کی آپ نے دہلی کے ایک شخص کو جس سے اس کا کام ہو جاتا لکھا کہ "حامل رقعہ اور میرے درمیان گو تعلقات اچھے نہیں تاہم میں انکی سفارش کرتا ہوں اچھا ہے کہ ان کا کام ہو جائے اللہ آپ کو جزا عطا فرمائے، یہ لکھ کر اس شخص کو دیا اور فرمایا کہ تم بھی پڑھ لو۔ اس نے کہا کہ یہ دوسرے کا خط ہے بس میں کیا پڑھوں حضرت نے پھر فرمایا کہ پڑھ لو اس نے پڑھا تو کہنے لگا کہ یہ جملہ" حامل رقعہ اور میرے درمیان گو تعلقات اچھے نہیں" کاٹ دیجئے حضرت نے فرمایا کیوں واقعہ تو ایسا ہی ہے اس نے اصرار کیا تو فرمایا کہ اس کو کیوں کاٹوں دوسرا خط لکھ دیتا ہوں چنانچہ دوسرا خط لکھدیا جس میں یہ جملہ نہیں تھا

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب کے درمیان گھڑی کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ اور حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ایک سفر میں ساتھ تھے حضرت تھانویؒ کے یہاں ہدیہ قبول کرنیکے کچھ اصول تھے مگر مستثنیات بھی تھے ایک شخص نے اس سفر میں حضرت تھانویؒ کو گھڑی ہدیہ میں پیش کی حضرت نے قبول فرمالیا حضرت سہارنپوریؒ نے بعد میں ارشاد فرمایا کہ اگر یہ گھڑی آپکی ضرورت سے زائد ہو

تو اسکو میرے ہاتھ فروخت کردیں حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ میں بھی آپ کا گھڑی بھی آپ کی یوں
ہی لے لیجئے اسپر حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ میں ابتدا خریدنے کی کرچکا ہوں۔ اس لئے اب
ہدیہ نہیں ہو سکتا ہدیہ تو ابتدا ہوتا ہے بالآخر کچھ گفتگو کے بعد معاملہ طے ہوگیا اور حضرت
سہارنپوریؒ نے گھڑی لے لی جب مہدی (ہدیہ دینے والے) کو اس واقعہ کا علم ہوا تو اسکو
گرانی ہوئی ادھر حضرت تھانویؒ کو اس کی گرانی کا علم ہوا تو حضرت سہارنپوریؒ سے فرمایا کہ
وہ گھڑی واپس کردیجئے حضرت نے فرمایا کہ کیا خیار شرط تھا جو واپس کردوں حضرت تھانویؒ نے
فرمایا کہ خیار شرط تو نہ تھا مگر ہدیہ دینے والے کو اس کے بیچدینے سے گرانی ہورہی ہے اس لئے
واپس لے رہا ہوں اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ ہدیہ دینے والے کی رضا کو تو شرط قرار
نہیں دیا گیا تھا ہمارے درمیان تو بیع بات ہوئی ہے تب حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اچھا
اقالہ کرلیجئے تو حضرت نے فرمایا کہ اقالہ کی صحت کیلئے تراضی طرفین شرط ہے میں تو اقالہ پر
راضی نہیں ہوں حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ آپ میرے بڑے ہیں چھوٹوں کی خاطر بڑے
راضی ہو ہی جایا کرتے ہیں آپ بھی راضی ہوجائیے اسپر حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ میں
ضرور راضی ہوجاتا مگر میں نے وہ گھڑی اپنے واسطے نہیں خریدی بلکہ میرے ایک دوست ہیں انکے
واسطے انکی نیت سے خریدی ہے میں انکی طرف سے وکیل بالشرا ء تھا شرا پر توکیل پوری ہوگئی
اب مجھے اس میں تصرف کرنیکا حق نہیں اس لئے کہ وکیل کو اس کام کے انجام دینے کے بعد
جسکا اس کو وکیل بنایا گیا تھا تصرف کرنیکا حق نہیں رہتا پھر کسی مجلس میں جس میں وہ مہدی
بھی موجود تھا حضرت سہارنپوریؒ نے وہ گھڑی حضرت تھانویؒ کو دیدی حضرت تھانویؒ نے فرمایا
کہ آپ تو اس وقت ایسا فرمارہے تھے اب کیا ہوا تو فرمایا کہ معاملہ تو اسی طرح ہے جس طرح میں نے
بتلایا مگر مجھے اپنے دوست پر اعتماد ہے۔ مجھے اطمینان ہے کہ میرے اس تصرف سے انہیں
گرانی نہیں ہوگی۔

حضرت سہارنپوریؒ کی حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ کے یہاں تشریف آوری

ارشاد فرمایا کہ حضرت سہارنپوریؒ قیام سہارنپور کے دوران جب بذل المجہود تصنیف فرما رہے تھے تو کبھی کبھی دارالعلوم دیوبند تشریف لیجاتے کہ وہاں کتابیں زیادہ تھیں اور یہاں مظاہر علوم میں کم تھیں اس لئے کسی ایسے امر کی تحقیق کے لئے تشریف لیجاتے جو یہاں (مظاہر علوم) میں کسی کتاب کے اندر نہ ملتا اور سیدھے کتبخانہ تشریف لیجاتے کتبخانہ کھلا ہوا ہوتا تو خیر ورنہ ناظم کتب خانہ سے چابی لیکر اپنے کام میں مشغول ہوجاتے بعد فراغت واپسی میں کچھ فرصت ہوتی تو کسی سے ملاقات کر لیتے ورنہ سیدھے واپس آجاتے ایک مرتبہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ کے یہاں تشریف لیگئے ان کا کمرہ اوپر تھا اور زینہ کے بالکل سامنے دروازہ تھا جب حضرت سہارنپوریؒ زینہ پر چڑھے تو چونکہ دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے مولانا کشمیری نے دیکھ لیا فوراً ننگے پیر دوڑے ہوئے آئے اور سلام ومصافحہ کے بعد حضرت کا ہاتھ اپنے ہاتھوں کے درمیان لئے ہوئے اندر تشریف لانے لگے تو حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ میں تو خود ہی آرہا تھا آپ کو ننگے پیر دوڑ کر آنے کی کیا ضرورت تھی یہ طریقہ اچھا معلوم نہیں ہوتا غرض اندر لے آئے اور حاضرین کو اشارہ کیا وہ اٹھ کر چلے گئے اس کے بعد دونوں نے گفتگو کی کچھ دیر بعد واپس ہوگئے۔

دربان کے طمانچہ مارنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت سہارنپوریؒ ایسے بھی تھے کہ ۳۲ھ کے ہنگامہ میں جب مظاہر علوم کے دارِ قدیم کا دروازہ بند کر لیا گیا تو تشریف لائے ساتھ کے آدمی نے کہا کہ حضرت تشریف لا رہے ہیں دروازہ کھولو دربان نے دروازہ کھولنے میں تاخیر کی جب دروازہ کھلا تو اندر داخل ہوئے اور دربان کے زور سے ایک طمانچہ رسید کیا کہ دروازہ کھولنے میں اتنی تاخیر کی۔

ایک شعر کی تحقیق

ارشاد فرمایا کہ حضرت سہارنپوریؒ کے پاس ایک استفتاء آیا جس میں لکھا تھا کہ اس شاعر کے بارے میں کیا فتویٰ ہے جس کا شعر یہ ہے ؎ وہ دن خدا کرے جہاں پر خدا نہ ہو۔

تو آپ نے جواب دیا کہ قائل دہریہ نہیں منکر خدا نہیں بلکہ وہ اللہ کو مان کر اس سے دعا کر رہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا حکم محبوب کے وصال سے مانع ہے خدا کرے کہ ایک دن ایسا آئے جس میں خدا کا حکم وصال سے مانع نہ رہے یعنی نکاح ہو جائے۔

حالت اعتکاف میں نماز جنازہ

ارشاد فرمایا کہ جس وقت شیخ (مولانا محمد زکریا صاحبؒ) کی والدہ کا انتقال ہوا حضرت سہارنپوریؒ معتکف تھے شیخ کی خواہش تھی کہ نماز جنازہ حضرت پڑھائیں چنانچہ شیخ نے حضرت سے عرض کیا تو دریافت فرمایا کہ نماز کب ہوگی شیخ نے کہا دس بجے ہوگی اس پر حضرت نے فرمایا کہ استنجا تو اپنے قبضہ میں ہے آج نو بجے نہ سہی دس بجے سہی غرض دس بجے استنجا کی نیت سے مسجد سے باہر تشریف لائے اور اس سے فارغ ہونے پر نماز جنازہ پڑھائی (اس سے معلوم ہوا کہ معتکف نماز جنازہ کی نیت سے مسجد سے باہر نہ نکلے البتہ کسی طبعی حاجت کی نیت سے نکلے پھر نماز جنازہ میں بھی شرکت کرلے تو صحیح ہے)۔

مفتی عزیزالرحمٰن صاحبؒ کا استعفیٰ

ارشاد فرمایا کہ مفتی عزیزالرحمٰن صاحب بہت سیدھے سادے تھے جب دارالعلوم دیوبند میں پہلی بار اسٹرائک ہوا تو حکیم مسعود احمد صاحب (ابن حضرت گنگوہیؒ) رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند تشریف لائے اور مفتی عزیزالرحمٰن صاحب سے کہا کہ آپ نے بھی اسٹرائک میں حصہ لیا تو صاف صاف فرمایا کہ میرا تو جی شرکت کیلئے نہ چاہتا تھا مگر کیا کروں بیٹا عتیق نہ مانا اور کہنے لگا کہ شرکت نہ کی تو کنوئیں میں گر جاؤں گا اس پر حکیم صاحب نے کہا جب آپ جیسا بزرگ آدمی بیٹے کی دھمکی میں آکر دارالعلوم کی رعایت نہیں کرسکتا تو استعفیٰ تحریر کرکے دیدیں۔

(یہ کہہ کر اپنی ٹوپی ان کے قدموں میں ڈالدی اور فرمایا) یہ میری ٹوپی آپ کے قدموں میں ہے آپکا یہاں رہنا مناسب نہیں مفتی صاحب چونکہ بہت بھولے تھے اس لئے فوراً استعفیٰ لکھ کر دے دیا۔

بارہ آنہ کے مالک ہونے پر حج کا عزم

ارشاد فرمایا کہ جس سال حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند بارہ آنے کے مالک ہوئے تو حج کا عزم کرلیا اور والد صاحب سے بھی ذکر کیا آپ کے والد صاحبؒ فرمایا کہ اس میں کیا حج ہوگا اتنا تو دیوبند سے دہلی ہی کا کرایہ ہے مگر آپ اپنے عزم پر قائم رہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسی سال حج میسر آیا۔

مکتوب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ بخدمت حضرت مہتمم صاحبؒ

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ کو خط لکھا کہ میرا یہ جی چاہتا ہے کہ دارالعلوم میں تمام اساتذہ ایسے بھولے بھالے اور سیدھے سادے ہوں جیسے دیوبند میں مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ اور سہارنپور میں مولانا عنایت الٰہی صاحبؒ اس کے جواب میں مہتمم صاحبؒ نے تحریر فرمایا کہ کبھی چالاک کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بعض چالاک بھی چاہئیں

کھجوروں کا طشت

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا صاحبؒ) کی خدمت میں کھجوروں کا ایک طشت لایا اور کہا مدینہ طیبہ کی کھجوریں آپ کے واسطے لایا ہوں حضرت نے تین کھجور اٹھا کر فرمایا کہ تمہاری خاطر تین کھجوریں اٹھائے لیتا ہوں میرے پاس تو براہ راست بھی آتی رہتی ہیں لیجاؤ کہ تمہیں ادھر جگہ بھی تقسیم کرنی ہوں گی اس پر وہ شخص خاموش اور شرمندہ ہوکر باہر آیا تو میں نے پوچھا کیا بات ہوئی تب اس نے کہا کہ بس جی معلوم ہوگیا اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی اسی طرح چھانٹ ہوجاتی ہے

گی میں نے دریافت کیا کہ اس کا کیا مطلب کہنے لگا اس طشت میں مدینہ طیبہ کی ہی کھجوریں تھیں باقی سب اور تھیں جب یہاں چھانٹ ہوگئی تو آخرت میں بھی اصل و نقل کی قلعی کھل جائیگی

سود خوار کی دعوت

ارشاد فرمایا کہ ایک سودی کاروبار والے شخص نے حضرت سہارنپوریؒ کی دعوت کی حضرت نے قبول فرمالیا کیونکہ اس کے سود خوار ہونے کا علم نہ تھا پھر حضرت شیخ کیخدمت میں بھی حاضر ہوکر دعوت دی تو آپ نے چونکہ اس کے سود خوار ہونے کا علم تھا انکار کر دیا اس نے حضرت سہارنپوریؒ سے سفارش کرائی تو حضرت نے فرمایا کہ مولوی زکریا تم کو بھی ہمارے ساتھ دعوت میں جانا ہے تب حضرت شیخ نے حضرت کے حکم کی تعمیل میں دعوت منظور کرلی اور محض شرکت ہی نہیں کی بلکہ کھانا بھی کھایا جب گھر تشریف لائے تو حلق میں انگلی ڈال کر سب قے کر ڈالا گھر میں سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں اس کشمکش میں مبتلا ہوا کہ جاتا ہوں تو حرام کھانا لازم آتا ہے اور نہیں جاتا تو حضرت وجہ دریافت فرمائیں گے میں بتلاؤں گا تو ایک مسلمان کے عیب کا اظہار ہوگا اس لئے میں نے اسکی خاطر دعوت قبول کرلی اور کھانا بھی کھالیا تاکہ میرے حضرت کے سامنے اسکی ذلت نہ ہو لیکن میں نے بھی سب نکالدیا اور اسکی مضرت سے محفوظ رہا اس کے بعد حضرت سہارنپوریؒ بیمار ہوگئے کسی نے شیخ سے اسکی وجہ معلوم کی تو فرمایا کہ بھائی میں نے تو وہ حرام کھانا چونکہ قے کرکے نکالدیا تھا اس لئے اللہ نے مجھے تو اسکے وبال سے بچالیا اور میرے حضرت اسکی وجہ سے بیمار ہوگئے۔

سبق کا اہتمام

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخؒ اپنے چچا مولانا محمد الیاس صاحبؒ کاندھلویؒ کے سفرِ حج سے واپس ہونے کے موقعہ پر سہارنپور اسٹیشن تک بھی (بغرض استقبال) تشریف نہیں لے گئے کہ کبھی سبق کی ناغہ ہو جائے۔

دو حدیثوں میں تطبیق

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ کے یہاں مولانا عبد القادر صاحب رائپوریؒ تشریف لائے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ لیگ اور احرا

میں سخت اختلاف چل رہا تھا۔ اتفاق رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمن صاحب لدھیانوی بھی تشریف لائے ہوئے تھے اسی دوران کہ یہ تینوں حضرات بیٹھے ہوئے تھے رائے پور کے ایک صاحب آئے جو لیگ سے تعلق رکھتے تھے اور معزز تھے اور حضرت رائپوریؒ سے تعلق رکھتے تھے ان کے آنے پر حضرت رائپوریؒ کھڑے ہوگئے حضرت شیخ بھی کھڑے ہوگئے مگر مولانا حبیب الرحمن صاحب کھڑے نہ ہوئے انہوں نے چند منٹ حضرت رائپوریؒ سے گفتگو کی اور چلے گئے کہ انہیں سے ملنے آئے بھی تھے ان کے جانے کے بعد مولانا حبیب الرحمن صاحب نے کہا کہ مجھے افسوس ہورہا ہے کہ آپ دونوں بزرگ ان کے آنے پر کھڑے ہوگئے اور میں کھڑا نہ ہوا مگر میں نے حدیث "من تواضع لغنی لغناہ ذھب ثلث دینہ" (جس نے غنی کے لئے تواضع کی اس کے غنا کی وجہ سے اس کا ایک تہائی دین ضائع ہوگیا) کو مد نظر رکھتے ہوئے قیام نہیں کیا اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ یہ حدیث مجھے بھی معلوم ہے بلکہ ایک دوسری روایت بھی معلوم ہے جس میں "ثلثا دینہ" (دو تہائی دین ضائع ہونا) وارد ہوا ہے مگر اس کے باوجود میں نے حدیث "اذا جاءکم کریم قوم فاکرموہ" (جب کسی قوم کا سردار تمہارے پاس آئے تو اس کا اکرام کرو) کے مطابق قیام کیا ہے وہ کہنے لگے کہ یہ تو دونوں حدیثوں میں تعارض ہوگیا اب رفع تعارض کی کیا صورت ہو ہر ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ رفع تعارض کی صورت آپ بیان کریں بالآخر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اچھا میں بیان کرتا ہوں بشرطیکہ حضرت (رائپوریؒ) پورا تبصرہ فرمادیں یہ نہ کہیں حضرت صحیح کہ حضرت صحیح ہے اس پر حضرت رائپوریؒ نے فرمایا کہ آپ اگر صحیح توجیہ فرمائیں گے تو میں یہ تو کہنے سے رہا کہ حضرت غلط ہے اس کے بعد شیخ نے فرمایا کہ تواضع کا تعلق قلب سے ہے اور قلب حق تعالیٰ شانہ کے سامنے جھکنے کے واسطے ہے غیر اللہ کے لئے اس کا جھکنا صحیح نہیں البتہ اکرام کا تعلق ظاہر سے ہے قلب سے نہیں وہ غیر اللہ کے لئے جائز ہی نہیں بلکہ اس کا حکم دیا گیا ہے۔

نکاح میں چھواروں کا لٹانا

ارشاد فرمایا کہ ایکمرتبہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ سہارنپور سے دیوبند حضرت مولانا اسعد صاحب مدظلہ العالی کی ہمشیرہ کی شادی میں تشریف لانے والے تھے جمعہ کا دن تھا طے ہوگیا کہ سہارنپور کے قریب کیلاش پور نامی گاؤں کی اس مسجد میں نماز جمعہ ادا کریں گے جو سڑک کے قریب ہے اور اس میں جمعہ نہیں ہوتا چنانچہ حسب تجویز وہاں (کیلاش پور) پہونچے میں ساتھ تھا میں نے ہی جمعہ پڑھایا اور بہت مختصر خطبہ پڑھا اس کے بعد دیوبند تشریف لائے یہاں (دیوبند) حافظ عبدالعزیز صاحب خلیفہ حضرت رائے پوری ثانی بھی پاکستان سے تشریف لائے ہوئے تھے کہ وہ بھی مدعو تھے انہوں نے ہی نکاح پڑھایا حضرت شیخ نے نکاح ہوتے ہی چھوارے لٹائے اور مٹھی بھر بھر کر لوگوں کیطرف یہ کہہ کر پھینکے کہ اپنی آنکھ اور چشمو نکو بچانا تو اس پر حافظ صاحب موصوف (ناکح) بہت خفا ہوئے اور حضرت شیخ کو بہت ڈانٹا کہ علماء کے یہاں بھی ایسا ہوگا تو عوام کا کیا حال ہوگا شیخ خاموشی کیساتھ سنتے رہے پھر فرمایا کہ میں نے اپنے اکابر کے یہاں دونوں طریق دیکھے ہیں لٹانا بھی اور تقسیم کرنا بھی مجھے کسی ایک طریق پر اصرار نہیں اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ خفا ہوں گے تو میں لٹانیکو اختیار نہ کرتا حافظ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے اتنا موقع ہی کہاں دیا ہے کہ میں منع کرتا نکاح ہوتے ہی آپ نے پھینکنے شروع کر دیئے۔ بعد میں مولانا فخرالدین صاحبؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے مجھ سے دریافت کیا کہ مفتی صاحب کیا اس طرح چھوارے لٹانا ثابت ہے میں نے عرض کیا کہ جی ہاں ثابت ہے بیہقی میں روایت موجود ہے۔

علاج حالات دارالعلوم

ارشاد فرمایا کہ دارالعلوم کے صد سالہ اور اس کے بعد کے حالات کا شیخ کیخدمت میں تذکرہ ہوتا تو بہت روتے اور فرماتے کہ مولانا قاری محمد طیب صاحب تو سال دو سال کیلئے مدینہ طیبہ تشریف لے آئیں اور مولانا اسعد صاحب بھی ہندوستان سے باہر دوسرے ممالک میں چلے جائیں اور وہیں لیڈری کریں تو

ڑ بھیڑ کر سب معاملہ ٹھیک ہو جائے۔

مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری کی احمد رضا خاں صاحب سے گفتگو

ارشاد فرمایا کہ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوریؒ کو جب اس کا علم ہوا کہ احمد رضا خاں نے ہمارے اکابر پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے تو بریلی احمد رضا خاں کے مکان پر تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ بھائی احمد رضا آپ کے پاس ہمارے اکابر کی کتابیں ہیں ہم اور آپ مل کر گفتگو کر لیں نہ پولیس کی ضرورت نہ حکومت سے اجازت لینے کی ضرورت جس کی غلطی ہو وہ اپنی غلطی سے رجوع کر لے اس پر اس نے کہا کہ آپ کے بزرگوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ صحیح ہے مجھے اس میں ذرا تردد و تامل نہیں آپ نے دریافت کیا پھر یہ کفر کی مشین تم نے کیوں لگا رکھی ہے تو اس کا ایسا جواب دیا جو مطابق واقعہ تھا یعنی بالکل سچا پیٹ پر ہاتھ پھیر کر کہا اس کے بغیر میرا گذارہ نہیں مولانا نے کہا اس کیلئے نقب لگا لیتے چوری کر لیتے جیل میں چلے جاتے تیرے بڑے دلی تو ملتی لوگوں کو راہ حق سے ہٹانا اور اکابر سے بدظن کر کے گمراہ کر نیکی کیا ضرورت ہے اس پر اس نے کہا آئندہ آپ حضرات کے خلاف کچھ نہ لکھونگا اس کے بعد آپ واپسی کے لئے اسٹیشن پہونچے ٹکٹ بھی لے لیا گاڑی میں سوار ہونیوالے تھے کہ اس سے قبل آپ کو ایک پوسٹر ملا جس میں لکھا تھا کہ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کی اعلیٰ حضرت سے ڈھائی گھنٹہ گفتگو ہوئی جس میں دیو بندیوں نے شکست کھائی اور مولوی مرتضیٰ حسن صاحب نے دیو بندیت کی لعنت سے توبہ کر لی اور اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ آپ نے فوراً ٹکٹ واپس کیا اور سیدھے احمد رضا کے پاس پہنچے اور لہجہ بدلکر فرمایا کیوں جی کل کیا بات تھی اور آج یہ شائع کر دیا کہنے لگا مجھے خبر نہیں کس نے شائع کیا اس پر آپ نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور اعلان کرایا کہ آج احمد رضا خاں کا کفر قاعدہ بغدادی سے ثابت کیا جائے گا چنانچہ لوگ جمع ہو گئے آپ نے قاعدہ بغدادی لیا اور ایک چھوٹے سے بچہ کو بلا کر پہلی تختی (الف با تا والی) سے چار حرف پڑھوائے الف، حا، میم، دال پھر تین حرف را،

ضاد، الف پڑھوائے اور پوچھا کیا ہوا اس نے کہا احمد رضا پھر چار حرف کاف الف فے را۔ اسی طرح پڑھوائے اور پوچھا کیا ہوا کہنے لگا کافر پھر سارا رواں پڑھوایا اس نے پڑھا احمد رضا کافر اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ بھی جانتے ہیں میں بھی جانتا ہوں اس سے احمد رضا کا کفر ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ کفر کے فتویٰ کی کتاب ہے اسی طرح انہوں نے ہمارے اکابر کی عبارتیں جگہ جگہ سے لیکر غلط مطلب نکالا ہے اور انکی تکفیر کی ہے حالانکہ اس طرح ان کی تکفیر نہیں کیجا سکتی۔

حکیم استغفر اللہ صاحب کا نورانی صاحب سے مباہلہ

ارشاد فرمایا کہ پاکستان میں ایک حکیم صاحب ہیں جو بات بات میں استغفر اللہ کہتے ہیں اسی لئے ان کا نام ہی استغفر اللہ ہو گیا حضرت رائے پوری ثانی رحمہ کے آدمیوں میں سے ہیں بڑے صاحب کشف ہیں ایک مرتبہ انہوں نے نورانی صاحب سے (جو پاکستان میں پکے بریلوی اور کٹر ہیں) مباہلہ کیلئے کہا اور فرمایا کہ چل احمد رضا خاں کی قبر پر اگر وہاں سے خنزیر کے چیخنے کی آواز اپنے کانوں سے نہ سن لے تو کہنا اور چل حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی رہ کے مزار پر اگر وہاں سے قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی آواز اپنے کانوں سے نہ سن لے تو پھر کہنا مگر نورانی صاحب مباہلہ کے لئے تیار نہ ہوئے۔

کشف اصحاب قبور

ارشاد فرمایا کہ حکیم صاحب موصوف ایکمرتبہ سہارنپور تشریف لائے قبرستان میں بھی تشریف لے گئے تو فرمایا کہ یہاں فلاں صاحب اپنی قبر میں یہ کر رہے ہیں اور فلاں صاحب اس حال میں ہیں مفتی سعید احمد صاحب کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنی قبر میں یٰسین شریف کی تلاوت میں مشغول ہیں۔

حضرت فقیہ الامت مفتی اعظم ہند دام مجدہم کے

واقعات

کیا حضرت امام ابو حنیفہؒ ضعیف تھے

ارشاد فرمایا کہ مجھ سے ایک غیر مقلد نے کہا کہ امام ابو حنیفہؒ ضعیف تھے میں نے کہا کیا تم نے ان سے کشتی کی ہے جو ضعیف کہتے ہو اور وہ کیا ہر انسان ضعیف ہے ارشاد خداوندی ہے "خلق الانسان ضعیفا" اس پر وہ کہنے لگا میرا مطلب یہ ہے کہ وہ سیئ الحفظ تھے میں نے کہا غلط ہے اس پر اس نے کہا کہ میزان الاعتدال میں حافظ ذہبیؒ نے لکھا ہے میں نے کہا یہ بھی غلط ہے حافظ ذہبیؒ نے نہیں لکھا بلکہ کسی ہندوستانی غیر مقلد نے حاشیہ میزان الاعتدال پر حسد الکھدیا وہ طبع ہوگیا عربوں نے جب ہندوستانی کتب کی نقل لی تو یہ سمجھ کر کہ شاید حاشیہ والی بات متن کی ہے سہواً کاتب سے رہ گئی اس کو متن میں داخل کرکے طبع کرادیا اس نے کہا اس کا عکس بھی تو ہوسکتا ہے اس پر میں نے کہا کہ عکس نہیں ہوسکتا کیونکہ غیر مقلد کو تو متن سے خارج کرکے حاشیہ پر لانے کی ضرورت نہیں رہا مقلد سو اس کو خارج کرنا مفید ہے نہ کہ حاشیہ پر لانا علاوہ ازیں میرے پاس اس بات کی کہ وہ حافظ نے نہیں لکھا دلیل موجود ہے اول تو یہ کہ مقدمۂ کتاب میں حافظ موصوف نے لکھا ہے کہ میں اس کتاب میں ائمہ متبوعین مثلاً ائمہ اربعہ میں سے کسی کا ذکر نہ کرونگا دوسرے یہ کہ میزان الاعتدال کی شرح لکھی گئی ہے لسان المیزان اس میں یہ عبارت نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ موصوف نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں امام اعظم

کو حفاظ حدیث میں سے شمار کیا ہے اور حافظ اصطلاح محدثین میں اس کو کہتے ہیں جس کو ایک لاکھ حدیث متناً وسنداً احفظ یاد ہوں۔

افریقہ میں مختلف سوالات وجوابات

ارشاد فرمایا کہ (۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۳ء میں) افریقہ ملک میں مختلف الخیال لوگوں کے اجتماع میں میری بھی شرکت ہوئی۔ اس مجلس میں اہل حدیث، منکرین حدیث، ڈاکٹر، انجینیر وغیرہ قسم کے لوگ تھے مجھ سے کہا گیا کہ آپ سے وعظ کہلوانا مقصود نہیں صرف سوالات کرنے ہیں چنانچہ ایک صاحب نے سوال کیا کہ جب قرآن ہدایت کے لئے موجود ہے تو پھر حدیث کی کیا ضرورت ہے میں نے عرض کیا کہ جب ہدایت کے لئے خدا موجود ہے تو رسول کی کیا ضرورت ہے اگر خدا کے ہوتے ہوئے رسول کی ضرورت ہے تو قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث کی بھی ضرورت ہے اگر قرآن پاک کی شان ہدیٰ للناس ہے تو حدیث پاک کی شان بیان للناس ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم" میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ قرآن پاک میں اقیموا الصلوٰۃ کہا گیا ہے اب مغرب کی تین رکعات عشاء کی چار رکعات فجر کی دو رکعت وغیرہ وغیرہ یہ کہاں سے معلوم ہوا؟ سب حدیث ہی سے معلوم ہوا اسی طرح قرآن میں فرمایا گیا ہے آتوا الزکوٰۃ اب یہ بات اونٹ کا نصاب اتنا گائے کا نصاب اتنا بکری کا نصاب اتنا سونے کا اتنا چاندی کا اتنا پھر حولان حول شرط اور ربع عشر (چالیسواں) ادا کریں یہ سب تفصیلات کہاں سے معلوم ہوئیں قرآن پاک میں تو ہیں نہیں حدیث شریف ہی سے معلوم ہوئی ہیں بلکہ غور کیا جائے تو حدیث کو مانے بغیر نہ قرآن پر عمل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی قرآن ورسول کو تسلیم کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ قرآن کا قرآن ہونا کلام الٰہی منزل من السماء ہونا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رسول ہونا یہ سب حدیث سے معلوم ہوا اگر حدیث کا انکار کیا جائے تو قرآن ورسول کا انکار لازم آتا ہے

اس پر وہ کہنے لگے کہ اچھا اگر قرآن کے ہوتے ہوئے حدیث کی ضرورت ہے تو پھر فقہ کیا بلا ہے۔
میں نے کہا کہ فقہ بلا نہیں نعمت ہے اس لئے کہ فقہ کے معنی ہیں دینی سمجھ جس کو ملی اس کو خیر کثیر
مل گئی حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے" من یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا" نیز
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے" من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین" فقہ
کو بلا وہی نا سمجھ کہہ سکتا ہے جس کو سمجھ سے دشمنی ہو غور کیا جائے تو فقہ کے بغیر حدیث پر عمل بھی
نہیں کیا جا سکتا مثال کے طور پر آپ بتلایئے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اسوقت پہنچا جب کہ امام
رکوع میں ہے اب یہ آنیوالا کیا کرے اگر آپ کہیں کہ امام کے ساتھ شریک نہو تو اس حدیث
کی مخالفت لازم آتی جس میں فرمایا گیا ہے کہ امام کو نماز میں جہاں پاؤ وہیں شریک ہو جاؤ اور اگر
آپ کہیں کہ امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہو جائے تو قرأۃ فاتحہ کے بارے میں آپ کیا
کہیں گے اگر کہیں گے کہ قرأۃ فاتحہ کرے تو اس حدیث کے خلاف لازم آتا ہے جس میں رکوع
سجدہ کی حالت میں قرأۃ سے ممانعت وارد ہے اور اگر کہیں گے کہ قرأۃ فاتحہ نکرے تو حدیث
" لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب" (اسکی نماز نہیں جس نے قرأۃ فاتحہ نہیں کی)
کی مخالفت لازم آتی ہے پھر اگر رکوع میں شریک ہونیکے باوجود آپ کہتے ہیں کہ اس نے
رکعت نہیں پائی اس لئے اسکی قضا کرے تو حدیث" من ادرک رکوعا فقد ادرک رکعۃ"
(جس نے رکوع پالیا اس نے رکعت پالی) کے خلاف لازم آتا ہے [1]

ایک ہاتھ سے مصافحہ

ارشاد فرمایا کہ کانپور کے قیام کے دوران ایک مرتبہ تبلیغی
جماعت میں قنوج (جگہ کا نام) جانا ہوا جماعت نے
غیر مقلدین کی مسجد میں قیام کیا وہاں ایک صاحب (غیر مقلد) آئے ہم لوگ صف بنائے بیٹھے
تھے انہوں نے ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر دوسرے ہاتھ سے سب سے مصافحہ کرنا شروع کیا جب
وہ میرے پاس آئے اور مصافحہ کرکے آگے بڑھے تو میں نے ان کیطرف جھک کر دیکھا اسپر

[1] فقہ کے ذریعہ ہی مختلف حدیثوں میں تطبیق بآسانی ہو جاتی اور سمجھ میں آجاتی ہے۔

میرے ساتھی ہنس پڑے اور اس طرح جھک کر دیکھنے کے متعلق پوچھا میں نے عرض کیا کر
یہ دیکھ رہا تھا کہ دوسرا ہاتھ کس خدمت میں مشغول ہے (جو ایک ہاتھ سے مصافحہ کیا جا رہا ہے)۔

قنوج میں غیر مقلدین سے مُناظرہ

ارشاد فرمایا کہ قنوج میں ایکمرتبہ غیر مقلدین سے مناظرہ ہوا مگر وہ لوگ شرط سے آگے نہ
بڑھ سکے انہوں نے شرط پوچھی میں نے عرض کیا کہ بس ایک شرط ہے وہ یہ کہ یہ طے کر لیا جائے کہ
استدلال کس چیز سے ہوگا انہوں نے کہا کہ ہر مسئلہ کیلئے حدیث صحیح صریح مرفوع غیر منسوخ غیر
متعارض پیش کرنی ہوگی اقوال رجال سے استدلال نہوگا میں نے کہا کہ حدیث صحیح صریح
مرفوع غیر منسوخ غیر متعارض کی تعریف کیجئے اور دیکھئے اقوال رجال سے نہ کیجئے اسکی تعریف
حدیث صحیح صریح مرفوع غیر منسوخ غیر متعارض ہی سے کیجئے بس وہ اس سے آگے نہ بڑھے
اور مناظرہ یہیں ختم ہوگیا۔

مقام ابراہیم پر حضرت دام مجدہٗ کی ایک غیر مقلد سے گفتگو

ارشاد فرمایا کہ حجاز میں مقام ابراہیم پر بیت اللہ کے سامنے ایک غیر مقلد مجھ سے ملے اور کہا
کہ میں نے سنا ہے آپ فتویٰ دیتے ہیں اس لئے میں آپ کو ایک نصیحت کرتا ہوں "یہ کہ کبھی قرآن
وحدیث کے خلاف فتویٰ نہ دینا میں نے عرض کیا کہ اگر یہ نصیحت آپکی عام ہے تو بہت اچھا۔
جزاک اللہ اور اگر میرا کوئی فتویٰ قرآن وحدیث کے خلاف آپ کے سامنے آیا ہے تو بتلا دیجئے
تاکہ میں غور کر لوں اور غلطی ہو تو اس سے رجوع کر لوں وہ بولے فتویٰ تو کوئی ایسا نظر سے
گذرا نہیں البتہ میں نے سنا ہے کہ آپ فتویٰ دیتے ہیں اس لئے عرض کر رہا ہوں اس پر
میں نے کہا کہ اچھا اب میری بھی سن لیجئے جب میرے سامنے کوئی مسئلہ آتا ہے تو میں اس کو
کتاب اللہ پر پیش کرتا ہوں اگر اس میں اس کا جواب مل جاتا ہے تو میں کسی اور طرف توجہ نہیں کرتا

مثلاً طلقات ثلاث کے وقوع کا مسئلہ سامنے آیا تو میں نے اس کو کتاب اللہ میں تلاش کیا سو مل گیا وہ یہ کہ حق تعالیٰ شانہ نے ارشاد فرمایا "الطلاق مرتان" اس کے بعد کچھ دور چل کر فرمایا فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ تین طلاق واقع ہو جاتی ہیں خواہ ایک مجلس میں دے خواہ تین مجلس میں دے قرآن پاک میں کوئی تفصیل نہیں ہے اور عورت اس کے بعد زوج اول کے لئے بغیر حلالہ کئے حلال نہیں رہتی اسی کے مطابق میں نے فتویٰ دیدیا اور اگر کتاب اللہ میں نہیں ملتا تو اس کو سنت رسول اللہ میں تلاش کرتا ہوں اور اگر اس میں مل جاتا ہے تو پھر کسی اور طرف توجہ کی کیا ضرورت ہے مثلاً قرأۃ فاتحہ خلف الامام کا مسئلہ میرے سامنے آیا تو کتاب اللہ میں تلاش کیا نہ مل سکا تو حدیث میں تلاش کیا اس میں مل گیا۔ صحیح مسلم شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "اذا قرأ فانصتوا" جو صحیح صریح غیر منسوخ ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قرأۃ خلف الامام جائز نہیں اسی کے مطابق میں فتویٰ دیتا ہوں اور اگر حدیث شریف میں بھی نہیں ملتا تو پھر امام ابو حنیفہ کے قول کو اختیار کرتا ہوں اس پر انہوں نے کہا کہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ حدیث میں نہ ملے اگر اپنی کتابوں میں آپ کو نہ ملے تو دوسروں کی کتابوں میں تلاش کریں اس پر میں نے کہا دوسرے کون کیا یہود و نصاریٰ کی کتابوں میں تلاش کروں وہ بولے نہیں بخاری ترمذی وغیرہ میں تلاش کریں میں نے کہا دوسرے کیوں ہو گئے یہ تو اپنے ہیں انکی کتابیں ہم رات دن پڑھتے پڑھاتے ہیں اس کے بعد میں نے کہا کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن کیطرف قاضی بنا کر بھیجا تو دریافت فرمایا بم تقضی کس چیز سے فیصلہ کروگے حضرت معاذ نے عرض کیا کتاب اللہ سے آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا سنت رسول اللہ سے آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر اس میں بھی نہ پاؤ تو حضرت معاذ نے عرض کیا اجتہد برأی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت کا اظہار فرمایا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کتاب وسنت میں مل ہی جائے

اسی لئے اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے جس کا جواز خود اسی حدیث سے معلوم ہوگیا) اب میں مجتہد ہوں نہیں نہ مجھ میں اجتہاد کی صلاحیت ہے اس لئے میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو اختیار کرتا ہوں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے مجتہد تھے اس پر وہ بولے کہ میں وعدہ کرتا ہوں جب تک آپ کا یہاں قیام ہے جس مسئلہ کیلئے آپ کو ضرورت ہو حدیث میں پیش کردوں گا میں نے کہا کہ اگر ہر مسئلہ کیلئے مجھے حدیث صحیح صریح غیر منسوخ دکھلا دو تو میں واللہ حنفیت سے تائب ہو جاؤں گا امام ابوحنیفہؒ کی تقلید چھوڑ دونگا اچھا بتلائیے رخسار کے بال کٹوانا جسے خط بنوانا کہتے ہیں اسی طرح پنڈلی اور سینہ کے بال منڈانے کے متعلق آپ کے پاس کونسی حدیث موجود ہے اس پر وہ لال پیلے ہوکر بولے آپ میرا امتحان لینا چاہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ جی ہاں امتحان لیتا ہوں کیا میں حنفی مسلک اور امام ابوحنیفہؒ کی تقلید چھوڑنے پر یوں ہی تیار ہو گیا ہوں میں تو رگ رگ میں سے نکال لوں گا کیا لئے پھر اس پر وہ خفا ہو کر جانے لگے تو میں نے عرض کیا کہ مہربان آپ نے مقام ابراہیم پر بیت اللہ کے سامنے وعدہ کیا ہے کہ ہر مسئلہ کے متعلق حدیث پیش کردوں گا اس وعدہ کو پورا کیجئے وعدہ خلافی نہ کیجئے یہ تو منافق کی علامت ہے حدیث میں (منافق کی علامات شمار کراتے ہوئے) فرمایا گیا ہے" اذا وعد اخلف" اس پر بھی وہ جانے لگے تو میں نے عرض کیا کہ اچھا جاتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ تو کرتے جائیے میں نے دونوں ہاتھ بڑھا دیئے اور وہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرکے رخصت ہو گئے پاکستانی تھے حکومت کے وظیفہ یاب۔

میوات میں حضرت دام مجدہٗ کا غیر مقلدین سے مناظرہ

ارشاد فرمایا کہ میوات میں ایک جگہ تبلیغی اجتماع تھا وہاں جانا ہوا وہاں کچھ لوگ غیر مقلد تھے انہوں نے مناظرہ کیلئے کہا میں نے عرض کیا کہ ہم مناظرہ کے لئے نہیں آئے نہ مناظرہ سے کوئی فائدہ اس پر وہ بولے کہ یا تو مناظرہ کیجئے اور اگر مناظرہ سے عاجز ہو تو حنفیت کی لعنت سے توبہ کر لیجئے ہم نے سوچا کہ اس کے بغیر کام نہ چلے گا اس لئے

مناظرہ پر راضی ہوگئے موضوع انہیں کیطرف سے رفع یدین طے ہوگیا ان کے ایک عالم نے
تقریر کی اور تقریر کے دوران کہاکہ رفع یدین فلاں فلاں صحابی سے منقول ہے تین چار صحابہؓ
کے نام گنائے اور خلاصہ کے طور پر کہاکہ ستر صحابہ کرامؓ سے رفع یدین ثابت ہے اسکے
بعد ہمارا نمبر آیا میں نے عرض کیاکہ ہم لوگ مناظرہ کے لئے نہ آئے تھے نہ اس سے کوئی
فائدہ تبلیغ کا کام کریں تو اس میں فائدہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف
لائے اور لوگوں کے درمیان تبلیغ کا کام کیا ایمان کی دولت تقسیم کی آپ بتلائیے کہ کتنے صحابہؓ
کرامؓ مشرف باسلام ہوئے اور کتنے حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر
ایمان قبول کیا اس پر وہ فوراً بول اٹھے ایک لاکھ چوبیس ہزار اس پر میں نے مجمع کو خطاب
کر کے کہاکہ سن لیا آپ نے صحابہ کرام کی تعداد کل ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور ان میں سے
ان کے قول کے موافق رفع یدین کرنیوالے کل ستر صحابہؓ ہیں بقیہ ترک رفع کرنیوالے ہیں
اب جس کا جی چاہے ان ستر کی پیروی کرلے جس کا جی چاہے بقیہ کی پیروی کرلے اختلاف
جو کچھ ہے وہ اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے۔

بریلویوں سے حضرت دام مجدہ کا مناظرہ

ارشاد فرمایاکہ ایک مرتبہ بریلویوں سے مناظرہ ہوا دلائل ان کے پاس ہوتے نہیں
عاجز آکر واہی تباہی بکنی شروع کی اور آخر میں دیوبندیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا
تم میں اور خنزیر میں کیا فرق اس پر میں نے کھڑے ہو کر اپنے اسٹیج سے انکے اسٹیج تک کا فاصلہ
ہاتھ سے اشارۃً پیمائش کر کے کہاکہ ہم میں اور خنزیر میں ۱۲ یا ۱۴ ہاتھ کا فرق (فاصلہ) ہے
اس پر ان کے غصہ کا پارہ بڑھ گیا اور گالیاں بکنی شروع کیں کہ دیوبندی حرامی ہیں ولدالزنا
ہیں ملعون ہیں وغیرہ وغیرہ اس پر میں نے عرض کیاکہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق
پر ہیں آپ گالیاں نہیں دیا کرتے تھے۔ حدیث میں ہے " لم یکن فاحشا ولا

متفحشًا ولا صخابًا فی الاسواق» البتہ مشرکین کا طریقہ گالیاں دینا ہے آج انکی ذریت گالیاں دے رہی ہے تو دیا کرے ہمیں کوئی پرواہ نہیں بیفکر رہو ہم تمہیں گالیاں نہیں دیں گے۔ نیز گالیاں دینا منافق کا کام ہے اس کی علامت ہے ارشاد نبوی ہے۔ "اذا خاصم فجر" اب جو ان کے طریق پر ہو وہ گالیاں دے تو دیا کرے۔ نیز گالیاں وہ دیتا ہے جو مہذب نہو جس کے پاس شریفانہ زبان نہو ہمارے پاس شریفانہ زبان ہے جو اس سے محروم ہوں وہ گالیاں دیں تو دیا کریں تم بے فکر رہو ہم گالیاں نہ دیں گے۔ اسی طرح زمیں دارے کے زمانہ میں زمیندار چمار کو قصور ہوجانے پر جوتے لگوایا کرتا تھا اور وہ زمیندار کو گالیاں دیا کرتا تھا ہمارے پاس علمی دلائل کا جوتا موجود ہے یہ جس کے سر پر پڑے اور وہ گالیاں دے تو دیا کرے ہم گالیاں نہ دیں گے بیفکر رہو ہم نہیں کہیں گے کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں ملعون تھا یا ولد الزنا حرامی تھا وغیرہ وغیرہ اس پر ان کا غصہ اور تیز ہوگیا کہنے لگے کہ تم پکّے کافر ہو میں نے عرض کیا کہ یار کے دامن میں سوائے کفر کے اور ہے کیا۔ ظرف میں سے وہی نکلتا ہے جو اس میں ہوتا ہے "کل اناء یترشح بما فیہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ایمان کا خزانہ لے کر تشریف لائے تھے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرامؓ کو اس سے مشرف کیا ان کے بالمقابل اعلیٰ حضرت کفر کا خزانہ لے کر آئے کہ فلاں کافر فلاں کافر آپ گنتی گن کر بتلائیے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوگئے کہ نہیں

قبر پر پھول ڈالنا ثابت نہیں

ارشاد فرمایا کہ میں ایک بزرگ کے مزار پر بغرض زیارت گیا تو دیکھا کہ مقبرہ سے باہر ایک شخص پھولوں کا ٹوکرا لئے بیٹھا ہے جب میں اندر جانے لگا تو وہ بولا کہ پھول تو لیتے جاؤ میں فوراً اسے اندر چلا گیا جب باہر (زیارت کرکے) آیا تو وہ صاحب لعن طعن کرنے لگے کہ پھول بھی نہیں لے گئے میں نے عرض کیا کہ پھول قبر پر ڈالنا ثابت نہیں اگر ثابت ہوتا

تو میں لیجاتا وہ بولا کہ ثابت ہے حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک
ترشاخ لی اور اس کو بیچ سے چیر کر دو حصہ کئے اور ایک ایک قبر پر ایک ایک حصہ رکھدیا میں نے
عرض کیا کہ جی ہاں یہ حدیث میں ہے مگر اس میں یہ بھی ہے کہ ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا۔
(ایک کو پیشاب سے نہ بچنے کے سبب دوسرے کو چغلخوری کی بنا پر) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے
ترشاخ اس لئے رکھدی تھی کہ شاید اسکی تسبیح سے عذاب میں تخفیف ہو جائے رکہ تسبیح ہرشئ
کرتی ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے " وان من شیئ الا یسبح بحمدہ ") اب ان بزرگ
کے بارے میں آپکا یہی عقیدہ ہوگا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے جس کی وجہ سے پھول چڑھاتے
یا پڑھواتے ہو میرا تو عقیدہ یہ ہے کہ وہ انشاء اللہ جنت میں ہیں۔

حضرت والا مجددؒ کی ایک قادیانی سے گفتگو

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک قادیانی سے جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کہتا تھا گفتگو
ہوئی میں نے سوال کیا کہ تمہارے پاس مرزا کے نبی ہونے کی کیا دلیل ہے کہنے لگا کہ ان کے پاس
وحی آتی تھی میں نے عرض کیا کہ وحی کس کے پاس سے آتی تھی کہنے لگا کس کے پاس سے اللہ کے
پاس سے آتی تھی میں نے کہا کہ وحی کا آنا اللہ ہی کیطرف سے ہو یہ متعین نہیں شیطان کے پاس سے
بھی وحی آتی ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے۔ وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم "
اور اگر فرض کیا جائے کہ مرزا پر اللہ ہی کیطرف سے وحی آتی تھی تب بھی تو دلیل نبوت نہیں اس
لئے کہ عورت پر بھی وحی آئی ہے مگر وہ اس کے باوجود نبیہ نہیں حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے واوحینا
الی ام موسیٰ ان ارضعیہ " بلکہ نزول وحی کے لئے انسان ہونا بھی ضروری نہیں ہے
شہد کی مکھی پر بھی وحی آتی ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے واوحیٰ ربک الی النحل ان
اتخذی الخ " بلکہ نزول وحی کے لئے حیوان ہونا بھی شرط نہیں غیر حیوان پر بھی مثلاً
زمین پر وحی آنا ثابت ہے قرآن پاک میں ہے " یومئذ تحدث اخبارھا بان ربک

اوحی لھا۔ اس پر اس نے کہا کہ ان کو الہام ہوتا تھا میں نے عرض کیا کہ الہام بھی دلیل نبوت نہیں اس لئے کہ یہ تو ہر شخص کو ہوتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے و نفس و ماسواھا فالھمہا فجورھا وتقوٰنھا۔ اس پر وہ خاموش ہوا۔

تبلیغی جماعت پر اعتراض

ارشاد فرمایا کہ ایک مدرسہ کے مہتمم صاحب نے تبلیغی جماعت پر بطور اعتراض کے میرے پاس خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ تبلیغی جماعت کا یہ نصاب عمر میں سات چلے سال میں ایک چلہ مہینہ میں تین دن ہفتہ میں دو گشت اور روزانہ کی تعلیم کہاں سے ثابت ہے میں نے جواب میں لکھا کہ ایسے امور کے ثبوت کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ خلاف شرع نہوں سو یہ خلاف شرع نہیں آپ بتلائیں کہ آپ کے یہاں درس نظامی کا نصاب اور اس کی مدت اتنے سال پہلے سال میں فلاں فلاں کتاب اور دوسرے سال میں فلاں فلاں اسی طرح ہر سال فلاں فلاں نیز سال میں تین امتحان یہ سب کہاں سے ثابت ہے ظاہر ہے کہ آپ یہی کہیں گے کہ خلاف شرع نہیں اور تجربہ شاہد ہے کہ جو اسطرح پڑھ لیتا ہے وہ فاضل بن جاتا ہے اس کے ثبوت کے لئے اتنا ہی کافی ہے بس اسی طرح تبلیغی جماعت کے نصاب کو سمجھ لیجئے۔

ابطالِ تناسخ (آواگون)

ارشاد فرمایا کہ کانپور کے قیام کے دوران کچھ غیر مسلم ایک بچی کو لئے پھرتے تھے جو کسی غیر مسلم ہی کی تھی اور قرآن پاک کی بعض آیات کہیں کہیں سے اس کو یاد تھیں وہ یہ کہتے تھے کہ اس نے پہلے جنم میں قرآن پاک پڑھا تھا وہ اسے یاد ہے لہٰذا تناسخ صحیح ہے اس پر میں نے کہا کہ اس سے تناسخ (آواگون) کی صحت پر استدلال کرنا خود تمہاری کتابوں کی رو سے غلط ہے۔ اس لئے کہ آپ کی کتاب ستیارتھ پرکاش، میں لکھا ہے کہ پہلے جنم میں جس دھرم (مذہب) کو اختیار کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحیح اور حق ہے تو اس کو پھر اسی جنم میں بھیجا جاتا ہے ورنہ دوسرے

جنم میں بھیجا جاتا ہے اب یہ لڑکی پہلے جنم میں مسلمان تھی انسان تھی پھر اسی انسانی جنم میں آگئی ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ مذہب اسلام حق ہے نیز اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے جنم کی کوئی بات دوسرے جنم میں یاد نہیں رہتی اور اس کو پہلے جنم کا قرآن یاد ہے اس سے معلوم ہوا کہ تمہارا مذہب غلط ہے لہٰذا تم سب کو مسلمان ہو جانا چاہیے اس کے بعد وہ لوگ تو چلے گئے میرے ساتھیوں نے مجھ سے پوچھا کہ اس اسکا سبب کیا ہے اس کو قرآن پاک کی آیات کیسے یاد ہیں۔
میں نے عرض کیا کہ بچے کے ذہن کا پردہ نہایت صاف اور منتقع ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلمان سے سن سن کر یاد کر لی ہوں گی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کے پڑوس میں کسی مسلمان کا گھر ہے وہاں تلاوت قرآن پاک ہوتی ہے اور یہ بچی وہاں آتی جاتی ہے اسی سے سن سنکر کچھ آیات اس کو یاد ہو گئیں۔

مصطفیٰ کمال پاشا پر کفر کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے

ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک صاحب کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ مصطفیٰ کمال پاشا دہریہ تھا منکر خدا تھا اس کے متعلق کفر کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے وہ آسمان کیطرف مکا اٹھا کر دکھلایا کرتا تھا میں نے جواب میں لکھا کہ مصطفیٰ کمال پاشا کو میں نے دیکھا نہیں اور نہ ایسے شخص سے میری ملاقات ہوئی جس نے اس کو قریب سے دیکھا ہو نہ میری نظر سے اسکی کوئی ایسی کتاب گذری ہے جس میں اس کے عقائد مذکور ہوں پھر میں کیسے کفر کا فتویٰ دیدوں رہا اس کا آسمان کیطرف مکا اٹھا کر دکھلانا سو اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کا قائل تھا منکر نہ تھا اگر وہ خدا کا قائل نہیں تھا تو مکا کس کو دکھلاتا تھا اور بجز اس کے کہ وہ خداوند قدوس کو مکا دکھلاتا اور کر ہی کیا سکتا تھا۔

بڑی کتابیں پڑھانیکی خواہش ایک مولوی صاحب نو فارغ (جو کسی جگہ مدرس ہوئے تھے اور انکو چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑھانے

کے لئے دی گئیں تھیں) کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ خیال کرنا کہ میں علامہ ہوں مجھے بڑی کتابیں ملنی چاہیئے تھیں چھوٹی کتابیں دے کر میری توہین کی اس لئے کہ چھوٹی کتابیں جب سینے میں محفوظ ہو جاتی ہیں تو بڑی کتابوں کے لئے مدد ملتی ہے اور انکا پڑھانا آسان ہو جاتا ہے اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اپنے زمانہ طالب علمی میں شروع سے آخر تک تمام کتابوں کا تکرار کرایا حتیٰ کہ دورۂ حدیث شریف کی کتابوں کا بھی تکرار کرایا مگر جب ملازم ہوا تو سب سے پہلے میزان پڑھائی اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے سب سے پہلے پنج گنج پڑھائی ہے۔

تھوڑی تنخواہ میں برکت

ارشاد فرمایا کہ تھوڑی تنخواہ میں برکت ہوتی ہے چنانچہ جب میں کانپور تھا تو میری تنخواہ صرف ستر روپے ماہانہ تھی ان میں سے ساٹھ روپے گھر بھیج دیا کرتا تھا باقی سے ایک وقت کے کھانے کا انتظام کرتا اور ایک وقت کھاتا ہی نہ تھا ان میں سے کچھ بچ رہتا تو مہمانوں کی کثرت تھی انکی چائے پانی میں خرچ کر دیتا اور پھر بھی بچ رہتا تو اپنی ضرورت کپڑے جوتا وغیرہ میں خرچ کر لیتا اور بھی کچھ بچ جاتا تو کتابیں خریدتا رہتا پھر بھی کچھ بچ رہتا تو اس کو حج کی نیت سے روک لیتا چنانچہ اسی طرح جمع کرتے کرتے وہاں سے دو حج کئے۔

چھوٹی ڈاڑھی

ارشاد فرمایا کہ افریقہ میں ایک صاحب مجلس میں مسائل خوب پوچھتے تھے ایک روز کہنے لگے بابا مفتی یہ میرے ساتھی میری ڈاڑھی پر اعتراض کرتے ہیں اور مجھے پریشان کرتے ہیں۔ آخر کو ہے تو ڈاڑھی ہی اگرچہ چھوٹی ہے انہیں سمجھا دو اتفاق سے اسی مجلس میں چودہ لاکھ کا ذکر آ گیا میں نے ان سے پوچھا کہ بتلائیے جس کے پاس چودہ لاکھ روپے ہوں وہ مالدار ہے؟ کہنے لگے جی ہاں مالدار ہے میں نے کہا کہ اگر کسی کے پاس صرف چودہ ہزار ہوں تو؟ کہنے لگے وہ بھی مالدار ایک طرح کا میں نے پوچھا کہ اگر کسی کے پاس چودہ سو یا صرف چودہ روپے ہوں تو؟ کہنے لگے وہ کاہے کا مالدار ہوتا میں نے کہا کیا بات اس کو

مالدار کیوں نہیں کہتے کیا چودہ سو یا صرف چودہ روپیہ مال نہیں اس کے بعد کہا کہ اچھا یہ آپ کی خوبصورت ٹوپی ہے بتلائیے اگر یہ آتنی سی جل جائے تو کیا آپ اس کو اوڑھیں گے آخر کو ہے تو ٹوپی ہی یا یہ شیروانی ہے چمکدار اگر یہ آتنی سی جل جائے تو کیا آپ اس کو پہنیں گے آخر کو ہے تو شیروانی ہی اسپر وہ کہنے لگے کہ بس بابا سمجھ تو گیا کتنا سمجھاؤ گے ۔

فارسی جلالین شریف تک پڑھی

ارشاد فرمایا کہ میں نے فارسی جلالین شریف تک پڑھی ہے چنانچہ جلالین شریف کے سال اخلاق جلالی پڑھی جس کا اصل نام لوامع الاشراق ہے حضرت استاذ مولانا عبدالمجید صاحبؒ سے مثنوی شریف پڑھنے کیلئے کہا تھا انہوں نے کہا کہ میرے بس کا نہیں بڑی کتاب ہے [لہ] تب ان سے یہ اخلاق جلالی پڑھی حاضرین مجلس میں سے کسی نے دریافت کیا کہ پھر مثنوی شریف پڑھی ؟ تو ارشاد فرمایا کہ پڑھی نہیں پڑھائی ہے کانپور میں بخاری شریف کے ساتھ اور وہاں بخاری شریف کے ساتھ حمد باری بھی پڑھائی اس لئے کہ میرا منشاء (جسکو منتظمین نے پسند کیا) یہ تھا کہ ہر جماعت کے طلبہ کو ہر استاذ سے انس رہے اور اس سے استفادہ کا موقعہ ملے ۔

اہلیہ کو مہر میں مکان

مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ میں نے اہلیہ کو مہر میں مکان دیدیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ کچہری میں جانا تو میرے بس کا نہیں کچہری کی کارروائی کرانا چاہو تو خود کرالینا ہاں کاغذ لکھنے کو کہو تو میں لکھدوں گا باقی مکان کی تم مالک ہو مہینہ میں ایک دو روز کے لئے آیا کرونگا تمہاری اجازت ہوگی تو مکان میں عارضیتہً ٹھیر جایا کرونگا اجازت نہیں ہوگی تو نہیں ٹھیروں گا ۔

[لہ] احقر نے ایکمرتبہ حضرت والا دام مجدہم سے مثنوی شریف پڑھنے کی درخواست کی حضرت والا نے بھی اسی کے مطابق جواب مرحمت فرمایا۔ الفاظ یہ تھے "نا بھئی ۔ بڑی کتاب ہے مجھ میں اسکی صلاحیت نہیں " جواب سے احقر نے سمجھ لیا کہ حضرت والا میں پڑھانے کی صلاحیت کیوں نہ ہوتی احقر میں ہی پڑھنے کی صلاحیت نہیں اس لئے خواہش کے باوجود اس کے بعد سے درخواست کرنیکی بھی ہمت نہ ہوئی۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا ۔ اس جواب سے حضرت والا کی کمال عبدیت و فنائیت خوب ظاہر ہے ۔ جامع

وتر حرم شریف میں تنہا پڑھنا افضل ہے یا غیر حرم میں جماعت سے پڑھنا۔

ارشاد فرمایا کہ ایک سال حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی معیت میں رمضان شریف مکہ مکرمہ میں گذارا وہاں ہم لوگ تراویح تو حرم شریف میں امام کے پیچھے جماعت سے پڑھ لیتے دکہ تراویح تمام ائمہ کے نزدیک ایک ہی طرح پڑھی جاتی ہے، مگر وتر کی جماعت اپنی حرم شریف ہی میں الگ کرتے تھے اس لئے کہ اہل حرم وتر دو سلام سے پڑھتے تھے اور ہم ایک سلام سے کچھ دن بعد ہم لوگوں کو حرم شریف میں وتر کی جماعت الگ کرنے سے منع کر دیا گیا اب حضرت شیخ رح تو تراویح پڑھ کر حرم سے باہر تشریف لیجاتے اور قیام گاہ پر وتر جماعت سے ادا فرماتے اور میں حرم شریف ہی میں تنہا وتر بغیر جماعت کے پڑھ لیتا ایک روز میری موجودگی میں حضرت شیخ نے مولانا محمد یوسف صاحب بنوری سے فرمایا کہ مولانا آپ کا کیا ذوق ہے وتر کی نماز تنہا حرم شریف میں پڑھنا پسندیدہ ہے یا حرم سے باہر جماعت سے پڑھنا پسندیدہ ہے انہوں نے فرمایا کہ جماعت سے پڑھنا پسندیدہ ہے گو حرم سے باہر ہی ہو اس پر حضرت شیخ رح نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو حرم شریف میں تنہا وتر پڑھ لینا پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد حضرت دام مجدہ نے فرمایا کہ میں پھر بھی تنہا حرم شریف ہی میں وتر پڑھتا رہا[1] اس لئے کہ حرم شریف کی فضیلت بہت بڑی ہے مگر مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رح فرماتے تھے کہ وتر کی جماعت صرف رمضان میں ہوتی ہے غیر رمضان میں وتر جماعت سے نہیں پڑھے جاتے اس لئے جماعت سے پڑھنا افضل ہے گو حرم سے باہر ہی ہو۔

مظاہر علوم کا خلفشار میری نحوست سے معلوم ہوتا ہے

ارشاد فرمایا کہ میں نے مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی شوریٰ (منعقدہ اوائل ۱۳۹۵ھ) میں

[1] معلوم ہوا کہ ہر چیز میں بلا سوچے سمجھے شیخ کا اتباع ضروری نہیں ۱۲ ف

کہا تھا کہ یہ خلفشار مظاہر علوم کا میری نحوست سے معلوم ہوتا ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ میں ہی یہاں سے چلا جاؤں[1] اسپر مولانا محمد ہاشم صاحب بخاری (مدرس دارالعلوم دیوبند و خلیفہ حضرت شیخ م) نے فرمایا کہ ایسا کہنا آپ کے لئے مناسب نہ تھا اسپر حضرت نے فرمایا کہ آپ کہتے ہیں میرے لئے ایسا کہنا مناسب نہ تھا حالانکہ میرے پاس اس کا ماخذ موجود ہے وہ یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے ایکمرتبہ کفار کے مقابلہ پر ایک لشکر بھیجا اس کے بارے میں آپ کو اطلاع ملی کہ صبح سے دوپہر تک مقابلہ رہا تب فتح ہوئی تو آپؓ نے فرمایا کہ میرے گناہوں کیوجہ سے اتنی دیر لگی فتح میں کہ صبح سے دوپہر تک مقابلہ کرنا پڑا ورنہ کفر میں اتنی مجال کہاں ہے کہ ایمان کے مقابلہ میں اتنی دیر تک ٹھیر سکے۔

حضرت سہارنپوری نور اللہ مرقدہٗ کا رعب

کسی صاحب نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رح کی زیارت کی ہے تو ارشاد فرمایا کہ جی ہاں میں اس وقت مظاہر علوم میں پڑھا کرتا تھا اور حضرت اس وقت مظاہر علوم کے ناظم تھے میں مدرسہ قدیم کے در میں نگر آڑ میں بیٹھا کرتا تھا اور حضرت اس جگہ بیٹھا کرتے تھے جہاں اسوقت ناظم صاحب بیٹھتے ہیں حضرت کا رعب اتنا تھا کہ حضرت کے سامنے میری مجال نہ تھی کہ ادھر سے ادھر چلا جاؤں مولانا اسعد اللہ صاحب رح (جو اسوقت وہاں مدرس تھے) کو حضرت اپنے ہمراہ تقریر کیواسطے لیجایا کرتے تھے مگر اسکے باوجود جب کبھی مولانا موصوف اور حضرت سہارنپوریؒ کا آمنا سامنا ہو جاتا تو مولانا حضرت کے رعب

---

[1] غالباً اسی وجہ سے حضرت والا دام مجدہ دارالعلوم کے خلفشار کے موقع پر بیرون ہند کے سفر پر تقریباً، ۸ ماہ رہے اور جب مظاہر علوم میں خلفشار ہوا تو اسی وقت سے حضرت والا دام مجدہ افریقہ کے سفر پر تشریف لے گئے ہیں تقریباً ۸ ماہ ہو چکے ہیں۔ اللہ پاک کو ہی معلوم ہے کب تک واپسی ہو۔ اس سے حضرت والا دام مجدہٗ کی کمال عبدیت و فنائیت خوب ظاہر ہے۔ رزقنا اللہ منہ ۱۲ ف

کیوجہ سے ہکا بکا رہ جاتے تھے [۱]

سبق یاد نہونیکی شکایت کا بہترین علاج

ایک طالب علم نے ایک رقعہ حضرت کیخدمت میں پیش کیا جس میں سبق یاد نہونیکی شکایت لکھی تھی کہ یاد بہت کرتا ہوں لیکن یاد نہیں ہوتا بہت پریشان ہوں اسپر حضرت نے اس کو قریب بلاکر ارشاد فرمایا کہ اصل چیز حق تعالیٰ شانہ کی رضامندی وخوشنودی ہے پڑھنے پڑھانے اور سب عبادت کا حاصل یہی ہے اور وہ انشاء اللہ حاصل ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ کسی کی محنت ضائع نہیں فرماتے جب انسان قرآن پاک یاد کرتا ہے محنت کرتا ہے اور پھر یاد نہیں ہوتا تو ثواب اس کو برابر ملتا ہے حق تعالیٰ کی رضامندی اس کو حاصل ہوتی ہے جو اصل مقصود ہے اور جب اصل مقصود حاصل ہے تو پھر افسوس اور اسدرجہ پریشانی کیوں ہے بندہ کے اختیار کا جتنا کام تھا کیا اسپر نتیجہ مرتب کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے شیطان بندہ کو اس طرح کے وساوس میں مبتلا کرکے محروم کردینا چاہتا ہے وسوسہ ڈالتا ہے کہ اتنی زندگی بیکار گذر گئی کچھ حاصل نہوا حالانکہ جب بندہ محنت کررہا ہے کوشش کررہا ہے اور اسپر اجر اور حق تعالیٰ شانہ کی خوشنودی مرتب ہورہی ہے تو زندگی بیکار کہاں ہوئی بلکہ اسکو بیکار سمجھنا ناشکری ہے اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے محنت کی توفیق دی اپنے پاک کلام کے پڑھنے رٹنے میں لگایا معاصی میں مبتلا نہیں فرمایا شیطان ناشکری میں مبتلا کرکے محروم کردینا چاہتا ہے پس اس طرح کے وساوس کو ہرگز جگہ نہ دینی چاہیئے (حضرت کی اس مختصر سی تقریر سے اس طالب علم کا سب قبض جاتا رہا)۔

---

[۱] اہل اللہ کی شان یہی ہوتی ہے خدائے پاک اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کے اتباع کی وجہ سے اپنے اولیاء کو رعب کی دولت عطا فرماتے ہیں خود نبی اکرم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا رعب ایک مہینہ کی مسافت سے پڑتا تھا حدیث شریف میں ہے۔

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ الحديث ۱۲

جواہرلال نہرو سے متعلق ایک شعر کی توجیہہ

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ مشاعرہ ہوا میں اس وقت اپنے کمرہ میں تھا اور مشاعرہ کی آواز سنائی دے رہی تھی اس میں کسی شاعر نے یہ شعر پڑھا سہ

کشتیٔ ہندوستاں کے ناخدا پائندہ باد ؎ اے جواہرلال نہرو تا قیامت زندہ باد

یہ شعر سنکر وہ طلبہ جو میرے پاس بیٹھے تھے کہنے لگے کہ یہ تو ایک کافر کو دعا دی گئی ہے میں نے کہا کہ یہ دعا نہیں یہ تو بددعا ہے اس لئے کہ یہ قیامت تک زندہ رہنے کی دعا ہے اور حدیث میں ہے کہ قیامت سے پہلے تمام مومنین کو اٹھالیا جائیگا خیار الناس باقی نہ رہیں گے اشرار الناس باقی رہیں گے اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی ۔

ولا الضآلین پر ایک عامی کا اشکال

ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک جگہ[1] عشا کی نماز پڑھائی سلام کے بعد فوراً ایک شخص نے بڑے زور سے کہا کہ نماز نہیں ہوئی انہوں نے (حضرتؒ نے) ولا الحوالین پڑھا ہے میں تو اپنی نماز پھر پڑھتا ہوں چنانچہ اس نے نماز دوبارہ پڑھنی شروع کی میں اس کے پاس آکر بیٹھ گیا کہ اس سے معلوم کروں کونسی غلطی میں نے کی ہے جس کیوجہ سے نماز نہیں ہوئی جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو میں نے پوچھا کونسی غلطی ہوئی کیا ض حافۂ لسان اور اضراس علیا سے ادا نہیں ہوا

---

[1] غالباً یہ قصبہ نہٹور کا واقعہ ہے جہاں حضرت والادام مجدہم کے والد محترم حضرت مولانا حامد حسن صاحب نور اللہ مرقدہ بسلسلہ تدریس مقیم تھا انکا استاذ حضرت مولانا شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے انکو دارالعلوم سے فراغت پر وہاں بھیجا تھا اسکی تعمیل میں تاحیات وہیں مقیم رہے ۔ ضعف پیری کیوجہ سے معذور ہو گئے تو ترک ملازمت اور وطن گنگوہ قیام کی درخواست کی گئی مگر منظور نہیں فرمائی اور آبدیدہ ہوکر فرمایا حضرت الاستاذ کو کیا منہ دکھاؤنگا کہ ایک مدرسہ حوالہ کیا تھا اسکو بھی چھوڑ کر چلے گئے ۔ آخر وہیں وفات ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ ۱۲

کیا اسکی صفتِ تفخیم ادا نہیں ہوئی کیا صفت استعلا، یا صفت اطباق ادا نہیں ہوئی اس پر وہ کہنے لگا ہم اتنے پڑھے ہوئے تھوڑے ہی ہیں میں نے عرض کیا کہ بس اتنا ہی پڑھا ہے گزارا نہیں ہوتی اچھا میں پھر پڑھ دیتا ہوں چنانچہ پھر الحمد پڑھ کر اسکو سنائی کہنے لگا اب کے بہم پڑھا ہے اس کے بعد وہ مسجد سے باہر آیا آس پاس میں دو دکاندار لوگ اسکی آواز کو چونکہ سن چکے تھے اس لئے انہوں نے پوچھا کہ کیسا شور تھا کہنے لگا ہم نے انکی ولا الجوالین پکڑلی اد پھر جو سنائی تو صحیح پڑھ دی۔

کانپور میں ایک ہی وقت کھانا ہوتا

ارشاد فرمایا کہ کانپور کے قیام کے زمانہ میں میرا ایک وقت ہی کھانا ہوتا تھا جس میں چار روٹی ہوتی تھیں مہمانوں کی آمد ورفت رہتی کبھی ایک مہمان ہوا تو دو دو کھالیتے کبھی تین چار مہمان ہوئے تو ایک ایک کھالیتے لیکن کام پورا کرتا اس میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دیتا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد واٰلہ وصحبہ اجمعین الیٰ یوم الدین

الحمد للہ ملفوظات فقیہ الامۃ، کی پہلی قسط آپ کے ہاتھوں میں ہے خدا کرے کہ اس کا نفع عام و تام ہو۔ ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت ہو۔ بقیہ قسطوں کے لئے کام ہو رہا ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ دعا فرمائیں حق تعالیٰ شانہ، قسط اول کیطرح بقیہ قسطوں کو بھی تمام مراحل کی سہولیات مرحمت فرما کر جلد از جلد منظرِ عام پر لانے کی حسن توفیق عطا فرمائیں۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ والسلام مسعود احمد غفرلہٗ ۹ ربیع الثانی

صاحب ملفوظات فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب مفتی اعظم ہند کی بعض اہم و مقبول

تالیفات

فتاویٰ محمودیہ جلد اوّل جس میں موجودہ وقت کے اہم اور ضروری فتاویٰ تیرہ ابواب میں مفصل و مدلل بیان کئے گئے ہیں ابواب یہ ہیں باب ما یتعلق بالقرآن، باب ما یتعلق بالحدیث، باب العقائد، باب السلوک، باب البدعات و الرسوم جماعت اسلامی، جماعت اسلامی اور تنقید، مسئلہ تقلید اور جماعت اسلامی، تقلید کی شرعی حیثیت، رد شیعیت، تبلیغی جماعت. احکام المساجد والوقف، ما یتعلق بالمدارس - عوام و خواص میں بیحد مقبول ہوئی صفحات ۵۲۵ سائز ۲۶×۲۰ طباعت و کتابت آفسیٹ پر کاغذ عمدہ جلد رنگزین کی منقش قیمت

جلد ثانی جسکے اہم ابواب یہ ہیں کتاب الطہارۃ باب الاذان، باب الاقامۃ، کتاب الصلوٰۃ، مسائل التراویح، باب الجمعۃ والعیدین، باب صلوٰۃ المسافر، باب الجنائز، باب احکام المساجد والوقف - صفحات ۴۰۸ طباعت آفسیٹ کاغذ عمدہ نفیس - جلد رنگزین منقش جاذب نظر قیمت مجلد ۵۰/۰۰

جلد ثالث. رابع کتابت ہوچکی ہے - . بہت جلد انشاء اللہ منظر عام پر آجائیں گی - زیر طبع ہیں

نعت محمود الملقب وصف محبوب اردو اشعار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کو بیان فرمایا ہے ایک ایک شعر میں کئی کئی اوصاف و کمالات عالیہ اور معجزات مبارکہ کیطرف اشارہ ہے سہل انداز میں ان سب کی تشریح کردی گئی ہے اور مستند کتابوں کا حوالہ دیدیا گیا ہے صفحات ۲۱۱ کتابت و طباعت آفسیٹ پر کاغذ اعلیٰ و عمدہ ہے - قیمت ۱۵/۰۰ روپے

گلدستہ سلام بدرگاہ خیر الانام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نومبر ۱۹۷۶ء میں میڈیکل ہسپتال کلکتہ میں حضرت مفتی صاحب آنکھ کے آپریشن کی غرض سے تشریف لے گئے وہاں کے قیام میں گلدستہ سلام کے نام سے ایک نعتیہ قصیدہ بارگاہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش فرمایا اس قصیدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مبارکہ اوصاف و کمالات عالیہ کا بھرپور تذکرہ ہے جو فارسی زبان میں ہے اردو میں اسکا ترجمہ اور تشریح کر کے شائع کیا گیا ہے یہ قصیدہ عشق و محبت اور درد و سوز کا ایک بیش قیمت اور بیش بہا مجموعہ ہے -

نغمۂ توحید اس میں توحید باری تعالیٰ کو اشعار میں پیش کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ عالم کا ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرتا ہے اور ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا مظہر ہے - اشعار فارسی زبان میں ہیں ان کا ترجمہ و تشریح سلیس و آسان اردو زبان میں کیا گیا ہے - صفحات ؍

وصف شیخ اس کتاب میں حضرت اقدس قطب العالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی کے کمالات اور دعائے عالیہ دینی خدمات اور رسالتمآب کا تذکرہ عجیب جذب و شوق اور وارفتگی کے انداز میں فارسی اشعار میں کیا گیا ہے نیز اکابرین و اولیاء امت و سلاسل اربعہ کے بزرگوں کا بھی تفصیلی تذکرہ ہے فرق باطلہ کا رد بھی ہے اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ شائع کیا گیا ہے -

اسباب غضب حدیث کی روشنی میں اس کتاب میں ان اعمال و اسباب کو ذکر جن کے کرنے پر اللہ جل شانہ کا

کا غضب ہوتا ہے، بیان کیا گیا ہے اور اس سے متعلق
۲۵ احادیث کی بہترین توضیح و تشریح کی گئی ہے۔
صفحات ۱۴۴ ہیں۔

اسبابِ لعنت کی چہل حدیث

جن کاموں کے کرنے پر حدیث پاک میں لعنت آئی
ہے اس سے متعلق چالیس احادیث کو مع ترجمہ و
تشریح شائع کیا گیا ہے۔

حقوق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حقوق
امت پر واجب ہیں ان کو اس کتاب میں
تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔
اس موضوع پر بہترین اور منفرد شان کی
کتاب ہے۔ صفحات ۲۴۰

قسط ثانی ۲

ملفوظات فقیہ الامت

یعنی

ارشادات حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ مفتی اعظم ہند

مرتب

مسعود احمد قاسمی غفرلہٗ

ناظم جامعہ محمود المدارس مسوری غازی آباد

ناشر

مکتبہ دار الایمان

سہارنپور، ۲۴۷۰۰۱ (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب .... ملفوظات فقیہ الامت قسط (۷)

مرتب .... مسعود احمد غفرلہ

طباعت ....

سن اشاعت ۱۴۲۳ھ/مطابق ۲۰۰۲ء

باہتمام .... محمد جنید احمد قاسمی

قیمت ....

ناشر

مکتبہ دارالایمان محلہ مبارک شاہ (اردو بازار)

سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ یوپی

عرضِ مرتب

حامداً ومصلیاً ومسلماً اما بعد

اللہ کا بے حد و شمار شکر و احسان ہے کہ ایک سال پیشتر فقیہ الامت شیخ طریقت و معرفت حاویِ اصول و فروع حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم وعمت فیوضہم کے ملفوظات کی پہلی قسط ملفوظات فقیہ الامت کے نام سے شائع ہو کر بیحد مقبول ہوئی ہم تیہا اسکو پسند کیا گیا نافع ومفید عام وخواص بتلایا گیا حتی کہ پہلا ایڈیشن بہت جلد ختم ہوجانے کی بنا پر دوسرا ایڈیشن شائع کرنا پڑا جس میں بقدرِ طاقت حوالہ جات کا ضروری اضافہ کیا گیا اب وہ بھی قریب الختم ہے جس کی وجہ سے قسط ثانی کی ترتیب وغیرہ میں کافی دیر ہو گئی اب بفضلہ واحسانہ تعالیٰ دوسری قسط آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں ابتدا ہی سے حوالہ جات کا بقدر امکان اضافہ کر دیا گیا ہے خصوصاً متعلق بالحدیث اور مسائل فقہیہ میں اس کی زیادہ رعایت رکھی گئی ہے تاکہ بوقتِ ضرورت جو حضرات مراجعت کرنا چاہیں ان کو سہولت ہو جائے جس کی افادیت ونافعیت اظہر من الشمس ہے۔

حق تعالیٰ شانہ زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں قبول عام سے نوازیں ذریعۂ نجات اور ذخیرۂ آخرت بنائیں اور حضرت والا دامت برکاتہم کا سایۂ عاطفت بصحت و عافیت دراز تر فرمائیں۔ وہ سلامت رہیں ہزار برس۔ ہر برس کا ہو دن پچاس ہزار۔ اور ہم سب کو بیش از بیش قدردانی اور اکتساب فیض کی توفیق بخشیں بحرمۃ حبیبک سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین آمین یارب العلمین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

فقط۔ العبد مسعود احمد غفرلہٗ خادم بخادم العلوم باغونوالی مظفر نگر

۱۰ شعبان ۱۴۰۸ھ

مراجع مع مطابع

روح المعانی۔ مکتبہ مصطفائیہ دیوبند
بیان القرآن۔ تاج پبلشرز دہلی
بخاری شریف۔ کتبخانہ رشیدیہ ״
مشکوٰۃ شریف۔ ״ ״ ״
ہدایہ۔ ״ ״ ״
مرقات شرح مشکوٰۃ۔ مکتبہ املادیہ ملتان پاکستان
بحرالرائق۔ سعید کمپنی کراچی پاکستان
فتاویٰ رشیدیہ۔ ״ ״
تاریخ طبری مترجم نفیس اکیڈمی ״ ״
تاریخ ابن خلدون۔ ״ ״ ״
فتاویٰ ہندیہ۔ بیروت لبنان
الاشباہ والنظائر۔ ״ ״
احیاء العلوم۔ ״ ״
عوارف المعارف ملحق۔ ״ ״
المغنی علی احیاء العلوم۔ ״ ״
نسائی شریف۔ مجتبائی دہلی
امداد الفتاوی۔ ״ ״
در مختار مع رد المحتار۔ مکتبہ نعمانیہ دیوبند
سیرت مصطفیٰ۔ ربانی بکڈپو دہلی
رسم المفتی۔ مکتبہ سعیدیہ سہارنپور
عرف الشذی مع الترمذی۔ مختار اینڈ کمپنی دیوبند
عنایہ مع فتح القدیر۔ بولاق مصر
سکب الانہر۔ مجمع الانہر
طحطاوی علی مراقی الفلاح۔ دمشق
مصنف عبدالرزاق۔ مجلس علمی ڈابھیل گجرات
نور الانوار۔ مکتبہ تھانوی دیوبند
فتاوی محمودیہ۔ مکتبہ محمودیہ میرٹھ
نعت محمود۔ ״ ״ ״
بذل المجہود۔ کتبخانہ یحیوی سہارنپور
اوجز المسالک۔ ״ ״ ״
چہل حدیث۔ ״ ״ ״
بہشتی زیور۔ ״ اختری ״
تذکرۃ الخلیل۔ اشاعت العلوم ״
طحاوی شریف۔ کتبخانہ رحیمیہ دیوبند
جمع الفوائد۔ ״ ״ ״
کبیری۔ ״ ״ ״
نفع المفتی والسائل ״ ״ ״
تاریخ اسلام عاشقی ״ ״ ״
تاریخ الخلفاء اردو ״ دکھیا قرآن ״
ازواج ثلاثہ۔ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون
کنوز الحقائق مع جامع صغیر للسیوطی۔
عرف الشذی۔ کتبخانہ رحیمیہ۔ دیوبند
سیرۃ النعمان کتبخانہ اعزازیہ دیوبند

فہرست مضامین ملفوظات فقیہ الامت قسط ثانی

مَا یَتَعَلَّقُ بِالْحَدِیْثِ

حضرت حنظلہؓ کو نفاق کا اندیشہ

ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جو شخص نماز میں حاضر نہ ہوتے ان کے بارے میں معلوم کرتے کہ فلانا کیا ہوا نماز میں نہیں آیا ایک مرتبہ حضرت حنظلہؓ نماز میں نہ آسکے آپؐ نے دریافت فرمایا حضرت ابوبکرؓ تحقیق حال کے لئے انکے مکان پر تشریف لے گئے اور گھر والوں سے ان کے بارے میں معلوم کیا انھوں نے بتلایا کہ وہ بیٹھے کونے میں رو رہے ہیں یہ ان کے پاس گئے اور پوچھا کیوں رو رہے ہو تو فرمایا کہ حنظلہؓ منافق ہو گیا پوچھا کیوں؟ تو بتلایا کہ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتے ہیں تو ہمارا حال یہ ہوتا ہے کہ جنت دوزخ سامنے ہوتی ہیں اور جب آپ علیہ السلام کے یہاں سے آتے ہیں تو بیوی بچوں میں ایسے مشغول ہو جاتے ہیں کہ وہ حالت نہیں رہتی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہوتی ہے اس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اگر یہی نفاق ہے تو میں بھی منافق ہو گیا اس لئے کہ میرا بھی یہی حال ہے پھر دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو حالت تمہاری میری مجلس میں رہتی ہے اگر یہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے تمہارے بستروں پر اور راستوں میں مصافحہ کریں گا لیکن گاہے گاہے یہ۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۹۶/۱) فائدہ اس حدیث میں ان سالکین کے لئے بڑی تسلی ہے جو شیخ کی مجلس میں طاعت عبادت خداوندی کا خوب شوق محسوس کرتے ہیں اس طرف طبیعت کو راغب پاتے ہیں مگر شیخ کی مجلس سے آنے کے بعد یہ کیفیت نہیں پاتے۔

مسجد میں دنیاوی کلام

بندہ نے عرض کیا کہ وضو کرنے والے پر چار فرشتے رحمت کی چادر تان لیتے ہیں اور دنیاوی ایک بات کرنے پر ایک فرشتہ علیحدہ ہو جاتا ہے دوسری بات کرنے پر دوسرا اسی طرح چاروں علیحدہ ہو جاتے ہیں کیا اس طرح کی کوئی روایت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اس طرح تو نہیں البتہ یہ ہے کہ جو شخص وضو کرکے مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے اس کے اوپر چار فرشتے رحمت کی چادر تان لیتے ہیں پھر جب وہ ایک دنیاوی بات کرتا ہے تو ایک فرشتہ الگ ہو جاتا ہے جب دوسری دنیاوی بات کرتا ہے تو دوسرا فرشتہ الگ ہو جاتا ہے اور جب تیسری

بات کرتا ہے تو تیسرا فرشتہ علیحدہ ہو جاتا ہے اور جب چوتھی بات کرتا ہے تو چوتھا فرشتہ الگ ہو جاتا ہے اور ہر فرشتہ علیحدہ ہوتے وقت اس کو کچھ بددعا بھی دیتا ہے اور مخصوص نام سے اس کو پکارتا ہے احیاء العلوم یا اللہ تعالیٰ بھی اس پر بیحد ناراض ہوتا ہے۔

جنت کی ضمانت

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دیدے تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیدوں ایک وہ چیز جو دو جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) دوسرے وہ چیز جو دونوں رانوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ)۔ بخاری [illegible] مطلب یہ ہے کہ ان سے وہی کام لے جو منشائے شرع جائز ہیں ناجائز امور میں ان کو استعمال نہ کرے۔

مدح فاسق پر اللہ کا غضب

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے "اذا مُدِحَ الفاسقُ غَضِبَ الرَّبُّ واهتزّ لہ العرشُ" کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ غضب ناک ہوتے ہیں اور عرش الٰہی اس کی وجہ سے تھرانے لگتا ہے رواہ ابو یعلیٰ وابن عدی المغنی علی احیاء العلوم [illegible]

پہلی تاریخ کا چاند

ارشاد فرمایا کہ پہلی تاریخ کا چاند بڑا ہونے کی تقدیر پر اس کے متعلق لوگوں کا "ابن لیلۃ یا ابن لیلتین" کہنا یعنی دیکھے کل یا پرسوں بتلانا اس کو حدیث پاک میں علامات قیامت سے بتلایا گیا ہے۔ اختری بہشتی زیور حصہ سوم [illegible]

لوگوں کو نفع پہنچانے والا

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے "خیر الناس انفعہم للناس" یعنی لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے پھر نفع پہنچانے جو جس قدر بڑھا ہوا ہوگا اسکی خیریت میں بھی اسی قدر اضافہ ہوگا جامع صغیر للسیوطی [illegible] و کنوز الحقائق للمناوی علی الجامع الصغیر [illegible]۔

حدیث مسلسل بالاولیۃ

ارشاد فرمایا کہ محدثین کے یہاں ایک حدیث مسلسل بالاولیۃ ہوتی ہے یہ وہ حدیث ہوتی ہے جس کو شاگرد نے اپنے استاذ سے سب سے پہلے سنا ہو اور اس کے استاذ نے بھی اپنے استاذ سے سب سے پہلے سنا ہو اسی طرح آگے تک۔ میں نے سب سے پہلے اپنے استاذ سے یہ حدیث سنی "الراحمون یرحمہم الرحمن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء" رواہ ابوداؤد والترمذی مشکوٰۃ شریف [illegible]۔ (یعنی رحم کرنے والوں پر حق تعالیٰ شانہ رحم فرماتے ہیں تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔

فاحشہ عورت کی مغفرت

ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت چلی جا رہی تھی ایک جگہ دیکھا کہ ایک کتا کنوئیں کے کنارے پر پیاس کی شدت سے ہانپ رہا ہے اور مرنے کے قریب ہے اس عورت کو اس پر رحم آیا اسنے اپنا موزہ نکالا اور اس کو اوڑھنی میں باندھ کر کنوئیں سے پانی نکالا اور اس کتے کو پلایا اس پر حق تعالیٰ شانہ نے اس کی مغفرت فرما دی بخاری ص۴۹۴ جامع عرض رسا ہے کہ اس قسم کی حدیث بخاری ص۴۹۴ پر ایک مرد کے بارے میں بھی وارد ہوئی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ وہ کتا پیاس کی شدت سے نمناک مٹی چاٹ رہا تھا اور خود اس شخص کو بھی پیاس لگی ہوئی تھی نیز اس کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا ہم کو بہائم کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں بھی اجر ملتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ہر ذی روح کے ساتھ احسان کرنے میں اجر ہے۔ ان ہر دو حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ فرمائیں اس کو چاہئے کہ مخلوق خدا کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ کرے چاہے وہ جانور ہی کیوں نہ ہوں۔

حدیث غریب سے استدلال

ارشاد فرمایا کہ امام بخاریؒ نے بخاری شریف میں اس کا التزام کیا ہے کہ کوئی حدیث بخاری میں ایسی نہ ہو جس کے راوی کسی طبقہ میں دو سے کم رہ گئے ہوں گے لیکن سب سے پہلی حدیث (انما الاعمال بالنیات الخ) اور آخری حدیث (کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن) ایسی ہیں کہ طبقہ صحابہ میں ان کے ایک ہی راوی ہیں (اول کے حضرت عمرؓ آخری کے حضرت ابوہریرہؓ) اس طرح بخاری شریف کی پہلی اور آخری حدیث غریب ہیں جن سے امام بخاریؒ استدلال کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ صاحب ہدایہ نے جن احادیث غریبہ سے استدلال کیا ہے وہ صحیح ہے محشیین یا شراح ہدایہ کے تحت غریب یا اس کے مثل کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان احادیث غریبہ سے استدلال صحیح نہیں یا کمزور ہے جبکہ امام حدیث امام بخاریؒ جیسے امام حدیث ایسی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔

جن سے روایت حدیث

ارشاد فرمایا کہ جنات سے روایت حدیث نہ کیجائے لعدم حصول الثقۃ بعدالتہم (البتہ وہ کسی انسان سے روایت کریں تو درست ہے)

الاشباہ والنظائر ص۳۲۶ مطبوعہ بیروت

ترمذی نسائی وغیرہ میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت

ارشاد فرمایا کہ تقریب التہذیب میں امام ابو حنیفہؒ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ترمذی اور نسائی میں امام ابو حنیفہؒ سے روایت ہے لیکن نسائی میں لفظ نعمان سے ہے (باب ذکر الو غتسال ... صفحہ ۱۲۳) البتہ ترمذی میں کتاب العلل کے اندر لفظ ابو حنیفہؒ ہی سے ہے مگر مصری نسخے میں ہے ہندی میں نہیں۔ طحاوی اور موطا امام محمد میں بھی چند روایات ہیں اور الاستار میں بہت سی روایات ہیں اور عقود الجواہر المنیفہ فی ادلۃ الامام ابی حنیفہؒ۔ دو جلدوں میں ہے اس میں سب روایات امام ابو حنیفہؒ ہی سے ہیں۔

امام بخاریؒ کی روایت امام ترمذیؒ سے

ارشاد فرمایا کہ امام ترمذیؒ امام بخاریؒ کے شاگرد ہیں مگر دو روایت امام بخاریؒ نے بھی امام ترمذیؒ سے لی ہیں وہ دونوں روایت بخاری شریف میں تو ہیں نہیں البتہ ترمذی شریف میں موجود ہیں ایک باب مناقب صفحہ ۲۱۵ ج ۲ پر ہے اور ایک کتاب التفسیر صفحہ ۱۴۶ ج ۲ پر ہے امام ترمذی نے اول کو ترمذی میں ذکر کر کے لکھا ہے وقد سمع محمد بن اسماعیل منی ہذا الحدیث اور ثانی کو ذکر کر کے لکھا ہے سمع منی محمد بن اسماعیل ہذا الحدیث۔

حضور علیہ السلام کے اجداد کا مشرک نہ ہونا

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اجداد حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک شرک سے پاک تھے یہ روایت تفسیر مظہری میں ہے مگر یہ معلوم نہیں کس درجہ کی ہے اس پر ایک اشکال بھی ہے وہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد (آزر) بھی ہیں اور وہ بتصریح قرآن "و اذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصناما آلھۃ" مشرک تھے پھر روایت کیسے صحیح ہے۔ اس کا جواب بھی دیا گیا ہے وہ یہ کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا چونکہ اس نے آپ کی تربیت کی تھی اس لئے مجازاً قرآن پاک میں اس پر اب (باپ) کا اطلاق کر دیا گیا[1]۔

---

[1] روح المعانی صفحہ ۱۹۴ ج ۷ پر بھی اسی مضمون کے مثل ہے۔ عبارت یہ ہے والذی عول علیہ الجم الغفیر من اھل السنۃ ان آزر لم یکن والد ابراہیم وادعوا انہ لیس فی آباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم کافر اصلا لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات والمشرکون نجس ... (و) اکثرہم علی ان آزر اسم لعم ابراہیم علیہ السلام وجاء اطلاق الاب علی العم ... مرتب

ورثہ میں بھی چچا باپ کے درجہ میں شمار ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں بھی ہے فانما عم الرجل صنو ابیہ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۴۱) (چچا آدمی کے باپ کا مشابہ ہوتا ہے)۔

خطبۂ جمعہ کے وقت صلوٰۃ و کلام

ارشاد فرمایا کہ امام زہری ؒ سے صحیح بخاری میں روایت نقل کی ہے جس کو درمختار میں مسئلہ کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے

اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام "، کہ جب امام (خطبۂ جمعہ کے لئے حجرہ یا صف سے) نکلے تو نہ نماز ہے نہ کلام۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اس وقت کلام دنیوی اور کلام دینی دونوں ممنوع ہیں اس لئے کہ کلام مطلق ہے لیکن مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے کلام کو دنیوی کے ساتھ مقید کر کے اس وقت کلام دینی کی اجازت دی ہے۔

بغیر ٹوپی کے نماز کا ثبوت

اپنے (حضرت دام مجدہم کے) ماموں کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے گاہے گاہے بغیر ٹوپی کے نماز پڑھنا ثابت ہے

(عن عمرو بن ابی سلمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی ثوب واحد) حدیث شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اولکلکم ثوبان "، کیا تم میں سے ہر شخص کو دو کپڑے میسر ہیں۔ رواہ ابوداؤد۔ ونسائی صفحہ ۱۱۲۔ مطلب یہ کہ ایک کپڑے میں نماز درست ہے جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ اس ایک کپڑے کو بجائے ازار باندھنے کی جگہ کے گردن میں باندھ لیا کرتے تھے جس سے وہ نیچے تک بدن کو ڈھانک لیتا تھا۔ اور حضرت عمرو بن سلمہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں جبکہ چھوٹا سا تھا سات آٹھ برس کا اپنے یہاں سے مدینہ طیبہ کو جانے والے راستہ پر کھڑا ہو جاتا جو لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس راستہ میں میرے پاس سے گذرتے میں ان سے پوچھا کیا کہ وہ بتلاتے کہ قرآن پاک کی فلاں فلاں آیات سیکھ کر آئے ہیں میں ان سے وہ آیات سن کر یاد کر لیتا اس طرح اچھا خاصہ قرآن مجھ کو یاد ہو گیا پھر جب میری قوم کے لوگ مسلمان ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز کی تعلیم دی اور ارشاد فرمایا یؤمکم اقرأکم "، کہ تمہارا امام وہ بنے جس کو قرآن پاک زیادہ یاد ہو تو انھوں نے ایسے شخص کی تلاش کی مگر نہیں ملا کیونکہ مجھ سے زیادہ قرآن پاک کسی کو یاد نہ تھا اس لئے مجھ ہی کو امام بنا دیا۔

لہ پس میں ان کی امامت کرتا حالانکہ مجھ پر فقط ایک چھوٹی سی چادر ہوتی جب سجدہ میں جاتا تو میرا ستر کھل جاتا عورتوں کو یہ ماجرا نظر آیا تو کسی نے کہا کہ اپنے قاری (امام) کی سرین تو ڈھانک دو اس پر ان لوگوں نے میرے واسطے ایک قمیص خرید دی جس سے مجھ کو ایسی خوشی ہوئی کہ اسلام کے بعد مجھے ایسی خوشی کسی چیز سے نہیں ہوئی۔ [illegible]

حضور علیہ السلام کا چائے، گرم دودھ، دال ماش اور چاول تناول نہ فرمانا

موصوف (ماموں حضرت دام مجدہ) نے ہی دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چائے پینا تو ثابت نہ ہوگا اس وقت اس کا رواج ہی نہ تھا تو ارشاد فرمایا کہ چائے تو چائے گرم دودھ شکر ڈال کر پینا بھی ثابت نہیں بلکہ تازہ پھیکا دودھ بھی (مزید ٹھنڈا کرنے کے لئے) پانی کا چھینٹا ملا کر پینا وارد ہے۔ اسی طرح چاول اور ماش کی دال کھانا بھی ثابت نہیں وہاں تو زیادہ تر کھجور اور پانی پر اکتفا ہوتا تھا۔ پہلے کھجور کھاتے اوپر سے پانی پی لیا۔

تبلیغی جماعت کی بیان کردہ روایت کی تحقیق

موصوف ہی کے استفسار پر (کہ تبلیغی جماعت والے اس طرح کی حدیث بیان کرتے ہیں کیا وہ صحیح ہے) ارشاد فرمایا کہ اللہ کے راستے کا ایک قدم شب قدر میں بیت اللہ کے اندر [illegible] پڑھنے سے زیادہ ثواب رکھتا ہے، یہ روایت الترغیب والترہیب میں ہے اور امام بخاری نے باب الجمعہ صفحہ ۱۲۴ ج ۱ (جمعہ کی طرف چل کر جانے کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے) اس سلسلے کی حدیث ان الفاظ میں ذکر کی ہے ومن اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمہ اللہ علی النار۔ کہ جس شخص کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں گے حق تعالیٰ شانہ اس کو جہنم پر حرام فرما دیں گے اور کتاب الجہاد صفحہ ۳۹۴ پر بایں الفاظ ذکر کی ہے ما اغبرت قدما عبد فی سبیل اللہ فتمسہ النار۔ کہ جس بندے کے قدم

لہ حدیث عمرو بن سلمہؓ سے یہ نہ سمجھا جائے کہ نابالغ کی امامت بالغین کے لئے صحیح ہے اس لئے کہ ان کا امام بنانا قوم کا اپنے اجتہاد سے تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم نہیں ہوا اکابر صحابہ مثلاً حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا قول یہی ہے کہ نابالغ کی امامت درست نہیں ۔۔ وعن ابن عباسؓ لا یؤم الغلام حتی یحتلم۔ وعن ابن مسعودؓ لا یؤم الغلام الذی لا تجب علیہ الحدود۔ رواہما الاثرم فی سننہ نیز ارشاد نبوی الامام ضامن کا تقاضا بھی یہی ہے اور ائمہ ثلاثہ کا مذہب بھی یہی ہے سوائے امام شافعیؒ کے سب کا مذہب یہی ہے کہ نابالغ کی امامت درست نہیں۔
کذا فی بذل المجہود صفحہ ۳۳۱ ج ۱ ۔ حضرت کے احیاء العلوم صفحہ ۳۷۱

اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں گے اس کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔

حدیث کن فی الدنیا میں او بمعنی بل ہے

ارشاد فرمایا کہ حدیث ،، کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل[۱] ،، میں او بمعنی بل ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا میں مسافر کی طرح رہو بلکہ رہ گذر کی طرح پھر یہ شعر پڑھا ع مسافرم بہ دنیا رہ گذر ہے۔ عدم اپنا پرانا مستقر ہے۔

ایک ساتھ کھانا موجب برکت ہے

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ ہم کھانا کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اکیلے اکیلے کھالیتے ہوگے؟ انھوں نے عرض کیا جی ہاں آپ نے فرمایا اکٹھے ہو کر بسم اللہ پڑھکر کھایا کرو اس میں برکت ہوگی رواہ ابوداؤد جمع الفوائد صہ ۲۹۲ (نیز حق تعالیٰ شانہ کو وہ کھانا زیادہ محبوب ہے جس پر ہاتھ زیادہ پڑیں۔ عوارف المعارف صہ ۱۲۶ مطبوعہ بیروت۔

اصح الصحیحین کی تنقیح

ارشاد فرمایا کہ مؤطا امام مالک کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے فرمایا ہے کہ یہ اصح الصحیحین ہے ،، صحیحین (بخاری ومسلم) سے سند کے اعتبار سے ارفع اور اصح ہے۔ پھر فرمایا (حضرت زاد مجدہ نے) کہ امام محمدؒ نے اس کی تنقیح کی ہے اس میں تین چیزیں ہیں اول احادیث مرفوعہ امام محمدؒ نے ان میں سے امام ابوحنیفہ کے مسلک کے موافق جملہ احادیث کو مؤطا امام محمد میں ذکر کیا اور جو اسمیں امام صاحب کے مسلک کے خلاف ہیں ان کے بالمقابل دوسری احادیث مرفوعہ ذکر کیں اس طرح مؤطا امام مالک میں کوئی حدیث مرفوع حنفیہ کے خلاف ایسی نہیں جس کا جواب مؤطا امام محمد میں نہو دوسری چیز مؤطا امام مالک میں ہے آثار صحابہؓ امام محمدؒ نے ان میں سے جملہ آثار امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے موافق ذکر کئے کتاب الآثار میں اور جو اثر اسمیں امام صاحبؒ کے مسلک کیخلاف ہے اسکے بالمقابل دوسرا اثر ذکر کیا اس طرح مؤطا امام مالک میں کوئی اثر حنفیہ کے خلاف ایسا نہیں جس کا جواب کتاب الآثار میں نہو تیسری چیز مؤطا امام مالک میں ہے عمل اہل مدینہ کہ امام مالکؒ اس سے بہت استدلال کرتے ہیں ان میں سے جو عمل امام صاحبؒ کے مسلک کے موافق ہیں امام محمدؒ نے انکو ذکر کیا کتاب الحجہ میں اور جو عمل امام صاحبؒ کے مسلک کے خلاف ہے اس کے بالمقابل اس میں دوسرا عمل امام صاحبؒ کے موافق ذکر کیا اس طرح مؤطا امام مالک میں کوئی عمل اہل مدینہ ایسا مذکور نہیں جو حنفیہ کیخلاف ہو اور اس کا جواب کتاب الحجہ میں نہو۔

[۱] رواہ البخاری صہ ۹۴۹

(اس روایت کو علامہ سیوطی نے اپنی تفسیر میں اور علامہ سیوطی احمد ابن ماجہ کے حاشیہ میں
اور علامہ آلوسی نے روح المعانی میں ذکر کیا لیکن ماخذ نہیں لکھا بعض حضرات نے اس روایت
کو موضوع کہا ہے دیکھئے (موضوع احادیث سے بچئے بحوالہ الیواقیت الغالیہ ص ۶۲)

الصلوٰۃ معراج المومنین کا ماخذ

ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت مدنیؒ سے عرض کیا کہ حضرت آپ کے مکتوبات میں الصلوٰۃ معراج المومنین کے معنی تو متعدد بتلائے ہیں مگر اس کا ماخذ نہیں لکھا حدیث کی کس کتاب میں ہے؟ تو فرمایا کہ اس کے موضوع ہونے پر اتفاق تو نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو اختلاف بھی نہیں ملا مگر یہ روایت حدیث کی کتابوں میں نہیں ملی۔ پھر فرمایا (حضرت دامت مجدہٗ نے) کہ مولانا عبد الرحمٰن صاحب کیمبلپوریؒ صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے میرے پاس تحریر بھیجی جس میں الصلوٰۃ معراج المومنین کے ماخذ کے متعلق ہی سوال تھا میں نے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ سے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کی موجودگی میں اس کے متعلق دریافت کیا تو شیخؒ نے فرمایا کہ فلاں فلاں دو کتابوں میں اور دیکھ لو اگر ان میں بھی نہ ملے تو سمجھو کہ موضوع بھی نہیں اس پر حضرت مولانا الیاسؒ نے فرمایا کہ اچھا کچھ احادیث ایسی بھی ہیں کہ بطون اوراق ان کی زیارت سے محروم ہیں۔ نیز فرمایا (حضرت مدظلہ نے) کہ مکتوبات مجدد الف ثانیؒ میں اور امام غزالیؒ کی بعض تصانیف میں یہ حدیث مذکور ہے مگر ماخذ انہیں بھی مذکور نہیں اسی طرح مکتوبات مجدد الف ثانیؒ میں ذکر کی جانے والی احادیث کی تخریج کی گئی ہے اس میں بھی اس کا ماخذ ذکر نہیں کیا گیا۔

تخلیق انسان کا مقصد

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے " ان الدنیا خلقت لکم وانکم خلقتم للآخرۃ " یعنی دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو مطلب یہ کہ ہر مخلوق چھوٹی بڑی آسمان و زمین چاند سورج وغیرہ سب انسان کو نفع پہنچانے کے لئے پیدا کی گئی ہیں اگر یہ نہ رہیں تو انسان کا جینا مشکل ہو جائے دشوار ہو جائے لیکن انسان نہ رہے تو ان مخلوقات پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے کہ وہ ان کے لئے پیدا ہی نہیں کیا گیا وہ تو آخرت کے لئے حق تعالیٰ شانہٗ کی عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون " میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔

مالک کی اجازت کے بغیر لی گئی بکری

ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عورت نے دعوت کی اس میں گوشت پیش کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چبایا تو حلق سے نیچے ہی نہ اترا آپ نے فرمایا کہ یہ گوشت مالک کی اجازت کے بغیر حاصل کیا گیا ہے داعی سے پوچھا گیا اس نے کہلا بھیجا کہ ہم نے بکری خریدنے کے لئے آدمی بازار بھیجا تھا وہاں ملی نہیں پڑوسی

کے پاس بکری تھی اس کے پاس آدمی بھیجا قیمت بھی بھیجی مگر وہ ملا نہیں اس کی اجازت کے بغیر اس کی عورت سے لیکر اس کو ذبح کر لیا (کہ مالک سے اجازت بعد میں لے لیں گے) اس پر آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ گوشت قیدیوں کو کھلا دو (جن کے پاس گذارہ کو نہیں ہوتا) مشکوٰۃ شریف ص۵۴۴۔

بعد طعام تلووں سے ہاتھ صاف کرنا

ارشاد فرمایا کہ کھانا تناول کرنے کے بعد پیر کے تلووں سے ہاتھ صاف کرنا مجھ روایت سے ثابت ہے بخاری شریف ص۸۲۰ پر ہے۔ لم یکن لنا منا دیل الا اکفنا و سو اعدنا و اقد امنا (حضرت شاہ مجددؒ کو بعض احباب نے اس پر عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے)

تصحیفات محدثین

ارشاد فرمایا کہ جو علم بغیر استماع یعنی استاذ سے سنے بغیر قوت مطالعہ سے حاصل ہو وہ علومِ نبوت سے نہیں علوم نبوت کا حصول استماع پر موقوف ہے حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے "وانا اخترتک فاستمع لما یوحیٰ" اسی طرح ارشاد "واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا" اگر بغیر استماع کے حاصل ہوگا تو کبھی تو الفاظ میں تصحیف ہوگی جیسا کہ ایک صاحب نے "الٓمٓ ذٰلک الکتاب لا ریب فیه" میں لاریب فیہ کو لازیت فیہ پڑھا تھا (اس لئے کہ پہلے نقطے نہیں لگائے جاتے تھے اور استاذ سے سنا نہ تھا) اسی طرح ایک صاحب نے "جعل السقایۃ فی رحل اخیہ" میں فی رحل اخیہ کو فی رجل اخیہ پڑھا تھا اسی طرح ایک صاحب نے سند حدیث میں عن جبریل عن اللہ عزّوجل کو عن جبریل عن اللہ عن رَجُلٍ پڑھا عز کو سمجھے عن اور جل کو سمجھے رجل جس سے لازم آیا کہ حق تعالیٰ کا بھی کوئی استاذ یا شیخ ہے جس سے وہ روایت کرتے ہیں اسی طرح ترمذی شریف میں وہ دو روایتیں جن کو امام بخاریؒ نے امام ترمذیؒ سے لیا ہے اور ان کے بارے میں کہا ہے ہذا ما سمعہ محمد بن اسماعیل عنی ایک صاحب نے اپنے شاگردوں کو بتلایا کہ عنی کسی راوی کا نام ہے کیونکہ ظاہر الفاظ سے مفہوم واضح نہیں ہوتا اسی طرح ابن لہیعہ نے احتجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد کو پڑھا احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد شاگرد نے پوچھا ہل فی مسجد بیتہ تو کہا لا بل فی مسجد رسول اللہ محدثین ابن لہیعہ کو ضعیف کہتے ہیں اس واسطے کہ انھوں نے اپنے استاذ سے سنا نہیں

بلکہ استاذ نے ان کو اپنی کتاب دیدی تھی اسی سے روایت کرتے تھے (محدثین کی اصطلاح میں اس کو مناولہ کہتے ہیں) اسی طرح ایک صاحب نے جو کہ لغتِ عرب پر کافی عبور رکھتے تھے حدیث "لا یورث حمیل الا ببینۃ" (جو شخص کوئی بچہ اٹھا لائے اور اس کو اپنا بیٹا بتلائے تو وہ بغیر بینہ کے اس کا وارث نہ ہوگا) کو "لا یورث جمیل الا بثینۃ" پڑھا۔ جمیل عرب میں مشہور محب اور بثینہ مشہور محبوبہ گذری ہے جن کے واقعات معروف ہیں مطلب یہ کہ جمیل بثینہ ہی کا وارث ہو سکتا ہے۔ اور کبھی الفاظ صحیح ہوں گے تو معنی مرادی تک رسائی نہ ہوگی جیسا کہ ایک صاحب کنویں والے تھے لوگوں کو اپنے کنویں کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرنے سے روکتے تھے ان سے اس کی وجہ معلوم کی گئی تو بتلایا کہ حدیث میں ہے "لا یسقی احدکم ماءہ زرع غیرہ" تم میں سے کوئی شخص اپنے پانی سے دوسرے کی کھیتی کو سیراب نہ کرے حالانکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عورت غیر سے حاملہ ہو اس سے وطی نہ کی جائے جب تک کہ وضعِ حمل نہ ہو مثلاً حبلیٰ من الزنا سے نکاح کر لیا تو نکاح اگرچہ درست ہو گیا لیکن وطی جائز نہیں جبتک وضع حمل نہ ہو جائے اسی طرح ایک غیر مقلد جب بھی استنجا کرتے رات میں دن میں تو بعد استنجا کے وتر پڑھتے ان سے اس کی وجہ معلوم کی گئی تو بتلایا کہ حدیث میں ہے "من استجمر فلیوتر" کہ جو شخص استنجا کرے اس کو چاہئے کہ وتر پڑھے کسی حنفی نے ان کو بتلایا کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص استنجا کرے اس کو چاہئے کہ طاق عدد (تین پانچ) ڈھیلے استعمال کرے یعنی عددِ وتر کی رعایت کرے کہنے لگے اللہ تمہیں جزائے خیر دے میں تو ابتک اس کا مطلب یہی سمجھے ہوئے تھا کہ بعد استنجا وتر پڑھے

حضرت حواؑ کا حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہونا

ایک صاحب نے سوال کیا کہ حضرت حواؑ کا حضرت آدمؑ کی پسلی سے پیدا ہونا کیا کسی مستند حدیث سے ثابت ہے تو ارشاد فرمایا کہ صحاح کی روایت ہے "ان المرأۃ خلقت من ضلع" مرقات شرح مشکوۃ ص۲۶۳ ج۶ میں ملا علی قاری نے لکھا ہے (ان المرأۃ) ای اصلها او جنسها او امها (خلقت من ضلع) ای من اضلاع آدم۔ پوری حدیث اس طرح ہے عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے جس کو کسی طرح سیدھا نہیں کیا جا سکتا اس کی کجی کو باقی رکھتے ہوئے ہی اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائیگی اور اس کا توڑنا اس کو طلاق دیدینا ہے رواہ مسلم مشکوۃ ج ۲ ص ۲۸۰

مسائلِ فقہیہ

بیک وقت متعدد مساجد میں اذان

ارشاد فرمایا کہ جب بیک وقت مختلف مسجدوں میں اذان ہو رہی ہو تو اپنی مسجد کی اذان کا جواب دے (جس میں نماز پڑھنی ہے) ۱۲ شامی ص۲۶۵ ج۱ کبیری ص۳۶۳

اذان کا جواب

ارشاد فرمایا کہ اذان کا زبان سے جواب دینا عام فقہاء کے نزدیک سنت ہے مگر محقق ابن ہمامؒ جنکو مولوی احمد رضا خاں محقق علی الاطلاق کہتے ہیں اور صاحبِ بحرالرائق علامہ ابن نجیم مصریؒ کے نزدیک واجب ہے انھوں نے استدلال کیا ہے اس حدیث سے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "قولوا مثل مایقول المؤذن" وجہ استدلال یہ ہے کہ قولوا صیغۂ امر ہے اور امر وجوب کے لئے آتا ہے جبکہ کوئی قرینۂ صارفہ نہو عام فقہاء اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ حدیث مذکور میں امر ندب پر محمول ہے اس لئے کہ وجوب سے قرینۂ صارفہ موجود ہے کذا فی الشامی[1]

ڈاڑھی منڈانے یا کتروانے والے کی اذان

ارشاد فرمایا کہ ڈاڑھی منڈانا یا ایک مشت تک پہنچنے سے پہلے کتروانا جائز نہیں[2] مباح نہیں لہٰذا ایسے شخص کی اذان مکروہ ہے کیونکہ وہ فاسق ہے فقہاء نے فاسق کی اذان کو مکروہ قرار دیا ہے اور وجہ اس کی یہ بیان کی ہے کہ فاسق کا قول دیانات میں مقبول نہیں کذا فی مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحطاوی ص۱۰۸ (اور اذان کا دیانات سے ہونا ظاہر ہے) مگر اس پر اشکال ہوتا ہے کہ اذان سے مقصود اعلان ہے اور وہ فاسق کی اذان سے بھی حاصل ہے تو اس کی اذان میں کیا حرج ہے اسی لئے میں اس کی دوسری وجہ بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ مؤذن حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے منادی ہے اور حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے منادی ہونا ایک اونچا عہدہ ہے جس کے لئے فاسق ڈاڑھی منڈا بالکل مناسب نہیں۔

[1] در مختار علی حاشیۃ الشامی ج ۵ ص۲۶۱ ۔

اذان کا جواب ابتدا سے نہ دے سکا

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اذان کا جواب ابتدا سے نہ دے سکے اور مؤذن کے درمیان اذان میں پہنچ جانے پر جواب دینا چاہے تو شروع سے جواب دے نہ کہ درمیان سے۔

یجیب فی جمیعه اذالم یسمع الا بعضه ۔ شامی ص۲۶۶ ج۱۔

رفع یدین میں کانوں کی لو چھونا

ارشاد فرمایا کہ صاحب درمختار اور علامہ شامیؒ نے رفع یدین میں کانوں کی لو سے ہاتھوں کے مس کرنے کو مستحب لکھا ہے۔

رکوع میں سبحان ربی العظیم

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اردو کی ایک فقہی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص رکوع کی تسبیح سبحان ربی العظیم کو ظاء سے نہ کہہ سکے ظا کی جگہ اس سے جیم ادا ہوتا ہو تو اس کو سبحان ربی العظیم کے بجائے سبحان ربی الکریم کہنا چاہئے ورنہ سبحان ربی العجیم کہنے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی[۱] تو کیا ایسا ہی ہے، اگر ایسا ہی ہے تو اس سے تو بہتوں کی نماز خراب ہو رہی ہے اس لئے کہ اکثر کو یہ مسئلہ معلوم نہیں اس پر ارشاد فرمایا کہ رکوع کی تسبیح مثل قراۃ کے فرض تو ہے نہیں سنت ہے اگر بالکل ترک کردے تب بھی نماز ہو جائیگی[۲] اور ایسا بھی نہیں کہ اگر کسی جگہ غلطی کردے تو مثل قراۃ کے اس میں خرابی لازم آجاتی اس واسطے یہ مسئلہ ان لوگوں کے لئے ہے جن کو معلوم ہے اور جن کو یہ مسئلہ معلوم نہیں ان کی نماز سبحان ربی العجیم کہنے سے بھی ہو جائے گی۔

سہو کی ایک صورت

ایک صاحب کے استفسار پر فرمایا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والا اگر پہلی یا تیسری رکعت کے بعد ہاتھ ناف پر باندھنے کے بجائے گھٹنوں پر رکھ لے یا نماز پورا ہو جانے پر ہاتھ گھٹنوں پر رکھنے کے بجائے ناف پر باندھے تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں جب تک کہ اسی حالت میں ایک رکن کی ادائیگی کے بقدر نہ ٹھہرا رہے یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے بقدر[۳]۔

[۱] شامی ج۱ ص۳۳۲ [۲] ہندیہ ج۱ ص۷۲ ۔ [۳] ولا یجب السجود الا ...... و بتاخیر رکن۔ ہندیہ ص۱۲۶ ج۱

دوسرے شفعہ کے شروع میں ثنا

بندہ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ سنن مؤکدہ کے علاوہ بقیہ نوافل کے دوسرے شفعہ میں ثنا پڑھنا اولیٰ ہے اگر نہ پڑھے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ بحر الرائق ص $\frac{۹۱}{۲}$

سجدہ تلاوت کے لئے قیام وتکبیر

ارشاد فرمایا کہ در مختار (علی حاشیہ رد المحتار ص $\frac{۵۱۵}{۱}$) میں سجدۂ تلاوت کی تعریف یہ لکھی ہے۔ ھی سجدۃ بین تکبیرتین مسنونتین وبین قیامین مستحبین۔ یعنی سجدۂ تلاوت وہ سجدہ ہے جو دو مسنون تکبیر اور دو مستحب قیام کے درمیان ادا کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر دونوں مسنون ہیں اور قیام دونوں مستحب ہیں پس اگر اس طرح سجدہ کیا کہ سجدہ سے پہلے بھی بیٹھا تھا قیام نہیں کیا اور سجدہ کے بعد بھی بیٹھا رہا قیام نہ کیا تو بھی سجدہ ادا ہو جائے گا۔

زبان سے نیت

ارشاد فرمایا کہ زبان سے نیت ائمہ مجتہدین اسی طرح محدثین سے ثابت نہیں تاہم جس شخص کا قلب حاضر نہ ہو اس کے لئے فقہاء زبان سے نیت کر لینے کو مستحب کہتے ہیں اس کے لئے نیت باللسان حضور قلب کے قائم مقام ہو جائے گی جیسے کوئی شخص گونگا ہو قراۃ پر قادر نہ ہو تو اس کا زبان کو حرکت دینا قراۃ کے قائم مقام ہو جاتا ہے در مختار مع الشامی ص $\frac{۲۷۸}{۱}$ (یا گنجے کا حج کے موقع پر استرہ سر پر پھروا لینا حلق کے قائم مقام ہو جاتا ہے)۔

متنفل کو مفترض کی اقتدا

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص نے جماعت سے قبل فرض ادا کر لئے تو اس کو چاہئے کہ جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہو جائے لیکن فجر، عصر اور مغرب میں ایسا نہ کرے فجر اور عصر میں تو اس لئے کہ ان کے بعد نفل مشروع نہیں مکروہ ہے اور مغرب میں اس لئے کہ مغرب کی تین رکعت ہیں اگر یہ شریک ہوگا تو امام کے ساتھ سلام پھیرنے کی تقدیر پر تین رکعت نفل ہونا لازم آئیگا اور وہ مشروع نہیں اور امام کے بعد ایک رکعت اور پڑھنے کی تقدیر پر امام کی مخالفت لازم آئیگی

امامت فاسق

ارشاد فرمایا کہ فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی تقدیم یعنی اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے پس اگر وہ خود یا کسی دوسرے کی تقدیم سے وہ امام بن جائے تو کبیری ...

غنیہ کبیری [illegible] صفحہ ۵۱۰ مطلقاً۔

پیچھے پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ نہیں گو مکروہ ہوگی ۱۲ کبیری ص۵۱۳۔ حجاج ابن یوسف کے پیچھے حضرت انسؓ وابن عمرؓ کا نماز پڑھنا منقول ہے اعادہ منقول نہیں۔

نماز واجب الاعادہ

ارشاد فرمایا کہ جو امور صلب صلوٰۃ سے متعلق ہیں (داخل نماز ہیں) ان میں کراہتِ تحریمی کا ارتکاب ہو جائے مثلاً کوئی واجب چھوڑ دیا جائے تو نماز واجب الاعادہ ہے جب تک کہ وقت باقی ہے وقت ختم ہو جانے پر وجوب ساقط ہو جاتا ہے البتہ اعادہ کرے تو بہتر ہے اور جو امور ایسے نہوں (صلب صلوٰۃ سے متعلق نہوں) ان میں کراہتِ تحریمی کا ارتکاب ہو جائے تو نماز کا اعادہ واجب نہیں ۱۲ شامی وغیرہ ج۱

خطبہ جمعہ وعید

ارشاد فرمایا کہ خطبہ جمعہ شرائط جمعہ سے ہے لیکن خطبہ عید سنت ہے شرط نہیں البتہ سننا اس کا بھی واجب ہے (جبکہ اس کے سامنے شروع ہو گیا ہو اگر کوئی شخص خطبہ شروع ہونے سے پہلے اٹھ کر چلا جائے تو درست ہے اور اس پر خطبہ سننا واجب نہیں[1]) بحر الرائق ص۱۶۳ ج۲

ابتداء اقامت سے قیام

ارشاد فرمایا کہ فتاوی عالمگیری ص۵۷ ج۱ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۱۵۱ میں بظاہر بریلویوں کی تائید ہے[2] ان میں لکھا ہے کہ اگر مسجد میں کوئی شخص ایسے وقت پہنچے جبکہ اقامت شروع ہو چکی ہے تو اسکو بیٹھ جانا چاہئے اور حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہونا چاہئے صف میں کھڑے کھڑے انتظار مکروہ ہے مگر طحطاوی شرح درمختار ص۱۸۷ ج۱ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص ابتدائے اقامت سے ہی کھڑا ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں نیز امام محمدؒ کی کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ انھوں نے امام ابو حنیفہؒ سے سوال کیا کہ ایک شخص ابتدائے اقامت سے کھڑا ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا لاحرج پھر پوچھا ایک شخص حی علی الفلاح پر کھڑا ہوتا ہے تو فرمایا لاحرج۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک اس مسئلہ کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی[3] پھر فرمایا کہ درمختار اور دوسری کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر امام جدار قبلہ سے آئے مثلاً اس طرف اس کا کمرہ ہو تو جوں ہی مقتدیوں کی امام پر نظر پڑے کھڑے ہو جائیں اور اگر پیچھے سے آئے تو جس صف تک امام پہنچتا جائے اسی صف کے

---

[1] ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی العید قال من احب ان ینصرف فلینصرف ومن احب ان یقیم فلیقم ۱۲ نسائی ص۲۳۴ ج۱ [2] ان کے یہاں امام تکبیر کے وقت مصلے پر آکر بیٹھ جاتا ہے اور حی علی الصلوٰۃ پر کھڑا ہوتا ہے۔ [3] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتاوی محمودیہ ص۳۵۸ ج۲ تا ص۳۷۸ ملفوظات فقیہ الامت کی قسط اول میں بھی کچھ تفصیل ہے۔

وہ کھڑے ہوتے جائیں یہاں تک جب امام مصلی پر پہنچے تو ہر صف کے لوگ کھڑے ہوئے ہوں۔

قبرستان سے واپسی پر اہل قبور کو سلام

ایک صاحب کے استفسار پر فرمایا کہ قبرستان سے واپسی پر اہل قبور کو سلام کرنا ثابت نہیں ہاں جاتے وقت سلام کرنا وارد ہوا ہے۔ شامی ج ۱ ص۔

غیر نبی کے نام پر درود

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کا نام یا نام کا جز محمد یا احمد ہو تو اس پر درود شریف پڑھنا یا لکھنا درست نہیں کیونکہ درود شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے اور وہ علم رسول نہیں پس غیر رسول پر درود پڑھنا یا لکھنا لازم آئے گا۔ فتاویٰ ہندیہ ج ۵ ص ۳۱۵ ۔

مقتدی نے محمد رسول اللہ سن کر درود پڑھ دیا

ارشاد فرمایا کہ اگر امام نے قرآن پاک کی آیت محمد رسول اللہ والذین معہ الخ کو نماز میں پڑھا اور مقتدی نے فوراً درود شریف پڑھ دیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر آپ علیہ السلام کا نام سنے بغیر درود پڑھ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی ۱۲ بحر ج ۲ ص۔

بعد جمعہ کتنی رکعت سنت ہیں

ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے بعد سنن مؤکدہ امام صاحبؒ کے نزدیک تو فقہاء نے چار رکعت لکھی ہیں ان کے تلامذہ نے چھ کو سنت کہا ہے پھر افضل چھ پڑھنے کی صورت میں یہ ہے کہ چار پہلے پڑھے اور دو ان کے بعد تاکہ ایک نماز کے بعد دوسری نماز اسی جیسی ہونے سے احتراز ہو جائے کہ اولاً دو رکعت فرض پڑھے گا پھر دو رکعت سنت پڑھے گا تو ایک نماز کے بعد اسی جیسی دوسری نماز ہو جائے گی۔ جو بظاہر حدیث لا یصلی بعد صلوٰۃ مثلہا کے خلاف ہے مگر میں نے آج (۵ ج ۱ ۱۳۸۷ھ) اسکے خلاف کیا ہے کہ پہلے دو پڑھ لیں بعد میں چار پڑھیں کیونکہ اجازت اسکی بھی ہے۔

ع بظاہر اس واسطے کہا کہ حدیث کا مفہوم نفل کی ہر رکعت میں قرأۃ کی فرضیت کو بیان کرنا ہے ہدایہ ج ۱ ص ۱۲۸ میں ہے معنی رکعتین بقرأۃ و رکعتین بغیر قرأۃ فیکون بیان فرضیۃ القرأۃ فی رکعات النفل کلہا ۱۲ مرتب۔

لہ بحر الرائق ج ۲ ص۔

فرض و واجب میں فرق

استفسار کیا گیا کہ عنایہ علی ہامش فتح القدیر صفحہ ۱۵ ج ۲ میں حضرت عطاء کے نزدیک تعوذ فی الصلوۃ کو فرض لکھا ہے اور فتح القدیر صفحہ ۲۰ ج ۱ پر ان سے تعوذ کے وجوب کو نقل کیا ہے ایسا کیوں ہے تو ارشاد فرمایا کہ فرض اور واجب میں جو فرق ہے کہ فرض کہتے ہیں "ما ثبت بدلیل قطعی لا شبھۃ فیہ وحکمہ الثواب بالفعل والعقاب بالترک والکفر بالانکار" کو اور واجب کہتے ہیں "ما ثبت بدلیل ظنی وحکمہ الثواب بالفعل والعقاب بالترک وعدم الکفر بالانکار" کو، یہ فرق صرف احناف کے نزدیک ہے غیر احناف کے نزدیک فرض اور واجب دونوں ایک ہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں اس واسطے حضرت عطاء سے تعوذ کو فرض اور واجب نقل کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔

ستونوں کے درمیان نماز

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت کراہۃ الصلوۃ بین السواری (ستونوں کے درمیان نماز پڑھنا) کی وجہ کیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ مبسوطِ سرخسی میں جزئیہ موجود ہے کہ یہ مکروہ نہیں کیونکہ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے دو مقتدیوں کے درمیان کوئی صندوق رکھدیا جائے زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ سواری (ستونوں) سے جماعت چھوٹی ہو جائے گی اور اس میں کوئی حرج نہیں علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا قول العرف الشذی مع الترمذی صفحہ ۱ ج ۱ میں نقل کیا گیا ہے کہ احناف کی کتب میں عدمِ کراہت کا قول مجھے نہیں ملا حالانکہ مبسوطِ سرخسی میں صراحۃً مذکور ہے۔

سجدہ میں پیر زمین سے اٹھ گئے

مفتی محمد یحیٰ صاحب (مفتی مظاہر علوم) نے معلوم کیا کہ مفتی نظام الدین صاحب (مفتی دار العلوم دیوبند) نے لکھا ہے کہ سجدہ کی حالت میں اگر دونوں پیر تین تسبیح کے بقدر زمین پر رکھ کر اٹھا لے تو یہ مفسدِ صلوۃ نہیں چاہے کتنی ہی دیر اٹھائے رکھے اور مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری (مدرس دار العلوم دیوبند) نے امداد الفتاوی کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ میں تین تسبیح کے بقدر دونوں پیر اٹھا رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ان میں صحیح کس کا قول ہے۔ تو ارشاد فرمایا کہ اس مسئلہ میں مفتی نظام الدین

صاحب سے میرا بھی اختلاف ہے میں یہی کہتا ہوں کہ اگر تین تسبیح کے بقدر سجدہ میں دونوں پیر زمین سے جدا رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی اس پر مفتی زکی صاحب نے دلیل معلوم کی تو فرمایا کہ صریح جزئیہ تو موجود نہیں نظائر پر ہی قیاس کیا جائے گا دیکھئے اگر مصلی کے برابر میں نجاست پڑی ہوئی ہو اور مصلی کا کپڑا اس نجاست پر تین تسبیح کے بقدر پڑا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح اگر نماز میں تین آیت تلاوت کرنے کے بعد بھی فاحش غلطی قرأۃ میں کی تو نماز فاسد ہو جائے گی ایسا نہیں کے تین آیت تلاوت کرنے کے بعد فاحش غلطی کرنے سے نماز فاسد نہ ہو یہی حال ستر عورت کا ہے اگر کسی رکن میں تین تسبیح کے بقدر ستر کھلا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی یہ نہیں کہ بقدر تین تسبیح کے ڈھکا رہا اور پھر کھل گیا تو نماز فاسد نہ ہو ان سب نظائر سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے لیکن مفتی نظام الدین صاحب اس کو نہیں مانتے فرمایں وہ بھی مفتی ہیں ان کی نظر بھی نظر ہے۔

رضاخانی اور مودودی کی امامت

مولانا احرار الحق صاحب مدرس دار العلوم دیوبند نے دریافت کیا کہ اگر ایک مسجد میں امام رضاخانی ہو اور ایک میں مودودی ہو تو نماز کس کے پیچھے پڑھے تو ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ سے کسی نے پوچھا تھا کہ کانگریس اور مسلم لیگ میں سے کونسی جماعت بہتر اور راہ ہون ہے تو ارشاد فرمایا تھا کہ ایک ہیضہ ایک تپ دق اسی طرح ان کو سمجھ لو (مطلب یہ کہ اگر یہ دونوں کفریہ عقیدہ نہ رکھتے ہوں تو ان کی امامت یعنی ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے گو نماز ان کے پیچھے ہو جائے گی ۱۲ کبیری ص۴۹۰)۔

رباعی فرض کو پانچویں کے سجدہ سے مقید کرنیسے بطلانِ فرض کیوجہ

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ حضرت رباعی فرض میں قعدۂ اخیرہ بھول کر پانچویں کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس کو سجدہ کے ساتھ مقید کرے تو اس سے فرض کیوں باطل ہو جاتا ہے، رکوع سے کیوں باطل نہیں ہوتا تو ارشاد فرمایا کہ پانچویں کے سجدہ سے پہلے اسکو ڈھیل دی جاتی ہے کہ شاید اب بھی عود کر آئے اور قعدۂ اخیرہ کر کے نماز پوری کرے مگر جب اس نے عود نہیں کیا اور پانچویں کو سجدہ کے ساتھ مقید کر دیا تو اب

فرض کے ارکان پورا کرنے سے قبل نفل کو پورے طور پر شروع کرنا لازم آیا (سجدہ سے پہلے نفل کو پورے طور پر شروع کرنا نہیں پایا گیا) جس کی وجہ سے فرض باطل ہوگئے پھر اس میں اختلاف ہے کہ تقیید بالسجدہ کا تحقق کب ہوگا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پیشانی زمین پر رکھتے ہی سجدہ کا تحقق ہو جائے گا اور اسی وقت فرض باطل ہو جائے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک جب سجدہ سے سر اٹھائے گا تب سجدہ متحقق ہوگا اور فرض باطل ہوگا ثمرۂ اختلاف اس صورت میں ظاہر ہوگا کہ پانچویں کے سجدہ کے واسطے زمین پر سر رکھا اور حدث لاحق ہو گیا اب اسکو یاد آیا کہ قعدۂ اخیرہ چھوٹ گیا ہے اور یہ پانچویں ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک سجدہ کا تحقق نہیں ہوا کیونکہ سجدہ کا تحقق ان کے نزدیک رفع جبہہ عن الارض سے ہوتا ہے اور یہ متحقق نہیں ہوا اس واسطے کہ اس سے پہلے ہی اس کو حدث لاحق ہو چکا ہے نیز وہ رکن جس میں حدث لاحق ہو جائے کالعدم ہوتا ہے اس لئے یہ وضو کر کے قعدہ کر لے فرض اس کا بطلان سے محفوظ رہے گا لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پیشانی زمین پر رکھتے ہی سجدہ کا تحقق ہونے کی بنا پر فرض باطل ہو چکا ہے اس لئے باطل ہی رہے گا ۔ ہدایہ ص۱۴۲ ج۱ ہندیہ ص۱۲۹ ج۱

تراویح کی بیس رکعات کا ثبوت

ایک صاحب نے سوال کیا کہ کیا تراویح کی بیس رکعات حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ثابت ہیں؟

تو ارشاد فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے سوال کیا تھا تو امام صاحبؒ نے فرمایا تھا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے اور اس کی بیس رکعات حضرت عمرؓ سے ثابت ہیں جن کو حضرت عمرؓ نے اپنی طرف سے ایجاد نہیں کیا بلکہ ان کے پاس ضرور کوئی دلیل تھی جس کی بنا پر انھوں نے اس کا حکم فرمایا۔ کذا فی بحر الرائق ص۶۷ ج۲ (وبعد سطور وھو قول الجمھور لما فی الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمرؓ بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعۃ (ای مع الوتر). وقبل اسطر فثبت المواظبۃ علیھا فی اثناء خلافۃ عمرؓ ووافقہ علی ذالک عامۃ الصحابۃ ۔ بحر ص۶۶ ج۲)

متوضی کو سلام

ایک صاحب نے سوال کیا کہ وضو کرنے والے کو سلام کرنا کیسا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اگر وہ وضو کی دعاؤں میں مشغول ہے تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے گو جواب دینا اس کیلئے مکروہ نہیں اور اگر وضو کی دعائیں نہیں پڑھ رہا ہے تو اس کو سلام کرنا بلا کراہت درست ہے کذا یفہم من الشامی ص۱۱۵ ج۱ فتاوی محمودیہ ص۲۲۶ ج۵ ۔

اجنبیہ کے سلام کا جواب

استفسار کیا گیا کہ اجنبی عورت کے سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اگر گڑبڑ (فتنہ میں مبتلا ہونے) کا اندیشہ نہ ہو تو مضائقہ نہیں، اور یہی حکم اجنبیہ کو سلام کرنے کا ہے کہ فتنہ کا خوف نہ ہو تو درست ہے ورنہ نہیں شامی

قرآن پاک طاق میں کھڑا رکھنا

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ قرآنِ پاک کو طاق میں کھڑا رکھدینا کیسا ہے؟ اس میں کوئی حرج تو نہیں تو ارشاد فرمایا کہ یہ کتابوں میں لکھا ہوا تھوڑا ہی ہے یہ تو عرف پر محمول ہے عرف میں اس کو بے ادبی شمار کیا جاتا ہو تو بے ادبی ہے ورنہ نہیں۔

روزانہ زیارت قبور

استفسار کیا گیا کہ روزانہ قبرستان جانا اور ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ وغیرہ پڑھنا کیسا ہے تو ارشاد فرمایا کہ درست ہے (اس لئے کہ زیارت قبور کے جواز و استحباب پر دلالت کرنے والی روایات مطلق ہیں ان میں کسی یوم یا وقت کی تحدید نہیں کی گئی اور قاعدہ ہے المطلق یجری علی اطلاقہ)

طعامِ میت غنی کے لئے

بندہ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ ایصال ثواب کا کھانا غنی (مالدار) کو نہ کھانا چاہیئے۔ فتاوی رشیدیہ ص ــــ میں مکروہ تنزیہی لکھا ہے

ایک خطبہ سے متعدد نکاح

استفسار کیا گیا کہ ایک خطبہ سے متعدد نکاح درست ہیں؟ تو ارشاد فرمایا کہ ایک خطبۂ نکاح سے متعدد نکاح پڑھا سکتے ہیں

دارالحرب میں وطی

ارشاد فرمایا کہ امام محمدؒ نے مبسوط میں لکھا ہے کہ مسلمان کو دارالحرب میں وطی کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے نطفہ قرار پا جائے گا تو اس میں دارالحرب کے اثرات آئیں گے۔

وقوعِ طلاق کے لئے اضافت الی المرأۃ

ارشاد فرمایا کہ وقوعِ طلاق کے لئے فقہاء نے جس اضافت الی المرأۃ کو شرط قرار دیا ہے اس سے مراد اضافتِ معنویہ ہے خواہ نام سے ہو خواہ ضمیر سے خواہ دلالت حال سے

مثلاً والدین سے بیوی کے بارے میں جھگڑا ہوا والدین نے کہا تیری بیوی نے ہمیں پریشان کردیا اس کو طلاق دیدے اس پر شوہر نے کہا طلاق طلاق طلاق تو تینوں واقع ہوگئیں اگر وہ کہے کہ میری نیت بیوی کو طلاق دینے کی نہیں تھی تو اس کا قول معتبر نہوگا اور اگر اس طرح کا کوئی قرینہ نہو اور شوہر صرف لفظ طلاق بولے تو اس سے معلوم کیا جائے اگر بیوی کو طلاق دینے کی نیت کی ہے تو طلاق واقع ہوگی اور اگر بیوی کو طلاق دینے کی نیت نہیں کی ویسے ہی لفظ طلاق بولدیا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اس کا قول معتبر ہوگا۔

کتنی مدت تک شوہر باہر رہ سکتا ہے

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ شوہر کو کتنی مدت تک باہر (عورت سے علیحدہ) رہنا درست ہے تو ارشاد فرمایا کہ چار ماہ تک اس لئے کہ حضرت عمرؓ نے اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ سے معلوم کیا تھا کہ عورت بغیر شوہر کے کب تک رہ سکتی ہے انھوں نے بتلایا تین چار ماہ تک اسکے بعد حضرت عمرؓ اپنے فوجیوں کو چار ماہ سے زائد باہر رہنے سے منع فرمادیا تھا۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۱۵۱)

ساس کے بدن پر ہاتھ پڑ گیا

ایک صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ اگر ساس کے کھلے بدن پر ہاتھ پڑ گیا اور اس وقت شہوت ہوئی یا پہلے سے شہوت تھی اب زیادہ ہوگئی یعنی استلذاذی کیفیت پیدا ہوئی (اور دوسری شرطیں بھی پائی گئیں) تو اس سے بیوی حرام ہوجائے گی اور اگر شہوت نہو یا ایسا حائل کپڑا وغیرہ اس کے بدن پر ہو جو ایک دوسرے کی گرمی محسوس نہونے دیتا ہو (یا ان کے علاوہ کوئی اور شرط مفقود ہو) تو اس سے حرمت ثابت نہوگی کذا فہم من الفتاویٰ الھندیہ ص ۲۷۴ ج ۱

غیر جنس سے نکاح

ارشاد فرمایا کہ غیر جنس سے نکاح حرام ہے مثلاً انس کا جنیہ سے یا انسیہ کا جن سے کذا فی الاشباہ ص ۲۲۲۔

نقد اتنے میں ادھار اتنے میں

ارشاد فرمایا کہ کسی چیز کا اس طرح بھاؤ بتانا کہ نقد اتنے میں اور ادھار اتنے میں درست ہے

ثمر بیع کرنا کسی ایک طریق کو متعین کیے بغیر درست نہیں «باع علی انه بالنقد بکذا و بالنسیئة بکذا او الی شهر بکذا او الی شهرین بکذا لم یجز» ہندیہ صفحہ ۱۳۶ ج ۳ البتہ کسی طریق کو متعین کر لیا جائے کہ نقد بیع ہو رہی ہے اتنے میں یا ادھار بیع ہو رہی ہے اتنے میں تو درست ہے ۱۲ فتاوی محمودیہ صفحہ ۲۴۷ ج ۴ اور امداد الفتاوی صفحہ ۱ ج ۳۔

ایک نوٹ کی بیع دو کے بدلے

ارشاد فرمایا کہ ایک نوٹ کی بیع دو نوٹ کے بدلے جبکہ وہ متعین بھی ہوں اور ہاتھ در ہاتھ (نقد) بھی ہوں جائز ہے اسی طرح ہر وہ چیز جو خلقۃً ثمن نہیں مگر اس پر ثمن ہونے کی اصطلاح قائم کر لی جائے تو اس میں سے ایک کی بیع دو کے بدلے بشرط مذکور جائز ہے ربوا میں داخل نہیں اس لئے کہ حرمت ربوا کی علت قدر مع الجنس ہے اور وہ یہاں مفقود ہے ۱۲ ہدایہ صفحہ ۴۵ ج ۳

بیع صرف کی ایک صورت

ارشاد فرمایا کہ سونے چاندی کی پرانی یا ٹوٹی ہوئی چیزوں کے بدلے اگر نئی چیز اسی جنس کی خریدی جائے اور پرانی یا ٹوٹی ہوئی چیزیں وزن میں نئی چیز سے زیادہ ہوں یا برابر ہوں مگر ان کے ساتھ کچھ سونے چاندی کے روپیہ وغیرہ بھی ہوں تو یہ بیع جائز نہیں ربوا ہونے کی وجہ سے حرام ہے ہدایہ ج صفحہ ۸۸ ج ۳ اور اگر چاندی سونے کے علاوہ کوئی اور چیز پرانی یا ٹوٹی ہوئی چیزوں کیساتھ ہو تو بیع درست ہے ہدایہ ج صفحہ ۹۲ ج ۳۔

ثمن قسطوں پر

ایک طالب علم نے دریافت کیا کہ بینک والے ایسا کرتے ہیں کہ کمپنی سے متعین رقم پر ٹریکٹر خرید کر کاشتکاروں کے ہاتھ زائد رقم میں فروخت کرتے ہیں اور اس کو قسط وار وصول کرتے ہیں یہ کیسا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ یہ بیع بالکل درست ہے۔

جس چیز کا مالک نہ ہو اسکی نذر

بندہ نے سوال کیا کہ ایک عورت نے اس طرح نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اپنے شوہر کی ایک ماہ کی تنخواہ فلاں مسجد میں دوں تو کیا یہ نذر صحیح اور مسجد معین ہو جائے گی؟ اس پر ارشاد فرمایا مہمل کہیں کی یوں کیوں نہیں نذر مانتی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو اپنا زیور خیرات کر دوں جس کی

اس نے نذر کی ہے اس طرح نذر صحیح نہیں اس لئے کہ شوہر کی تنخواہ کی وہ مالک نہیں اور حدیث میں ہے "ولا نذر فیما لا یملک ابن آدم" جس چیز کا ابن آدم مالک نہو اس میں نذر نہیں پھر فرمایا اگر نذر صحیح میں مسجد کی تعیین کر لی گئی تو وہ متعین نہیں ہوئی اختیار ہے اس مسجد میں دیدے یا کسی اور مسجد میں دیدے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کسی نے معین درہم کے بارے میں نذر کی کہ یہ حرم شریف کے مساکین پر صدقہ ہے تو اس سے نہ وہ درہم معین ہوا اور نہ مساکین حرم معین ہوئے بلکہ اختیار ہے دوسرا درہم دوسری جگہ کے مساکین پر صدقہ کر دے "ولو عین درھما وفقیرا او مکانا التصدق او للصلوٰۃ فان التعیین لیس بلازم" ۱۲ بحر الرائق صفحہ ۲۹۶ ج ۴۔

شرطِ واقف

ارشاد فرمایا کہ واقف بوقت وقف اپنی حیات میں شئی موقوفہ سے منتفع ہونیکے شرط لگائے تو درست ہے کذا فی فتاوی ہندیہ صفحہ ۳۹۹ ج ۲ وفتاوی محمودیہ صفحہ ۲۳ ج ۲۔

حضرت تھانوی نے اپنی کتابیں مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے لئے وقف کیں اور وقف نامہ تحریر کیا۔ تو اس میں یہ بھی تحریر فرمایا بشرطِ انتفاع الواقف فی حیاتہ۔

بینک کا سود

ارشاد فرمایا کہ سود کا پیسہ جو بینک سے حاصل ہو اس کو کسی محتاج آدمی پر (جس کے پاس گذارہ کو نہو) بلا نیت ثواب صدقہ کر دینا چاہئے رفاہِ عام میں اس کا خرچ کرنا درست نہیں اس لئے کہ صدقہ کرنے کا مقتضیٰ فقیر کو مالک بنا دینا ہے اور رفاہِ عام میں لگا دینے سے تملیک نہیں ہوتی اس کو تو سب ہی استعمال کرتے ہیں غریب محتاج بھی اور غنی بھی کوئی اس کا مالک نہیں ہوتا اسی طرح کسی نیتا کی آمد پر بطورِ نذرانہ اس کو دینا یا اس کی دعوت میں خرچ کرنا بھی درست نہیں البتہ حکومت کی طرف سے جو غیر واجبی ٹیکس آئے اس میں دیدینا درست ہے غیر واجبی سے مراد وہ ٹیکس ہے جس کا حکومت کچھ معاوضہ نہ دیتی ہو۔ مکان کا ٹیکس پانی کا ٹیکس اس سے خارج ہیں اس لئے کہ اول کا معاوضہ حفاظت ہے اور ثانی کا معاوضہ پانی ہے ۱۲ فتاویٰ محمودیہ صفحہ ۳۰۲ ج ۴۔

مالِ حرام سے خلاصی کی صورت

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کے پاس مالِ حرام آجائے اور اس کو مالک تک پہنچانے

کی کوئی صورت نہ اس کا استعمال ہو گیا کوئی وارث بھی اس کا نہیں تو آخرت کے عذاب سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اس کو بلا نیتِ ثواب کسی محتاج کو دیدے جس کے پاس گنارہ کو نہ ہو۔ فتاوی محمودیہ ص۹۹

حکمِ دستِ غیب

ارشاد فرمایا کہ دستِ غیب کا عمل بواسطہ جنات چوری ہے حرام ہے جیسا کہ امداد الفتاوی ص۱۴۰ ج۲ میں ہے۔ فتاوی محمودیہ ج۵ ص۱۲۱

جانور کی شرمگاہ میں ہاتھ یا دم دیکر یا انجکشن لگا کر دودھ نکالنا

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ لوگ بھینس کی دم کو اس کی شرمگاہ میں داخل کر کے دودھ نکالتے ہیں کہ بغیر اس کے وہ دودھ نہیں دیتی تو ارشاد فرمایا کہ ایسا کرنا درست ہے اور دودھ کا استعمال بھی بلا کراہت صحیح ہے پھر فرمایا کہ پہلے تو لوگ اس کی شرمگاہ میں ہاتھ داخل کر کے دودھ نکالا کرتے تھے وہ بھی بضرورت درست ہے امداد الفتاوی ص۳۸ ج۴ میں اس کی تصریح ہے انجکشن لگا کر دودھ نکالنے کا جواز بھی اسی سے ظاہر ہے اس واسطے کہ یہ تو ہر دو مذکورہ طریق سے اہون ہے۔

دعوت و ہدیۂ نابالغ

بندہ کے استفسار پر فرمایا کہ نابالغ کو جو پیسہ اس کے وارث اس کے اخراجات کے واسطے دیں استاذ کی دعوت یا اس کو ہدیہ کرنے کے لئے دیدیں تو استاذ کو اس نابالغ کی دعوت یا ہدیہ کا قبول کرنا جائز نہیں (جس کی وجہ یہ ہے کہ دعوت وہدیہ تبرع ہے اور نابالغ تبرع کا اہل نہیں) بندہ نے عرض کیا کہ حضرت گنگوہیؒ نے تو حضرت سہارنپوریؒ کو ایک مکتوب میں (جو تذکرۃ الخلیل ص۱۳۰ پر درج ہے) تحریر فرمایا ہے کہ ہدیۂ اطفال کے قبول کرنے میں تردد نہ کریں تو ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد وہ صورت ہے جس میں ورثۂ اطفال اپنے بچوں کو پیسہ وغیرہ استاذ کے ہدیہ کرنے کے واسطے دیں کہ اس صورت میں وہ اس کے مالک ہی نہیں ہوتے بلکہ ورثہ کی طرف سے استاذ تک اس کو پہنچانے کے لئے وکیل ہوتے ہیں۔

ہسپتال کا گوشت

استفسار کیا گیا کہ یہاں کے ہسپتالوں میں جو گوشت ملتا ہے انکو ہسپتال والے (جو غیر مسلم ہوتے ہیں) شرعی ذبیحہ کہتے ہیں کیا اس کا استعمال درست ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ان کا کیا اعتبار اس گوشت کو نہ کھایا جائے ہاں اگر وہ یہ کہیں کہ یہ گوشت ہم نے مسلمانوں سے خریدا ہے اسلئے حلال ہے تو ان کا قول مقبول ہے اس واسطے کہ پہلی صورت میں ان کا قول دیانات سے متعلق ہے اور دوسری صورت میں معاملات سے متعلق ہے "واصلہ ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات" درمختار علی ہامش رد المحتار ج۵ ص۲۱۹ سکب الانہر ج۲ ص۵۳۰ علی ہامش مجمع الانہر

کافر کا مسجد بنانا

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ نے فتاوی رشیدیہ ص۵۲۳ میں ایک سائل کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ اگر کافر بارادۂ ثواب کچھ کرکے مسجد بنائے تو وہ مسجد ہے۔ شامی ج۳ ص۳۶۰ پر ہے "وشرط وقف الذمی ان یکون قربة عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس" فتاوی محمودیہ ج۱ ص۵۱۳ پر بھی یہ مسئلہ موجود ہے۔

غسل ید وفم قبل طعام و بعد طعام

حافظ محمد طیب صاحب مالک مکتبہ نعمانیہ نے دریافت کیا کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ کہاں تک دھونا مسنون ہے تو ارشاد فرمایا کہ دونوں ہاتھ رسغین (گٹوں) تک دھونا مسنون ہے کذا فی نفع المفتی والسائل ص۱۰۱ مگر بعض لوگ صرف پوروں یا صرف ایک ہاتھ کے دھونے پر اکتفا کر لیتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی اور غسل فم (کلی کرنا) کھانے سے فراغت پر مسنون ہے کھانے سے پہلے مسنون نہیں۔ ہندیہ ج۵ ص۳۳۷

بعد عید زیارت قبور

ایک صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ بعد نماز عید قبرستان جانا اور ایصال ثواب کرنا اس میں کچھ حرج نہیں (اس واسطے کہ زیارت قبور کے متعلق وارد ہونے والی روایات مطلق ہیں)

جس کاغذ پر آیت یا حدیث ہو

ایک صاحب کے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ جن کاغذات پر آیات قرآنیہ یا احادیث نبویہ لکھی ہوئی ہوں انکو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کردیں جہاں کسی کا پیر نہ پڑے یا پھر بہتے پانی میں ڈبودیں۔ شامی ج۱ ص۱۱۹ ۔ نفع المفتی والسائل ص۱۱۱

مآثرِ علمیہ

علم اتصاف کا نام ہے

ارشاد فرمایا کہ علم حق تعالیٰ شانہٗ کی صفت ہے جس کو یہ صفت ملگئی اس کو خیر کثیر مل گئی مگر کتابوں سے الفاظ وعبارت کا رٹ لینا اور یاد کرلینا اور چیز ہے اوران کے معانی سے متصف ہونا اور چیز ہے حقیقت میں علم اتصاف ہی کا نام ہے اور یہ وہی چیز ہے اہل کتاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو جانتے تھے مگر اس کے ساتھ متصف نہ تھے اسی لئے مومن قرار نہیں دیئے گئے حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے "یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم" اہل کتاب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پہچانتے ہیں (علامات کے ذریعہ) جسطرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں (بلکہ حضرت عبد اللہ ابن سلامؓ کا قول ہے ان معرفتی لمحمد اشد کہ میرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننا بیٹے کو پہچاننے سے بھی زیادہ ہے)

برکتِ علم

ارشاد فرمایا کہ حافظ ابن عبد البرؒ نے لکھا ہے ان من برکۃ العلم ان تضیفہ الی اہلہ علم کی برکت یہ ہے کہ اس کو اہل علم کی طرف منسوب کیا جائے یعنی جس عالم یا کتاب سے علم حاصل کیا جائے اس کو اسی کی طرف منسوب کرکے بیان کیا جائے۔

ترتیبِ علم

ارشاد فرمایا کہ سفیان ثوریؒ کا مقولہ نقل کیا گیا ہے "اول العلم الاستماع ثم الانصات ثم الحفظ ثم العمل ثم النشر" یعنی علم کی ترتیب اس طرح ہے اول استاذ سے غور کے ساتھ سننا پھر خاموش رہ کر اس کا صحیح مطلب سمجھنا پھر اس کو یاد رکھنا پھر اس کے مطابق عمل کرنا پھر اس کی اشاعت کرنا مگر آج کل فارغ ہوتے ہی نشرواشاعت کی کوشش ہوتی ہے کہ بعد ملازمت فلاں کتاب پڑھانے کو ملے گی تو یوں دھواں دھار تقریر کروں گا کہ طلبہ عش عش کرتے رہ جائیں گے۔

احسانِ علماء

ارشاد فرمایا کہ علماء نے کتابوں میں اتنے مسائل جمع کردئے ہیں کہ قیامت تک جو مسئلہ بھی پیش آئے گا یا تو بعینہٖ وہی کتاب میں موجود ہوگا یا اس کی نظیر موجود ہوگی یا فقہاء کے

بیان کردہ کسی قاعدہ کلیہ کے تحت وہ پیش آمدہ مسئلہ داخل ہوگا۔

حج اکبر ارشاد فرمایا کہ جس دن پر قرآن پاک میں یوم الحج الاکبر کا اطلاق ہوا ہے مفسرین کی ایک بڑی جماعت اس کی قائل ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا لیکن اس کا یہ مطلب کہ ہر وہ حج جو جمعہ کے روز واقع ہو وہ حج اکبر ہے جیسا کہ مشہور ہے میں نے ائمہ مجتہدین کے اقوال میں نہیں پایا البتہ جو حج جمعہ کے روز واقع ہو اس کی فضیلت کسی اور دن کے حج پر ستر درجہ ہے اس کی تصریح طحطاوی ص زیلعی ص اور اوجز ج ص وغیرہ میں موجود ہے عوام جمعہ کے روز والے حج کو حج اکبر کہتے ہیں العرف الشذی ص میں اس کی تردید کی گئی ہے۔

مسئلہ تقدیر ہاپوڑ کے مدرسہ خادم الاسلام کے ایک مدرس نے عرض کیا کہ حضرت قرآن پاک کی بعض آیات سے جو بظاہر بندہ کا مجبور ہونا مفہوم ہوتا ہے اور جبریہ کے مسلک کی تائید ہوتی ہے ان کے جوابات جو اہل سنت نے دیئے ہیں ان سے تسلی نہیں ہوتی مسئلہ تقدیر میں خلجان رہتا ہے تو ارشاد فرمایا کہ مشکوٰۃ شریف ص پر حدیث ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے حال یہ کہ ہم مسئلہ تقدیر کے متعلق گفتگو کر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ آپ کا چہرۂ انور سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ کیا تم کو اسی کا حکم دیا گیا ہے یا مجھکو یہی دیکر بھیجا گیا ہے تم سے پہلے لوگ اسی وقت ہلاک ہوئے جبکہ انھوں نے مسئلہ تقدیر میں نزاع کیا میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ مسئلہ تقدیر میں نزاع نہ کرو اس کے بعد فرمایا (حضرت دام مجدہم نے) کہ یہ دنیا کیسی ہے فانی ہے اس کی ہر شئی فانی ہے اس کے فنا کے واسطے وقت مقرر ہے ہر شئی کے کارآمد ہونے کے لئے حد مقرر ہے اسی حد تک وہ مفید ہے اس سے آگے مفید نہیں مثلاً طاقت ہے آپ سے کہا جائے کہ دو من کا پتھر اٹھاؤ تو آپ جواب دیتے ہیں کہ طاقت نہیں یا دو سو گز کے فاصلے سے دیوار پر لکھا ہوا آپ سے پڑھنے کے لئے کہا جائے تو آپ جواب دیتے ہیں کہ پڑھا نہیں جاتا اتنی بینائی نہیں اسی طرح آپ سے کہا جائے کہ فلاں بیش قیمت سامان خرید لیجئے تو آپ کہتے ہیں کہ جیب اجازت نہیں دیتی پیسے میں گنجائش نہیں غرض طاقت بینائی پیسہ تینوں کے لئے ایسا مقام آتا ہے جہاں یہ جواب دیدیتی ہیں اور آپ کم طاقتی بینائی کی کمزوری اور کم مائیگی کا اعتراف کر لیتے ہیں عقل بھی منجملہ

ان اشیاء کے ہے اس کے لئے بھی ایسا مقام آنا ضروری ہے جہاں بہ جواب دیدے کچھ چیزیں ایسی ہوتی ضروری ہیں جن کے ادراک سے یہ عاجز ہو کر ان کے سامنے سپر ڈالدے مسئلہ تقدیر کو آپ اسی قبیل سے سمجھئے کہ عقل کی اس تک رسائی نہیں اس لئے اس کو عقل سے سمجھنے کی ضرورت نہیں نہ عقل سے اس کو سمجھا جاسکتا ہے بلا سمجھے ہی اس پر ایمان لانا ضروری ہے آخر آپ سب چیزوں کے قصور کا اعتراف کرتے ہیں قصورِ عقل کا اعتراف کیوں نہیں کرتے۔

حضرت علیؓ کے لئے تقیہ

ارشاد فرمایا کہ تقیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے مذہب شیعہ میں بھی جائز نہیں لہٰذا ان کا خلفاء ثلاثہ سے اتفاق رکھنا اور ان کی خلافت پر بیعت کرلینا تقیہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ شیعہ لوگ اس کے قائل ہیں کہ حضرت علیؓ نے خلفاء ثلاثہ کی خلافت پر بیعت از راہ تقیہ کی تھی ان ہی کے مذہب سے ان پر رد ہو جاتا ہے۔

ایک آیت پر اشکال و جواب

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً (یعنی اگر قرآن پاک غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں کثیر اختلاف ہوتا) کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ غیر اللہ کی تصنیف و تالیف کے لئے اختلاف لازم نہیں بعض تصنیفات غیر اللہ کی ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جن میں تناقض و اختلاف نہیں ہوتا جواباً ارشاد فرمایا کہ بعض مفسرین نے تو اس کا جواب یہ دیا ہے کہ آیت میں اختلاف سے مراد اختلاف فی البلاغۃ ہے مطلب یہ ہے کہ مکمل قرآن پاک فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہے ایسا نہیں کہ اس میں وہ مختلف ہو کہ بعض اعلیٰ معیار پر ہو اور بعض اعلیٰ معیار پر نہ ہو بخلاف غیر اللہ کے کہ اس کا کلام فصاحت و بلاغت کے ایک معیار پر نہیں ہوتا چنانچہ شاعروں کے قصیدوں میں اگر کوئی شعر بلاغت کے معتدبہ معیار پر ہوتا ہے تو کوئی شعر اس سے گرا ہوا بھی ہوتا ہے اور بعض شعر بلاغت سے خالی بھی ہوتا ہے پس مفہوم آیت کا یہ ہے کہ اگر قرآن پاک غیر اللہ کا کلام ہوتا تو وہ بلاغت کے ایک معیار پر نہ ہوتا اس میں ضرور اختلاف ہوتا اور ایک سادہ جواب میرا ہے وہ یہ کہ اگر قرآن پاک غیر اللہ کا کلام ہوتا اور اس کی نسبت وہ غیر اللہ حق تعالیٰ شانہ کی طرف کرتا اور اس کو کلام الٰہی بتلاتا تو اس میں کثیر تناقض ہوتا اس لئے کہ غیر کلام الٰہی کو کلام الٰہی بتلانے

والے کے کلام کے لئے تناقض لازم ہے تاکہ اس کے کلام میں تناقض کو دیکھ کر لوگ کلام الٰہی اور غیر کلام الٰہی میں تمیز پیدا کر سکیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے کلام کے بارے میں وحی من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو اس میں دیکھ لیجئے کتنا اختلاف ہے مثلاً ایک جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان میں موجود نہیں اس لئے کہ کرۂ زمہریر اور کرۂ نار سے کوئی بشر زندہ بچ کر آسمان پر نہیں جا سکتا اور نور الحق کے صفحہ ۵۰ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ وہ جسدِ عنصری کیساتھ آسمانوں میں زندہ موجود ہیں اسی طرح محمدی بیگم پر عاشق ہوا اس سے نکاح کا ارادہ کیا اور پیغام دیا اس کے والد احمد بیگ نے انکار کر دیا تو اس کو متاثر کرنے کے لئے بڑے زور شور سے اعلان کیا کہ محمدی بیگم کا میرے نکاح میں آنا یقینی ہے مجھے وحی سے اس کا علم ہوا ہے اور میں نے بحکم خدا ہی یہ پیغام دیا ہے اور مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ یہ نکاح ضرور ہوگا اور اگر اس کے گھر والے انکار کریں گے تو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوں گے اور خود محمدی بیگم پر بھی آفتیں آئیں گی مگر جاننے والوں پر مخفی نہیں کہ مرزا سے اس کا نکاح نہ ہوا بلکہ ایک اور شخص سلطان احمد نامی سے نکاح ہو گیا اس پر مرزا نے پیشین گوئی کی کہ ہم نے اس کو باندھ دیا ہے وہ اس سے صحبت نہ کر سکے گا اور اگر بالفرض صحبت ہو بھی گئی تو اولاد نہ ہوگی مگر یہ سب کچھ ہوا صحبت بھی ہوئی اولاد بھی ہوئی اس پر بھی مرزا خاموش نہ ہوا بلکہ پیشین گوئی کی کہ سلطان احمد روزِ نکاح سے ڈھائی سال بعد ضرور مر جائے گا اور محمدی بیگم ضرور بالضرور میرے نکاح میں آئے گی یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر مبرم ہے اسے کوئی بدل نہیں سکتا اور اگر میری یہ بات غلط ہو جائے یعنی محمدی بیگم میرے نکاح میں نہ آئے اور سلطان احمد وقت مذکورہ بالا پر نہ مرے تو میں جھوٹا اور ایسا ویسا لیکن تاریخ شاہد ہے کہ مرزا کے مرنے تک محمدی بیگم سلطان احمد کے نکاح میں رہی مرزا کے نکاح میں نہ آئی اور خود سلطان احمد بھی مرزا کے مرنے کے بعد تقریباً تئیس سال یا چالیس سال زندہ رہا اسی طرح پادری آتھم سے مناظرہ ہوا اس میں جو تحریر لکھی اس میں پیشین گوئی کی کہ آتھم پندرہ مہینے تک مر جائے گا مگر جب اس مدت میں وہ نہ مرا تو اس میں تاویل کی کہ میری مراد یہ تھی کہ اس کے گروہ میں سے کوئی مر جائے گا چنانچہ پادری کارائٹ مر گیا حالانکہ تحریر میں صاف طور پر تین مرتبہ لکھا ہے کہ میری مراد فقط آتھم ہے میری مراد فقط آتھم ہے۔ میری مراد فقط آتھم ہے۔

بعض حروف جارہ کا استعمال بعض کی جگہ

ارشاد فرمایا کہ سیبویہ مشہور امام نحو (جو احتمالاً تابعی اور تبع تابعی تو یقیناً ہیں) قنبر مولائے علیؓ کے بیٹے ہیں انھوں نے اپنی کتاب سیبویہ نامی میں لکھا ہے کہ حروف جارہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

اسباب نسیان

ارشاد فرمایا کہ شامی صفحہ ۱۵۱ ج ۱ پر ہے ست تورث النسیان، یعنی چھ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں: (۱) چوہے کا جھوٹا کھانا (۲) زندہ جوں کا زمین پر چھوڑ دینا (۳) ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا (۴) اونٹوں کی قطار کے درمیان آنا (۵) مصطگی چبانا (۶) ترش سیب کھانا۔ بعض لوگوں نے ان کے علاوہ بھی کچھ چیزیں ذکر کی ہیں انمیں سے دنیا کے سبب رنج وغم کرنا ہے۔ تیز گرم روٹی کھانا ہے معاصی میں مبتلا ہونا ہے[1] پھر فرمایا کہ حضرت امام شافعیؒ نے اپنے استاذ حضرت وکیعؒ سے سوءِ حفظ کی شکایت کی تھی تو انھوں نے ترک معاصی کی تلقین کی جس کو امام شافعیؒ نے اس طرح نظم کیا ہے ؎ شکوت الی وکیع سوء حفظی۔ فاوصانی الی ترک المعاصی۔ فان العلم نور من الٰہی۔ و نور اللّٰہ لا یعطی لعاصی۔

لا ربوا بین حربی و مستامن کی تشریح

ارشاد فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے لا ربوا بین حربی و مستامن فی دار الحرب۔ اس کے تین مطلب ہیں ایک یہ کہ دار الحرب میں حربیوں سے سود لینا جائز ہے ایک یہ کہ مسلمان بغیر خلیفہ کی اجازت کے امن طلب کر کے دار الحرب میں گیا اور وہاں حربیوں سے عقود فاسدہ کے ذریعہ کچھ مال حاصل کیا تو اسکو دار الاسلام

---

[1] علامہ شامیؒ نے ان کے علاوہ اور بھی امور ایسے شمار کرائے ہیں جو سبب نسیان ہیں مثلاً دنیوی امور میں انہماک کے ساتھ مشغول ہونا۔ بہت کھٹا کھانا۔ مصلوب کی طرف دیکھنا۔ بائیں ہاتھ سے کھانا۔ گدی کے گڑھے میں پچھنے لگانا۔ قبرستان میں ہنسنا اور مزاح کی کثرت کرنا۔ بیت الخلا میں استنجا میں وضو کرنا۔ پاجامہ یا عمامہ کو تکیہ بنانا۔ جنابت کی حالت میں آسمان کی طرف دیکھنا۔ چیتھڑے سے مکان صاف کرنا۔ چہرہ یا ہاتھوں کو دامن سے پونچھنا۔ مسجد میں کپڑا جھاڑنا۔ مسجد میں بائیں پیر سے داخل ہونا۔ اور داہنے سے نکلنا۔ شرمگاہ سے کھیلنا یا اس کی طرف دیکھنا۔ راستہ میں یا پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا۔ حجام کا آئینہ میں دیکھنا۔ ٹوٹی ہوئی کنگھی سے کنگھی کرنا وغیرہ

میں آنے کے بعد اس مال کی واپسی کا حکم نہ دیا جائے گا۔ ایک یہ کہ مسلمان امن طلب کر کے دار الحرب میں جائے تو اسکو حربی سے سود لینا جائز نہیں جیسا کہ مسلمان سے جائز نہیں حربی ہونے کی بنا پر یا دار الحرب ہونے کی وجہ سے سود جائز نہ ہوگا۔ تیسرا مطلب نصوص قرآنیہ اور احادیث مشہورہ کے بالکل مطابق ہے یعنی لا نفی کے لئے ہے جیسے لا صلوۃ لجار المسجد الا فی المسجد وغیرہ۔

ابن تیمیہ اور ابن قیم کے بارے میں اکابر کا قول

ارشاد فرمایا کہ اکابر نے ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ ابن قیم کے بارے میں کہا ہے علمہا اکثر من عقلہا کہ ان کا علم ان کی عقل سے زائد ہے جس کا مطلب ظاہر ہے جس حدیث میں حق تعالیٰ شانہ کے سمائے دنیا پر نازل ہونے کا تذکرہ ہے اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا نزول اس طرح ہوتا ہے۔ اور منبر کے اوپر کی سیڑھی پر بیٹھ کر اس سے اتر کر بتاتے ہیں گویا حق تعالیٰ شانہ کے لئے جسم ثابت کرتے ہیں تجسیم کے قائل ہیں۔

ابن خلکان کی وجہ تسمیہ

ارشاد فرمایا کہ مورخ ابن خلکان کو اس نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ موصوف کا تکیہ کلام کان حسب عادہ بات بات میں کان کہتے تھے ان سے اس کان کو چھوڑنے کے لئے کہا گیا خلِّ کان اس سے ان کا یہ نام مشہور ہو گیا۔

منبر پر کپڑا ڈالنا

ایک صاحب نے استفسار کیا کہ خطیب کے لئے منبر پر کپڑا ڈالنے کو بعض لوگ بدعت کہتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ کیا مقتدیوں کے لئے چٹائی دری گدا بچھانا بھی بدعت ہوگا۔ اگر یہ بدعت نہیں تو کیسے یہ بدعت ہے ہاں اگر منبر پر کپڑا ڈالنا دین کا کوئی جز سمجھ کر ہو تو بدعت ہے اور اصل اس سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے "من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد" جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفس احداث بدعت نہیں بلکہ احداث فی الدین بدعت ہے۔

ایمان کی کمی زیادتی

مولانا حامد میاں صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد "فاما الذین امنوا فزادتھم ایمانا" "اذا رادوا ذالکیت

علیہم زیادۃ مع ایمانہم ایمانا، وغیرہ سے ایمان میں کمی زیادتی کا وقوع معلوم ہوتا ہے حالانکہ امام صاحب کا مذہب الایمان لایزید ولا ینقص ہے کہ ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی تو ارشاد فرمایا کہ نفس ایمان میں زیادتی ونقصان واقع نہیں ہوتا البتہ مومن بہ کے اعتبار سے ایمان میں زیادتی ونقصان کا تحقق ہو سکتا ہے مثلاً دس آیات کا نزول ہوا ان پر ایمان لائے پھر اور دس آیات نازل ہوئیں ان پر بھی ایمان لائے تو ظاہر ہے کہ بعد کی دس آیات کے نزول سے قبل ایمان مومن بہ کے اعتبار سے کم تھا اور ان کے نزول کے بعد ان پر ایمان لانے سے ایمان میں اضافہ ہوگیا۔ حق تعالیٰ کے ارشاد مذکور میں اسی اعتبار سے زیادتی فی الایمان مراد ہے۔

تعریف بدعت

حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہٗ مدرس دارالعلوم نے دریافت کیا کہ حضرت بدعت کی صحیح تعریف کیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ جو چیز دین نہ ہو اس کو دین سمجھ کر کرنا بدعت ہے۔ اصل اس کی من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد ہے مشکوٰۃ ج ا ص ۲۷

قیامِ میلاد اور ذکرِ نبی علیہ السلام سے متاثر ہونا

مولانا موصوف نے عرض کیا کہ حضرت مجلس میلاد میں بریلوی لوگ قیام کرتے ہیں اور اسی حالت میں کچھ اشعار بھی پڑھتے ہیں جن کو سن کر رقت آجاتا ہے تو ارشاد فرمایا کہ مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فطری محبت ہے اس کے ایمان کا تقاضا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے متاثر ہو خصوصاً جبکہ وہ اشعار میں ترنم کے ساتھ ہو کر ترنم کو ترقیق قلب میں کافی دخل ہے لیکن اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ قیام یا مجلس میلاد صحیح ہے بلکہ بسبب خرافات کثیرہ پر مشتمل ہونے کے بدعت ہے۔

دفینہ پر تسلط اژدھا

ارشاد فرمایا کہ حافظ ابن قیم نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ زمین میں جو خزانہ دفن کر دیا جاتا ہے اس پر اژدھا مسلط ہو جاتا ہے مولانا موصوف نے عرض کیا۔ کہ حضرت اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس کو خزانہ سے کچھ مناسبت ہے اسی وجہ سے اس مال کو جس کی زکوٰۃ نہ دی گئی ہوگی سانپ بنا کر قیامت کے روز زکوٰۃ نہ دینے والے کے گلے میں ڈالا جائے گا۔

حضرت والا نے فرمایا کہ قرآن میں ہے۔ سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ،، حدیث میں ہے کہ وہ ،، انا مالک انا کنزک،، کہے گا۔

کلام پاک میں تکرار کیوں ہے

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ قرآن پاک میں جو مضامین مکرر آئے ہیں ان کے تکرار میں کیا حکمت ہے تو ارشاد فرمایا کہ آپ کے کلام میں فلاں فلاں لفظ مکرر ہیں ان کے تکرار میں کیا حکمت ہے وہ خاموش رہے تو فرمایا کہ اپنے کلام میں پائے جانے والے تکرار کی حکمت بیان نہیں کر سکتے حق تعالیٰ شانہٗ کے کلام میں واقع ہونے والے تکرار کی حکمت ڈھونڈتے پھرتے ہو آخر یہ تکرار بلاغت میں تو مخل نہیں پھر فرمایا کہ ایک مضمون کا کسی مقام میں کوئی جز مقصود ہوتا ہے دوسرے مقام میں وہ جز مقصود نہیں ہوتا بلکہ دوسرا جز مقصود ہوتا ہے تیسرے مقام میں انکے علاوہ کوئی اور جز مقصود ہوتا ہے غرض کہیں کوئی جز مقصود ہوتا ہے کہیں کوئی جز مقصود ہوتا ہے اس بنا پر بھی تکرار واقع ہوتا ہے یا مثلاً آیت "فبای آلاء ربکما تکذبان" سورہ رحمٰن میں ۳۱ جگہ آیا ہے مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ نے جو ترجمہ کیا ہے اس کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جتنی جگہ "فبای آلاء ربکما تکذبان" (اے جن وانس اپنے رب کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے) آیا ہے اتنی ہی انواع ہیں نعمت کی ہر ایک کے لئے الگ الگ آیت ہے جو نعمت ایک آیت سے مقصود ہے دوسری سے وہ مقصود نہیں

جنات میں پیغمبر

ارشاد فرمایا کہ جنات میں پیغمبر نہیں ہوئے جمہور علماء اسی کے قائل ہیں البتہ مجموعہ جن وانس میں پیغمبر ہوئے ہیں جو صرف بشر میں سے پیغمبر ہونے کی صورت میں بھی صادق ہے حق تعالیٰ شانہٗ کے ارشاد "یمعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم الخ" جو بظاہر جنات میں پیغمبر ہونا مفہوم ہوتا ہے اس کی ایک تفسیر یہی کی گئی ہے کہ مجموعہ جن وانس سے پیغمبر آنا مراد ہے ہر ایک سے پیغمبر آنا مراد نہیں منکم میں خطاب کل واحد کو نہیں بلکہ مجموعہ کو ہے کذا فی بیان القرآن صفحہ ۱۳۹ جلد ۳ دوسری تفسیر کل واحد کو خطاب ماننے کی تقدیر پر یہ کی گئی ہے کہ رُسل سے مراد عام ہے خواہ پیغمبر ہوں خواہ انکے نائب جنات میں رُسل سے مراد نائبین پیغمبر[1] یعنی پیغمبروں سے اپنی قوم کو پہنچانے والے مراد ہیں کذا فی الاشباہ صفحہ ۳۸۳

---

[1] جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض جنات کا وحی الٰہی کو سنکر اپنی قوم تک پہنچانا کلام پاک میں سورۂ احقاف کے آخری رکوع میں مذکور ہے مگر بعض حضرات ابن حزم وغیرہ جنات میں بھی نبی ہونے کے قائل ہیں الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۸۳ مطبوعہ بیروت جامع مرتب

نبی کا کفار کے ساتھ رہنا

دار العلوم دیوبند کے ایک مدرس نے سوال کیا کہ بنی اسرائیل
موسیٰ علیہ السّلام کو "اذهب انت وربك فقاتلا"
(کہ تم اور تمہارے خدا جاکر لڑ بھڑ لو) کہنے کے سبب کافر ہو گئے تھے تو پھر ان کے ساتھ کیوں رہے؟ اس پر
ارشاد فرمایا کہ اولاً تو یہ تسلیم نہیں کہ وہ اس قول کی بنا پر کافر ہو گئے اس لئے کہ ان کی مراد یہ تھی کہ آپ جائیں
خدا آپ کی مدد کرے اس سے کفر کہاں لازم آتا ہے[1] اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ وہ اس قول کی وجہ سے کافر ہو گئے
تھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ان کے ساتھ رہنا بغرض رشد و ہدایت تھا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السّلام
ساڑھے نو سو برس اپنی قوم کافر کے ساتھ رہے حضرت ابراہیم علیہ السّلام رہے خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کی زندگی میں کافروں کے ساتھ رہے پس آپ نے یہ مقدمہ کہاں سے سمجھ لیا کہ نبی کا کافروں کے ساتھ رہنا جائز نہیں

فتاویٰ محمودیہ کے مسئلہ پر اشکال و جواب

ایک مولوی فاضل نے عرض کیا
کہ حضرت بہشتی زیور میں تو لکھا ہے
کہ سنتوں کی قضاء نہیں اور فتاویٰ محمودیہ ۱۶ صفحہ میں سنتوں کی قضا سنت بتلاتی ہے تو ارشاد فرمایا
کہ قضا کے دو معنی ہیں ایک اصولیین کے یہاں (مثل واجب کو اس کے مستحق کی طرف سپرد کرنا) جس سے معلوم
ہوتا ہے کہ قضا واجب کی ہوتی ہے اور سنت واجب ہی نہیں تو اس کی قضا کیسی بہشتی زیور میں اسی کے پیش نظر
سنت کی قضا نہ ہونے کا قول مذکور ہے دوسرے فقہاء کے نزدیک یعنی بدل فتاویٰ محمودیہ میں اسی کے پیش نظر
لکھا ہے ماخذ اس کا در مختار ہے اور مستدل اس کا یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لیلۃ التعریس
میں نمازِ فجر فوت ہو گئی جب آپ نے اس کو قضا فرمایا تو اس کی سنتوں کی بھی قضا کی (کذا فی الطحاوی صفحہ ۴۹ جلد ۱)
اسی طرح طحاوی صفحہ ۲۵۵ جلد ۱ میں روایت ہے کہ دو صحابی (ابن عمرؓ و ابن عباسؓ) مسجد نبوی میں فجر کی نماز کے لئے
ایسے وقت پہنچے جبکہ نماز شروع ہو چکی تھی ان میں سے ایک (ابن عباسؓ) تو (مسجد کے دروازہ پر) سنت فجر
ادا کر کے جماعت میں شریک ہو گئے اور دوسرے (ابن عمرؓ) اسی وقت شریک جماعت ہو گئے اور پھر نماز کے بعد
بیٹھے رہے آفتاب طلوع ہو جانے پر سنت فجر کی قضا کی اسی طرح نسائی صفحہ ۲۵ جلد ۱ پر ہے کہ جس شخص سے رات کا درد

---

[1] بیان القرآن صفحہ ۔

فوت ہو جائے اور وہ اسکو فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو ایسا ہی ہے جیسا کہ رات میں پڑھے نیز فقہاء بھی ظہر کی سنت قبلیہ کو فرض سے پہلے نہ پڑھ سکنے کی صورت میں بعد فرض ان کو پڑھنے کے لئے کہتے ہیں اور اس کا نام قضا تجویز کرتے ہیں اس پر بھی کلام کرتے ہیں کہ پہلے چار قبلیہ پڑھے یا بعد کی دو پڑھے (کذا فی فتاوی ہندیہ ج۱ ص۱۱۲ مطبوعہ بیروت) نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ (سنت کی) قضا ثابت ہے طحاوی ج۱ ص۱۶۰ پر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ ظہر کے بعد کی دو سنتیں ایک دینی مشغولی کی بنا پر رہ گئیں تو آپ نے ان کی قضا (بعد عصر) پڑھی؎ بہر حال فتاویٰ محمودیہ میں قضاء سے مراد بدل ہے اصطلاح اصولیین مراد نہیں۔

بیان القرآن

کسی صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کا بیان القرآن تمام متقدمین کی تفاسیر کا خلاصہ ہے۔

روح البیان، خازن، روح المعانی، مظہری

ارشاد فرمایا کہ صاحب روح البیان حاطب لیل (رات میں لکڑی چننے والا) ہے یعنی رطب ویابس (صحیح وضعیف) کو جمع کرنے والا ہے تفسیر خازن میں بھی سب طرح کی روایات ہیں البتہ روح المعانی اور تفسیر مظہری حنفیہ کی تفاسیر میں بہت عمدہ ہیں۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوف اور کلام وغیرہ دونوں میں ہیں مگر شان ہر ایک کی الگ الگ ہے۔

جمع الفوائد ۱۴ کتب حدیث کا خلاصہ

بندہ کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ جمع الفوائد بہت اچھی کتاب ہے چودہ کتب حدیث کا خلاصہ ہے مختصراً اتنا سمجھ لو کہ حضرت تھانویؒ نے اپنی ساری کتابیں مدارس میں دیدی تھیں مگر جمع الفوائد اپنے پاس رکھی وہ کسی کو نہیں دی جمع الفوائد کے آخر میں حضرت تھانویؒ کی تقریظ ہے اس میں ایسا لکھا ہے۔

؎ یاد رہے کہ بعد عصر نفل پڑھنا خصوصیت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلئے دوسروں کیلئے عصر بعد نفل پڑھنا مکروہ ہے ۱۲ از حضرت مدظلہ۔

قمیص میں غسل

ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے قمیص ہی میں غسل دیا گیا اور پھر وہ قمیص اس طرح اتار کر کفن پہنایا گیا کہ بدنِ مبارک برہنہ نہ ہونے پائے[1] اور وہ قمیص جس میں آپ علیہ السلام کو غسل دیا گیا وہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس رہی جیسا کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے (مگر ماخذ اس کا مجھے یاد نہیں) کہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے کسی کو وہ قمیص دکھلائی اور بتلایا کہ یہ وہ قمیص ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا۔

نبی علیہ السلام کی قبر مبارک میں چادر

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک آپ کی قبر میں بچھائی گئی اور بچھانے والے آزاد کردہ غلام حضرت شقرانؓ تھے آپ علیہ السلام کو اس پر لٹایا گیا پھر وہ نکال لی گئی (کذا فی اسلام عاشقی ص۲۹۳) شعر ہے خاکِ پاک قبر اطہر عرش اعظم سے عزیز۔ متصل رہتا ہے جس سے شاہ والا کا کفن۔ نعت محمود ص۳ مولانا ارشاد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ چادرِ مبارک بچھا کر کیا دوسرے ملبوسات بھی اس پر بچھا دیئے گئے تھے؟ تو فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔

بیٹے کی ولی عہدی سنت قیصر و کسریٰ

ایک صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ حضرت معاویہؓ کے یزید کو ولی عہد بنادینے کے متعلق ھو سنۃ قیصر و کسریٰ حضرت عائشہؓ کا مقولہ نہیں بلکہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ کا مقولہ ہے جو تاریخ الخلفاء[2] وغیرہ میں مذکور ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت معاویہؓ نے یزید کو ولی عہد بنادیا اور اس پر لوگوں سے بیعت لینی شروع کی تو حاکم مدینہ مروان کو لکھا کہ اہلِ مدینہ سے یزید کی ولیعہدی پر بیعت لو اس نے خطبہ دیا اور دورانِ خطبہ کہا کہ امیر المومنین حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کو ولیعہد بنادیا ہے آپ بیعت قبول کریں جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ نے ولیعہد تجویز فرمایا تھا اس واسطے یہ ان کی سنت ہے اس پر عبدالرحمن بن ابی بکرؓ نے فرمایا بل ھو سنۃ قیصر و کسریٰ یعنی

---

[1] سیرت مصطفیٰ ص۱۶۴؍۳ و اسلام عاشقی ص۴۰۔ [2] تاریخ الخلفاء مترجم حصہ دوم ص۹۴

یہ ولیعہد بنانا سنت ابو بکرؓ و عمرؓ نہیں یہ تو قیصر و کسریٰ کا طریقہ ہے اس لئے کہ حضرت ابو بکرؓ کے بھی بیٹے تھے اور حضرت عمرؓ کے بھی بیٹے تھے انھوں نے اپنے بیٹوں کو ولیعہد نہیں بنایا جو یقیناً ان (حضرت معاویہؓ کے بیٹے) سے افضل ہیں۔ کسی موقعہ پر حضرت معاویہ مدینہ طیبہ تشریف لائے اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو بلا کر یزید کی ولیعہدی سے مطلع کیا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر خلافت سے بیزار ہو گئے ہو تو بسم اللہ شوق سے استعفیٰ دیدیجئے تا اہل یہاں (مدینہ طیبہ میں) آ نہیں سکتا اور اہل کو کوئی ہٹا نہیں سکتا میں مسلمانوں میں نفاق و شقاق پیدا کرنے والا نہیں ہوں یہ کہکر اٹھے اور چلے گئے۔

حضرت عائشہؓ و ابن عمرؓ کا بیعت یزید سے انکار

اسی سلسلے میں فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں لاکھ ہزار کی رقم پیش کی گئی تو قبول فرمالی اور جب کہا گیا کہ یزید کی بیعت کو بھی قبول فرمائیں تو اسی وقت وہ رقم واپس کر دی اسی طرح ابن عمرؓ کو بھی ایک رقم پیش کی گئی تو یہ کہہ کر رد کر دی کہ ابن عمرؓ بھی تو بیچا ہو گیا اس کا ایمان تو بوڑھا نہیں ہوا ۱۲ تاریخ ابن خلدون مترجم حصہ دوم صہ۔

یزید کو وصیت حضرت معاویہؓ

ارشاد فرمایا کہ ابن جریر طبری نے حضرت معاویہؓ کی وصیت نقل کی ہے جو انھوں نے یزید کو کی تھی کہ میں نے تیری خلافت کا سب انتظام درست کر دیا ہے تیرے لئے ہر امر کو سہل کر دیا صحابۂ کرام میں سے سوائے چار کے اور کسی سے مخالفت کا اندیشہ نہیں عبدالرحمٰن ابن ابی بکرؓ، ابن عمرؓ، حسین ابن علیؓ، اور عبداللہ ابن زبیر انہیں سے اول کو تو کوئی ذاتی رائے حاصل نہیں ابن عمرؓ عبادت و ریاضت میں مشغول ہیں تیرے مقابلہ پر نہیں آئیں گے ہاں حسین ابن علیؓ (اہل عراق کے کہنے میں آکر) ضرور تیرے مقابلہ پر آئیں گے تو حسن تدبیر سے ان پر قابو پالینا وہ قرابت قریبہ رکھتے ہیں ان کا بڑا حق ہے اور اہل بیت کا احترام کرتے رہنا ابن زبیر سو وہ کبھی تو لومڑی کی طرح پیچھے سے آکر حملہ کرے گا کبھی شیر بنکر سامنے سے آئیگا اگر وہ تیرے قابو میں آجائے تو اس کو بے دست و پا کر دینا اس کے ٹکڑے اڑا دینا۔ تاریخ طبری حصہ دوم صہ تاریخ ابن خلدون حصہ چہارم صہ۔

نکاح حضرت خدیجہ رضؓ پر گواہ

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے وقت مسلمان تھے تو اس نکاح پر گواہ کون تھے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اگر کا لفظ دلالت کر رہا ہے کہ آپ کو بوقت نکاح مذکور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمان ہونے میں شک ہے اپنے ایمان کی خبر لیجئے کیونکہ نبی قبل النبوت بھی حق تعالیٰ کی رہنمائی کی بنا پر کفر و شرک وغیرہ سے معصوم ہوتے ہیں ان کی حفاظت کی جاتی ہے آخر حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے مناظرہ میں (اس قول پر کہ مناظرہ قبل النبوت ہوا تھا) ستارہ کے غروب ہونے پر "لا احب الآفلین" اور چاند کے غروب ہونے پر "لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین" اور آفتاب کے غروب ہونے پر "انی بریٔ مما تشرکون" کیسے فرمایا حق تعالیٰ کی رہنمائی ہی تو تھی رہا حضرت خدیجہؓ سے نکاح مذکور پر گواہ کا مسئلہ سو اس وقت تک احکام شرع کی تفصیل نہیں آئی تھی تاہم سرداران قریش کی ایک مجلس تھی جو اس وقت کے دستور کے مطابق اس نکاح پر گواہ تھی جس کا قصہ یہ ہوا کہ حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کو خود پیغام نکاح دیا آپ نے اسکا تذکرہ آپ نے چچا ابو طالب سے کیا انھوں نے کہا کہ وہ مالدار ہیں ہم غریب آدمی ہیں ہمارا اور انکا جوڑ نہیں اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ خود پیغام دے رہی ہیں تو پھر کیا مضائقہ ہے آخر رؤسا قریش کی ایک مجلس منعقد ہوئی اس میں یہ مسئلہ رکھا گیا اہل مجلس میں سے کسی نے کہا ہذا فحل لا یضرب علی انفہ[1] یعنی یہ ایسا نر ہے جسکی ناک پر نہیں مارا جا سکتا اشارہ تھا اسطرف کہ اس نکاح کو رد نہ کیا جائے بالآخر نکاح ہوگیا اور یہی مجلس گواہ رہی۔

کثرت غنائم

ارشاد فرمایا کہ غزوۂ حنین میں جو ۸ھ میں ہوا اس قدر مال غنیمت آیا کہ بعض بعض مجاہد کے حصے میں سو سو اونٹ آئے۔

---

[1] انسانوں کیطرح اونٹوں میں بھی خاندان ہوتے ہیں اہل عرب نیچ خاندان کے اونٹ کو اونچے خاندان کی اونٹنی سے جفتی نہ کرنے دیتے تھے اگر کوئی اونٹ ایسا کرتا تو اس کی ناک پر چھپٹر مار کر اتار دیتے اور جفتی سے روک دیتے تاکہ مخلوط بچہ پیدا نہ ہو اور اگر اونچے خاندان کا اونٹ ہوتا اونٹنی جیسا شریف ہوتا تو اس کو جفتی سے نہ روکتے اور کہتے ہذا فحل لا یضرب علی انفہ" یہ فقرہ وہیں سے چلا ہے ۱۲ از حضرت دام مجدہٗ۔

سلوک و تصوّف

نسبت کی تعریف ارشاد فرمایا کہ حضرت رائپوری ثانی سے کسی نے سوال کیا کہ نسبت کس کو کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اخلاقِ فاضلہ اور اعمالِ صالحہ کی توفیق کو نسبت کہتے ہیں (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جتنے اخلاق ہیں ان میں سے ایک ایک خلق کو اختیار کیا جائے اور جتنے عمل اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہیں ان کو کیا جائے اور جتنے عمل ان کو مبغوض و ناپسند ہیں ان سے اجتناب کیا جائے بس اسی کا نام نسبت ہے۔ فرمودہ حضرت دام مجدہ)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ ارشاد فرمایا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک بڑی جماعت اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ رکھتی تھی (ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بدر میں شریک ہونے والے تیس صحابہ کرام کو پایا سب کے سب اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ رکھتے تھے جمع الفوائد صفحہ ۳۲ ج ۲۔ اس کے علاوہ اور بھی اس طرح کی روایات ہیں جن سے صحابہ کرام کا اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ رکھنا ثابت ہے۔ غور کیجیے کہ جب حضرات صحابہ کرام صحابی رسول ہونے کے باوجود اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ رکھتے ہیں تو غیروں کو تو بدرجہ اولیٰ اس کا اندیشہ ہونا چاہیے)۔

نفع و ضرر اللہ کے قبضہ میں ہے ارشاد فرمایا کہ ایک سال بعض جگہ سے اطلاع ملی کہ یہاں بارش بالکل نہیں جس کی وجہ سے فصل برباد ہو رہی ہے بعض جگہ سے خبر آئی کہ یہاں بارش بہت ہے زمین میں پانی ٹھہر گیا جس کی وجہ سے فصل بیکار ہو گئی۔ اسی سال جب میں پنجاب بھاپور گیا تو دیکھا شاندار فصل ہے پکی کھڑی ہے نہ بارش کی کمی ہے نہ زیادتی مگر کھیتی کاٹنے والا کوئی نہیں اس لئے کہ سب شدید بخار میں مبتلا ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس دنیا میں جس چیز پر اعتماد ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کو ناکام بنا دیتے ہیں اسی طرح جو چیز نفع دینے والی سمجھی جاتی ہے اس کا نقصان وہ ثابت کر دیتے ہیں (جیسا کہ کھیتی کاٹنے والوں پر اعتماد تھا ان کو بیمار کر کے ناکام بنا دیا اور نفع کی چیز سمجھی جاتی ہے اس کو نقصان دہ اور کھیتی کو تلف کرنے والا بنا دیا)

بیوی سے وطی میں اجر ہے

ارشاد فرمایا کہ اگر بیوی سے اس نیت کے ساتھ وطی کی جائے کہ نظر محفوظ رہے نامحرم پر نہ پڑے تو اس میں اجر ہے (اللہ فی جماع زوجتک اجر) مجموعہ چہل حدیث صا۳ مطبوعہ یحیوی سہارنپور)

سب سے افضل درود

ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل درود وہ ہے جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے گو لوگوں نے اپنے اپنے جذبات کے تحت اس کے بہت سے صیغے تجویز کر رکھے ہیں۔

تقویٰ کی حقیقت

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے ایک صحابی سے دریافت کیا کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کبھی خاردار وادی کانٹوں والے راستہ پر چلے ہو؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا جی ہاں دریافت کیا کیسے چلے ہو۔ فرمایا کہ دامن سمیٹ کر کپڑوں اور بدن کو بچا کر کہیں ایسا نہو کوئی کانٹا بدن یا کپڑوں میں لگ جائے۔ فرمایا کہ بس اسی کا نام تقویٰ ہے پھر فرمایا (حضرت دام مجدہٗ نے) روزہ دار روزہ کی حالت میں مختلف چیزیں کھانے پینے کی دیکھتا ہے مگر چکھتا نہیں اس اندیشہ سے کہ کہیں حلق سے نیچے اتر کر روزہ کو فاسد نہ کر دے حالانکہ منہ میں کسی چیز کے رکھنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر پھر بھی اسکو فکر ہوتا ہے اسی طرح جب لڑکی کی منگنی کر دیجاتی ہے تو خود اس کو بھی اور اس کے گھر والوں کو بھی فکر ہو جاتی ہے ایسا نہو کہ لڑکی سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جائے جو لڑکے یا لڑکے والوں کو پسند نہ ہو اور ان کو اس کی خبر ہو جانے پر رشتہ منقطع کرنے کی نوبت آئے بس اسی طرح کا فکر ہر معاملہ میں ہو جائے ایسا نہو کہ کوئی قول وفعل اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف صادر ہو یہی ہے تقویٰ۔

پیٹ بھر کر کھانا

ارشاد فرمایا کہ امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے «الشبع بدعۃ حدثت بعد المأتین» یعنی پیٹ بھر کھانا ایسی بدعت ہے جو دوسری صدی ہجری کے بعد وجود میں آئی ہے (مگر بدعت سے مراد اصطلاحی بدعت نہیں جسکو حدیث پاک میں ضلالت کہا گیا ہے)

زبان کی حفاظت

ارشاد فرمایا کہ زبان حق تعالیٰ شانہٗ کی بہت بڑی نعمت ہے اس سے مختلف پاکیزہ اعمال (طاعات وعبادات تلاوت ذکر تسبیح استغفار وغیرہ) کئے جاتے ہیں اس کو ان ہی مشغول رکھنا چاہئے گندی چیزوں میں جھوٹ غیبت چغلخوری بہتان گالی گلوج وغیرہ میں اس کو مشغول کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی صاف

ستھرے کپڑے کو غلاظت میں ڈال دیا جائے۔

زبان ملک نہیں امانت ہے ارشاد فرمایا کہ زبان اپنی ملک نہیں کہ اس سے جو چاہو کام لو بلکہ امانت ہے اس لئے اس کو ان ہی کاموں میں مشغول رکھنا چاہئے جن کے لئے یہ عطا کی گئی ہے یعنی ذکر تلاوت وغیرہ میں گندے کام یعنی غیبت چغلخوری وغیرہ سے اس کو بچانا چاہئے (ایک موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کو ان باتوں سے روکو انھوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی کیا ہم سے مواخذہ کیا جائیگا ان باتوں پر جو ہم زبان سے بولتے ہیں آپ علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ اے معاذ تجھکو تیری ماں ضائع کرے بہت سے لوگوں کو جہنم میں منھ کے بل زبان کی کٹی ہوئی کھیتیاں ہی ڈالیں گی (مشکوٰۃ شریف ص۱۴)۔

سب سے افضل دعائیں ایک صاحب نے کچھ مطبوعہ دعائیں (جسکے بڑے بڑے فضائل بھی لکھے تھے حالانکہ وہ اسی طرح ان کے فضائل احادیث سے ثابت نہ تھے) حضرت کو دکھلائیں اور دریافت کیا کہ ان دعاؤں کا پڑھنا کیسا ہے تو ملاحظہ فرماکر ارشاد فرمایا کہ دعائیں تو صحیح ہیں اور ان کا پڑھنا بھی درست ہے مگر اس نیت سے پڑھنا کہ یہ سب احادیث سے ثابت ہیں درست نہیں۔ نیز فرمایا کہ سب سے افضل دعائیں وہ ہیں جو قرآن پاک میں وارد ہیں ان کے بعد وہ جو حدیث شریف سے ثابت ہیں۔

فرشتے جب چاہیں تلاوت نہیں کر سکتے ارشاد فرمایا کہ جو ملائکہ وحی لانے پر مقرر تھے وہ حق تک پہنچا گئے جب اور جس وقت بھی جی چاہے وہ تلاوت کرلیں اس پر وہ قادر نہیں یہ نعمت عظمیٰ انسان کو حاصل ہے کہ جب چاہے تلاوت کرلے پس مسلمان کو چاہئے کہ اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرے اور جس قدر ہوسکے کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہے کہ بہت بڑا اجر و ثواب کا کام ہے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں (یہ بھی اس وقت جبکہ بے وضو نماز سے باہر تلاوت کرے) باوضو نماز سے باہر تلاوت کرے تو ایک حرف پر پچیس نیکیاں ملتی ہیں اور نماز میں بیٹھکر تلاوت کرے تو ایک حرف پر پچاس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور نماز میں کھڑے ہو کر تلاوت کرے تو ایک حرف پر سو نیکیاں دیجاتی ہیں۔ (قال علیؓ احیاء العلوم ص۲۴۴)

آنے والوں کے قدم نجات کا ذریعہ ایک صاحب نے حضرت کے پاس لکھا کہ لوگوں کی اپنے پاس آمد و رفت سے وحشت ہوتی ہے جی تنگ ہوتا ہے اور ان پر غصہ آتا ہے تو بندہ (مرتب) کو مخاطب بناکر املا کراتے ہوئے

ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ آنے والوں کے قدموں کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں جو آتے ہیں وہ خود نہیں آتے بلکہ بھیجے جاتے ہیں (من جانب اللہ آتے ہیں) ان کی خدمت ظاہر ہے کہ نجات کا ذریعہ ہے۔

خدمت کا ثمرہ

ارشاد فرمایا ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد جو شخص اپنے بڑوں کی خدمت کرتا ہے حق تعالیٰ شانہ اس کو مخدوم بنا دیتے ہیں اس کے چھوٹے اس کیلئے خادم بنجاتے ہیں۔

ایک شعر کا مطلب

مولوی حامد میاں صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند نے دریافت کیا کہ حضرت اس شعر کا کیا مطلب ہے؟ شعر یہ ہے ~~ بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید ۔ کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا تو ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم، عمل، تقوی، ورع، اور اخلاق وغیرہ میں کامل ہوگا وہ خلافِ شرع کا حکم نہیں دے گا اس نے اس کی اطاعت کرو گو وہ کسی ایسے کام کا حکم کرے جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہو لیکن دعوی کرنے کو تو بہت ہیں کریں دیا ویسا ہوں مگر ہوتے ہیں ایسے خال خال ہی۔

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے شعر بالا کے متعلق سوال

پھر فرمایا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے یہاں ایک طالب علم تھا اس نے شاہ صاحب سے اس شعر کا مطلب پوچھا شاہ صاحب نے اس سے ایک رات فرمایا کہ فلاں جگہ فلاں طوائف کے یہاں جاؤ کچھ رقم بھی وہاں کے خرچ کے لئے دی یہ سن کر بڑا حیران کہ آخر شاہ صاحب کیا فرما رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے پھر کہا اور اصرار کے ساتھ کہا تو مجبوراً وہاں گیا ساتھ میں مصلی بھی لے گیا اور رات بھر وہاں باہر ہی نفلیں پڑھ کر صبح کو واپس آگیا شاہ صاحب نے دریافت فرمایا کہو رات کیسی گذری۔ اس نے بتایا شاہ صاحب نے اگلی شب پھر بھیجا اس رات بھی صبح تک نفلیں پڑھکر آگیا جب رات آئی تو شاہ صاحب نے پھر بھیجا یہ گیا اور کچھ حصہ رات نفلوں میں گذار کر مصلی لپیٹ کر رکھدیا کہ دیکھنا تو چاہئے آخر ماجرا کیا ہے شاہ صاحب روزانہ بھیجتے ہیں اتنے میں آہ آہ کی آواز اس کے کان میں پڑی یہ اندر گیا اور اس طوائف سے آہ آہ کرنے کی وجہ معلوم کی اس نے بتلایا کہ اب تک تو میری عصمت محفوظ تھی اب مجھے فکر ہے کیونکہ آج تو نے جلدی ہی مصلی اٹھالیا اس نے پوچھا کہ جب تیری عصمت محفوظ ہے تو یہاں تیرا قیام کیسے یہاں تو دوسری طرح کی عورتیں رہتی ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ میری شادی ایک نوجوان سے ہوئی تھی جب بارات مجھے لیکر چلی تو راستے میں ڈاکوؤں نے بارات کو لوٹ لیا اور مجھے بھی یہاں لاکر فروخت کر گئے اس طالب علم نے تحقیق کی اس کا وطن پوچھا اس کے والد کا نام پوچھا شوہر کا نام وغیرہ معلوم کیا تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ وہ

اس کی بیوی ہے اور یہ اس کا شوہر ہے اس نے پوچھا آپ کہاں رہے اس نے بتلایا کہ جب بارات لٹ گئی میں نے بھی شاہ صاحب کے یہاں آکر طالب علمی اختیار کرلی اس کے بعد جو کچھ ہونا تھا ہوا صبح کو شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو شاہ صاحب اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئے اور فرمایا کہو بھائی اس شعر کا مطلب سمجھ میں آگیا اس نے جواب دیا جی ہاں۔ خوب سمجھ میں آگیا

حضراتِ مدرسین کے لئے جامع نصائح ایک صاحب نے تحریراً عرض کیا کہ میں فلاں مدرسہ میں پڑھاتا ہوں اور فلاں سے بیعت ہوں آپ کچھ نصائح فرمادیں اس پر ارشاد فرمایا کہ طلبہ اور کتابوں کا پورا پورا حق ادا کرنے کی کوشش کریں طلبہ کو اپنا محسن سمجھیں کہ انھوں نے آپ کے علوم کی تخم ریزی کے لئے اپنے قلوب کو پیش کیا اور اس طرح آپ کے علوم متعدی ہوئے ورنہ تو محدود ہو کر رہ جاتے اس لئے صلبی اولاد کی طرح طلبہ پر شفقت کریں آپ کی خامیوں کو آپ کے اساتذۂ کرام نے دور کیا ہے اپنے طلبہ کی خامیوں کو آپ دور کریں جو کتاب پڑھائیں پورے مطالعہ کے بعد پڑھائیں اگرچہ متعدد بار پڑھا چکے ہوں حق تعالیٰ شانہ ہر مطالعہ میں کچھ نہ کچھ نیا فیض عطا فرماتے ہیں میں دل سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ علم وعمل میں برکت دے۔

رمضان کا مہینہ ارشاد فرمایا کہ رمضان کا مہینہ کسی کو ناراض کرنے کا نہیں ہوتا بلکہ ہر مخلوق کے ساتھ رحم وکرم ہمدردی وغمگساری کا مہینہ ہے حدیث پاک میں اس کو شہر الصبر اور شہر المواساۃ فرمایا گیا ہے۔ مشکوٰۃ ص ۱۷۳ ج ۱

معتکفین کی خدمت ارشاد فرمایا کہ اگر معتکفین کی خدمت کروگے تو ہر معتکف کے اعتکاف میں تمہارا حصہ ہوگا اور اگر اعتکاف کروگے تو صرف اپنے اعتکاف کا ثواب ملے گا۔

مرض ومعصیت کیا ہے ایک صاحب کو نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو چیز مرض ہے وہ معصیت ہے اور جو مرض نہیں وہ معصیت نہیں معصیت اختیاری چیز ہے جو بے اختیار صادر ہو وہ معصیت نہیں برے خیالات خود آئیں تو ان کی فکر میں نہ پڑیئے کہ وہ مرض نہیں معصیت بھی نہیں البتہ ان کو ذہن میں جمانا یا ان کو زبان پر لانا یا ان کے موافق عمل کرنا مرض ہے معصیت ہے اور دیکھئے نماز اس طرح پڑھیئے کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک کہ تم حق تعالیٰ شانہ کو دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہوسکے تو یہ تصور کیجئے کہ حق تعالیٰ شانہ تم کو دیکھ رہے ہیں اس طرح نماز پڑھی جائے گی تو خشوع خضوع خوب پیدا ہوگا نماز میں جی لگے گا اس کے ثمرات عمدہ ظاہر ہوں گے۔

ایک شعر میں ترمیم

ارشاد فرمایا کہ ایک شعر ہے ؎ کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل، نسیم صبح تیری مہربانی۔ اسمیں مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نے ترمیم کی ہے ؎ کہاں میں اور کہاں یہ کیف ایمان، میرے اللہ تیری مہربانی۔

مخلوق پر رحم

مختلف ممالک ایران وغیرہ کے کچھ حضرات حاضر خدمت ہوئے اور نصیحت کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا۔ کہا اس کا ہر گز نہ مانے گی دنیا، جو اپنی نصیحت پہ عامل نہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ حدیث میں ہے "الراحمون یرحمہم الرحمٰن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء" یعنی ؎ کرو مہربانی تم اہل زمیں پر۔ خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ حق تعالیٰ شانہ میرے ساتھ ایسا معاملہ فرمائیں اس کو چاہئے کہ مخلوق خدا کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرے مثلاً اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے ساتھ عفو وصفح کا معاملہ فرمائیں تو اس کو لازم ہے کہ خلق خدا کے ساتھ عفو وصفح کے ساتھ پیش آئے

احکام شرع پر صبر کے ساتھ عمل کیا جائے

ایک صاحب نے جو ایران کے تھے عرض کیا کہ ایران میں ہم سنی لوگ اقلیت میں ہیں شیعوں کی کثرت ہے دعا فرمائیں حق تعالیٰ شانہ ہمیں ان پر غالب فرما دیں تو ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے "کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصٰبرین" بسا اوقات چھوٹی جماعت بڑی بڑی جماعت پر بحکم الٰہی غالب آگئی ہیں اور حق تعالیٰ شانہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں اس کے بعد فرمایا کہ احکام شرع پر صبر کے ساتھ عمل کریں انشاء اللہ غالب رہو گے۔

آمدنی کے تین حصے

ایک صاحب غیر مسلم غازی آباد سے حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے سنا ہے آپ کچھ بتاتے ہیں میں پریشان رہتا ہوں کاروبار میں فائدہ نہیں ہوتا آخر اس کی وجہ کیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ بنیادی بات تو یہ ہے کہ ہر شخص کے پیدا ہونے سے پہلے اس کی قسمت میں سب کچھ لکھ دیا گیا ہے جس چیز کا ملنا لکھ دیا گیا ہے وہ ضرور مل کر رہے گی گو تمام مخلوق چاہے کہ نہ ملے اور جو چیز ملنی نہیں لکھی وہ ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ تمام مخلوق کوشش کرے کہ مل جائے رہا تنزلی اور

کاروبار میں خسارہ کا سبب سوءِ خاتمہ دو ہیں اول اپنی طرف کسی کا حق ہو نا کہ یہ بہت خطرناک ہے جب تک وہ ادا نہیں کیا جاتا پریشان کرتا ہے دوم خیرات نہ کرنا اسلئے اگر اپنے اوپر کسی کا حق ہو تو وہ ادا کریں ہو اور سوچنے سے یاد بھی نہ آئے تو اس نیت سے خیرات کر دیں کہ اگر ہم پر کسی کا حق ہو تو حق تعالیٰ شانہ ہم کو اس سے اس خیرات کے ذریعہ سبکدوش فرمائیں اس کے علاوہ بھی غریبوں کے حال پر نظر رکھیں کہ کہا گیا ہے کہ کرو مہربانی تم اہلِ زمین پر۔ خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر۔ جیسا معاملہ مخلوقِ خدا کے ساتھ کیا جائیگا ویسا ہی معاملہ تمہارے ساتھ ہوگا۔ اگر مخلوقِ خدا کے ساتھ رحم و کرم کا معاملہ ہوگا تو تم پر بھی رحم و کرم کا نزول ہوگا اس لئے اپنی آمدنی کے تین حصے کریں ایک حصہ کاروبار میں لگائیں ایک حصہ اہل و عیال پر خرچ کریں اور ایک حصہ فقرا اور مساکین پر صرف کریں۔

اچھی تقریر

ارشاد فرمایا کہ تقریر تو وہی اچھی ہوتی ہے جس میں بس آیات و احادیث ہوں اپنی طرف سے کچھ نہ ہو اپنی طرف سے تو ترجمہ ہی کافی ہے۔

مشائخ کی محبت اکسیر ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائپوریؒ نے فرمایا تھا کہ مشائخ کی محبت اکسیر ہے بشرطیکہ قلب میں خرخشہ نہ ہو میں نے (حضرت دام مجدہٗ نے) دریافت کیا کہ خرخشہ کا کیا مطلب؟ تو فرمایا کہ شیخ کے قول وفعل پر یہ کہنا کہ ایسا کیوں کیا ایسا کیسے فرمایا (مطلب یہ کہ شیخ کے قول وفعل کو بلاچون وچرا تسلیم کرے اس میں مجتیں نہ نکالے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی سے حضرت تھانویؒ نے نقل کیا ہے طالبعلمے کہ چون وچرا نہ کند وسالکے کہ چون وچرا بکند ہر دو را بہ چراگاہ باید فرستاد کہ جو طالب علم چون وچرا نہ کرے اور جو مرید چون وچرا کرے دونوں کو چراگاہ بھیج دینا چاہئے) ؂

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی — الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کے سینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ انکو — یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

تمنا دردِ دل کی ہے تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

اس کے بعد حضرت دام مجدہ نے فرمایا کہ ایسا حق تعالیٰ شانہ نے اسلئے کیا کہ ان کے اندر اس سے کمزوری پیدا ہو جائے (تین) دن میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا فائدہ۔ ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کا کاٹ دینا مسنون ہے شامی ج ...

ملا دو پیازہ کا شیعہ سے اشاروں میں مناظرہ

ارشاد فرمایا کہ جہانگیر کے زمانہ میں ایران سے کچھ شیعہ آئے اور بادشاہ کے یہاں قیام کیا لوگوں کو مناظرہ کا چیلنج کیا مگر کوئی ان سے مناظرہ کرنے کے لئے تیار نہ ہوا اس لئے کہ سب سوچتے تھے کہ یہ بادشاہ کے مہمان ہیں لیکن ملا دو پیازہ تیار ہو گیا چنانچہ وقت مناظرہ طے ہو گیا یہ بھی طے ہو گیا کہ مناظرہ اشاروں میں ہوگا سوال بھی اشاروں میں ہوگا جواب بھی اشاروں میں ہوگا جب مناظرہ کا وقت آیا تو ملا دو پیازہ نے بیس گز لمبے کے تھان کا عمامہ باندھا اور بیس گز ہی شملہ چھوڑا جس کو لوگ پیچھے سے اٹھائے ہوئے تھے اور ایک چوکور بھاری پتھر جزدان میں رکھا کہ یہ کتاب اینٹ البر ہے اگر حوالہ کی ضرورت پیش آئے تو اس سے حوالہ دیا جا سکے جب اسٹیج پر پہنچا تو اپنے جوتے اپنے سامنے اسٹیج پر ہی رکھ لئے مخالف شیعہ نے یہ حال دیکھ کر کہا کہ تم نے یہ کیا بدتمیزی کی کہ جوتے شاہی اسٹیج پر ہی لے آئے اس پر ملا دو پیازہ نے کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شیعہ لوگ جوتا چور تھے مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں آج ان کی ذریت میرا جوتا نہ چرا لے اس لئے اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لئے شیعہ بولے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شیعہ تھے کہاں جناب تہمت لگا رہے ہو اس پر ملا دو پیازہ نے جواب دیا کہ میں بھول گیا خلیفۂ اول حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت میں وہ ایسا کرتے تھے وہ بولے کہ اس زمانہ میں بھی شیعہ نہ تھے ملا دو پیازہ بولا کہ ہاں اب یاد آیا خلیفۂ دوم حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں وہ جوتا چراتے تھے انھوں نے کہا کہ اس وقت بھی شیعہ نہ تھے تب ملا دو پیازہ نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہو رہی ہے خلیفۂ سوم حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں ضرور ایسا ہوتا تھا وہ بولے کہ اسوقت بھی شیعہ کہاں تھے اس پر ملا دو پیازہ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بس جی سمجھ گئے جس مذہب کے ماننے والے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہ تھے اور نہ ہی اوّل کے تینوں خلفاء کے زمانہ میں تھے اس مذہب کا کیا حال ہوگا اس کے بعد مناظرہ اس طرح شروع ہوا کہ شیعہ نے ایک انگلی دکھائی ملا دو پیادہ نے دو انگلیاں دکھائیں پھر شیعہ نے پانچوں انگلیاں دکھائیں ملا دو پیازہ نے مٹھی بند کر کے دکھائی پھر شیعہ نے انڈا دکھایا تو ملا دو پیازہ نے پیاز دکھلائی اسپر مناظرہ ختم ہو گیا بعد میں شیعہ نے کہا کہ ملا دو پیازہ بہت بڑا مناظر معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ میں نے ایک انگلی دکھلا کر اشارہ کیا کہ ایک اللہ کو ماننا ضروری ہے تو اس نے دو انگلیاں دکھا کر بتایا کہ صرف اللہ کو ماننا

کافی نہیں رسول کو ماننا بھی ضروری ہے پھر پانچ انگلیاں دکھا کر پنج تن پاک (حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ) کی طرف اشارہ کیا تو اس نے بند مٹھی دکھا کر اشارہ کیا کہ پانچوں مجتمع ہیں ایک دوسرے سے الگ نہیں اس کے بعد میں نے انڈا دکھا کر اشارہ کیا کہ آسمان گول ہے انڈے کی طرح تو اس نے پیاز دکھلا کر بتلایا کہ آسمان ایک نہیں بلکہ پیاز کی طرح تہ برتہ متعدد آسمان ہیں اس کے بعد ملا دو پیازہ سے حقیقت معلوم کی گئی تو اس نے بتایا کہ جب شیور نے ایک انگلی دکھا کر اشارہ کیا کہ تیری ایک آنکھ پھوڑ دوں گا تو میں نے دو انگلی دکھا کر اشارہ کر دیا کہ میں تیری دونوں پھوڑ دوں گا اور جب اس نے پانچ انگلیاں یعنی چپت دکھایا تو میں نے بند مٹھی یعنی مکا دکھا دیا کہ تیرے پاس تو چپت ہے مگر تیری خبر مکے سے لوں گا اور جب اس نے انڈا دکھایا تو میں نے پیاز دکھا کر بتا دیا کہ انڈا بغیر پیاز کے نہیں کھایا جاتا پیاز کے ساتھ کھایا جاتا ہے اور وہ میرے پاس ہے۔ اس کے بعد حضرت دام مجدہٗ نے فرمایا کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ متکلم کی مراد کچھ ہوتی ہے اور مخاطب کچھ سمجھتا ہے کسی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت ملا دو پیازہ نام کا کوئی آدمی تھا بھی یا ویسے ہی مشہور ہے تو ارشاد فرمایا کہ جی ہاں اس نام کا شخص گذرا ہے ویسے ہی مشہور نہیں البتہ ایسے لوگ جو بادشاہوں کے زیادہ قریب ہوتے ہیں ان کی طرف غلط سلط قصے بہت منسوب کر دیے جاتے ہیں۔

شاہجہاں کو شاہجہاں سے موسوم کرنے کی وجہ

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہجہاں پر اعتراض کیا کہ وہ تو شاہِ ہند ہے اس کو شاہجہاں کیوں کہا جاتا ہے اس کے یہاں ایک نو عمر لڑکا تھا وہ بولا کہ میں جواب دوں گا وہ یہ کہ ہند کے جتنے اعداد ہیں جہاں کے بھی اتنے ہی ہیں ہند کے اعداد انسٹھ ہیں اس طرح کہ ھا کے پانچ نون کے پچاس اور دال کے چار کل انسٹھ ہوئے جہاں کے بھی انسٹھ ہیں اس طرح کہ جیم کے تین ھا کے پانچ الف کا ایک اور نون کے پچاس کل انسٹھ ہو گئے اس لئے اس کو شاہِ ہند کے بجائے شاہجہاں کہا جاتا ہے۔

ملا دوازدہ کی تشریح

ارشاد فرمایا کہ سہارنپور میں ایک مدرس تھے مولانا ثابت علی صاحبؒ ان سے جب کوئی طالب علم حاشیہ دیکھ کر سوال کرتا تو دریافت فرماتے کہ یہ بتلاؤ حاشیہ کس کا ہے؟ ملا دوازدہ کا قول معتبر نہیں جہاں پر حاشیہ ختم ہوتا ہے وہاں پر بارہ کا نمبر لکھا ہوتا ہے اس کو ملا دوازدہ فرمایا کرتے تھے مفتی عبدالعزیز صاحب رائپوری نے (جو حضرت کی مجلس میں موجود تھے) معلوم کیا کہ ۱۲ کا نمبر اسی کا مخفف ہے؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ حد کا نمبر ہے حا کے آٹھ عدد اور دال کے چار کل بارہ ہوئے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں پہنچ کر حاشیہ اپنی حد کو پہنچ گئی

ناخدا میں اضافت مقلوبی

ارشاد فرمایا کہ ملاّح کو جو ناخدا کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اضافت مقلوبی ہے اصل میں خدائے ناؤ تھا اضافت میں قلب اختیار کیا گیا ناخدا ہوگیا۔

لڑکی نے مصرع پر مصرع لگایا

ارشاد فرمایا کہ ایک لڑکی اپنے باپ کا کھانا لیکر جنگل جارہی تھی راستہ میں باغ تھا کسی نے وہاں یہ مصرع موزوں کیا باغ میں بودا پودے پہ پتہ پتہ پہ قطرہ شبنم کا۔ اس کو لڑکی نے سنا تو فی البدیہہ کہا۔ ہاتھ میں ڈلیا ڈلیا پہ روٹی روٹی پہ قتلہ شلغم کا۔

مدحیہ قصیدہ پر ہموزن مکتوب انعام

ارشاد فرمایا کہ ایک خلیفہ نے اپنے یہاں اعلان کرایا کہ ہماری شان میں جو شخص قصیدہ لکھکر لائے گا تو اس کو اس کاغذ کے ہموزن سونا دیا جائیگا جس پر وہ قصیدہ لکھکر لائے گا شاعر لوگ اچھے اچھے قصیدے لکھکر لائے مگر خلیفہ کا حافظہ بڑا قوی تھا اس لیے ایک مرتبہ اس کو سن کر یاد کر لیتا اور کہدیتا کہ یہ تو ہمارا قصیدہ ہے پھر پڑھکر بھی سنا دیتا ابو العباس شاعر کو اس کا پتہ چلا اس نے ٹھیٹ دیہاتی غیر مانوس الاستعمال اور ثقیل الفاظ میں قصیدہ تیار کیا اور اس کو بجائے کاغذ پر لکھنے کے پتھر کے سِل پر لکھ کر لے گیا اور خلیفہ کو سنایا جو اس کو یاد ہی نہ ہو سکا پھر کہا کہ ہم لوگ جنگل دیہات میں رہنے والے غریب آدمی ہیں کاغذ میسر نہیں ہوتا اس لئے پتھر کی سِل پر لکھکر لایا ہوں خلیفہ کو اپنے کہنے کے مطابق اس پتھر کے ہموزن سونا دینا پڑا اور یہ سب اگلا پچھلا وصول کر کے رخصت ہوا اسکے بعد خلیفہ نے تحقیق کی کہ کون شخص تھا معلوم ہوا کہ ابو العباس مشہور شاعر تھا جو دیہاتی لباس پہنکر آیا تھا خلیفہ نے اس کو بلا کر کہا کیوں رے تو نے ہمیں دھوکا دیا تو اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ شاعر آدمی ہیں ہماری آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ کسی کی شان میں قصیدہ لکھکر پیش کر دیں اور وہ انعام دیدے آپنے ایسی صورت اختیار کی جس کی بنا پر ہم محروم رہجاتے اس لئے ہم اس صورت کے اختیار کرنے پر مجبور ہوئے۔

تحریک سب ایک ہو جاؤ کا ایک لطیفہ

ارشاد فرمایا کہ ۱۸۵۷ء کے بعد ایک تحریک چلی سب ایک ہو جاؤ میرے ایک عزیز نے (جو طبی پور نامی بستی میں رہتے تھے) اس دوران تین شخصوں کی دعوت کی ایک بھنگی کی ایک چمار کی اور ایک برہمن کی اور ایک کو دوسرے کی خبر نہ کی جب وقت مقررہ پر تینوں آگئے تو چائے بنا کر مٹی کی پیالی میں سب سے پہلے بھنگی کو دی اور کہا کہ ہم غریب آدمی ہیں ہمارے یہاں پیالی ایک ہی ہے نمبروار سب اسی سے پی لینا اس نے بے تکلف پی لی پھر

اسی میں چمار کو دی اس نے بھی پی لی پھر اسی میں برہمن کو دی اس پر وہ برہمن بولا ہے رام ہے رام میرے عزیز نے کہا کہ بس یہ ہے فرقہ پرست ابھی تیری شکایت کرتا ہوں کہ یہ فرقہ پرست ہے تو گھبرا گیا پڑا گیا ہے پی اسے مجبوراً اس نے بھی پی لی اور بولا کہ اب آپ بھی اس میں پیجئے انھوں نے کہا کہ ہم نے تو روزہ رکھا ہے روزہ میں دن کو کھایا پیا نہیں کرتے شام ہونے پر کھایا پیا کرتے ہیں ہم بھی شام کو غروب آفتاب کے بعد کھائیں پئیں گے۔

قدرتی چمچی مصنوعی چمچی سے بہتر ہے

ارشاد فرمایا کہ علامہ رشید رضا مصری دارالعلوم دیوبند میں تشریف لائے اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے ساتھ ناشتہ کیا جس میں حلوہ بھی تھا علامہ رشید تو اس کو چمچی سے کھا رہے تھے اور حضرت علامہ انور شاہ انگلی سے کھا رہے تھے انھوں نے کہا کہ حضرت چمچی لے لیجئے تو فرمایا کہ اس چمچی سے یہ قدرتی چمچی چند وجوہ اچھی ہے ایک تو یہ کہ اس میں پھیلنے اور سکڑنے کی صلاحیت ہے جو آپ کی چمچی میں نہیں دوسرے یہ کہ اس میں احساس ہے پتہ لگا لیتی ہے کہ کھانا کتنا گرم ہے منھ اس کو برداشت کر سکتا ہے یا نہیں بخلاف آپ کی چمچی کے کہ اس میں احساس نہیں تیسرے یہ کہ اس کو منھ کے ساتھ ہمدردی ہے منھ کو اذیت نہیں دیتی لیکن آپ کی چمچی میں خطرہ ہے ہو سکتا ہے کہ منھ میں لگ جائے چوتھے یہ کہ انسان کو اس سے انس ہے اس کو چوسنے میں لذت آتی ہے بخلاف آپ کی چمچی کے کہ اس کو نہ انس ہے اور نہ اس کو چوسنے میں لذت آتی ہے۔

ابن سینا کے بارے میں ایک بزرگ کا تأثر

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ صاحب شیخ ابن سینا سے ملاقات کرنے کے لئے گئے واپس آکر ان کے بارے میں اپنا تأثر پیش کیا کہ شیخ اخلاق ندارد۔ لوگوں نے اس مقولہ کی خبر ابن سینا کو پہنچائی تو اس نے ایک کتاب علم اخلاق میں تصنیف کرکے ان کے پاس بھیجدی اس پر ان بزرگ نے کہا کہ شیخ تو میرے مقولہ کا مطلب بھی نہیں سمجھا میں نے یہ کہا شیخ اخلاق ندارد کہ شیخ اخلاق نہیں رکھتا یہ نہیں کہا شیخ اخلاق نداند کہ شیخ اخلاق نہیں جانتا اخلاق کا جاننا اور بات ہے ان پر عامل ہونا اور چیز ہے۔

بابر کا ننگے پیر سفر

ارشاد فرمایا کہ سلطان بابر نے اپنے ایک خط میں لکھا ہے جو تاریخ کی کتابوں میں نقل کیا گیا ہے کہ میں لشکر کے ساتھ ننگے پیر چلتا ہوں جس کی وجہ سے اگر کوئی ببول کا کانٹا پیر کے نیچے آجاتا ہے تو پیر کی کھال کی سختی کے سبب ٹوٹ جاتا ہے پیر میں اس کا اثر نہیں ہوتا

صنعتِ قلبؒ

ارشاد فرمایا کہ شعر ع شکر بترازوئے وزارت برکش ۔ شوہم روبیل بلب ہر مہوش میں صنعت قلب ہے کہ الٹی سیدھی دونوں طرف سے ایک ہی طرح پڑھا جاتا ہے جیسا کہ مولوی سے دام برآئید یا رب فقروں میں یا ورد میں ہے ۔

انگریزی خوانوں کے حالات ایک مصرع میں

ارشاد فرمایا کہ انگریزی پڑھنے والوں کے حالات اکبر مرحوم نے ایک مصرعہ میں جمع کر دیئے ہیں اور وہ یہ کہ ع بی اے ہوئے ڈپٹی بنے پنشن ملی اور مرگئے ۔

دارالعلوم، ندوہ، علیگڈھ کی مثال

ارشاد فرمایا کہ اکبر مرحوم ہی نے دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ علیگڈھ تینوں کی مثال دو شعر میں نظم کی ہے جو یہ ہیں ۔ ہے دلِ روشن مثالِ دیوبند ، اور ندوہ ہے زبانِ ہوشمند ، ہاں علیگڈھ کی بھی تم تشبیہ لو ، اک معزز پیٹ بس اس کو کہو ۔

قیس ابن سعدؓ شریح قاضیؒ اور احنف بے ریش تھے

ارشاد فرمایا کہ قیس ابن سعد ابن عبادہؓ شریح قاضیؒ اور احنف کے ڈاڑھی نہیں تھی ان کے چہرہ میں کوئی بال نہ تھا کذا فی الاکمال مع مشکوۃ ص ۶۱۳

ایک صاحبؒ کے مکان میں جن

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب کے مکان میں جن رہتا تھا کبھی کبھی بولتا بھی تھا ایک روز انھوں نے حقہ کا پانی نالی میں گرا دیا تو بولا کہ یہ بدبودار پانی جہاں چاہتے ہیں ڈالدیتے ہیں یہ نہیں دیکھتے کہ یہاں کوئی بستے بھی ہے اس پر انھوں نے کہا کہ نالی میں بسنے کو کس نے کہدیا جو نالی میں رہے گا اس پر تو گندا پانی گرے گا ہی ایک روز یہ سفر میں گئے راستہ میں بڑی شدت سے بھوک لگی تو کہنے لگے کہ سبھو رے گھر تو پریشان کرتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ ہم کو بھوک لگ رہی ہے کھانا ہی کھلا دیں اسی دوران دیکھا کہ ایک طشت درخت کے نیچے رکھا ہوا ہے جس میں گرم گرم حلوا ہے انھوں نے ایک ہاتھ اس میں ڈالا تو وہیں چپک گیا اتنا بوجھل ہوگیا کہ اٹھ نہیں پاتا دوسرا ہاتھ ڈالا اس کا بھی یہی حال ہوا تب اس میں منہ مارا اس پر اس جن نے قہقہہ لگایا اور کہا کہ واقعی بہت بھوک لگ رہی ہے ہاتھ اور منہ کھل گئے اطمینان سے کھا لیا ۔

صاحب جن کو رات میں کڑھی کا شوق

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب کے جن تابع تھا ایک مرتبہ رات میں ان کو کڑھی کا شوق ہوا اس جن کو کہا تو فوراً پکی پکائی کڑھی کی ہانڈی حاضر کر دی صبح کو بھنگن نے سنایا کہ رات کڑھی پکائی تھی غضب ہوا کہ چولہے سے ہنڈیا کی ہنڈیا غائب ہو گئی اس سے معلوم ہوا کہ اس بھنگن کے یہاں سے لایا تھا نیز معلوم ہوا کہ جنات اس طرح کہ چیزیں چوری کر کے لاتے ہیں جس کا حکم ظاہر ہے۔

جن کا ایک طالب علم کو کھانا کھلانا

ارشاد فرمایا کہ ایک طالب علم رات کو مسجد میں سو رہا تھا درمیان میں اس کو کسی نے جگایا اور پوچھا کہ کچھ کھاؤ گے اس نے کہا کھاؤں گا اس نے گرم گرم حلوہ پیش کیا اس نے کھایا پھر پوچھا کچھ اور کھاؤ گے اس نے کہا ہاں تو وہ اس کو اپنے ساتھ لے گیا اور ایک جگہ لے جا کر بیٹھا دیا قریب میں پردہ تھا اس کے پیچھے انداز ہوتا تھا کہ عورتیں اور بچے ہیں کھانا پکنے کا انتظام ہے وہاں سے کھیر لا کر سامنے رکھی وہ بھی اس نے کھالی پھر پوچھا کہ کچھ اور چاہئے اس نے کہا ہاں چاہئے اس پر وہ پردہ میں گیا اور ایسا گیا کہ واپس نہ آیا دیر ہو گئی اس طالب علم کو بیٹھے بیٹھے نیند آگئی ذرا دیر سویا آنکھ جو کھلی تو دیکھا کہ نہ پردہ ہے نہ اس کے پیچھے کوئی ہے کسی اجنبی جگہ بیٹھا ہے وہیں پڑ کر سو گیا صبح کو اٹھا تو دیکھا کہ جنگل میں پڑا ہوا ہے وہاں سے اٹھ کر اپنے مدرسہ میں آیا۔

طلبہ کو کچھ کہنا بڑا مشکل

ارشاد فرمایا کہ آج کل طلبہ کو کچھ کہنا بڑا مشکل ہے بڑے شاندار جواب دیتے ہیں چنانچہ ایک طالب علم مطبخ سے ایک ہاتھ میں نان اور دوسرے میں دال کا پیالہ لئے ہوئے گذر رہا تھا ایک صاحب نے دیکھکر کہ کھانا کھلا ہوا ہے اس کو نصیحت کی کہ مولانا کھانا ڈھانک کر لانا چاہئے آپ کے کھانے پر لوگوں کی نظر پڑتی ہے تو اس پر خفا ہو کر جواب دیا کہ آپ کو حیا نہیں آتی دوسروں کے کھانے کو تکتے ہو۔

مسلم اور عیسائی کا دلچسپ سفر

ارشاد فرمایا کہ ایک مسلم اور ایک عیسائی نے سفر شروع کیا آٹھ روز چل کر ایک جگہ قیام کیا عیسائی نے کہا اے محمدی کچھ کھلاؤ آٹھ روز ہو گئے کچھ کھایا نہیں ہے اس پر مسلمان نے دعا کی کہ اے اللہ مجھے اس کافر کے سامنے رسوا نہ کر کھانا عطا فرما اس کی دعا قبول ہوئی فوراً ایک خوان آیا جس میں اس زمانے کے اعتبار سے اعلیٰ قسم کا کھانا تھا دونوں نے اس کو کھالیا پھر آگے چلے آٹھ روز چل کر ایک جگہ ٹھہرے اور اب کے مسلمان نے عیسائی سے کہا کہ اس مرتبہ آپ کا نمبر ہے اس ڈر سے کہ کہیں وہ پھر مطالبہ نہ کرے اس نے اپنی لاٹھی پر ٹیک لگا کر کچھ پڑھا کہ یکایک پہلے جیسے دو خوان آئے جن میں پہلے خوان سے دوگنا دوگنا کھانا تھا

مسلمان کو اس پر بڑی حیرت ہوئی عیسائی نے اس کو کھانے کے لئے کہا تو انکار کر دیا اس نے کہا آپ کھائیے میں آپ کو دو خوشخبری سناتا ہوں ایک یہ کہ یہ کھانا آپ ہی کے طفیل میں آیا ہے میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ اگر اس مسلمان کا تیرے یہاں کچھ مرتبہ ہے تو اس کے طفیل میں ہمیں کھانا دے دوسرے یہ کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ یعنی میں مسلمان ہوتا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ مسلمان کو اپنے مرتبہ کا علم نہیں ہوتا نیز معلوم ہوا کہ بعض مرتبہ آدمی کو کسی کے طفیل میں کوئی نعمت ملتی ہے اور اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ فلاں کو میرے طفیل میں فلاں چیز ملی ہے۔

کتبِ سابقہ میں مرزا کا تذکرہ

ارشاد فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ کتب سابقہ توریت انجیل وغیرہ میں جہاں بھی میرا تذکرہ کیا گیا ہے لفظ نبی سے کیا گیا ہے (ناظرین اس کی حقیقت پر خود غور فرمالیں اظہر من الشمس ہے)

ہرنی کو قوت گویائی عطا ہوئی

ارشاد فرمایا کہ ایک بوڑھے شخص مجھ سے ملے مجھے ان سے بہت نفع ہوا ان کی عادت تھی کہ بات بات میں کہتے دیکھو جی اللہ ہی کا حکم ہوگا جو یہ بات یوں ہوئی اللہ کا حکم نہ ہوتا تو کیسے ہوجاتی انھوں نے بیان کیا کہ ایک شکاری نے ہرنی کا شکار کیا اور اس کو گھر لاکر باندھ دیا اللہ نے اس کو گویائی عطا کی اس نے کہا کہ اللہ کا ہی حکم ہوگا جو آپ مجھے پکڑ لائے اس کا حکم نہ ہوتا تو آپ کی کیا مجال تھی کہ مجھے پکڑ کر لاتے اور دیکھو جس اللہ نے آپ کو مجھ پر قدرت دی اسی نے مجھکو دو بچے بھی عطا کر رکھے ہیں ان کو دودھ پلانا بھی میرے ذمہ کر رکھا ہے اسی اللہ کا واسطہ دیکر کہتی ہوں کہ آپ مجھے کھول دیجئے ان کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی کیونکہ ابھی تو آپ مجھے ذبح نہیں کر رہے ہیں اور میرے ذبح ہونے پر دودھ پلانے کی ذمہ داری ختم ہوجائے گی اس شکاری نے اس کو کھول دیا ہرنی گئی اور دودھ پلا کر واپس آگئی (احساس ذمہ داری کا کیا عجیب سبق اس واقعہ سے ملتا ہے)

طلبہ کو اطمینان نہ ہوا

ارشاد فرمایا کہ ایک عظیم ادارہ کے فاضل فارغ ہوکر کسی جگہ مدرس ہوئے وہاں کے لوگوں نے یہ سمجھ کر کہ بڑے ادارے کے فارغ ہیں احتراماً اونچی کتابیں پڑھانے کے لئے ان کے سپرد کیں انھوں نے زمانۂ طالب علمی میں اساتذہ کی تقریریں بھی بین النوم والیقظہ نوٹ کی تھیں ان کا مطالعہ کرکے طلبہ کو پڑھایا ان کی سمجھ میں نہ آیا پھر مطالعہ کرکے اسی طرح پڑھا دیا وہ پھر بھی نہ سمجھے آخر کار وہی الفاظ جو کاپی میں لکھ رکھے تھے ان کے سامنے نقل کئے

جب کسی طرح طلبہ کو اطمینان نہ ہوا تو وہ کاپیاں اٹھا کر لائے اور طلبہ کے سامنے زور سے زمین پر پٹخ کر کہا کر کیا تمہارے باپ نے غلط لکھ رکھا ہے تم نہ سمجھو تو میرا کیا قصور (معلوم ہوا کہ صرف اساتذہ کی نوٹ کی ہوئی تقریروں پر اعتماد نہ کیا جائے جب تک ان پر نظر ثانی نہ کر لی جائے)

ایک نواب کا صاحب بیجا اسراف

ارشاد فرمایا کہ ایک نواب صاحب نے ملازم رکھا صرف اس کام کیلئے کہ وہ ان کو روزانہ سوتے وقت ایک پاؤ دودھ گرم کر کے پلایا کرے اس نے اس میں خیانت کی ایک چھٹانک دودھ خود پی لیتا اور بقیہ میں اتنا ہی پانی ملا کر مقدار پوری کر دیتا نواب صاحب نے محسوس کیا اس لئے صرف اسکی نگرانی کے لئے ایک اور ملازم رکھا یہ اس سے مل گیا اور کہا آج سے ایک چھٹانک تیرا بھی بس نواب صاحب کو اب پہلے سے بھی پتلا دودھ ملنے لگا آخر احساس ہو گیا تیسرا ملازم رکھا صرف ان دونوں کی نگرانی کے لئے یہ دونوں اس سے مل لیے اور ایک چھٹانک اس کا بھی تجویز کر لیا اب نواب صاحب کو ایک چھٹانک دودھ اور تین چھٹانک پانی ملنے لگا احساس ہونے پر کہا کہ دنیا میں امانت نہیں رہی سب خائن ہو گئے لہذا ایک ملازم اور ڈھونڈا جو ان تینوں کی نگرانی کیا کرے اسنے ان تینوں سے پوچھا کہو بھائی کیا بات ہے انھوں نے بتلایا کہ یہ بات ہے اسنے کہا کہ اچھا میں انتظام کرتا ہوں دودھ کو گرم کرنے کے لئے چولہے پر رکھدیا اور خود نواب صاحب کے پاس بیٹھ کر کہانیاں سنانی شروع کر دی یہاں تک کہ نواب صاحب پر نیند غالب آگئی اور سو گئے اب اس نے دودھ کی بالائی لی اور اس کو نواب صاحب کی مونچھوں پر لگا دیا صبح کو جب نواب صاحب اٹھے تو اس کو ڈانٹ کر کہا کیوں بے تو نے ہمیں رات دودھ نہیں پلایا اس نے عرض کہ سرکار سو گئے تھے سوتوں کو جگا کر پلایا ہے دیکھو بالائی ابھی تک مونچھوں کو لگی ہوئی ہے آئینہ دکھلایا نواب صاحب نے دیکھ کر دونوں مونچھوں کو تاؤ دیا اور کہا کہ دودھ بس رات پیا ہے ویسے تو روزانہ یہ لوگ پانی ہی پلاتے تھے۔

سورۂ حجرات میں ایمان، کفر، فسوق اور عصیان کا مصداق

ارشاد فرمایا کہ افریقہ میں ایک شیعہ کی تفسیر دیکھنے میں آئی جس کا نام ہے البرہان فی تفسیر القرآن اس میں لکھا ہے کہ سورۂ حجرات میں حق تعالیٰ شانہ کے ارشاد ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان میں ایمان کے مصداق رابع یعنی حضرت علی ہیں اور کفر کا مصداق اول اور فسوق کا مصداق ثانی اور عصیان کا مصداق ثالث ہیں

یعنی اوّل کے تین خلفاء حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ۔ بطلان اس قول کا ظاہر ہے۔

سورۂ تحریم میں ونجنی من فرعون کا قائل

ارشاد فرمایا کہ اسی البرہان میں لکھا ہے کہ سورۂ تحریم میں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ونجنی من فرعون وعملہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا قول ہے جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں اور فرعون سے مراد حضرت عثمانؓ کو بتلایا ہے۔ اس کا بھی بطلان مخفی نہیں۔

عند الشیعہ موجودہ قرآن اصل قرآن نہیں

ارشاد فرمایا کہ موجودہ قرآن پاک کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ ہے کہ یہ تو ثالث یعنی حضرت عثمانؓ کی یادداشت کا مجموعہ ہے اصل قرآن پاک تو امام مہدی علیہ السلام پانچ سال کی عمر میں لیکر غائب ہو گئے تھے کچھ عرصہ تک مخصوص لوگ ان کے پاس آتے جاتے رہے پھر ایسے غائب ہوئے کہ کسی کو ان کا پتہ نہیں قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے اسوقت اوّل وثانی یعنی حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی قبروں کو شق کرکے ان کی نعش کو نکالیں گے اور درخت پر لٹکا کر ان کو دُرّے لگوائیں گے کہ کیوں انھوں نے حضرت علیؓ کے حق خلافت بلافصل کے غصب کیا اور حضرت عائشہؓ پر حد زنا جاری کردیں گے

خمینی تمہید ہے امامِ مہدیؓ کی

ارشاد فرمایا کہ آیۃ اللہ خمینی جو ایران میں ہے اس کے بارے میں شیعوں کا کہنا ہے کہ یہ تمہید ہے امام مہدیؓ کی۔ فضا ہموار کرنے کے لئے یہ نائب ہو کر آئے ہیں بعد میں خود امام مہدیؓ تشریف لائیں گے۔

بابر کو چیونٹی سے عبرت

ارشاد فرمایا کہ جب ہندوستان پر بابر نے حملہ کیا تو ناکام ہوا پھر حملہ کیا پھر ناکام ہوا مایوسی کی حالت میں تھا کہ دیکھا کہ ایک چیونٹی دانہ لیکر دیوار پر چڑھتی ہے اور نیچے گر جاتی ہے پھر چڑھتی ہے پھر گر جاتی ہے یہ اس کو دیکھتا رہا اور اس کے چڑھنے اور گرنے کو بھی گنتا رہا یہاں تک کہ وہ ۹۹ مرتبہ چڑھی اور گری بالآخر کامیاب ہو گئی اس سے اس کو عبرت حاصل ہوئی چنانچہ پھر حملہ کیا اور کامیاب ہو گیا۔ پانی پت کی جنگ کی حالت میں اس کے ہمایوں پیدا ہوا جس کے کان میں سب سے پہلے توپ کی آواز پہنچی۔

آدمی کی عزت اپنی قوم میں ہوتی ہے

ارشاد فرمایا کہ بابر ہندوستان پر حملہ کرنے سے پہلے مخفی طور پر سیاحت کرنے کے لئے ہندوستان آیا ایک

بھٹیاری سرائے میں قیام کیا بھٹیاری نے اس کے لئے کھانے میں کھچڑی پکائی جب کھانے کے لئے بیٹھا اور لقمہ اٹھایا تو بھٹیاری نے کہا
ارے تو بابر ہے کیا؟ اس نے پوچھا کہ تو نے کس طرح پہچانا بھٹیاری نے کہا کہ بابر سب سے پہلے ملک کے بیچ دار السلطنت پر حملہ آور
ہوتا ہے اور تو نے بھی پہلا نوالہ بیچ میں سے لیا ہے اس سے میں نے محسوس کیا کہ تو ہو نہ ہو بابر ہے اس نے اقرار کر لیا پھر کھانے سے
فارغ ہو کر اس بھٹیاری کا پورا پتہ نقل کیا اور یہ کہہ کر کہ کسی کو بتلانا نہیں چلا گیا اسکے بعد جب اس نے ہندوستان کو فتح کر لیا
تو اس بھٹیاری کو بلایا اور پوچھا کہ تیرا کوئی بیٹا ہے اس نے کہا کہ ہاں ایک بیٹا ہے بابر نے کہا کہ اس کو فلاں جگہ کا گورنر بنادوں
بھٹیاری نے انکار کر دیا اس پر اس نے دوسرے عہدے پیش کئے بھٹیاری نے وہ بھی قبول نہ کئے پھر خود کہا کہ اس کو سب
بھٹیاروں کا چودھری بنادے اور ہر بھٹیاری سرائے سے اس کے لئے ایک پیسہ محصول کا مقرر کر دے بابر نے کہا کہ ایسا ہی ہوگا
مگر یہ تو بتلا کہ تو نے اپنے بیٹے کے لئے اتنے بڑے بڑے عہدے تو قبول کئے نہیں یہ چھوٹا سا عہدہ کیوں قبول کر لیا اس نے کہا کہ ان عہدوں
سے اس کی کوئی قدر نہ ہوتی اس لئے کہ سب اس کو جاننے والے ہیں جو بھی اس کو دیکھتا وہ یہی کہتا کہ یہ تو فلانی بھٹیاری کا ہے
آدمی کی عزت اپنی ہی قوم میں ہوتی ہے اس لئے میں نے اس کے لئے یہ عہدہ پسند کیا اس کے بعد ایسا ہی ہوا کہ جس طرف
بھی وہ اپنی قوم میں جاتا سب اس کو سلام کرتے عزت کرتے کہتے آیئے چودھری صاحب۔

دو منی بندوق اور دو سو منی توپ

ارشاد فرمایا کہ ہمایوں کا لڑکا اکبر تیرہ برس کا تخت نشین ہوا۔ اور تخت نشینی
کے بعد سب سے پہلے اس پر راجا سانگا نے حملہ کیا۔ یہ لڑائی میں بڑا
ماہر تھا ایک لڑائی میں اس کا ہاتھ کٹا، ایک لڑائی میں اس کی آنکھ پھوٹی ایک لڑائی میں اس کا پیر ٹوٹا۔ اکبر کی فوج نے
اس کو گرفتار کر کے حاضر کیا اور اکبر نے خود اس کو ذبح کیا پھر فرمایا کہ ہمایوں کی طاقت کا یہ حال تھا کہ وہ جس بندوق
کے ذریعہ جنگ کرتا تھا اس کا وزن دو من تھا۔ اور اکبر نے جب راجپوتانے پر حملہ کیا تو دو سو من کی توپ پہاڑ پر قائم کی
اور وہاں سے اس کو چلایا پھر اکبر کے جہانگیر اور جہانگیر کے شاہجہاں اور اس کے اورنگ زیب عالمگیر پیدا ہوئے جنہوں نے پچاس برس حکومتی
اور زیادہ تر وقت مرہٹوں کے فتنوں کو دفع کرنے میں گذرا ان کی فوج کا جرنیل اکبر خاں تھا جو روزانہ ایک بکرا تنہا ہی کھا لیا
کرتا تھا شیوا جی سے اس کی جنگ ہوئی۔ ایک مرتبہ دونوں کی تنہائی میں گفتگو طے پائی اور یہ طے پایا کہ کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لائیگا
مگر شیوا جی نے اس کا خیال نہ کیا شیر کا پنجہ چھپا لایا۔ ملاقات پر معانقہ کیا تو اکبر خاں کی کوک میں مار کر بھاگ لیا جس کے
سبب اس کی آنتیں نکلنے کو ہو گئیں اور بہت سا خون بھی نکلا۔ تاہم اکبر خاں نے فوراً شیوا جی کا تعاقب کیا اور بھاگتے
ہوئے پر حملہ کیا سر پر تلوار ماری جس سے گرا اس کے بعد خود اکبر خاں بھی گر گیا اور مر گیا مگر شیوا جی بچ گیا

تعبیر الرؤیا

جیسی تعبیر ویسا ہونا ایک صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ خواب کی جیسی تعبیر دیجاتی ہے ویسا ہی واقع ہوتا ہے اسی لئے خواب حبیب سے بیان کیا جائے یا لبیب سے کہ یہ دونوں صحیح تعبیر دیں گے۔

منھ اور شرمگاہ پر مہر کی تعبیر ارشاد فرمایا کہ امام تعبیر ابن سیرینؒ کے زمانہ میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ وہ لوگوں کے منھ اور شرمگاہ پر مہر لگا رہا ہے ابن سیرینؒ سے تعبیر معلوم کی تو فرمایا کہ تم رمضان میں صبح صادق سے پہلے ہی اذان کہدیتے ہو جس کی بنا پر روزہ دار لوگ کھانا پینا اور جماع کرنا بند کر دیتے ہیں اس نے اس کا اعتراف کیا اور کہا کہ میں احتیاطاً وقت سے پہلے اذان کہدیتا ہوں۔

خوشہ انگور تقسیم کرنے کی تعبیر ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے مجھے خط لکھا کہ میری بہن نے جو لندن میں رہتی ہیں خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر چاہئے انھوں نے دیکھا ہے کہ وہ انگور کے خوشے تقسیم کر رہی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایک خوشہ مجھے بھی دیدو انھوں نے بجائے ایک کے دو خوشہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ میں نے تعبیر دی کہ ان کو چاہئے کہ اپنے دو بچے علوم نبوت کے لئے فارغ کردیں ان کو دینی تعلیم حاصل کرائیں۔

سانپ کی تعبیر نوٹ سے ارشاد فرمایا کہ ایک طالب علم نے مجھ سے متعلق خواب دیکھا کہ میرا گدا اوپر کو اٹھا ہوا ہے جس کو حرکت ہو رہی ہے اس کو اٹھایا تو اس کے نیچے ایک سانپ ہے میرے کہنے پر وہ اس کو باہر ڈال آیا پھر دیکھا کہ ایک اور ہے یہ اس کو بھی اسی طرح باہر ڈال آیا پھر دیکھا تو ایک اور نکلا اس کو بھی لیجا کر باہر ڈال آیا مگر وہ تیسرا واپس آگیا کمرہ کے دروازہ تک میں نے اس سے کہا کہ جاؤ جاؤ وہ چلا گیا۔ میں نے تعبیر دی کہ کوئی بات نہیں یہ وہی تین نوٹ ہیں جو گدے کے نیچے رکھے تھے میں نے تم سے کہا تھا کہ ایک کو فلاں جگہ خرچ کر دو دوسرے کو فلاں جگہ خرچ کرو اور تیسرے کو فلاں جگہ مگر تم تیسرے میں سے کچھ خرچ کرکے بقیہ لے آئے تھے جس کو میں نے پھر بھیج کر خرچ کروا دیا تھا۔

حضرتِ شیخؒ سانپ کی تعبیر مال سے دیتے

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ خواب میں سانپ دیکھنے کی تعبیر مال سے دیا کرتے تھے چنانچہ مولوی نصیر صاحب منیجر کتب خانہ اختری سہارنپور نے خواب دیکھا کہ حضرت شیخؒ کے نیچے کے کرہ میں بہت بڑا اژدھا ہے جس نے ان (مولوی نصیر صاحب) کو گھیر رکھا ہے نیز دیکھا میں (حضرت دام مجدہٗ) بھی اس کمرہ میں ہوں مگر میں کسی طرح بچکر نکل آیا حضرت شیخؒ سے تعبیر معلوم کی تو فرمایا کہ مال ہے اور اس نے (حضرت دام مجدہٗ نے) تو دس روپیہ کی ملازمت کرلی۔

خواب میں ایصال ثواب کے لئے تلاوت کا حکم نامہ

ارشاد فرمایا کہ ایک طالبعلم گھبرایا ہوا میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ناظم صاحب کے پاس سے میرے اور میرے ساتھی کے نام دو پرچے آئے ہیں جن میں لکھا ہے کہ فلاں صاحب کا انتقال ہوگیا ہے ان کے ایصال ثواب کے لئے تلاوت کرو اور میرے لئے پانچواں پارہ اور میرے ساتھی کے لئے چھٹا پارہ تجویز کیا گیا ہے اس کی تعبیر بتلا دیجئے میں نے کہا کہ جس کے پاس سے پرچے آئے ہیں انہیں سے تعبیر پوچھو اگلے روز پھر آیا اور کہنے لگا کہ آج خواب دیکھا ہے کہ میرے بدن سے کنگھجورے جھڑ رہے ہیں اور مجھے ڈر لگ رہا ہے اس لئے تعبیر آپ ہی بتلا دیجئے میں نے تعبیر دی کہ انتقال کسی کا نہیں ہوا تم لوگ قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتے مگر کسی میت کے ایصال ثواب کے واسطے ناظم صاحب نے فرمایا ہے کہ تم لوگ قرآن پاک پڑھو تم پانچواں پارہ اور تمہارے ساتھی چھٹا پارہ کو ایصال ثواب کے لئے سہی کھول کر تو دیکھو اس میں کیا لکھا ہے رہا تمہارے ساتھی کیلئے چھٹے پارہ کا انتخاب سو وہ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اساتذہ کو برا کہتا ہے ان کی غیبت کرتا ہے کہ بعض طلبہ کا مشغلہ ہے اور چھٹے پارہ کے شروع میں اس طرح کی باتوں کو عند اللہ ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْءِ مِنَ الْقَوْلِ کہ حق تعالیٰ ناخوشی کی بات کے زبان پر لانے کو پسند نہیں فرماتے اور تمہارے لئے پانچویں پارہ کا انتخاب اس لئے معلوم ہوگیا کہ تمہارا کسی عورت سے غلط تعلق ہے یا ہونے والا ہے اور پانچویں پارہ کے شروع میں اس کو حرام کہا گیا ہے ارشاد ہے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اس کا عطف اُمَّهٰتُكُمْ پر ہے جو شروع رکوع میں حرمت کا نائب فاعل واقع ہے مطلب یہ کہ تم پر مُحْصَنٰتُ (شوہر والی عورتیں) حرام کی گئی ہیں اس پر اس نے کہا کہ اپنے ساتھی کا حال تو معلوم نہیں البتہ میرا حال یہی ہے اور واقعی میرا ایک عورت سے ناجائز تعلق ہونے کو ہے۔

مولانا عنایت الٰہیؒ کو دیکھنے کی تعبیر

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے مولانا عنایت الٰہی صاحبؒ مہتمم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کو خواب میں دیکھا کہ وہ ان کو چمٹ گئے اور پورے محیط ہو گئے حضرت (مولانا خلیل احمد صاحب) سہارنپوریؒ سے تعبیر معلوم کی تو فرمایا کہ وہ عنایت الٰہی تھی جو آپ کو محیط ہو گئی خواب میں اس کو مولانا عنایت الٰہی صاحبؒ کی صورت میں دکھایا گیا ہے۔

محلہ بطشِ شدید خاں

ارشاد فرمایا کہ قاری حبیب احمد صاحب الہ آبادی کے پاس ان کے زمانہ طالب علمی میں امتحان سہ ماہی یا ششماہی سے قبل ان کے والد کی علالت کا خط پہنچا جس کی بنا پر وہ رخصت لیکر گھر گئے والد صاحب کا انتقال ہو گیا اسی میں دیر ہو گئی یہاں امتحان ہو گیا واپس آئے تو امتحان میں شرکت نہ ہونے کی بنا پر کھانا بند ہو گیا فکر ہوئی پریشانی لاحق ہوئی اسی دوران ایک روز ان کے ساتھی نماز فجر کے بعد ذرا دیر کے لئے لیٹ گئے اور آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کہ دفتر اہتمام سے ایک پرچہ آیا ہے جس میں قاری صاحب موصوف کا پتہ لکھا ہے اور محلہ کا نام بطش شدید خاں لکھا ہے مجھ سے خواب کی تعبیر معلوم کی میں نے کہا کہ خواب دیکھنے والے کو بلاؤ وہ آئے تو میں نے پوچھا کہ تم پٹھان تو نہیں کہنے لگے جی ہاں میں نے قاری صاحب موصوف سے کہا کہ جاؤ تمہاری پریشانی رفع ہو جائے گی اسی روز شام کو انھوں نے بتلایا کہ پریشانی رفع ہو گئی کہ کسی مسجد میں امامت مل گئی ہے کھانا اور کچھ روپے مقرر ہو گئے ہیں پھر مجھ سے معلوم کیا کہ خواب کی یہ تعبیر کیسے ہوئی میں نے کہا کہ قرآن پاک میں ہے ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ۔ بس بطش شدید تو یہاں سے لگا اور خاں ان کے پٹھان ہونے سے لگا اور مطلب یہ ہوا کہ محلہ بطش شدید خاں میں فوز کبیر ہے اور تمہارے لئے فوز کبیر اسوقت یہی ہے کہ کھانے کا انتظام ہو جائے۔

خواب ایک تعبیر مختلف

ارشاد فرمایا کہ ایک خواب کی مختلف تعبیر ہو سکتی ہیں اس لئے کہ خواب دیکھنے والوں کی طبیعت مختلف ہوتی ہیں چنانچہ ایک طالب علم نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اپنی ماں سے بدفعلی کر رہا ہوں اور تعبیر معلوم کی۔ میں نے تعبیر دی کہ شاید تم غیبت میں مبتلا رہتے ہو اس واسطے کہ طالب علم اساتذہ کی غیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور حدیث پاک میں غیبت کو زنا سے سخت بتلایا ہے ارشاد ہے الغیبۃ اشد من

اسنے اسکا اعتراف کیا اسی قسم کا خواب ایک تاجر نے بیان تو میں نے تعبیر دی کہ تم سودی معاملہ کرتے ہو اس سے اجتناب کرو مناسبت یہ ہے کہ بعض تاجر سودی لین دین میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور حدیث پاک میں سود کے ایک درہم کو ماں کیساتھ زنا کرنے سے بڑھکر بتلایا ہے ایک اور صاحب نے اسی قسم کا خواب بیان کیا تو میں نے تعبیر دی کہ تم حج کرو گے چنانچہ اسی سال وہ حج کو گئے مناسبت یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کو ام القری کہا گیا ہے ایک اور صاحب نے اسی نوع کا خواب دیکھا تو میں نے تعبیر دی کہ تم کو اپنی والدہ سے راحت پہنچے گی۔

محبت لڑکی کی صورت میں

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے خواب دیکھا کہ فلاں کی لڑکی فلاں عالم کے ساتھ جا رہی ہے اور مجھے اس پر غصہ آ رہا ہے مجھے تعبیر معلوم کی تو میں نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا اس لڑکی سے تعلق ہے تب ہی تو غصہ آ رہا ہے کہنے لگے جی ہاں ایسا ہی ہے رہا اس لڑکی کا فلاں عالم کے ساتھ جانا سو اس کے سبب تم ان عالم سے بدظن نہ ہونا اس واسطے کہ اس لڑکی کے والد کو ان عالم سے محبت ہے یہی محبت خواب میں تم کو اس لڑکی کی صورت میں جاتی ہوئی دکھلائی دی ہے۔

دیوار گرنے کی تعبیر

ارشاد فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کے ہنگاموں کے دوران لوگوں نے بہت خواب دیکھے ایک صاحب نے خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ دارالعلوم کی دیوار گر گئی اور اسکے نیچے سے پانی نکلا میں نے تعبیر دی کہ انشاء اللہ فتنے کی دیوار گر گئی اور آب حیات کا چشمہ جاری ہو گیا۔

مزار قاسمی کی قبور کھلی دیکھیں

ارشاد فرمایا کہ ایک طالب علم نے خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ مزار قاسمی (دیوبند کا قبرستان) کی تمام قبریں کھلی ہوئی ہیں اور ان میں مردے موجود نہیں لیکن شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ کی قبر صحیح سالم ہے اس میں کوئی تغیر نہیں اس کو بتایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم صرف شیخ الادبؒ کے لئے ایصال ثواب کرتے ہو بقیہ کے لئے ایصال ثواب نہیں کرتے گویا تمہارے نزدیک ان قبروں میں مردے موجود ہی نہیں اس پر انھوں نے کہا کہ جی ہاں ایسا ہی ہے میں صرف شیخ الادبؒ کے لئے ایصال ثواب کرتا ہوں۔

واقعات

حضرت علیؓ کا قاضی شریح کے یہاں مقدمہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک یہودی نے ان کے زمانہ خلافت میں زرہ چوری کرلی قاضی شریحؒ کے یہاں مقدمہ پہنچا انھوں نے مدعی حضرت علیؓ سے گواہ طلب کئے آپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ اور آزاد کردہ غلام حضرت قنبرؓ (جد سیبویہ) کو پیش کیا قاضی صاحب نے کہا تیسرا گواہ پیش کیجئے حضرت علیؓ نے فرمایا تیسرا کیوں حق تعالیٰ نے تو فرمایا ہے "واستشھدوا شھیدین من رجالکم" اور میں نے مطابق اس آیت کے دو گواہ پیش کردیئے اب اور گواہ حسن کی جگہ چاہئے یا قنبر کی جگہ قاضی شریح نے کہا حضرت حسن کی جگہ چاہئے اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وہ تو نواسۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کی اور ان کے بھائی کی شان میں آپ علیہ السلام نے سیدا شباب اہل الجنۃ الحسنؓ والحسینؓ فرمایا ہے[1] یعنی ان کو جنت کے نوجوانوں کا سردار فرمایا ہے اس پر قاضی شریح نے کہا کہ حضرت حسنؓ کے فضائل ومناقب اپنی جگہ ہیں مگر یہاں ان کی شہادت باپ کے حق میں ہے اور بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں مقبول نہیں اس لئے ان کی جگہ تیسرا گواہ چاہئے حضرت علیؓ (جن کا مذہب یہ تھا کہ باپ کے حق میں بیٹے کی شہادت قبول کی جائے گی) کے پاس تیسرا گواہ نہ تھا اس لئے قاضی صاحب نے مقدمہ یہودی کے حق میں کردیا جس پر حضرت علیؓ نے کسی قسم کی خفگی کا اظہار نہیں کیا یہودی مدعیٰ علیہ نے یہ حال دیکھا کہ مدعی امیرالمومنین وخلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور شاہد نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قاضی ان کے محکوم ہیں مگر مقدمہ پھر بھی ان کے حق میں نہیں ہوا اس سے اس کے قلب میں اسلام کی صداقت وحقانیت راسخ ہوگئی اور فوراً "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ" پڑھکر اسلام میں داخل ہوگیا اور زرہ کے بارے میں اقرار کیا کہ یا امیرالمومنین ہی کی ہے اس کے بعد وہ زرہ حضرت علیؓ کو دی مگر آپ نے اسی کو دیدی (ایک گھوڑا بھی مرحمت فرمایا اور وہ آپ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جنگ صفین میں شہید ہوگیا) از نور الانوار ص۲۱۲۔

---

[1] رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص۵۷۰

رویت ہلال

رویت ہلال کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے عہد مبارک میں ایک موقع پر چاند دیکھنے کے لئے بہت سے لوگ جمع ہوئے چاند دیکھنے لگے ایک شخص نے کہا وہ ہے چاند حضرت عمرؓ نے اس کو بلایا اور اس کی آنکھ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ اب بتلا کہاں ہے چاند کہنے لگا اب تو نظر نہیں آرہا ہے بعد میں معلوم ہوا کہ ایک سفید بال آنکھ کے سامنے آگیا تھا جس کو اس نے چاند سمجھ لیا تھا ہاتھ پھیر دینے سے وہ بال وہاں سے ہٹ گیا۔

حضرت زرارہؓ کا جہاد

ارشاد فرمایا کہ حضرت زرارہؓ جہاد میں صبح سے دوپہر تک دشمن کے ساتھ لڑتے رہے مگر کامیابی نہ ہوئی یہاں تک کہ گھوڑا اتنا تھک گیا کہ اندیشہ ہوا کہ اب گھوڑا بیٹھ جائے گا تب انھوں نے اس کی گردن کے بال پکڑ کر ہلائے اور کہا کہ اگر آج تو نے دغا دی تو میدانِ حشر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تیری شکایت کردوں گا اس پر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے پھر ہنہنایا اور اب جو حملہ کیا دشمن کا کام تمام کردیا۔

اشتیاقِ جہاد

ارشاد فرمایا کہ ایک بہت بوڑھے شخص جہاد میں جانے کے شوقین اجازت جہاد چاہی سو مل گئی دو شخصوں نے ان کو اٹھا کر گھوڑے پر بٹھایا کسی نے کہا کہ یہ کیا جہاد کریں گے ان سے گھوڑے پر تو بیٹھا نہیں جاتا دو شخصوں کے سہارے بیٹھے ہیں جواب دیا گیا کہ بیٹھنے کے لئے اگرچہ دو آدمیوں کی ضرورت پیش آئی مگر مارنے کے لئے دس آدمی چاہئیں غرض جہاد میں شریک ہوئے تلوار یا دوسرا کوئی ہتھیار پاس نہیں بس وہ گھوڑے کے ایڑ لگاتے جس سے گھوڑا اگلے دو پیر اٹھا کر دشمن کی کھوپڑی پر دے مارتا جس سے دشمن کا کام تمام ہوجاتا۔

امام محمدؒ کے انتقال کی کیفیت

ارشاد فرمایا کہ امام محمدؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ انتقال کیسے ہوا تو فرمایا کہ کتاب المکاتب کا ایک مسئلہ سوچ رہا تھا اسی دوران جان نکل گئی کسی نے پوچھا وہاں کیا گذری تو فرمایا کہ کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا گیا کہ اے محمد اگر تمہیں عذاب دینا ہوتا تو اپنا علم تمہارے سینے میں نہ رکھتے (حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ قیامت کے روز اہل علم سے فرمائیں گے کہ میں نے اپنا علم وحلم تمہارے اندر اسی واسطے رکھا تھا کہ تمہاری مغفرت کردوں ۱۲ جمع الفوائد ص۱۲ج۱) خواب دیکھنے

والے نے پوچھا کہ امام ابو یوسفؒ کہاں ہیں فرمایا کہ وہ ادور اوپر ہیں پھر پوچھا کہ امام ابو حنیفہؒ کہاں ہیں تو فرمایا کہ وہ تو فوق الفوق (اوپر سے بھی اوپر) ہیں۔

امام شافعیؒ کو یمین عرش میں جگہ

ارشاد فرمایا کہ امام شافعیؒ کو کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا کیسی گذری تو فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے یمین عرش میں جگہ دی اور کرسی پر بٹھا کر مجھ پر موتی نثار کئے۔

محدث عبد الرزاق کا درسِ حدیث

ارشاد فرمایا کہ محدث عبد الرزاق مسجد میں بیٹھے ہوئے حدیث کا درس دے رہے تھے اسی مسجد میں ایک طرف کوئی شخص گھٹنوں میں سر دئے بیٹھے تھے ان سے کسی نے کہا کہ آپ یہاں بیٹھے ہیں محدث عبد الرزاق حدیث بیان کر رہے ہیں یعنی ایسے درس حدیث میں کیوں شریک نہیں ہوتے تو گھٹنوں سے سر نکالے اور ان کو دیکھے بغیر فرمایا کہ وہاں تو عبد الرزاق روایت بیان کر رہے ہیں اور یہاں خود رزاق سے سن رہے ہیں اس شخص نے کہا کہ میں تو جب جانوں جبکہ مجھے پہچان جاؤ تو اسی حالت میں فرمایا کہ اگر فراست صحیح ہے تو آپ حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور تھے بھی وہ حضرت خضر علیہ السلام ہی پھر حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے جی میں کہا کہ بعضے اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ ان کے علو مقام کی وجہ سے میں ان کو پہچانتا بھی نہیں۔

لفظ اللہ کو اعرفُ المعارفُ کہنے سے مغفرتُ

ارشاد فرمایا کہ سیبویہ کے انتقال کے بعد کسی شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کیسی گذری فرمایا کہ مغفرت ہوگئی انھوں نے سبب معلوم کیا تو فرمایا کہ میرا قول اور مختار مذہب یہ تھا کہ لفظ اللہ اعرف المعارف ہے اس وجہ سے مغفرت ہوگئی ۱۲ فوائد شافیہ زینی زادہ آفندی ص۵ نقلاً عن القہستانی (روح المعانی ص۱۴ کے حاشیہ میں امام اشعریؒ کے متعلق بھی اسی طرح کا خواب اور سبب مغفرت کے متعلق سوال کرنا مذکور ہے انکا جواب یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ لفظ اللہ کو علم کہتے تھے۔ ۱۲ مرتب)

ایک لاکھ درہم میں مکانِ جنت کی ضمانت

ارشاد فرمایا کہ مالک بن دینارؒ اپنے خادم کے ساتھ کہیں چلے جا رہے تھے راستے میں دیکھا

کہ ایک خوبصورت نوجوان لڑکا بیٹھا ہوا مکان تعمیر کرا رہا ہے اور معماروں کو ہدایت کر رہا ہے کہ یہاں یہ بنے گا وہاں

وہ بنے گا انھوں نے محسوس کیا کہ اس نوجوان کی روح تو قوی الاستعداد ہے اور مشغول ہے دنیا میں خادم سے

فرمایا کہ یہ نوجوان کیا اچھا ہے میرے جی کا تقاضہ ہے کہ کاش یہ جنت کے نوجوانوں میں سے ہوجائے یہ کہکر خادم کیساتھ

اس کے پاس گئے اس کو سلام کیا اس نے جواب دیا اور جب پہچانا کہ یہ مالک بن دینارؒ ہیں تو تعظیماً کھڑا ہوگیا اور تشریف

آوری کا سبب پوچھا انھوں نے فرمایا کہ تم اپنے اس مکان میں کس قدر روپیہ صرف کروگے اس نے بتلایا ایک لاکھ

درہم انھوں نے کہا کہ اگر تم ایک لاکھ درہم مجھے دیدو اور میں تمہارے لئے جنت میں اس سے بدرجہا بہتر مکان کا ضامن

ہوجاؤں تو کیا خیال ہے اسنے عرض کیا کہ آپ مجھے رات بھر سوچنے کی مہلت دیدیں اور صبح کو تشریف لادیں اس کے

کہنے کے مطابق اس کو مہلت دی اور رات بھر اس کے لئے دعائیں کیں صبح ہونے پر اس کے پاس تشریف لے گئے

وہ پہلے ہی سے منتظر تھا ان کو دیکھ کر خوش ہوگیا اور کہا کہ میں ایک لاکھ درہم آپکو دیدوں گا بشرطیکہ آپ جس چیز کا

وعدہ کر رہے ہیں اس کی تحریر مجھے دیدیں آپ نے تحریر لکھدی اس نے ایک لاکھ درہم آپ کے حوالہ کردیئے آپنے

اسی روز وہ سب فقراء و مساکین میں تقسیم فرمادئے اس قصہ کو چالیس روز نہ گذرنے پائے تھے کہ آپ نے ایک

روز نماز فجر سے فارغ ہوکر محراب مسجد میں وہی پرچہ پڑا ہوا دیکھا جو اس نوجوان کو دیا تھا جس کی پشت پر لکھا

ہوا تھا کہ جس مکانِ جنت کا ذمہ آپ نے لیا تھا وہ مکان جنت میں اس نوجوان کو دیدیا گیا بلکہ اس سے ستر گنا

زیادہ دیدیا گیا آپ اس پرچہ کو پڑھکر متحیر ہوئے اور اس نوجوان کے مکان پر تشریف لے گئے دیکھا کہ مکان پر

سیاہ نشان لگا ہوا ہے جو سوگ کی علامت ہے اور اندر سے رونے کی آواز آرہی ہے معلوم ہوا کہ کل گذشتہ اس

نوجوان کا انتقال ہوگیا ہے آپ نے پوچھا کہ اس کو غسل کس نے دیا تھا اس کو پیش کیا گیا آپ نے اس سے نوجوان

کے حالات معلوم کئے اس نے بتلایا کہ اس نوجوان نے مرنے سے پہلے مجھے ایک پرچہ دیا تھا اور وصیت کی تھی کہ اسکو

میرے کفن میں رکھدینا میں نے حسب وصیت وہ پرچہ اس کے کفن میں رکھدیا تھا مالک بن دینارؒ نے وہ پرچہ جیب سے

نکالکر اس کو دکھلایا تو اس نے کہا کہ بخدا یہی پرچہ میں نے اس کے کفن میں رکھا تھا یہ منظر دیکھ کر دوسرا نوجوان کھڑا ہوا

اور اس نے دولاکھ درہم کے عوض جنت میں ایسا مکان لینے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ وہ بات ہو چکی گئی

۱۲ فضائل صدقات ص ۵۳۷ تا ۵۳۶ / ۲۵

قرأت خلف الامام

ارشاد فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ سے کچھ لوگوں نے قرأۃ خلف الامام کے متعلق گفتگو کرنا چاہا متعدد اشخاص نے یک وقت بولنا شروع کیا امام صاحبؒ نے فرمایا بھئی اس طرح تو گفتگو نہو سکے گی ایک شخص کو اپنے میں سے منتخب کرلو وہی سب کی طرف سے گفتگو کرے کہنے لگے بہتر ہے اور ایک شخص کو منتخب کر دیا اس پر امام صاحب نے فرمایا کہ بس مسئلہ حل ہوگیا جس طرح تم لوگوں نے ایک آدمی کو منتخب کرلیا اسی طرح ہم قرأۃ کے لئے امام کا انتخاب کرلیتے ہیں وہی سب کی طرف سے اللہ کی جناب میں عرض و معروض کرتا ہے اس کی قرأۃ سب کی طرف سے قرأۃ ہے اس لئے مقتدیوں کو قرأۃ کرنے کی کیا ضرورت ہے حدیث میں بھی ہے "من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ" ۱۲ بذل المجہود ص ۳۵/۲۔ سیرۃ النعمان ص ۲۰۵

اسلام سے جزیہ کا سقوط

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کسی عامل نے ان کو خط لکھا کہ یہاں کے ذمی لوگ یہ معلوم کرکے کہ اسلام سے جزیہ ساقط ہوجاتا ہے اسلام میں داخل ہو رہے ہیں جس کی بنا پر جزیہ کم آرہا ہے خزانہ خالی ہے اس لئے آپ اسلام سے جزیہ ساقط ہونے کے قانون کو ختم فرمادیں۔ آپ نے جواب لکھا "ان محمداً صلی اللہ علیہ وسلم بعث ہادیاً لا جابیاً" کہ حضورؐ ہادی بناکر بھیجے گئے تھے مال بٹورنے والا بناکر نہیں بھیجے گئے تھے اس لئے خزانہ خالی رہے تو پرواہ مت کرو۔ وہ کام جس کیلئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے یعنی ہدایت وہ تو ہو رہا ہے اور کیا چاہیئے۔

قدرتِ الٰہی میں جوشِ انتقام

ارشاد فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے والد شیخ عبدالاحدؒ اپنے خادم کے ساتھ سفر کر رہے تھے راستہ میں ایک عورت کے پاس سے گذر ہوا جو کنویں کے من پر کھڑی تھی اس نے ان کو گالی دی اس پر انھوں نے اپنے خادم سے فرمایا کہ جلدی سے اس عورت کے چپت مارو اس نے نہ مارا خیال کیا کہ بزرگ ہوکر بھی اتنی سی بات پر انتقام لے رہے ہیں خود شیخ سے کام نہیں لیتے یہ اسی سوچ میں تھا کہ یکایک وہ عورت کنویں میں گر کر مرگئی خادم نے دریافت کیا کہ حضرت ایسا کیوں ہوا؟ فرمایا کہ اس کے گالی دینے پر قدرتِ الٰہی میں جوشِ انتقام پیدا ہوگیا میں نے یہ دیکھ کر تم کو جلدی سے چپت مارنے کے لئے کہا تاکہ تم سے انتقام ہوجاتا اور وہ بچ جاتی مگر تم نے نہ مارا آخرکار قدرت نے انتقام لے لیا۔

ع بے سجادہ رنگیں کن گرت پیرِ مغاں گوید۔

سنت سے بُعد

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ان کے عامل کا آدمی پہنچا آپ نے خیریت معلوم کی تو عرض کیا کہ دسترخوان پر دو دو سالن کھائے جانے لگے ہیں سو اب خیریت کہاں مطلب یہ کہ سنت سے بُعد ہوتا جارہا ہے کہ دو دو سالن کھائے جانے لگے تو اب خیریت کا کیا سوال۔

حافظ حسن بن مندہؒ کا احادیث لکھنا

ارشاد فرمایا کہ حافظ حسن بن مندہؒ نے تحصیل حدیث کے لئے چالیس برس پیدل سفر کیا جس شہر میں بھی پہنچے معلوم کرتے کہ یہاں کون کون محدث ہیں پھر ہر ایک کے پاس جتنی احادیث ہوتیں ان کو اپنے قلم سے مع سند کے لکھتے یہاں تک کہ وفات کے وقت چالیس صندوق اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی احادیث کے چھوڑے۔

عالمگیری کے مرتب

ارشاد فرمایا کہ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے تقریباً دو لاکھ روپیہ (چاندی کے) خرچ کرکے عالمگیری (جسکو ہندیہ بھی کہتے ہیں) مرتب کرائی انھوں نے اس کام کے لئے پانچ سو علماء کی ایک مجلس بنا رکھی تھی اور شاہ عبدالرحیم صاحب دہلویؒ والد ماجد شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ کو ان کا نگراں مقرر کر رکھا تھا انہیں کی نگرانی میں عالمگیری مرتب ہوئی انگریز چونکہ ان کے سخت مخالف تھے اس لئے ان میں سے ایک انگریز مسٹر پامر نے جو ان کی سوانح لکھی ہے اس میں ایک بات بھی ان کی تعریف میں نہیں لکھی بلکہ لکھا ہے کہ وہ بڑا عیش پرست تھا۔

تیرنے کی مشق

ارشاد فرمایا کہ شاہ اسماعیل شہیدؒ ایسے تھے کہ سخت گرمی میں تلوار ہاتھ میں لے کر ننگے پاؤں دہلی کی جامع مسجد کے تپتے ہوئے فرش پر پھرا کرتے تھے تاکہ مجاہدہ کی عادت ہو اور دہلی سے آگرہ تک کا دریائی سفر تیر کر طے کیا اور فرمایا کہ دریائی سفر میں ہر مرتبہ کشتی اور سواری میسر نہیں آتی اس لئے تیرنے کی بھی عادت ہونی چاہئے جہاد میں بھی اس کی ضرورت پیش آسکتی ہے بس پہلے سے مشق ہوگی تو آسانی رہے گی۔

شہادت کے لئے لڑنا

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس سلسلے میں بڑا خلجان ہے کہ انھوں نے (مولانا شہیدؒ نے) جہاد کا بیڑا اٹھایا تھا مگر اسمیں کامیاب نہ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ یہ حضرات فتح کے لئے نہیں لڑتے تھے شہید ہونے کے لئے لڑتے تھے چنانچہ اس میں

کامیاب ہو گئے شہید ہو گئے حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا ہے کہ میں کبھی بھی فتح حاصل کرنے کے لئے نہیں لڑا بلکہ شہید ہونے کے لئے لڑتا تھا اور جہاں پر بھی دشمنوں کا ہجوم دیکھتا اور سمجھتا کہ یہاں یہ بات مجھکو حاصل ہو جائے گی وہیں گھس جاتا لیکن موت مجھ سے دور ہی جاتی۔

یزید بن ہارون کا املاءِ حدیث

ارشاد فرمایا کہ یزید بن ہارون جلیل القدر محدث ہیں ایک مرتبہ اپنے شاگردوں کو حدیث شریف کا املا کرا رہے تھے اسی دوران فرمایا حدثنی عدة ایک شاگرد نے یہ سمجھ کر کہ عدة کسی شخص کا نام ہے بلند آواز سے پوچھا عدة ابن من کہ عدة کس کے بیٹے ہیں حالانکہ عدة کسی شخص کا نام نہیں مطلب یہ ہے کہ مجھ سے متعدد اشخاص نے حدیث بیان کی انھوں نے جواب دیا ابن فقدتک مطلب یہ کہ تیرا ذہن کہیں اور ہے یہاں نہیں۔

توحیدِ مطلب

ارشاد فرمایا کہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے بیان فرمایا تھا کہ انبالہ کے ایک شخص کسی بزرگ کے مرید تھے جو کسی پہاڑ پر رہتے تھے اور ان مرید کو پنجابی ملا سے پکارا کرتے تھے یہ مرید سال بھر میں ایک دفعہ پیر سے ملنے جاتے جب بوڑھے ہو گئے تو پہاڑ پر چڑھنا مشکل ہو گیا ایک دفعہ جا رہے وہ سوچ رہے ہیں کہ انبالہ میں فلاں بزرگ کی قبر ہے کیا اچھا ہو کہ ان سے استفادہ کی اجازت مل جائے سوچتے سوچتے جیسے ہی وہاں پہنچے تو پیر صاحب نے فرمایا کہ تمہارے یہاں فلاں بزرگ کا مزار ہے بس وہیں چلے جایا کرو کہ اب پہاڑ پر چڑھا نہیں جاتا یہ بڑے خوش ہوئے کہ کچھ عرض معروض کے بغیر ہی اجازت مل گئی غرض وہاں سے آئے اور انبالہ ہی میں مدفون بزرگ کے مزار پر حاضر ہونا شروع کر دیا انھوں نے ان کا مزاج درست کر دیا تہجد کے لئے اٹھے تو صاحب قبر کہتے ہیں کہ ہمارے بیٹے فلاں جگہ ہیں ان کے گھوڑوں کے لئے گھاس دانہ نہیں انہیں گھاس لا کر دو یہ گئے اور گھاس لا کر دیا ذکر کرنے بیٹھے تو کہا ابھی وہاں اصطبل میں لید پڑی ہوئی ہے اس کو جا کر صاف کرو اس پر ان مرید نے سوچا کہ اس سے تو وہی اچھا تھا کہ سال بھر میں صرف ایک ہی دفعہ پہاڑ پر چڑھنا پڑتا تھا اب جو مزار پر حاضر ہوئے تو صاحب قبر نے ان کو ڈانٹ دیا کہہ دیا ہمارے پاس آنے کی ضرورت نہیں جاؤ انہی کے پاس جن کے یہاں پہلے پہاڑ پر جایا کرتے تھے۔ ہم (حضرت حامد مجذوبؒ نے) فرمایا کہ توحید مطلب حاصل نہ ہونے کا یہی اثر ہوتا ہے کہ سالک کچھ نہیں کر پاتا محروم رہتا ہے۔

امتحان مرید بوقت بیعت

ارشاد فرمایا کہ ایک عالم شیخ صادق گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست بیعت کی شیخ نے فرمایا پڑھو لا الٰہ الا اللہ صادق رسول اللہ ان عالم نے اس طرح پڑھنے سے انکار کردیا شیخ نے فرمایا کہ جاؤ پھر کاہے کو آئے ہو پھر فرمایا کہ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صادق نہ تھے یقیناً تھے اور آپ کو معلوم ہے کہ کبھی خبر مبتدا پر مقدم ہو جاتی ہے پس صادق رسول اللہ میں ایسا ہی کیوں نہ سمجھ لیا انھوں نے عرض کیا کہ اب پڑھتا ہوں بیعت فرمالیجئے فرمایا کہ اب تو گئی ہوا غرض بیعت نہیں فرمایا

ع بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید۔

حضرت مرزاؒ کے شیخ کی اپنے مریدین کو توجہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناںؒ کے شیخ اپنے مریدین کو توجہ دیا کرتے تھے ایک صاحب ان (شیخ صاحب) کی شان میں گستاخی کرتے ان کو اذیت پہنچاتے مگر یہ اس کے باوجود بھی برابر ان کو توجہ دیتے ایک روز مرزا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت فلاں شخص ایسا ہے آپ اس کو بھی توجہ دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر کل قیامت میں حق تعالیٰ شانہ نے دریافت کیا کہ فلاں آدمی ہمارا نام سیکھنے کے لئے تمہارے پاس آیا تم نے ذاتی رنجش کی کی بنا پر اسکو ہمارا نام بتانے سے انکار کر دیا اس میں بخل کیا اور اس کو توجہ نہ دی تو اس کا میں کیا جواب دونگا حضرت مرزاؒ فرماتے ہیں کہ اس پر میں خاموش ہو گیا مگر دل میں خلش باقی رہی جب میرے شیخ نے محسوس کیا کہ خلش باقی ہے تو فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مخلصین بھی آتے منافقین بھی آتے اور آپ علیہ السلام جس اخلاص اور دل سوزی سے مخلصین کو دین سکھاتے اسی اخلاص و دل سوزی سے منافقین کو بھی سکھاتے تھے مگر فائدہ مخلص کو ہوتا ہے منافق کو نہیں ہوتا۔ ارشاد الطالبین میں قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (بعد از حضرت مرزا رحمۃ اللہ علیہ) نے ایسا ہی لکھا ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کا مشغلہ حدیث ترک کرانے پر اشکال وجواب

ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کے مکہ مکرمہ میں ایک مرید تھے مولانا صادق الیقین صاحب جو حدیث پڑھاتے اور تسوید بھی لکھتے تھے ایک روز حضرت حاجی صاحبؒ نے ان سے فرمایا کہ بھائی آپ نے بھی ظاہ

میں محنت و مجاہدہ میں کمی نہیں کی جگہ بھی متبرک ہے کہ مکہ مکرمہ ہے اور فقیر نے بھی توجہ دی افاضہ میں دریغ نہیں کیا مگر فائدہ بالکل نہ ہوا اس لئے تم گنگوہ (مولانا رشید احمد صاحب کی خدمت میں) جاؤ۔ یہ گنگوہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا حال بتایا حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ تم درس حدیث بھی موقوف کردو اور نسخہ لکھنا بھی بند کردو انھوں نے ایسا ہی کیا تو ایک ہی ماہ میں ان کی حالت بدل گئی اعلیٰ مرتبہ تک پہنچ گئے حتیٰ کہ جب حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حاجی صاحبؒ کو وجد آگیا کہ ایسے کامل ہو کر آئے ایک طالب نے اس پر اشکال کیا کہ حضرت گنگوہیؒ نے حدیث جیسے متبرک مشغلہ کو کیوں ترک کرا دیا؟ میں نے جواب دیا کہ حقیقت حال تو اللہ جانے یا وہ جانیں جن کا معاملہ ہے میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ یہ منع عارضی تھا ذکر میں جس یکسوئی اور دلجمعی کی ضرورت ہے وہ ان کو ان ہر دو شغلوں کی بنا پر حاصل نہ تھی اسی واسطے پہلے ان کو فائدہ نہ ہوا تھا پس یکسوئی اور دلجمعی کے حصول کے لئے ان کو یہ دونوں شغلے ترک کرنے کا عارضی حکم فرمایا جیسا کہ طبیب کسی مرض کے علاج میں پرہیز کے طور پر پانی بند کر دیتا ہے طالب علم ذہین تھا اس نے پھر اشکال کیا کہ اتنی بات کو حضرت گنگوہیؒ نے تو سمجھا حضرت حاجی صاحبؒ (جو ان عالم اور حضرت گنگوہیؒ دونوں کے شیخ تھے) نہ سمجھ سکے میں نے کہا کہ سمجھتے حاجی صاحبؒ بھی تھے مگر کسی کام میں رائے چونکہ اس شخص کی زیادہ موثر ہوتی ہے جسکو اس کام میں تجربہ و بصیرت زیادہ ہو حضرت حاجی صاحبؒ نہ حدیث پڑھاتے تھے نہ نسخہ لکھتے تھے البتہ حضرت گنگوہیؒ دونوں کام کرتے تھے اس لئے حضرت حاجی صاحبؒ نے کہا ان سے ان دونوں شغلوں سے موقوف کرنے کے لئے میرا کہنا اتنا موثر نہ ہوگا جتنا حضرت گنگوہیؒ کا کہنا موثر ہوگا جیسا کہ باپ اپنے بیٹے کو کتاب دیکھنے کے لئے خود نہیں کہتا بلکہ استاد سے کہلواتا ہے کیونکہ باپ جانتا ہے کہ میں خود کتاب نہیں دیکھتا استاذ کا کام ہی کتاب دیکھنے کا ہے اس لئے میرا کہنا موثر نہ ہوگا البتہ استاذ کا کہنا موثر ہوگا۔ سچ ہے سب سے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید ۔ کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا۔

حضرت حاجی صاحبؒ عالم گر ہیں

ارشاد فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ کسی نے پوچھا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ عالم ہیں؟ (اس لئے پوچھا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے کافیہ تک پڑھا تھا اور حدیث میں صرف مشکوٰۃ کا ایک ربع پڑھا تھا) تو جواب دیا کہ وہ عالم گر ہیں نیز فرمایا کہ کوئی تو حضرت حاجی صاحبؒ کی کرامت وغیرہ کو دیکھ کر معتقد

ہوتا ہے اور میں تو ان کے علم کی وجہ سے ہی معتقد ہوا ہوں۔

حاجی صاحبؒ کی زبان

ارشاد فرمایا کہ جب مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ نے حج کا ارادہ فرمایا تو چونکہ شیخ یعنی حاجی صاحبؒ مکہ مکرمہ میں تھے اس لئے سوچا کہ شیخ کی خدمت میں کوئی تحفہ لیکر جانا چاہئے آب حیات نامی کتاب تصنیف فرمائی اور وہاں پہنچکر حضرت حاجی صاحب سے عرض کیا کہ میں کتاب لکھ کر لایا ہوں سناؤں گا فرمایا کہ فلاں وقت سنا ؤ چنانچہ وہ کتاب سنائی اور جگہ جگہ حضرت حاجی صاحبؒ نے اصلاح بھی فرمائی پھر فرمایا کہ شمس تبریز کی لسان مولانا رومؒ تھے مولانا محمد قاسم صاحبؒ میری لسان ہیں جو مضامین میرے قلب پر وارد ہوتے ہیں وہ ان کے ذریعہ ادا کرائے جاتے ہیں۔

الفاظ کا القاء

ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے ایک موقعہ پر بیان فرمایا کہ شئی کے تین مرتبے ہیں لابشرط شئی، بشرط لاشئی۔ بشرط شئی۔ کسی نے دریافت کیا کہ حضرت یہ تو مناطقہ کے اصطلاحی الفاظ ہیں آپ نے کہاں سے سن لئے تو ارشاد فرمایا کہ جس طرح معانی کا القاء ہوتا ہے الفاظ کا بھی القاء ہوتا ہے۔

حاجی صاحبؒ سے جنّ کی ملاقات

ارشاد فرمایا کہ گنگوہ میں میرے ایک استاذ تھے نابینا جن سے میں نے قرآن پاک پڑھا تھا حضرت گنگوہی کی صاحبزادی کے مردانہ مکان میں (جس میں مہمان کثرت سے ٹھہرا کرتے تھے) تنہا ہی رہتے تھے ایک مرتبہ رات کا کچھ حصہ گذرنے پر ایک صاحب نے ان سے ملاقات کی مصافحہ کیا جس کے ہاتھوں پر بال تھے انھوں نے پوچھا کہ تم کون ہو تو اس نے بتلایا کہ میں یہیں رہتا ہوں پوچھا کہ ہاتھوں پر بال کیسے تو بتلایا کہ میں جن ہوں بس یہ سن کر وہ گھبرا گئے پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ بھی اس مکان میں ٹھہرے تھے ان سے بھی رات میں اس جن نے بصورت انسان ملاقات کی تو حضرت حاجی صاحبؒ نے پوچھا کہ کون ہو اس نے بتلایا کہ میں یہیں رہتا ہوں حضرت سمجھ گئے کہ جن ہے تو فرمایا کہ ہم سے عقیدت ہے اور ہمارے دوستوں کے مکان پر قبضہ اس پر اس نے کہا کہ میں بغرض حفاظت رہتا ہوں۔

حافظ ضامن صاحبؒ کی شہادت

ارشاد فرمایا کہ حافظ ضامن شہیدؒ نے ایک نیا عمدہ قسم کا جوڑا سلوا کر رکھ رکھا تھا تا کہ جہاد میں اسی کو پہن کر شہید ہوں چنانچہ جب جہاد کا موقع آیا تو وہی نیا جوڑا بعد غسل زیب تن کیا سرمہ لگایا اور جوتا اور جو پرانا اچھا خاصا تھا مگر پھر بھی نیا جوتا خرید کر پہنا اس کے بعد جہاد میں تشریف لے گئے، جو شاملی کے میدان میں انگریزوں سے ہوا جب وہاں حافظ صاحب موصوفؒ کو گولی لگی تو حضرت گنگوہیؒ (جن کو پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ میری موت کے وقت میرے قریب رہنا) ان کو اٹھا کر مسجد میں لے گئے اور اپنی ران پر ان کا سر رکھ کر یٰسین شریف پڑھتے رہے یہاں تک حافظ صاحبؒ کی روح پرواز کر گئی۔

حافظ ضامن صاحبؒ پر فاتحہ

پھر فرمایا کہ حافظ صاحب موصوفؒ کے مزار پر ایک صاحب کشف بزرگ فاتحہ پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز معلوم ہوتے ہیں اس لئے کہ جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جا جا کیا فاتحہ پڑھے گا مُردوں پر فاتحہ پڑھا کریں زندوں پر کیا فاتحہ تب لوگوں نے بتلایا کہ یہ شہید ہیں (اور شہید زندہ ہوتا ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون) ارواح ثلاثہ ص۲۲۔

حضرت گنگوہیؒ کا حجرۂ قدوسیہ میں قیام

ارشاد فرمایا کہ جب حضرت گنگوہیؒ دہلی سے سندِ فراغت حاصل کرکے وطن گنگوہ تشریف لائے تو حجرۂ قدوسیہ کو صاف کرایا اور اس کے سامنے سہ دری بنوائی اور اس میں مقیم ہو گئے قدوسی حضرات کو فکر ہوئی کہ آج حجرہ پر قبضہ کیا ہے تو کل اور چیزوں پر بھی قبضہ کرلیں گے اس لئے مشورہ کیا کہ حجرہ خالی کرایا جائے مگر یہ ہمت کون کرے کہ حضرت سے حجرہ خالی کرنے کو کہے کہ حضرت کے پاس کابلی طالب علم رہتے تھے اگر وہ مقابلہ پر آ گئے تو ان کا سامنا کون کرے گا ان سے ڈرتے تھے بالآخر دو بوڑھے شخص اس کام کے لئے تیار کئے گئے اور حضرت کو سلام کرکے خاموش بیٹھ رہے حضرت نے دریافت فرمایا کیسے تکلیف کی تب انہوں نے عرض کیا کہ حجرہ خالی کر دیتے تو بہتر ہوتا حضرت نے فرمایا کہ اس کام کے لئے آپ حضرات

کو تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت تھی کسی نائی دھوبی سے کہلوا دیتے یہی کافی تھا اس کے بعد طلبہ کو حکم دیا کہ کتابیں تپائی وغیرہ مسجد میں منتقل کریں اس پر ان کی تیوریاں چڑھ گئیں حضرت نے فرمایا خبردار اگر کسی نے کوئی لفظ نکالا تو وہ میرا دوست نہیں بلکہ دشمن ہے۔ بالآخر مسجد میں قیام فرمایا شہر کے لوگوں کو یہ حال معلوم ہوا تو انصاری حضرات خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ شانہ نے مکہ معظمہ میں پیدا فرمایا وہاں کے لوگوں نے آپ کی قدر نہ کی آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں کے لوگوں نے آپ کا اکرام کیا اور آپ کی قدر پہچانی انصار کہلائے اور مناقب وفضائل کے مستحق ہوئے اسی طرح آپ کی ان قدوسی حضرات نے قدر نہ کی آپ سے حجرہ خالی کرالیا ہم آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں عرض کرتے ہیں کہ شہر میں تشریف لے چلیں اور جس مسجد یا بیٹھک ومکان میں قیام پسند فرمائیں اس میں قیام کریں ہم لوگ ہر طرح کی راحت پہنچانے میں سعی کریں گے اس پر حضرت نے فرمایا کہ آپ حضرات کی محبت کا شکریہ مجھے یہاں بھی کوئی تکلیف نہیں ہے یہاں بھی راحت ہے غرض کہ یہیں قیام کو پسند کیا اس کا علم ان قدوسی حضرات کو ہوا تو اس سے ان کو غیرت آئی اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر حجرہ میں قیام کی درخواست کی تو حضرت نے فرمایا کہ اللہ کا بندہ اللہ کے گھر میں پڑا رہیگا نہ کوئی پوچھنے والا نہ نکالنے والا اس پر انھوں نے کہا کہ جو ہو چکی وہ تو ہو چکی اب تو بس تشریف لے ہی چلئے حضرت حجرہ میں آکر بیٹھ گئے ایک صاحب نے پوچھا کہ سہ دری کے بنانے میں کیا خرچ ہوا تو بتلایا کہ تیس چالیس روپیہ وہ ان صاحب نے ادا کر دئے تو حضرت نے قبول فرمائے کہ جب حق تعالیٰ شانہ دلائیں تو بندہ کیوں نہ لے۔

حضرت گنگوہیؒ کی نسبت ۔ نسبت محمدیہ ہے

ارشاد فرمایا کہ گنگوہ کے ایک صاحب فخر الدین نامی مقیم سہارنپور حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے وہ بیان کرتے تھے کہ میں ایک مقدمہ میں پھنس گیا اہل غرض مجنوں ہوتا ہے اس لئے وہ بھی کیا جو نہ کرنا چاہئے تھا حتیٰ کہ پنڈتوں کے پاس گیا ان کے کہنے کے مطابق ایک پرندہ کا بچہ عمامہ میں رکھا اور بندروں کو چنے بھی ڈالے اسی دوران خواب دیکھا کہ میں گنگوہ حاضر ہوا حضرت گنگوہیؒ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں لیٹے ہوئے ہیں اور پاس میں ایک مونڈھا پڑا ہوا ہے اس پر حضرت شیخ الہندؒ بیٹھے ہوئے ہیں حضرت شیخ الہندؒ

مجھے دیکھا تو دور ہی سے ڈانٹنا شروع کیا اور فرمایا کہ جو شخص ہر در کا کتا ہو اس کا یہاں کیا کام اس کے بعد حضرت گنگوہی نے ارشاد فرمایا کہ میاں فخر الدین کیا تم نے ابھی توبہ نہیں کی میں نے عرض کیا جی ہاں توبہ کرلی اس پر حضرت گنگوہی نے حضرت شیخ الہندؒ کو فرمایا کہ پھر بھائی ان پر کیا الزام۔ میں نے یہ خواب حضرت مولانا خلیل احمدؒ سے بیان کیا کہ ان کے پاس آنا جانا تھا اور اس کی وجہ دریافت کی کہ حضرت گنگوہیؒ نے کوئی سختی نہیں فرمائی اور حضرت شیخ الہندؒ اتنے خفا ہوئے تو حضرت سہارنپوریؒ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت کی نسبت نسبت محمدیہ ہے وہاں تو عفو ہی عفو ہے اور دیکھو حضرت شیخ الہند سے بدظن نہ ہونا بلکہ ان کا احسان مانو کہ انہوں نے تم کو متنبہ کیا۔

حضرت سہارنپوریؒ ہم رنگ حضرت گنگوہیؒ

پھر فرمایا کہ یہی فخر الدین صاحب کہتے تھے کہ میں نے حضرت گنگوہیؒ کے خلفاء کو ان کے خلفاء کے خلفاء کو اور ان کے خلفاء کے خلفاء کو دیکھا ہے مگر حضرت گنگوہیؒ جیسا رنگ کسی میں نہیں دیکھا سوائے حضرت سہارنپوریؒ کے۔

حضرت سہارنپوریؒ کی دور رس نگاہ

ارشاد فرمایا کہ مفتی مہدی حسن صاحب مرحوم و مغفور نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ایک مرتبہ راندیر گجرات تشریف لائے ایک روز کسی مقام پر کھڑے کھڑے مجھ سے باتیں کر رہے تھے اسی دوران سامنے سے ایک خوبصورت نوجوان لڑکا آتا ہوا دکھائی دیا جس کا حال یہ تھا کہ ہر روز لباس بدلا کرتا تھا حضرت نے اس کی طرف دیکھا جب وہ قریب آیا تو پھر دیکھا اور جب آگے بڑھ گیا تو پھر دیکھا مجھے خیال ہوا کہ حضرت اس لونڈے کو کیوں دیکھ رہے ہیں تھوڑی دیر بعد وہ لڑکا لباس بدل کر مسجد میں آیا اور نماز پڑھی حالانکہ اس سے پہلے اس کا یہ حال نہ تھا اس کے بعد حضرت کی قیام گاہ پر حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کی حضرت نے بیعت فرمالیا اور اسی روز سے وہ پکا نمازی ہو گیا ادھر روز لباس بدلنا بھی موقوف ہو گیا البتہ صفائی ستھرائی اسی طرح باقی رہی تلاوت قرآن پاک کا عادی ہو گیا اور میرے پاس آنے جانے لگا تب میں سمجھا کہ حضرت کی دور رس نگاہ نے تاڑ لیا تھا کہ اس کی روح کی قوی الاستعداد ہے کیوں دنیاوی دھندوں میں پھنسی پھرے اسی

واسطے بار بار اس کی طرف نظر و توجہ کی تاکہ وہ لغویات سے نکل آئے جب رمضان آیا اور میں معتکف ہو گیا تو وہ میرے قریب ہی آکر بیٹھ جاتا اور تلاوت کرتا رہتا اور کہیں جاتا ہوتا تو مجھ سے اجازت لے کر جاتا جیسے بچے اپنے استاذ سے اجازت لے کر جاتے ہیں ایک روز اس نے مجھ سے استنجاء کی اجازت چاہی میں نے اجازت دیدی تھوڑی دیر گذری تھی کہ پھر اجازت چاہی میں نے اجازت دیدی واپس آکر تھوڑی دیر بعد پھر اجازت طلب کی میں نے اس بار بار جانے کی وجہ معلوم کی تو اس نے بتلایا کہ مجھکو دست لگ رہے ہیں اس پر میں نے کہا کہ اب جا کر مت آنا وہیں گھر آرام کرنا مغرب سے کچھ دیر پہلے اس نے کسی کے ذریعہ دریافت کرایا کہ پیاس شدید ہے اجازت ہو تو برف کی ڈلی اپنے منھ میں رکھ لوں باقی میں روزہ ختم نہیں کروں گا۔ پھر تراویح کے بعد اس نے کہلا بھیجا کہ میرا آخری وقت ہے حضرت کو خط لکھدو کہ میرے لئے دعا کر دیں کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اس کے بعد اپنی تمام جائداد دینی کاموں کے لئے وقف کر دی اور انتقال ہو گیا۔

(سچ ہے ـ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر۔ گرچہ ماند در نوشتن شیر شیر)

دعوتِ شیخ پورہ

ارشاد فرمایا کہ شیخ پورہ (سہارنپور کے قریب ایک بستی ہے) والوں نے ایکمرتبہ حضرت سہارنپوریؒ اور حضرت تھانویؒ کی دعوت کی چلتے وقت سہارنپور کے ایک صاحب نے اگلے روز صبح کی دعوت کردی حضرت سہارنپوریؒ نے منظور فرمالیا اور شیخ پورہ تشریف لے گئے رات کو وہاں قیام کیا صبح کے وقت سہارنپور آنا تھا مگر زور شور سے بارش ہونے لگی شیخ پورہ والوں نے روکا بھی مگر حضرت نہ رکے فرمایا کہ سہارنپور والوں سے وعدہ ہو چکا ہے اس لئے قیام مناسب نہیں غرض ٹپری کے اسٹیشن تک پہنچے وہاں سے گھوڑا گاڑی کر کے داعی کے مکان پر آئے اور اس کو بلا کر اپنی آمد کی اطلاع کی تو وہ کہتے ہیں کہ حضرت میں نے تو دعوت کا انتظام ہی نہیں کیا اس لئے کہ ایسی حالت میں مجھکو آپ کی واپسی کی امید نہ تھی اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا اچھا بھائی پھر سہی اس نے کل صبح کے لئے طے کر دیا حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت میرا غصہ اور حضرت سہارنپوریؒ کا تحمل دیکھنے کے قابل تھا اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ ظالم نے یہ بھی تو نہ کہا کہ شام کو کل کو کہا غرض مدرسہ تشریف لائے مکان گئے تو وہاں معلوم ہوا کہ گھر میں آٹا ہی نہیں گھر والوں کو معلوم تھا کہ حضرت کی دعوت ہے ہی اس لئے کھانے کا انتظام نہیں کیا اسی وقت حضرت نے

بازار سے اٹھا منگوا کر کھانا پکوایا اگلے روز وقت مقررہ پر وہ داعی بلانے کے لئے آئے تو حضرت سہارنپوریؒ نے
حضرت تھانویؒ سے فرمایا کہ چلو وہ داعی آگئے ہیں ان کے یہاں دعوت ہے اس پر حضرت تھانویؒ نے عذر کیا
کہ مجھے تو صبح سویرے بھوک نہیں لگتی اور کھانے کے وقت تک انتظار کروں گا تو گاڑی چھوٹ جائے گی مجھے
آج جانا ضروری ہے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت بڑے مزاج شناس تھے میرے اس جواب پر فرمایا
کہ چلو ایک دو لقمہ کھالینا داعی کا دل خوش ہو جائے گا دعوت کا اصل مقصد تو حاضری ہے پھر وہیں سے رخصت
ہو جانا اس پر حضرت تھانویؒ تیار ہو گئے اور دونوں حضرات داعی کے یہاں پہنچے اس نے مکان کے اوپر کھانا
کھلایا حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ مجھے کل کا غصہ تھا ہی مگر حضرت کے احترام کے سبب کچھ نہ کہہ سکتا تھا اس
لئے فراغت کے بعد حضرت سے اجازت لیکر رخصت ہوا اور چپکے سے داعی کو نیچے بلا کر خوب اس کے کان کھولے
کہ بزرگوں کے تحمل سے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے آئندہ اس قسم کی حرکت نہ کرنا۔

دنیا اہل اللہ کے جوتوں میں

ارشاد فرمایا کہ اسی مسجد چھتہ کا ذکر ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اپنے حجرہ کے سامنے حجامت بنوا رہے تھے کہ میرٹھ
کے ایک رئیس حاضر خدمت ہوئے اور کچھ اشرفیاں جو ساتھ لائے تھے سلام کے بعد مولانا کے قدموں میں ڈالدیں
مولانا نے ان کو قدموں سے دور کر دیا تب انھوں نے منت قبول فرمانے کی درخواست کی مولانا نے بہت انکار
کیا آخر کار وہ تمام اشرفیاں حضرت کی جوتیوں میں ڈال کر چلے گئے جب مولانا اٹھے تو نہایت استغنا کے ساتھ
جوتیاں جھاڑیں جس سے سب اشرفیاں زمین پر گر گئیں اور جوتے پہن کر حافظ انوار الحق صاحب دیوبندی
سے ہنس کر فرمایا کہ حافظ جی ہم بھی دنیا کماتے ہیں اور اہل دنیا بھی دنیا کماتے ہیں فرق یہ ہے کہ ہم دنیا کو ٹھکراتے
ہیں اور وہ قدموں پر گرتی ہے اور دنیادار اس کے قدموں میں پڑتے ہیں اور وہ انہیں ٹھکراتی ہے۔
(ارواح ثلاثہ صفحہ ۲۲۰ پر یہ واقعہ قدرے تفصیل کے ساتھ ہے)

حاشیہ بخاری

ارشاد فرمایا کہ سہارنپور میں دو شخص بڑے اعلیٰ درجہ کے ہوئے ہیں ایک مولانا احمد علی صاحب جو محدث سہارنپوری کہلاتے ہیں ایک مولانا سعادت علی صاحب
(بانی مدرسہ مظاہر علوم) جو فقیہ سہارنپوری سے معروف ہیں ان میں سے اول نے بخاری شریف کے پچیس

پاروں پر حاشیہ بھی لکھا ہے اور آخر کے پانچ پاروں پر حضرت نانوتویؒ کا حاشیہ ہے مگر کوئی خط امتیاز قائم نہیں کیا جس سے یہ معلوم ہو کر یہاں سے ان کا حاشیہ ہے اگر کوئی بالاستیعاب کے ساتھ دیکھے تو اس کو اندازہ ہوسکتا ہے

مولانا شہیدؒ کی عبارت پر اعتراض

ارشاد فرمایا کہ کسی نے مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ کی خدمت میں اعتراضاً کہا کہ مولانا اسماعیل شہیدؒ نے ایک بات تو ایسی لکھدی ہے کہ اس کی وجہ سے ان پر کفر عائد ہوئے بغیر نہیں رہتا اور وہ یہ کہ انھوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اللہ چاہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سینکڑوں بناڈالے اس میں لفظ ڈالے ایسا ہے جو صاف طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر پر دلالت کررہا ہے مولانا نے جواب دیا کہ بناڈالے میں لفظ ڈالے سے فعل کی تحقیر مقصود ہے نہ کہ مفعول کی مگر انھوں نے نہ مانا اور کہا کہ آپ تاویلیں کرتے ہیں اس واقعہ کے دو تین روز بعد ہی وہ صاحب پھر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت آپ نے بہت سی حدیث و تفسیر کی کتابیں چھپوائی ہیں کیونکہ آپ کے یہاں مطبع موجود ہے کاتب موجود ہیں سب سامان کاغذ وغیرہ مہیا ہے لہٰذا تفسیر بیضاوی بھی چھپوا ڈالئے اس پر مولانا نے فرمایا کہ یہ وہی ڈالنا ہے جس پر چند روز پہلے مولانا شہیدؒ کی تکفیر کر رہے تھے اب آپنے تفسیر بیضاوی کی تحقیر کی کہ چھپوا ڈالئے کہا اور قرآن شریف تفسیر کا جز ہے اور کل کی تحقیر سے جز کی تحقیر لازم آتی ہے لہٰذا آپ نے قرآن پاک کی تحقیر کی اب ان کی آنکھیں کھلیں اور مولانا کے اس جواب کی حقیقت سمجھ میں آئی۔

مولانا گنج مرادآبادیؒ کا کشف

ارشاد فرمایا کہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ بڑے صاحب کشف تھے ان کی خدمت میں مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوریؒ حاضر ہوئے جو بخاری شریف کو اپنے حاشیہ کے ساتھ مزین کرا کے چھپوا کر ساتھ لے گئے تھے تو فرمایا کہ آپ بڑے محدث ہیں آپ نے بخاری شریف پر حاشیہ لکھا ہے مگر فلاں فلاں صفحہ پر فلاں فلاں غلطی کی ہے دیکھا گیا تو ایسا ہی نکلا پھر فرمایا (حضرت دام مجدہ) نے کہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنویؒ بھی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا کہ آپ بڑے فقیہ ہیں ہدایہ وغیرہ پر

آپ نے حاشیہ لکھا ہے مگر آپ نے نماز میں قصر کیوں کیا؟ لکھنؤ سے گنج مراد آباد اگرچہ سفر شرعی کی مسافت ہے
مگر چونکہ مولانا عبد الحی صاحبؒ نے لکھنؤ سے گنج مراد آباد کی نیت سے سفر شروع نہ کیا تھا بلکہ دونوں کے درمیان
کسی مقام کی نیت کی تھی وہاں پہنچکر گنج مراد آباد کی نیت سے سفر شروع کیا تھا اور وہاں سے وہاں تک
شرعی نہ ہوتا تھا اس وجہ سے ان پر قصر نہ تھا مولانا گنج مراد آبادیؒ نے اسی پر ان کو متنبہ کیا۔

تفسیر حقانی کے مصنف مولانا موصوف کی خدمت میں اور جمل و ابل کی تفسیر

پھر فرمایا کہ مولانا عبد الحق صاحب حقانی بھی مولانا گنج مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا آپ
بڑے مفسر ہیں قرآن شریف کی تفسیر (تفسیر حقانی) بھی آپ نے لکھی ہے پھر پوچھا کہ اچھا آپ نے سورۂ
اعراف کی آیت "ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط" میں جمل کی کیا تفسیر کی ہے
عرض کیا اونٹ سے فرمایا کہ اس جگہ اونٹ مراد نہیں بلکہ موٹا رسا مراد ہے اس لئے کہ اونٹ سوئی کے ناکے
میں داخل ہونے والی چیز کی جنس سے نہیں البتہ موٹا رسا جس سے کشتی باندھی جاتی ہے اس کی جنس سے ہے
اس لئے جمل سے یہاں اونٹ مراد نہیں موٹا رسا مراد ہے پھر پوچھا کہ اچھا سورۂ غاشیہ کی آیت "افلا ینظرون
الی الابل کیف خلقت" میں ابل کی کیا تفسیر کی ہے عرض کیا اونٹ سے تفسیر کی ہے تو فرمایا کہ یہاں
بھی اونٹ مراد نہیں بلکہ بادل مراد ہے اس لئے کہ یہاں کائنات کی عظیم ترین اشیاء سماوات و ارض
و جبال کا تذکرہ ہے ان کے ساتھ اونٹ کا کیا جوڑ البتہ بادل ان کے مناسب ہے کہ آسمان و زمین کے درمیان
معلق رہتا ہے اس کے بعد حضرت دام مجدہٗ نے فرمایا کہ جمل کے معنی اونٹ اور موٹا رسا اسی طرح ابل
کے معنی اونٹ اور بادل دونوں کتب لغت میں ذکر کئے گئے ہیں۔

میاں عبد الرحیم ولایتیؒ کا کشف

ارشاد فرمایا کہ میاں عبد الرحیم ولایتیؒ شاہ عبد الرحیم
رائپوریؒ کے پہلے شیخ بھی بڑے صاحب کشف تھے
رات میں مراقبہ کر کے تمام مریدین و متوسلین کے حالات معلوم کر لیتے اور جن سے کوئی غلط فعل صادر ہوتا
دیکھتے صبح کو ان کے پاس خط لکھوا دیتے کہ میرا چاند (یہ تکیہ کلام تھا) ایسا ہرگز نہ کرو۔

حضرت تھانویؒ کا شبہ تجسس سے اجتناب

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کے نابینا ہو جانے کے بعد جب حضرت تھانویؒ آپ کے یہاں تشریف لاتے تو کہہ دیا کرتے تھے کہ اشرف علی آیا ہے اور جب واپس آتے تو کہہ دیتے اشرف علی جارہا ہے۔ کبھی آپ چوروں کی طرح چپ چاپ آکر نہ بیٹھتے تھے خود ہی اس کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ ایسا میں اس لئے کرتا کہ مبادا ایسے کام میں مشغول ہوں یا مشغول ہونا چاہتے ہوں جس پر میرا مطلع ہونا ناپسند ہو ایسی حالت میں میرا چپ چاپ بیٹھ جانا تجسس کے مشابہ ہوتا ارواح ثلاثہ ص۲۸۳ (جس سے منع کیا گیا ہے ارشادِ خداوندی ہے "ولاتجسسوا" ایک دوسرے کے عیب کا سراغ مت لگاؤ)

ایک مخالف کا حضرت تھانویؒ کے حق میں سفید جھوٹ

ارشاد فرمایا کہ کانپور میں ایک صاحب تھے جن کا نام تو معلوم نہیں کیا تھا ہاں حاجی چھوٹے وہ معروف تھے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے مولوی حشمت علی رضوی نے کہا تھا کہ مولانا تھانوی نے چونکہ حفظ الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اس لئے ان کا چہرہ مسخ ہو گیا ہے اسی لئے وہ ہمہ وقت نقاب ڈالے رہتے ہیں کسی کے سامنے نقاب نہیں اٹھاتے مجھے اس کا یقین ہو گیا کسی موقع پر حضرت تھانویؒ کانپور تشریف لائے میں یہ معلوم کرنے کے لئے کہ مولوی حشمت کی بات کس طرح سچ ہے حضرت کو دیکھنے کے لئے گیا تو دیکھا کہ حضرت کا چہرہ نہایت منور ہے کوئی نقاب نہیں صحیح سالم ہے مسخ نہیں فوراً میں نے مولوی حشمت پر لعنت کی اور ان کے حق میں میری زبان سے بددعا نکلی اور ان کی بیعت فسخ کر کے حضرت تھانویؒ سے بیعت ہوا۔

شکر ہدیہ کرنے والے کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ گاؤں کے ایک آدمی نے حضرت تھانویؒ کی خدمت میں کچھ شکر پیش کی حضرت نے قبول فرما کر حاضرین مجلس میں تقسیم کرا دی سب نے کھالی اب اس نے عرض کیا کہ حضرت اب مجھے بیعت فرمالیجئے فرمایا کہ ہمارے یہاں یہ قانون نہیں بیعت ہونے کا اس نے کہا کہ میں قانون وانون نہیں جانتا مجھے تو بیعت کر لو میں تو مرید ہوں گا نہیں تو میری شکر لاؤ حضرت نے فرمایا کیا اسی لئے شکر لائے تھے۔

اس نے کہا جی ہاں اسی لئے لایا تھا آپ نے فرمایا کہ پھر پہلے سے کیوں نہیں بتلایا اس پر اس نے کہا کہ آپنے پوچھا کب تھا؟ آپ نے پوچھا تیری شکر کتنی تھی اس نے کہا کتنی دتنی کی بات نہیں میں تو دیہی لوں گا۔ بالآخر اس کو بیعت فرمالیا اس نے عرض کیا مجھے وظیفہ بھی بتلاؤ جبکہ بیعت اور وظیفہ جمع کرنے کا قانون نہ تھا حضرت نے وظیفہ بھی بتا دیا پھر کہا کہ مجھے تبرک بھی دو اس کو تبرک (تسبیح) بھی دیا پھر عرض کیا خدمت بھی کروں گا آپ نے اس کا بھی موقعہ دیا اس کے بعد وہ رخصت ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ بڑی پکی قسمت کا تھا کہ ایک ہی مجلس میں سب ضدیں پوری کرگیا۔

اللہ ہی کے واسطے مار رہا ہوں

ارشاد فرمایا کہ قاری محمد عمر صاحب تھانوی مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے بچپن میں حضرت تھانویؒ نے میری پٹائی کی میں نے عرض کیا کہ حضرت اللہ کے واسطے معاف کر دو اس پر حضرت نے ایک اور مارا اور فرمایا کہ اللہ ہی کے واسطے مار رہا ہوں۔

روابط کو کیوں حذف کرتے ہو

پھر فرمایا کہ موصوف ہی نے ذکر کیا کہ حضرت کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے حضرت نے دریافت کیا کس لئے آئے ہو انھوں نے عرض کیا کہ حضرت اصلاح کے لئے آیا ہوں اس پر ارشاد فرمایا کہ بات پوری کیوں نہیں کہتے روابط کو کیوں حذف کرتے ہو اپنی اصلاح کے لئے آئے ہو یا میری اصلاح کے لئے اس سے ان کو تنبہ ہوا اور عرض کیا اپنی اصلاح کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

شہباز کا شکار

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کے یہاں ایک مہمان آئے حضرت بغرض علاج لکھنؤ جانے والے تھے ان مہمان کو ایک مجذوب درویش ملے اور ان کو اشارہ سے اپنے پاس بلا کر کہا معلوم ہے حضرت کہاں جا رہے ہیں انھوں نے بتلایا کہ بغرض علاج لکھنؤ جا رہے ہیں اس پر ان مجذوب درویش نے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ ایک شہباز کو شکار کرنے جا رہے ہیں اور اس میں وہ کامیاب ہوں گے شکار کر لائیں گے مراد شہباز سے سید سلیمان ندوی ہیں جو اسی سفر میں حضرت تھانویؒ سے بیعت ہوئے اور بعد میں ان کے خلیفہ د مجاز ہوگئے۔

کتابوں کا ادب

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کے یہاں کمرہ میں ایک کھونٹی تھی جس پر پرانے کپڑے ٹانگ دیا کرتے تھے اور کبھی کسی اور نے بھی یہ کام نے لیا کرتے تھے مگر جب کسی اور سے یہ کام لیتے تو ہدایت فرماتے کہ دیکھ لینا تپائی کے اوپر کوئی کتاب تو نہیں رکھی ہے کبھی پرانے کپڑے اوپر ہو جائیں اور کتابیں نیچے رہ جائیں۔

علامہ کشمیری کا کتاب کو اپنے تابع اور بغیر وضو مس نہ کرنا

ارشاد فرمایا کہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے کبھی کتاب کو اپنے تابع نہیں کیا بلکہ خود کتاب کے تابع رہتا تھا پھر فرمایا (حضرت دام مجدہٗ نے) کہ حضرت علامہ اکڑوں بیٹھ کر سر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر مطالعہ کیا کرتے تھے اگر حاشیۂ کتاب برابر میں لکھا ہوا ہوتا تو کتاب کو نہیں موڑتے تھے بلکہ جس طرف حاشیہ لکھا ہوتا اپنی جگہ سے اٹھکر اس طرف آتے اور حاشیہ دیکھکر پھر اپنی جگہ آکر بیٹھ جاتے نیز فرمایا کہ حضرت حکیم صاحب (قاری محمد طیب صاحبؒ) موصوف کا قول بیان کرتے تھے کہ میں نے کبھی بھی کسی کتاب کو بغیر وضو کے نہیں چھویا خواہ وہ کسی بھی علم کی کتاب ہو اس کے بعد حضرت دام مجدہٗ نے فرمایا کہ بھائی بات یہی ہے جس نے جتنا ادب کتابوں کا کیا اتنا ہی نوازا گیا اور اتنا ہی زیادہ فیض حق تعالیٰ شانہ نے اس کے ذریعہ سے پہنچایا۔

نجس نماز پڑھادی

ارشاد فرمایا کہ علامہ کشمیریؒ کے زمانے میں ایک مرتبہ مسجد دارالعلوم کے امام نے نماز پڑھائی اسوقت آپ حوض پر وضو فرما رہے تھے امام کے نماز سے فارغ ہونے پر اس کو بلایا اور کہا کیوں بے تو نے نجس نماز پڑھادی (یہ اس واسطے فرمایا کہ امام نے بے خبری میں بے غسل نماز پڑھادی تھی بذریعہ کشف اس کا علم ہوا) اس کے بعد شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے فرمایا کہ مولانا آپ نماز پڑھایئے تب انھوں نے نماز پڑھائی اور علامہ نے اس میں شرکت کی

صاحب بدائع علامہ کشمیری کی نظر میں

ارشاد فرمایا کہ شاہ صاحب (علامہ انور شاہ صاحب) فرمایا کرتے تھے

کہ صاحب بدائع الصنائع ایسا آدمی ہے کہ قرآن وحدیث کا مغز نکال کر رکھدیتا ہے پھر فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ بدائع کے بہت مشتاق تھے کہ کسی طرح وہ ملجائے لیکن اس وقت تک وہ طبع نہوئی تھی اور مشتاق اس وجہ سے تھے کہ شامی میں اس کی عبارات آتی رہتی تھیں اسکے بعد فرمایا کہ صاحب بدائع ایسا عالم ہے کہ جس باب کو قائم کرتا ہے اس کو بالاستقصاء بیان کرتا ہے وہ خود بھی مفتی تھے ان کی بیوی اور خسر بھی مفتی تھے ان کے فتاوی پر تینوں کے دستخط ہوتے تھے ایک مرتبہ کوئی فتوی بغیر خسر کے دستخط کے جاری ہوا تو وہ زیادہ معتبر نہیں مانا گیا۔ رسم المفتی ص۴۵

مولانا گنگوہیؒ کے خادم چاۓ

ارشاد فرمایا کہ مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانیؒ حضرت گنگوہیؒ کو تہجد کے وقت چاۓ پلایا کرتے تھے دوسرے خدام اپنی اپنی بات حضرت سے کہتے مگر مولانا کچھ نہ کہتے ایک روز حضرت نے خود ہی فرمایا کہ مولوی صاحب تم اپنی کوئی بات نہیں کہتے انھوں نے عرض کیا کہ حضرت یہاں تو الحمدللہ خدمت کا موقع میسر ہے جی یہ چاہتا ہے کہ وہاں (جنت میں) بھی یہ موقع ملجائے اس پر حضرت نے فرمایا کہ ضرور ضرور انشاءاللہ

اس کا مجھے افسوس ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے بیان فرمایا کہ حضرت شیخ الہندؒ جب اس سفر میں جانے لگے جس میں قید کر کے مالٹا پہنچا دیئے گئے تو ہمارے گھر تشریف لائے اس وقت دادی (حضرت مولانا محمد قاسمؒ کی اہلیہ) حیات تھیں دہلیز کے پاس پردہ کے پیچھے پیڑھا ڈالدیا گیا اس پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اماں جی مجھے اپنی جوتیاں دیدیجئے اندر سے جوتیاں دیدی گئیں تو ان کو اپنے سر پر رکھ کر دیر تک روتے رہے اور فرمایا کہ میں اپنے استاذ (حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ) کی خدمت کا حق ادا نہ کرسکا اس کا مجھے افسوس ہے

تعمیل ارشاد کی جائیگی

ارشاد فرمایا کہ ایک حافظ محمد حسین صاحب تھے انھوں نے حضرت مدنیؒ کے پاس خط لکھا کہ حضرت پہلے آپ جہاد کا کام کرتے تھے بایں وجہ آپ کو خضاب کی ضرورت تھی شریعت میں اس اجازت دی ہے اور اب آپ جہاد نہیں کر رہے ہیں بلکہ لوگوں کو سلوک طے کرا رہے ہیں اور اس حالت میں شریعت نے خضاب کی اجازت نہیں دی اسلئے اب

آپ خضاب نہ کیا کیجیے اس پر حضرت مدنیؒ نے تحریر فرمایا کہ تعمیل ارشاد کی جائے گی چنانچہ اس کے بعد آپ نے کبھی خضاب نہیں فرمایا۔

مجھ سے اتباع سنت کہاں ہوتا ہے

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مدنیؒ کے یہاں سالن دو برتنوں میں آگیا حالانکہ چونکہ سالن بڑے برتن میں آیا کرتا تھا اسی کے چاروں طرف سب بیٹھ کر کھایا کرتے تھے۔ اس دفعہ کوئی صاحب بیمار تھے ان کے واسطے سالن علیحدہ آگیا تو انہیں حافظ محمد حسین صاحب نے کہا کہ حضرت اب سالن دو دو طرح کا کھایا جایا کریگا کہیں حدیث میں دو سالن کھانا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟ اس پر حضرت مدنیؒ نے ابوداؤد شریف کی روایت بیان نہیں فرمائی جس میں دو سالن کا تذکرہ ہے۔ بلکہ یہ فرمایا مجھ سے اتباع سنت کہاں ہوتا ہے میں تو پیٹ کا کتا ہوں۔

میرے مکتوبات قابلِ مطالعہ کہاں ہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ اعظم گڑھ ضلع کے ایک مدرسہ کے جلسہ میں تشریف لے گئے میں بھی وہاں حاضر ہوا میں نے حضرت سے عرض کیا کہ آپکے مکتوبات کا مطالعہ کر رہا ہوں تو ارشاد فرمایا کہ میرے مکتوبات مطالعہ کے قابل کہاں ہیں کچھ ریل کے لکھے ہوئے ہیں کچھ ریل کے لکھے ہوئے ہیں میں نے عرض کیا پھر کس کے مکتوبات دیکھوں تو فرمایا کہ مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات دیکھیے حضرت گنگوہیؒ کے مکتوبات دیکھیے۔

سائنس بتانے سے عاجز ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنیؒ آخر عمر میں علیل ہوئے تو حضرت شیخؒ سہارنپور سے ڈاکٹر برکت کو لے کر تشریف لائے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ تنہائی میں دیکھوں گا جہاں آپ کے سوا کوئی اور نہ ہو غرض تنہائی میں دیکھا تو کہا سائنس بتانے سے عاجز ہے کہ مولانا ابھی تک زندہ کیوں ہیں ان کا تو کبھی سے انتقال ہو جانا چاہئے تھا

غیر مقلدین کا کتبِ حنفیہ سے استفادہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاویؒ نے بیان کیا کہ میرے ایک استاذ

اہل حدیث تھے جو فتوی بھی لکھتے تھے، میں ایک مرتبہ تنہائی میں ان کے یہاں گیا تو دیکھا کہ ہدایہ اور فتاوئی عالمگیری کا مطالعہ کر رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ تو اہل حدیث ہیں پھر حنفیہ کی کتابیں کس لئے دیکھ رہے ہو انھوں نے کہا کہ جزئیات ہم کہاں سے لیں گے ان ہی کتابوں سے لیں گے اور ہدایہ کی احادیث کی تخریج زیلعی نے کی ہے ہم اس کا حوالہ دیدیں گے کہ یہ مسئلہ فلاں حدیث سے ثابت ہے۔

مولانا رومؒ کی روح سے استفاضہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائپوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ ڈاکٹر اقبال (مشہور شاعر) کو مولانا رومؒ کی روح سے بہت زیادہ فیض پہنچا ہے۔ ایک مرتبہ کسی شخص نے نزول حق کا انکار کیا ڈاکٹر صاحب دوسرے کمرہ میں تھے ان کو اس کا علم ہوا تو اٹھ کر آئے اور کہا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ضرور وحی نازل ہوئی تھی اس لئے کہ جب میرا حال یہ ہے کہ مجھ پر بے بنائے شعر القاء ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بدرجۂ اولی وحی نازل ہوئی ہے اس لئے کہ آپ علیہ السلام کی شان تو بہت ہی بلند ہے پھر فرمایا (حضرت زید مجدہٗ نے) کہ تقسیم ہند کے موقع پر ڈاکٹر اقبال اور حضرت مدنیؒ کے درمیان کافی روز تک خط و کتابت رہی آخر میں ڈاکٹر صاحب نے ہی رجوع کیا۔ اور معافی مانگ لی مسئلہ قومیت متحدہ کا تھا۔

خیالی کا درس خیال سے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مدرسہ مظاہر علوم فرمایا کرتے تھے کہ جو لوگ خیالی (شرح عقائد کی شرح) پڑھاتے ہیں وہ اس کے مطالب تحقیقی نہیں پڑھاتے یعنی بالجزم وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ خیالی کی اس عبارت کا مطلب یہی ہے بلکہ خیال سے پڑھاتے ہیں یعنی یہ سوچتے ہیں کہ شاید خیالی کی اس عبارت کا مطلب یہی ہو مزید فرمایا کہ میں بھی اسی طرح پڑھاتا ہوں اس کے بعد فرمایا (حضرت زاد مجدہٗ نے) کہ بھائی اب مجھے بھی اس کا تجربہ ہو گیا ہے نیز فرمایا کہ جو بات حضرت ناظم صاحبؒ نے بیان فرمائی ہے وہ ہر شخص نہیں کہہ سکتا۔

میں برداشت نہ کرسکوں گا

ارشاد فرمایا کہ جب مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مواعظ کا ترجمہ کیا تو خواب میں ان کی زیارت ہوئی سلام کیا شیخ نے چاہا کہ معانقہ کریں مگر یہ پیچھے کو ہٹ گئے شیخ نے دریافت کیا کیوں، عرض کیا میں برداشت نہ کرسکوں گا۔

مشکل آسان ہوگئی

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخؒ (مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ) کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میری والدہ کے آدھے جسم سے جان نکل چکی ہے آدھے جسم میں ابھی باقی ہے جس کی وجہ سے بہت تکلیف میں ہیں وہ چونکہ آپ کو اور حضرت مدنیؒ کو گالیاں دیتی تھی اس لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اسکو معاف فرمادیں حضرت شیخؒ نے فرمایا کہ جا میں نے معاف کیا اور حضرت مدنیؒ کی طرف سے بھی معاف کیا اس کے بعد یہ شخص گھر کے لئے روانہ ہوا تو اس کے گھر پہنچنے تک اس کی والدہ کا انتقال ہوگیا اور مشکل آسان ہوگئی (اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کو برا کہنا ان کو گالیاں دینا اذیت پہنچانا نہایت خطرناک ہے حدیث قدسی ہے "من عادیٰ لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب" حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے گا اس کو میرا اعلانِ جنگ ہے۔

کتاب کے نیچے سانپ

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخؒ کے چاروں طرف کتابوں کا انبار لگا رہتا تھا ان ہی کے درمیان بیٹھے کام میں مشغول رہتے ایک روز ایک کتاب اٹھانی چاہی تو اس کے نیچے سانپ دکھلائی دیا کوئی اور وہاں نہیں تھا جو اس سانپ کو مار سکے اس لئے اس کو یوں ہی رہنے دیا دوسرے وقت اس کو اٹھایا تو وہ سانپ نہیں تھا۔

حضرت دام مجدہٗ کے والد صاحبؒ

ارشاد فرمایا کہ میرے والد صاحب (مولانا حامد حسن صاحبؒ) کو حضرت شیخ الہندؒ نے نہٹور ضلع بجنور کے مدرسہ کے لئے مدرس بنا کر بھیجا تھا جس کو حضرت شیخ الہندؒ نے ہی قائم کیا تھا شروع میں تو یہ ایک مکان میں قائم کیا گیا تھا بعد میں جامع مسجد میں منتقل کردیا گیا تھا میرے والد صاحبؒ

تقریباً نصف صدی اس مدرسہ میں پڑھایا یہاں تک کر جنازہ اسی مکان سے نکلا جس میں مدرسہ قائم ہوا تھا حالانکہ اس مکان کے قریب ان کا سخت مخالف رہتا تھا جو کہتا تھا کہ میں نے ایک بندوق بھر رکھی ہے اس کو آپ پر ہی استعمال کروں گا اس کے باوجود آپ کبھی اس سے گھبرائے نہیں بلکہ رات کو دن کو اپنا لوٹا لے کر مسجد آتے جاتے اور مسجد کے لوٹے سے وضوء کرتے میرے بچپن کا دور تھا میں اس مکان کے سامنے جو پلکھن کا درخت تھا اس کے نیچے کھیلتا رہتا تھا۔

ناشتہ میں باسی روٹی

ارشاد فرمایا کہ میرے والد صاحبؒ رات کے کھانے سے آدگی روٹی بچا لیا کرتے تھے اور صبح اس کو چور کر پانی میں ڈال کر کھا لیا کرتے تھے کبھی اس میں نمک ملا لیتے کبھی شکر ڈال لیتے بس یہی ناشتہ ہوتا چائے کبھی نہ پیتے۔

کیا جواب دوں گا

ارشاد فرمایا کہ میں نے والد صاحبؒ سے انکے آخری دور میں عرض کیا کہ بہت عمر ہو گئی ملازمت کرتے کرتے اب آرام سے گھر رہیے تو فرمایا کہ یہاں کوئی طالب علم پڑھ لیتا ہے کوئی مسئلہ معلوم کر لیتا ہے وطن جانے پر یہ صورت نہ ہوگی میں نے عرض کیا کہ وہاں بھی دو طالب علموں کو بیٹھا دونگا وہ پڑھ بھی لیا کریں گے کوئی مسئلہ بھی معلوم کر لیا کرے گا کہنے لگے کہ لوگ کہیں گے کہ ساری عمر تو باہر رہا آخر عمر میں بیٹے کے سر آ بیٹھا میں نے عرض کیا کہ اگر اپنی وجہ سے کسی کے نفقۂ واجبہ میں کمی آتی تو لوگوں کا کہنا سننے کے قابل ہوگا ورنہ ان کا کہنا سننے کے قابل نہیں کتے بھونکا کرتے ہیں قافلے چلا کرتے ہیں اور آپ کو لوگوں کے اس کہنے کا تو خیال ہوا یہ بھی تو ہے کہ لوگ مجھے کہیں گے کہ شرم نہیں آتی بوڑھے باپ سے کما رہا ہے مگر میں اس سے متأثر ہو کر نہیں کہہ رہا ہوں اس پر فرمایا کہ میرے ذمے قرض بھی تو ہے میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے فہرست دیدیجئے اسکو بھی آہستہ آہستہ ادا کر دونگا اور اگر آپ کو اطمینان نہ ہو تو میں لا کر دئے دیتا ہوں آپ اپنے ہاتھ سے ادا کر دیں کہنے لگے پھر تو کیا کریگا میں نے عرض کیا اللہ آپکا قرض ادا کرائے وہ میرا بھی انتظام کر دیگا اس پر کہا کہ حضرت شیخ الہندؒ نے یہ مدرسہ میرے سپرد کیا تھا اگر کل قیامت میں سوال کیا گیا کہ ایک امانت تمہارے سپرد کی تھی بیٹے کے کہنے میں اس کی پرواہ نہ کی تو میں کیا جواب دونگا میں سمجھ گیا کہ یہ جانے والے نہیں یہاں تک ۲۱ محرم ۱۳۷۴ھ میں دیوبند میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے اور وہ قرض جس سے مجھے ڈراتے تھے میں نے اسکی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ایک صاحب کے صرف بارہ آنے تھے جنکو خود ہی انتقال سے کچھ ایام قبل ادا کر دیا تھا۔

حضرت دام مجدہم کے

سجدۂ تلاوت بجماعت

ارشاد فرمایا کہ میں عصر بعد کتاب پڑھکر سنایا کرتا تھا ایک روز آیت سجدہ آگئی میں نے سامعین سے کہا کہ ہم لوگوں پر سجدۂ تلاوت اجتماعاً واجب ہوا ہے اس لئے بہتر اور زیادہ ثواب کی بات یہ ہے کہ اس کو جماعت کے ساتھ ادا کر لیا جائے چنانچہ میں امام بنا اور سامعین مقتدی بنے اور سجدہ ادا کر لیا بعد میں ایک صاحب (جو نابینا اور غیر مقلد تھے) بولے کہ مفتی صاحب سجدۂ تلاوت جماعت کیساتھ ادا کرنا کہاں سے ثابت ہے میں نے کہا کہ در مختار (علی ہامش رد المحتار - صفحہ ۵۲۲ ج ۱) میں ہے نہ کہنے لگے اچھا آپ کا ایمان خدا اور اس کے رسول پر نہیں در مختار پر ہے اس سے میں سمجھا کہ وہ غیر مقلد ہیں اس لئے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے انھوں نے نام بتایا میں نے والد کا نام پوچھا انھوں نے والد کا نام بھی بتایا میں نے دریافت کیا کہ آپ کے والد کا یہ نام کہاں سے معلوم ہوا کہنے لگے میری والدہ نے بتلایا ہے اس پر میں نے کہا اچھا آپ کا ایمان خدا اور اس کے رسول پر نہیں اپنی والدہ پر ہے اس لئے کہ قرآن وحدیث میں تو کہیں آپ کے والد کا نام مذکور نہیں اس پر وہ خاموش ہوئے اور چلے گئے۔

مذاہب اربعہ کے متعلق غیر مقلد سے گفتگو

ارشاد فرمایا کہ ایک مجھ سے بھی زیادہ بڑے شخص لاٹھی پر ٹیک لگاتے ہوئے میرے پاس آئے کسی نے مجھے بتایا کہ یہ غیر مقلد ہیں اور آپ کو غیر مقلد بنانے آئے ہیں آکر کہنے لگے کہ ایک بات کہوں خفا ہونا میں نے عرض کیا کہ اگر وہ بات خفگی کی ہوگی تو ضرور خفا ہوں گا میں کوئی دیوار ہوں کہ اس کو جو چاہو کہہ لو وہ کوئی جواب نہیں دیتی مجھکو تو مقید کرتے ہو کہ خفا نہ ہوں اور خود آزاد رہنا چاہتے ہو کہ جو چاہو پوچھو آپ خفگی کی بات نہ کہیں میں خفا نہ ہوں گا لیکن آپ خفگی کی بات کہیں گے تو میں ضرور خفا ہوں گا۔ کہنے لگے کہ یہ چاروں مذہب چوتھی صدی

لہ شامی جلد اصفحہ ۵۲۲ میں ہے انہ علیہ السلام تلا سجدۃ علی المنبر فنزل وسجد وسجد الناس معہ

کے بعد وجود میں آئے ہیں نا؟ میں نے کہا کہ لفظ یہ اسم اشارہ ہے جو محسوس و مبصر کے لئے آتا ہے کیا مذاہب اربعہ آپ کو نظر آ رہے ہیں کہیں رکھے ہوئے ہیں جو آپ کو محسوس ہو رہے ہیں کہنے لگے کہ ہیں میں نے کہا کہ انہیں کو تو پوچھ رہا ہوں شاید آپکو ائمہ اربعہ کا نام لیتے ہوئے حیا آ رہی ہے امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل کا مذہب کیوں نہیں کہتے پھر آپ نے یہ کیسے کہدیا کہ چوتھی صدی کے بعد وجود میں آئے ہیں شاید کسی غیر مقلد کی کتاب میں دیکھ لیا ہوگا اسی کی تقلید میں کہہ رہے ہیں اسی اندھی تقلید کو تو ہم حرام بتاتے ہیں اس کے بعد میں نے کہا کہ اچھا آپ کا قول " مذاہب اربعہ چوتھی صدی کے بعد وجود میں آئے " یہ تو صغریٰ ہوا اور اگر بالفرض بیگا ہے تو اب کبریٰ لگایئے کہ جو چوتھی صدی کے بعد وجود میں آئے وہ باطل مردود جہنم میں پھینکنے کے قابل ہے اس پر جواب دیا کہ دیکھو جی جو بات جیسی ہوگی ویسی ہی کہی جائے گی آپ خفا نہ ہو جیے گا میں نے کہا کہ اچھا یہ بتایئے آپ کب پیدا ہوئے چوتھی صدی سے پہلے یا بعد آپ کے والد کب پیدا ہوئے آپ کے دادا کب پیدا ہوئے دس پشتوں تک بتاتے چلے جایئے نیز ابن تیمیہ۔ ابن قیم۔ میاں نذیر حسین اور نواب صدیق حسن بھوپالی یہ سب کب پیدا ہوئے سب باطل مردود جہنم میں پھینکنے کے قابل ہیں اس پر وہ خفا ہو کر جانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو میں نے کہا دیکھو جی جو بات جیسی ہوگی ویسی ہی کہی جائے گی آپ خفا نہ ہو جیے گا اور دیکھیے مذاہب اربعہ کا وجود چوتھی صدی کے بعد نہیں ہوا اس لئے کہ امام ابو حنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے امام مالک ۹۵ھ میں امام شافعی ۱۵۰ھ میں اور امام احمد ۱۶۴ھ میں لہذا آپ کے قول کے مطابق بھی یہ مذاہب اربعہ باطل نہیں۔

کسی کو ووٹ نہیں دیا

الیکشن ۱۹۷۰ء کے موقع پر ارشاد فرمایا ۔ ما ہیچ نداریم غم ہیچ نداریم دستار نداریم غم پیچ نداریم پھر فرمایا کہ اللہ کا فضل ہے میں اس فکرے (کہ ووٹ کس کو دوں) بے فکر ہوں میں نے آج تک کسی کو ووٹ نہیں دیا۔

اللہ کا انعام یاد آیا

ارشاد فرمایا کہ میں ایک روز اپنے کمرہ میں بیٹھا تھا کہ ایک صاحب آئے اور کہنے لگے میری لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے کفن کے لئے کچھ روپیوں کی کمی ہے میں نے تنے روپیہ ان کو دیدیئے تو وہ چلے گئے اس کے بعد میں کمرہ سے باہر نکلا تو ایک اور صاحب ملے اور کہنے لگے کہ انہوں (پہلے شخص) نے آپ سے کیا کہا میں نے بتلا دیا اور یہ بھی بتلا دیا کہ میں نے ان کو اتنے روپیہ دیدیئے ہیں اس پر وہ

ہوئے کر آپ نے تحقیق بھی نہیں میں نے کہا تحقیق کی کیا ضرورت اس کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جس کو تذبذب ہوتا ہے مجھے تو اس کے چہرہ سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ غلط کہہ رہا ہے اس پر انھوں نے پوچھا کہ پھر آپ نے کیوں دیدیئے میں نے کہا کہ اس کی اس حالت کو دیکھ کر اللہ کا انعام یاد آیا کہ اس نے اس طرح جھوٹ بول کر پیسے مانگنے سے میری حفاظت کی بس بطور شکر میں نے دیدئے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ بھی اسی طرح کی صورت پیش آئے۔

بڑوں کا اتباع

ایک صاحب نے حضرت زاد مجدہٗ کو مصافحہ میں پچاس روپیہ بطور ہدیہ پیش کئے تو کچھ دیر کے بعد قبول فرما کر حاضرین مجلس کو سنا کر فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں ایک نواب صاحب آئے اور انھوں نے حضرتؒ کو مبلغ سو روپیہ پیش کئے تو حضرت نے قبول فرما کر فرمایا کہ بھائی نواب صاحب نے سو روپیہ دیئے ہیں اس کے بعد فرمایا کہ میں بھی مبتلا ہوں کہ انھوں نے پچاس روپیہ دیئے ہیں تاکہ بڑوں کا اتباع ہو جائے۔

ڈاڑھی منڈے کی اذان کا اعادہ

ارشاد فرمایا کہ یہاں دیوبند میں ایک شخص ہے جو محکمۂ پولیس میں ملازم تھا اور ڈاڑھی منڈایا کرتا تھا مگر اذان کا بڑا شوقین ایک مرتبہ اس نے اذان دی تو میں نے اذان کا اعادہ کرایا اس کے بعد اس کی ہمت اذان دینے کی نہوئی البتہ اس کو ڈاڑھی رکھنے کی توفیق ہو گئی۔

مصافحہ تتمۂ سلام ہے

بعض طلبہ نے سلام کئے بغیر صرف مصافحہ کیا تو خود ان کو سلام کیا اور ارشاد فرمایا کہ سلام اصل ہے مصافحہ اس کا تتمہ ہے اول سلام کرنا چاہئے بعد میں مصافحہ۔ احیاء العلوم صفحہ ۲ ج ۲ میں روایت ہے تمام تحیاتکم المصافحۃ ومشکوٰۃ ج ۲ صفحہ ۴۰۲ میں بھی ہے۔

سفر حجاز سے واپسی

ارشاد فرمایا کہ میں ایک مرتبہ سفر حجاز سے واپس آیا تو دارالعلوم کے ایک مدرس جو رنگ میں کالے ہیں مجھ سے ملنے تشریف لائے اور میرے ہاتھ کو بوسہ دیا میں نے (از راہ ظرافت) عرض کیا کہ میں اتنا مسعود ہو کر تھوڑا ہی آیا ہوں کہ آپ کو میرے ہاتھوں میں حجر اسود کا عکس نظر آنے لگے اس پر انھوں نے کہا کہ ہاں مجھے حجر اسود کہہ تو میں نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیئے میں آپکا استلام نہیں کرونگا

بعض تعویذ کے لئے نذرانہ

ارشاد فرمایا کہ میرے کسی تعویذ کے لئے نذرانہ کی ضرورت نہیں بعض تعویذ البتہ ایسے ہیں کہ وہ بغیر نذرانہ کے اثر نہیں کرتے مگر میں بھی ایسا تعویذ دیا تو فائدہ نہ ہوا مجھسے کہا گیا کہ تعویذ سے فائدہ نہوا میں نے کہا کہ تم نے نذرانہ تو دیا ہی نہ تھا کہا گیا کہ میں نذرانہ کہاں سے دیتی میں نے کہا کہ مجھ سے لیکر دیتی۔

میں تو مفلس ہوں

ارشاد فرمایا کہ جب میں دارالعلوم دیوبند آیا تو ابتداءً چند ماہ مہمان خانہ میں قیام رہا اس کے بعد احاطہ مسجد میں کمرہ مل گیا ایک روز حضرت مہتم صاحبؒ اور علامہ بلیاویؒ سے راستہ میں ملاقات ہو گئی تو حضرت مہتم صاحبؒ نے تو اپنے انداز میں فرمایا کیا کروں فرصت نہیں ملتی ورنہ جی چاہتا ہے کہ کچھ آپ سے استفادہ کروں استفادہ کیلئے حاضر ہوا کروں اور علامہ ابراہیمؒ نے فرمایا کہ حضرت یہ تو بخیل ہے آج تک اس نے اپنا کمرہ بھی نہیں دکھایا میں نے عرض کیا کہ حضرت میں تو مفلس ہوں جو کچھ میرے پاس ہے وہ حضرت ہی کا عطیہ ہے اس پر حضرت مہتم صاحبؒ نے ہنس کر فرمایا کہ میں یہاں تک نہیں پہنچا تھا۔

ایک شخص کو ہندو ہونے سے بچالیا

ایک مرتبہ قاضی والی مسجد گنگوہ کا موذن بیٹھا ہوا لوگوں سے کہہ رہا تھا کہ میں تو ہندو ہونا چاہتا ہوں لوگوں نے اس کو اس سے منع کیا لیکن وہ نہ مانا اور اس پر اصرار کرتا رہا حضرت دام مجدہٗ نماز عشاء کیلئے وضو فرما رہے تھے درمیانِ وضو سے اٹھے اور اس کے زور سے ایک تھپڑ مار کر فرمایا کہ جا تیرے جیسوں کی اسلام کو ضرورت نہیں تب اس نے ہاتھ جوڑ کر معافی چاہی اور کہا کہ میں ہندو نہیں ہوتا میں تو مسلمان ہوں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں اس پر نمازیوں نے کہا کہ ہمارے سمجھانے سے تو مانا نہیں اب بھی تو مانا۔

دیوبندیوں کی تکفیر

ارشاد فرمایا کہ بریلوی عوام تو دیوبندیوں کو کافر کہتے نہیں البتہ خواص کہتے ہیں اور میرے خیال میں دل سے وہ بھی نہیں کہتے مگر مجبور ہیں نہ کہیں تو ان کا کام کیسے چلے پھر فرمایا کہ سفر حج میں ایک صاحب ان میں کے میرے ساتھ تھے جن کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا بھی ہوتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ ہم کو کافر کہنے میں بھی دریغ نہ کرتے تھے ایک روز مسجد نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں ان سے میں نے کہا کہ یہ حضرات جو پہلی دوسری صف میں بیٹھے ہوئے تلاوت وغیرہ میں مشغول ہیں یہ سب دیوبندی

اس پردہ رو پڑے اور کہنے لگے کہ ہمارے اکابر نے ہم کو اندھیرے میں رکھا ہے مطلب یہ کہ واقع میں تو دیوبندی حضرات اعلیٰ درجہ کے مسلمان ہیں مگر ہمارے اکابر نے اپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے ان کی تکفیر کی اور ہمارے دل میں ان کی طرف سے بُعد، تنفر، عداوت پیدا کردی۔

بائیں ہاتھ سے پانی پینے پر تنبیہ

کھیڑہ افغان ضلع سہارنپور کے ایک مولوی صاحب جو حضرت کے شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے وہ یہ کہ پانی کبھی بائیں ہاتھ سے نہیں پیتا اس لئے کہ ایک مرتبہ حضرت دام مجدہٗ کے قیام مظاہر علوم کے دوران میں کھانے میں حضرت کا شریک تھا میں نے بائیں ہاتھ سے پانی پی لیا حضرت دامت برکاتہم نے دیکھ کر نرمی سے سمجھایا فرمایا کہ بائیں ہاتھ سے پانی نہیں پیا کرتے دائیں ہاتھ سے پینا چاہئے اس کے بعد ایک موقع پر پھر ایسا ہی اتفاق ہوگیا تو حضرت نے پھر نرمی سے سمجھایا تیسری بار جب ایسا ہوا تو حضرت نے زور سے ایک چپت رسید کیا جس کی بنا پر اس کے بعد میں نے کبھی بائیں ہاتھ سے پانی نہیں پیا جب کبھی بھول سے بائیں ہاتھ میں گلاس لے لیتا ہوں تو فوراً حضرت کا چپت یاد آجاتا ہے اس لئے منہ تک جانے سے پہلے ہی گلاس دائیں ہاتھ میں آجاتا ہے۔

حضرت دام مجدہٗ کی بسم اللہ

ارشاد فرمایا کہ میری بسم اللہ حضرت شیخ الہندؒ نے کرائی تھی بچپن میں یوں ہی کھیلتا پھرتا تھا اور یہ بھی نہ جانتا تھا کہ شیخ الہندؒ کون ہیں بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بزرگ حضرت شیخ الہندؒ ہیں اور یہ تیری بسم اللہ ہوئی ہے۔

میزان والد صاحبؒ سے پڑھی

ارشاد فرمایا کہ میں نے میزان الصرف اپنے والد صاحبؒ سے آٹھ ماہ کے عرصہ میں پڑھی جس کے بعد میں قرآن پاک کا ہر ہر صیغہ آسانی سے معلوم کرلیا کرتا تھا اگر تلاوت کے وقت کسی صیغہ کا علم نہ ہوتا تو الجھن رہتی۔

دورہ حدیث تین سال میں

ارشاد فرمایا کہ میں خلقۃً ذہن کے اعتبار سے کمزور تھا اور اب تو اور کمزور ہوگیا ہوں اسی وجہ سے میں نے دورۂ حدیث شریف تین سال میں مکمل کیا ہے پہلے سال مسلم شریف اور ابوداؤد شریف۔ دوسرے سال میں بخاری شریف اور ترمذی شریف دارالعلوم دیوبند میں پڑھیں۔ اور باقی کتب تیسرے سال مظاہر علوم میں پڑھیں اور چونکہ دارالعلوم میں سبق

کتابیں ایک ساتھ نہ پڑھیں تھیں اس وجہ سے صد سالہ اجلاس ۱۹۸۰ء کے موقع پر ان لوگوں کو فضلاء دارالعلوم کی فہرست میں میرا نام نہ ملا تھا اجلاس سے صرف دو یوم قبل میرا نام ملا تب میرے پاس دعوت نامہ پہنچا۔

ثبوت رمضان وفطر

ارشاد فرمایا کہ چاند کی گواہی کے بارے میں میں تو یہ لکھا کرتا تھا کہ مطلع صاف نہ ہونے کی صورت میں رمضان المبارک کے لئے ایک عادل یا مستور الحال آدمی کی رویت کافی ہے شہادت ضروری نہیں اور دیگر مہینوں کے لئے دو عادل یا مستور الحال کی شہادت ضروری ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو (ہر ماہ کے لئے) بڑی جماعت چاہئے کما فی الدر المختار مع الشامی صفحہ ۹۰ فتاوی محمودیہ ج ۳ ص ۱۱۹۔

قیام کانپور میں رویت ہلال

ارشاد فرمایا کہ قیام کانپور کے دوران ایک شخص یوم شک میں میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ چاند ہو گیا میں نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے کہنے لگا نہیں جی بس چاند ہو گیا میں نے پھر پوچھا کہ تم نے بھی دیکھا ہے کہا کہ ہاں دیکھا ہے میں نے دریافت کیا کہ مغرب سے پہلے یا بعد میں اس پر کہا کہ میری ایک لڑکی اور ایک لڑکے نے دیکھا ہے میں نے ان کی عمر معلوم کی تو بتلایا کہ لڑکی کی عمر ۹ سال ہے اور لڑکے کی اس سے زیادہ ہے میں نے کہا کہ لڑکے کو ساتھ کیوں نہیں لائے کہنے لگا کہ وہ ملیچھ پارٹی سے تعلق رکھتا ہے اس کی شہادت پہلے رد کر دی گئی تھی میں نے پوچھا کہ نماز پڑھتا ہے؟ بتلایا کہ ہاں عید بقرعید کی پڑھ لیتا ہے میں نے پھر کہا کہ تم نے خود بھی دیکھا ہے اس پر اس نے کہا کہ میں اپنے گھر کے چبوترہ پر نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران دو عورتیں یہ کہتی ہوئی گذریں کہ چاند ہو گیا سامنے مسجد تھی اس کا منارہ صاف نظر آ رہا تھا میں نے اس سے معلوم کیا کہ اس مینار کے دائیں جانب دیکھا یا بائیں جانب اس نے کہا کہ یہاں مینار کہاں ہے وہ اس کو نظر ہی نہ آیا اس کے بعد وہ جانے لگا تو اپنے جوتے بار بار اٹھا کر دیکھے تب پہچانے میں نے حاضرین سے عرض کیا کہ بھلا ایسے آدمی نے کہاں چاند دیکھا ہوگا۔

ہجرت کے لئے امور ضروریہ

ایک صاحب نے حضرت دام مجدہٗ کے پاس لکھا کہ حضرت آپ تو کچھ دن کے بعد ہجرت کر جائیں گے اس لئے میں ایک سال کی چھٹی لے کر آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں آپ نے جواب میں لکھا کہ ہجرت کے لئے ایمان میں پختگی اعمال صالحہ پر

مواظبت اور اخلاقِ فاضلہ پر استقامت بڑا سرمایہ ہے اور یہ ناکارہ ان سب چیزوں سے خالی ہے اسلئے آپ جہاں پر ہیں وہیں رہ کر دین کا کام کرتے رہیں۔

بتھوے کی روٹی

ایک مرتبہ دسترخوان پر بتھوے کی روٹی پیش کی گئی حضرت زاد مجدہ نے دریافت کیا کیسی روٹی ہے؟ کسی نے بتلادیا تو فرمایا ماشاء اللہ ماشاء اللہ بہت عمدہ حضرت مولانا عبد القادر صاحبؒ رائپوریؒ بھی بتھوے کی روٹی بڑی رغبت سے کھایا کرتے تھے۔

تعویذ کے لئے شرط

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے مجھ سے تعویذ سیکھنے کے لئے کہا میں نے بعض تعویذ سکھلادئے پوچھا ان کے استعمال کے لئے کوئی شرط تو نہیں میں نے کہا کہ دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ بے نمازی کو نہ دینا دوسرے یہ کہ اس پر اجرت نہ لینا ایک صاحب جو اس وقت میرے پاس بیٹھے تھے کہنے لگے کہ پھر یہ سیکھ کر ہی کیا کریں گے مطلب کی جڑ تو آپ نے کاٹ ہی دی۔

بغیر تعویذ جن چلا گیا

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب کی بیوی پر جن آگیا جو کہتا تھا کہ میں شاہ عبد القدوس گنگوہی ہوں مجھے کچھ نہ کہنا مجھے اطلاع کی گئی تو میں نے کہلایا کہ اس سے میں بھی گنگوہی کا رہنے والا ہوں اتنے جوتے ماروں گا کہ سر پر بال نہیں رہیں گے کہاں شیخ عبد القدوس بنا پھرے اس پر وہ چلا گیا اور کسی تعویذ کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

ایک عورت پر جن کا اثر

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب کی اہلیہ پر جن کا اثر تھا اور تقریباً پچیس سال سے تھا میں نے جانچ کے لئے ایک تعویذ بھیجا اور کہا کہ مریضہ کو وضو کرا کے یہ تعویذ اس کے ہاتھ میں رکھ کر مٹھی بند کرادو ایسا ہی کیا گیا اس پر وہ بولا کہ میں پچیس سال سے یہاں رہتا ہوں میرا نام ختم المرسلین ہے مجھے کچھ نہ کہنا میں نے تین تعویذ بھجوائے کہ ایک سر میں باندھو دو ایک بازو پر اور ایک گلے میں تو اس نے کہا کہ ہرگز نہیں ہرگز نہیں یہ تعویذ مت باندھنا میں نہیں جاؤں گا مگر تعویذ باندھ دئے گئے جس پر بہت چلایا اور مریضہ بالکل مردہ کی طرح ہوگئی اس میں جان نہیں رہی مجھ سے کہا گیا کہ وہ تو مرگئی میں نے کہا کہ ابھی زندہ ہو جائے گی پانی دم کر کے بھیجا وہ اس پر ڈالا تو اٹھ کر بیٹھ گئی اور کہا کہ پچیس سال سے میرے کندھوں پر بھاری بوجھ رہتا تھا آج یہ ہلکے ہوئے ہیں ایک سال تک کوئی اثر نہیں ہوا پورا ایک سال ہونے

پھر آیا اور اپنا تعارف کرایا کہ میں وہی ہوں جواب سے پہلے پچیس سال تک رہا تھا ان صاحب نے کہا کہ ابھی حضرت مفتی صاحب کو خط کے ذریعہ مطلع کر رہا ہوں بس اتنا سنتے ہی چلا گیا پھر کبھی نہیں آیا۔

ختم بخاری کے لئے سفر

ارشاد فرمایا کہ ایک جگہ ختم بخاری شریف کے لئے مجھے مدعو کیا گیا پہنچا تو معلوم ہوا کہ جتنے طلبۂ شریک دورۂ حدیث ہیں سب ایک ایک حدیث پڑھیں گے چنانچہ وہ سب بالترتیب بیٹھ گئے اور پڑھنا شروع کیا میں نے سنا تو حیرت ہوئی کہ ایسی صحیح عبارت تیز رفتاری کے ساتھ پڑھنے والے تو ہمارے دار العلوم میں بھی نہیں میرے جی میں شیطان نے ڈالا کہ امتحان لوں چنانچہ میں نے عبارت پڑھنے والے طالب علم کے برابر والے طالب علم سے (جس کا نمبر اس کے بعد عبارت پڑھنے کا تھا) کہا کہ ایک گلاس میں پانی لے آؤ وہ چلا گیا ادھر اسکی حدیث پوری ہو گئی اب سب خاموش میں نے اس طالبعلم سے جسکا نمبر پانی کیلئے جانے والے طالب علم کے بعد تھا عبارت پڑھنے کیلئے کہا تو خاموش اسکے بعد والے سے کہا تو وہ بھی خاموش غرض کوئی نہ پڑھ سکا یہاں تک کہ پانی والا آگیا اسنے صحیح پڑھ دیا اسکے بعد سب صحیح پڑھتے چلے گئے اس کی وجہ معلوم ہوئی کہ ایک ماہ سے ہر طالب علم کو ایک ایک حدیث کی باقاعدہ مشق کرائی گئی ہے تب جا کر اسطرح عبارت پڑھ رہے ہیں پھر مجھے افسوس ہوا کہ میں نے کیوں پانی منگایا اور اسکا راز فاش کیا۔

بے موسم اعتکاف

ارشاد فرمایا کہ میں نے فضلاء دار العلوم دیوبند کی موتمر کے اجلاس کے موقع پر اعتکاف کر لیا تھا حکیم ننوں میاں صاحب گنگوہی جو موتمر کے اجلاس میں تشریف لائے تھے مجھ سے بھی ملنے آئے تو پوچھا کہ یہ بے موسم اعتکاف کیسا میں نے عرض کیا جیسے یہ آپ کی تشریف آوری بے موسم ہے ایسے ہی میرا اعتکاف بھی بے موسم ہے۔

ابطالِ الوہیت عیسیٰ علیہ السلام

ارشاد فرمایا کہ ایک عیسائی نے مجھ سے کہا کہ حضرت عیسیٰ الٰہ ہیں میں نے کہا کہ اچھا تمہارے الٰہ ایسے ہیں جو پیشاب کی نالی سے پیدا ہوئے ہیں اور الٰہ خالق ہوتا ہے تو گویا وہ اپنی والدہ کے بھی خالق تھے اور یہ بھی تو بتلاؤ کہ ان کے پیدا ہونے سے پہلے کی مخلوق کا خالق کون تھا۔

شہر کے قریب بستی میں جمعہ

ارشاد فرمایا کہ افریقہ کے ایک بڑے مفتی صاحب کے ساتھ میں ایک گاؤں میں گیا جو شہر سے قریب ہے اس بستی میں

یک عالم امام ہیں ان کی مفتی صاحب سے اس بستی میں جمعہ پڑھنے کے متعلق گفتگو ہوئی وہ کہتے تھے کہ یہ بستی شہر سے اتنی قریب ہے کہ اگر کوئی شخص اس بستی سے اگر شہر میں جمعہ پڑھکر گھر جانا چاہے تو آرام سے شام تک گھر جاسکتا ہے لہذا اس بستی والوں پر جمعہ فرض ہے نیز کہا کہ یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے میں نے عرض کیا کہ آپ عالم ہیں جو کچھ نقل کر رہے ہیں وہ صحیح ہے اس نقل میں تردد نہیں میں اس کی تشریح چاہتا ہوں اس چھوٹی بستی والوں پر شہر کے قریب ہونے کی وجہ سے جمعہ فرض ہوگا تو اسی بستی میں جمعہ پڑھیں گے یا شہر میں آویں گے یعنی ہر شخص اپنی بستی سے شہر میں جمعہ پڑھنے کے لئے جایا کرے یہ ضروری ہے یا اسی چھوٹی بستی میں جمعہ پڑھا کریں یہ ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مدینہ طیبہ کے اردگرد رہنے والے حضرات صحابہؓ کرام باری باری مدینہ طیبہ میں جمعہ پڑھنے کے لئے آتے تھے (کذا فی البخاری ج ۱ ص ۱۲۳) جو نہیں آتے تھے انھوں نے اپنی بستیوں میں جمعہ نہیں پڑھا نہ ان کو اس کا حکم کیا گیا کہ اپنی بستیوں میں جمعہ پڑھا کریں نہ اس کا حکم کیا گیا کہ سب مدینہ طیبہ حاضر ہو کر جمعہ پڑھا کریں

اجلاسِ مسلم پرسنل لا میں شرکت

ارشاد فرمایا کہ جس وقت مسلم پرسنل لا کا پہلا اجلاس دیوبند میں ہوا تو حضرت مہتمم صاحبؒ نے بہت سے مدارس کے ذمہ داروں کے پاس خطوط لکھوائے کہ اپنے یہاں سے دو دو آدمی اس اجلاس میں شرکت کے لئے بھیجو اور ان کا سفر خرچ آپ کا مدرسہ ہی برداشت کرے اس کے بعد مہتمم صاحبؒ نے مشورہ کیا کہ یہ اتنے لوگ آرہے ہیں اجلاس میں شرکت کے لئے ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام کہاں سے کیا جائے کیا دار العلوم سے بھی یہ روپیہ لینا جائز ہے اگر جائز ہو تو خزانہ دار العلوم سے لیا جائے میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے تو دیگر مدارس کے منتظمین کو لکھا ہے کہ وہ اپنے دو دو آدمی شرکت اجلاس کے لئے بھیجیں اور آنے جانے کا خرچ اپنے اپنے مدرسہ سے دیں جب وہاں سے ادا ہو سکتا ہے تو یہاں سے خرچ کرنے میں کیا اشکال ہے اس پر مہتمم صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے الزامی جواب دیدیا میں نے عرض کیا کہ اگر غلط ہو تو رد کر دیجئے غرض مہتمم صاحبؒ نے اسی وقت ایک خاص رقم دار العلوم کے فنڈ سے منظور کی اور کہا کہ یہ رقم اجلاس میں شرکت کرنے والوں پر خرچ کی جائے اجلاس کا وقت آگیا آنے والے بڑے جوش کے ساتھ آئے اجلاس شروع ہوا اور ہر ایک نے یکے بعد دیگرے اپنا اپنا مقالہ پڑھنا شروع کیا جن میں ابتداءً تو بڑے زور وشور کے ساتھ کہا گیا کہ ہمارا پرسنل لا محفوظ ہے قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس میں کسی کو تغیر کرنے کا حق نہیں لیکن آخر میں تقریباً

سب میں بھی تھا مگر کچھ دشواریاں پیش آتی ہیں کچھ مردوں کو کچھ عورتوں کو۔ معاشرت اور گھریلو حالات خراب ہیں
اس لئے نظرثانی کرکے ان میں کچھ تخفیف کرلی جائے۔ یہ حاصل تھا سب کا دوسرا اجلاس جو بمبئی میں ہوا اس میں ایک
صاحب شرکت کے لئے گئے جاتے ہوئے مجھ سے ملے اور کہا کہ مفتی صاحب چلو گے میں نے عرض کیا کہ مجھے تو ان تجویزوں
سے اختلاف ہے کہنے لگے کہ اچھا یہ احکامات جو تجویز کئے گئے ہیں غالب گمان یہ ہے کہ حکومت ان میں عنقریب اڑے آئیگی
ان میں رکاوٹ پیدا کرنا چاہے گی اس لئے ایسا کیوں نہ کریں کہ جتنی تخفیف ان میں ہو سکتی ہو اس کو پہلے ہی کرلیں میں نے
کہا کہ جس چیز کو حکومت ہم سے زبردستی اور ظلماً منوانا چاہتی ہے کیا ہم اس کو بخوشی منظور کرلیں تاکہ ہم کو یہ کہنے کا موقع بھی
نہ رہے کہ ہمارے اوپر اس میں ظلم و زیادتی ہوتی ہے آپ ہی بتلائے کہ سرسید کا کیا قصور تھا اللہ و رسول کو
بھی مانتا تھا قرآن پر بھی ایمان رکھتا تھا اسلام اس کے پاس موجود تھا اس کے باوجود علماء اس سے کیوں خفا تھے
اسی لئے نا کہ اس نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اس وقت ہندوستان میں اگر مسلمانوں کا بقا ہو سکتا ہے تو وہ اسی صورت سے
ہو سکتا ہے کہ انگریز کی ہاں میں ہاں ملا کر چلا جائے وہی طرز آج آپ اختیار کر رہے ہیں اس پر وہ صاحب بولے
کہ بس جی سمجھ میں آگیا ہم کو ہرگز ان احکامات میں تخفیف نہیں کرنی پھر فرمایا (حضرت دامت برکاتہم نے) کہ اس کے
بعد کبھی مجھ کو مسلم پرسنل لا کے اجلاس میں شرکت کی دعوت نہیں دی گئی۔

مَرَّ کو مَقَرّ نہ بناؤ

ایک کمرہ کے سامنے راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے کسی طالب علم نے انکو ڈانٹنا
شروع کیا تو حضرت دام مجدہ نے ارشاد فرمایا کہ ان کو کیوں ڈانٹتے ہو اگر ڈانٹنا ہی تھا
تو ضمنی انداز میں ڈانٹتے کہ مَرّ (گذرگاہ) کو مَقَرّ (قیامگاہ) مت بناؤ۔

رباعی لکھ کردی

ارشاد فرمایا کہ بگرام ضلع ہردوئی کا واقعہ ہے کہ ایک انسپکٹر صاحب ٹرنک
کا پیسہ لیکر جارہے تھے راستے میں جیب کٹ گئی ان کا چپراسی جو بھلا تھا
میرے پاس آیا اور کہا کہ انسپکٹر صاحب ٹیلیفون کرنے جارہے تھے کہ جیب کٹ گئی کوئی تعویذ دیدیجئے
تاکہ گیا ہوا پیسہ واپس آجائے میں نے یہ رباعی لکھکر دی۔ دی شب عجیب حادثہ در بگرام رفت۔ یعنی
کہ جیب شحنۂ عالی مقام رفت۔ در آں زماں بہر ٹیلیگرام رفت۔ مالِ حرام بود بجائے حرام رفت۔ اور کہا
کہ انسپکٹر صاحب کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ غنیمت ہے جیب کٹی پیٹ نہیں کٹا ایک سانپ تھا جو نکل گیا اللہ
وہ اس سے محفوظ رہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

قسط ثالث ۳۰

ملفوظات فقیہ الامت

یعنی

ارشادات حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نوراللہ مرقدہ مفتی اعظم ہند

مرتب

مسعود احمد قاسمی غفرلہ

ناظم جامعہ محمود المدارس مسوری غازی آباد

ناشر

مکتبہ دارالایمان

سہارنپور، ۲۴۷۰۰۱ (یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب..........ملفوظات فقیہ الامت ثامن (۸)

مرتب......................محمد نور اللہ قاسمی

طباعت..............................

سن اشاعت......................۱۴۲۳ھ/مطابق ۲۰۰۲ء

باہتمام......................محمد جنید احمد قاسمی

قیمت ....

ناشر

مکتبہ دار الایمان محلہ مبارک شاہ (اردو بازار)

سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ

امابعد حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ جس کی توفیق سے اب سے کچھ عرصہ پہلے ..... فقیہ الامت جامع الشریعت والطریقت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی متعنا اللہ بطول بقائہ کے ملفوظات کی پہلی دوسری قسط ملفوظات فقیہ الامت کے نام سے شائع ہوئیں جو بحمد مقبول ہوئیں مفید اور نافع سمجھی گئیں اب بحمدہ تعالیٰ تیسری قسط شائع کیجارہی ہے اس کے مضامین بھی پہلی دونوں قسطوں کی طرح حضرت دامت برکاتہم کو سنائے گئے اور حوالہ جات کا بسعی ممکن اضافہ کیا گیا جس میں کہیں ایسا بھی ہے کہ ملفوظ مبارک کے بعض اجزاء یا اکثر اجزاء کے اعتبار سے حوالہ دیا گیا ہے پھر جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے انکی فہرست بھی مع مطبع شروع میں لکھ دی گئی ہے تاکہ بوقت ضرورت ناظرین بسہولت مراجعت کرسکیں حق تعالیٰ شانہ اسکو بھی پہلی قسطوں کیطرح قبول عام سے نوازیں اور حضرت والا دام مجدہم کے سایۂ عاطفت کو پوری امت پر بصحت وعافیت تادیر قائم رکھیں ۔ وہ سلامت رہیں ہزار برس - ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار - اور ہم سب کو حضرت زاد مجدہم کے فیوض وبرکات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونیکی توفیق عطا فرمائیں ۔ آمین یارب العٰلمین ۔

العبد مسعود احمد غفرلہٗ

خادم تدریس مدرسہ خادم العلوم باغونوالی ضلع مظفرنگر

۲۴ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۸ھ

مراجع مع مطابع

روح المعانی۔ مکتبہ مصطفائیہ دیوبند
بیان القرآن۔ تاج پبلشرز دہلی
بخاری شریف۔ کتبخانہ رشیدیہ "
مشکوۃ شریف۔ " " "
ہدایہ۔
مرقات شرح مشکوۃ۔ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
بحر الرائق۔ سعید کمپنی کراچی پاکستان
فتاوی رشیدیہ۔ " "
تاریخ ابن خلدون نفیس اکیڈمی " "
معارف السنن مکتبہ بنوریہ " "
فتاوی ہندیہ۔ بیروت لبنان
الاشباہ والنظائر۔ " "
آداب المساجد
فضائل رمضان کتبخانہ یحیوی سہارنپور
مسلم شریف مع نووی اصح المطابع دہلی
ابن ماجہ شریف مطبع علیمی دہلی
امداد الفتاوی۔ مجتبائی "
در مختار مع رد المحتار۔ مکتبہ نعمانیہ دیوبند

الصواعق المحرقہ استنبول ٹرکی
مسند احمد ابن حنبل
طحطاوی علی مراقی الفلاح۔ دمشق
مصنف عبد الرزاق۔ مجلس علمی ڈابھیل گجرات
سیرت خلفاء راشدین لکھنؤ
فتاوی محمودیہ۔ مکتبہ محمودیہ میرٹھ
ترمذی شریف مع العرف الشذی مختار اینڈ کمپنی دیوبند
بذل المجہود۔ کتبخانہ یحیوی سہارنپور
اکابر کا رمضان " " "
تذکرۃ الخلیل۔ اشاعت العلوم "
تذکرۃ الرشید " " "
جمع الفوائد۔ " " "
کبیری۔ " " "

فہرست مضامین ملفوظات فقیہ الامت قسط ثالث

۲ دیکھو پیٹ پکڑ کر لانا ۔ ۶۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت اور امت کا ردِّ عمل

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری مثال اس شخص جیسی ہے جس نے جنگل میں آگ روشن کی پھر جب اس کے ذریعہ اس کی ہر جانب روشن ہوگئی تو پروانے اور اڑنے والے کیڑے مکوڑے اس میں آآکر گرنے لگے اور یہ شخص انکو آگ میں گرنے سے روک رہا ہے مگر وہ رک نہیں رہے ہیں اس پر غالب آرہے ہیں یہی حال میرا بھی ہے کہ میں تم لوگوں کی کمر پکڑ پکڑ کر جہنم میں گرنے سے روک رہا ہوں مگر تم ہو کہ شدت سے اس میں گھسے جارہے ہو (بخاری ج ۲ صفحہ ۹۶) اس سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو امت پر کتنی شفقت ہے اور آپ علیہ السلام امت کو عذاب سے بچانے کیلئے کتنے حریص ہیں اور امت کا ردِّ عمل بھی ظاہر ہے قرآن پاک میں اسی کو فرمایا گیا ہے "فلعلک باخع نفسک علی اٰثارھم ان لم یؤمنوا بھذا الحدیث اسفا" سو شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دیدیں گے، دوسری جگہ وارد ہے "لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم" یعنی تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے

خواہشمند رہتے ہیں۔ ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق و مہربان ہیں۔

اعضاء بنی آدم زبان کے تابع ہیں

ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو اسکے تمام اعضاء زبان سے عاجزی کے ساتھ کہتے ہیں کہ " اللہ کی بندی " ہمارے بارے میں حق تعالیٰ شانہٗ سے ڈرتی رہنا اس لئے کہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہے گی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوں گے۔ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۳۔

زبان کیطرف سے لاپرواہی جہنم کا سبب

نیز فرمایا کہ حدیث میں ہے بعض مرتبہ آدمی اللہ کو ناخوش کرنے والا ایسا بول بولدیتا ہے جسکا اسکو خیال بھی نہیں ہوتا اور وہ اس کے باعث جہنم کی گہرائی میں ڈال دیا جاتا ہے۔ رواہ البخاری " مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۱۔ فائدہ ان ہر دو حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان کی حفاظت از حد ضروری ہے کہ اسکی طرف سے لاپرواہی بہت بڑے خسارے کا سبب بنجاتی ہے ایک حدیث میں ہے .. اتدرون ما اکثر مایدخل الناس النار الاجوفان الفم والفرج ، رواہ الترمذی وابن ماجہ " مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۲ ۔ یعنی کثرت سے لوگوں کو دو چیز جہنم میں لیجائیں گی ایک زبان دوسرے شرمگاہ۔

تراجم بخاری اور جہر بالتامین

ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف میں ترجمۃ الباب دعوی ہوتا ہے اور اس کے تحت ذکر کی جانے والی حدیث اسکی دلیل ہوتی ہے جن کے درمیان بعض جگہ بالکل مناسبت معلوم نہیں ہوتی مثلاً ج ۱ ص ۱۰۸ پر ترجمۃ الباب قائم کیا ہے باب جہر الماموم بالتامین " مقتدی کا زور سے آمین کہنا " اور اس کے تحت حدیث ذکر کی ہے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو " اذا قال الامام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین فقولوا آمین الخ " اس سے ظاہرہ

کہ مقتدی کا زور سے آمین کہنا ثابت نہیں ہوتا فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے اس کا جواب یوں دیا کہ حدیث مذکور میں قولوا جواب میں قال کے وارد ہے اور جب قولوا جواب میں قال کے آتا ہے تو اس سے مراد قول بالجہر ہوتا ہے پس حدیث کے معنی یہ ہوئے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم زور سے آمین کہو۔ اسطرح ترجمۃ الباب ثابت ہوجائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہی بات ہے تو مقتدی کو ربنا لک الحمد بھی زور سے کہنا مسنون ہونا چاہیئے اسواسطے کہ ج ۱ ص ۱۰۹ پر ترجمۃ الباب قائم کیا ہے باب فضل اللہم ربنا لک الحمد اور اسکے تحت حدیث ذکر کی ہے۔ اذا قال الامام سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللہم ربنا لک الحمد۔ کہ جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللہم ربنا لک الحمد کہو اس حدیث میں بھی قولوا جواب میں قال کے وارد ہوا ہے پس چاہیئے کہ یہاں بھی اس سے قول بالجہر مراد ہو اور تحمید میں جہر مسنون ہو حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

بحالت حدث تلاوت پر امام بخاریؒ کا استدلال

اسی طرح ج ۱ ص ۳۰ پر باب قائم کیا ہے

باب قرأۃ القرآن بعد الحدث اور اس کے تحت حدیث ذکر کی۔ کہ حضرت ابن عباس رضؓ نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضؓ کے یہاں جو ان کی خالہ ہوتی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات شب معلوم کرنے کیلئے) ایک رات گزاری حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے یہ بھی سو گئے یہانتک کہ نصف شب ہونے پر یا اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد آپ علیہ السلام بیدار ہوئے اور سورۂ آل عمران کا آخری رکوع پڑھا اسکے بعد وضو فرما کر نماز شروع کی حضرت ابن عباس رضؓ نے بھی ایسا ہی کیا آل عمران کا آخری رکوع پڑھا پھر وضو کر کے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے ان کا دایاں کان پکڑ کر اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا۔ ایک صاحب نے مولانا فخر الدین صاحبؒ سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند کے پاس لکھکر بھیجا کہ بظاہر اس حدیث سے ترجمۃ الباب کو کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی اسواسطے

کہ استدلال حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیند سے بیدار ہونیکے بعد بغیر وضو تلاوت کرنے سے ہوگا اور ظاہر ہے کہ اس سے ترجمۃ الباب ثابت نہیں ہوتا کیوں کہ نوم انبیاء ناقض وضو نہیں اور دوسرا کوئی حدث وہاں منقول نہیں، انھوں نے مجھ سے جواب لکھنے کیلئے فرمایا میں نے عرض کیا کہ کیا جواب لکھدوں؟ فرمایا کہ جب آدمی سو کر اٹھتا ہے اور کس مساتا ہے تو عادۃً خروج حدث ہوجاتا ہے اسی کو کالمتحقق تصور کرتے ہوئے استدلال کیا ہے، میں نے عرض کیا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کبھی سیدھے نہیں چلتے پیترا بدل کر چلتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ ان کا استدلال اس سے ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بغیر وضو کے قرآن پاک پڑھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی سکوت فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بے وضو قرأۃ کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوت فرمانا جو کہ تقریر نبی ہے، دلیل ہے اس بات کی کہ بغیر وضو قرأۃ قرآن جائز ہے اگر یہ ناجائز ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ضرور روک ٹوک فرماتے جیسا کہ انکے بائیں طرف کھڑے ہونیکو گوارہ نہیں فرمایا اس پر روک ٹوک کی بلکہ ان کا کان پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کرلیا، اس پر مولانا موصوف نے فرمایا کہ بس یہی لکھدو۔

الفقر فخری موضوع ہے

ارشاد فرمایا کہ الفقر فخری حدیث موضوع ہے (کذا فی الموضوعات الکبیر ص۹۵) پھر فرمایا غور کرنیکی بات ہے کہ جو چیزیں فخر کی ہوسکتی ہیں مثلاً اولاد آدم کا سردار ہونا، قیامت میں حمد کا جھنڈا آپکے ہاتھ میں ہونا، قبر سے سب سے پہلے اٹھنا وغیرہ[1] ان سے تو آپ علیہ السلام فخر کی نفی فرمارہے ہیں ارشاد فرمایا "انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر واول من تنشق عنہ الارض ولا فخر" (ترمذی ج۲ ص۲۰۲) تو فقر کو آپ فخر کیسے کہہ سکتے ہیں۔

احادیث تصانیف سعدیؒ

اس کے بعد فرمایا کہ گلستان (باب ص۲) میں (شیخ سعدیؒ نے اسکو) الفقر فخری کو (ذکر کیا ہے اور وہ تلمیذ خاص ہیں ابن جوزی کے

---

[1] مثلاً آپکا حبیب اللہ ہونا۔ امام الانبیاء ہونا، سب سے پہلے شافع و مشفع ہونا، اولین و آخرین میں اکرم ہونا، (ترمذی شریف ج۲ ص۲۰۲)

جو حدیث میں بڑے متصلب و متشدد تھے حتیٰ کہ حدیثِ صحیح کو بھی بعض مرتبہ موضوع بتادیتے تھے لیکن اسکے باوجود شیخ سعدیؒ پران کا اس سلسلے میں کوئی اثر نہیں ہوا۔ ان کی تصنیف میں مشکل سے کوئی حدیث ضعیف ملے گی ورنہ تقریباً سب موضوع ہیں۔

مسلمان کو سابق کفر پر طعنہ دینا

ارشاد فرمایا کہ مسند امام احمد بن حنبل ج ۶ ص ۱۳۲ و ص ۳۳۸ میں ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ام المؤمنین حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیمار ہوگیا۔ ام المؤمنین حضرت زینبؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے پاس سواری زائد ہے وہ صفیہ کو دیدو۔ انھوں نے کہا میں اس یہودیہ کو دوں گی آپ علیہ السلام کو اس طعنہ سے سخت ناگواری ہوئی جس کے باعث آپ علیہ السلام دو ماہ ذالحجہ و محرم یا تین ماہ ذو الحجہ و محرم و بعض صفر تک حضرت زینبؓ کے پاس تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ یہ آپ سے ناامید ہوگئیں اور آپ علیہ السلام کا بستر لپیٹ کر رکھدیا۔ فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو اسکے سابق کفر پر طعنہ دینا نہایت سخت چیز ہے «اعاذنا اللہ منہ» اسواسطے کہ اسلام اپنے سے پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے «الاسلام یھدم ما کان قبلہ» «مسلم شریف ج ۱ ص ۷۶»

حضرت صفیہؓ کا نسب و خواب

جب ملفوظِ سابق حضرت دامت برکاتہم کو سنایا گیا تو اس پر ارشاد فرمایا کہ حضرت صفیہؓ حیی بن اخطب سردار بنی نضیر کی بیٹی ہیں جو ہارون علیہ السلام کی نسل سے ہے محرم ۷ھ میں غزوہ خیبر کے موقع پر دوسرے قیدیوں کی طرح یہ بھی قید ہو کر آئیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے لئے اختیار فرمایا اسی موقع پر یہ شرف باسلام ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو آزاد فرما کر اپنی زوجیت میں لے لیا اور آزادی ہی مہر قرار پایا شب زفاف میں جو خیبر سے واپسی پر راستہ میں ہی بمقام صہبا ہوئی آپنے انکے چہرہ پر سبز نشان دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ نشان کیسا ہے؟ انھوں نے بتلایا کہ میں اپنے

۱؎ یہ حدیث ابوداؤد مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۴۲۹ میں بھی ہے اسمیں حجۃ الوداع کی تصریح نہیں ۱۲ مرتب۔

سابق شوہر کنانہ بن ابی الحقیق ہے جو خیبر کے موقع پر قتل کیا گیا ہے کی گود میں سر رکھے ہوئے سو رہی تھی میں نے خواب دیکھا کہ چاند میری گود میں آکر گرا بیداری پر یہ خواب میں نے اس سے بیان کیا تو اس نے زور سے میرے چہرہ پر طمانچہ مارا اور کہا تو یثرب کے بادشاہ کی تمنا کرتی ہے ۔ اشارہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف ہے ۱۲ مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۶ ص ۵۲-۲۵۱ ۔

فضیلت حفظ قرآن کریم

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ حافظ قرآن کے والدین کو قیامت کے دن ایسا نورانی تاج پہنایا جائے گا جسکی روشنی سورج کی روشنی سے بھی بہتر ہوگی اور جب قرآن پاک کے سبب قاری کے والدین کو اس دولت سے نوازا جائے گا تو اندازہ کرو کہ خود حافظ قرآن کو جبکہ اس نے قرآن پاک کے مقتضیات پر عمل کیا ہو کیسا کچھ نوازا جائے گا رواہ احمد وابوداؤد ۱۲ مشکوٰۃ شریف ج ۱ ص ۱۸۶ ۔

حج اور تعمیر میں خرچ ہونیوالا مال

دریافت کیا گیا کہ نفلی حج افضل ہے یا کسی بے گھر کا مکان بنا دینا تو ارشاد فرمایا کہ حدیث پاک میں حج کے اندر خرچ ہونے والے مال کو اچھی چیز بتلایا ہے ۔ ارشاد ہے حج میں خرچ کرنا اللہ کے راستے میں سات سو گنا خرچ کرنے کے برابر ہے ۱۲ جمع الفوائد ج ۱ ص ۱۶۴ ہے مگر تعمیر میں خرچ ہونے والے مال کی مذمت ہے ارشاد ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اس پر اجر ملتا ہے مگر وہ خرچ جو گارا مٹی (ضرورت سے زائد تعمیر) میں ہو ایک روایت میں ہے کہ خرچ اللہ کے راستہ میں شمار ہوتا ہے مگر وہ خرچ جو ضرورت سے زائد تعمیر میں ہو ۔ رواہما الترمذی مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۴۱ ۔

انصاری صحابی کا مکان ڈھا دینا

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض اصحاب کے ساتھ ایک قبہ نما بلند مکان پر گزر ہوا آپ علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا ؟ عرض کیا گیا کہ فلاں انصاری صحابی کا مکان ہے اسپر آپ خاموش ہو گئے ۔ کسی مجلس میں وہ انصاری صحابی حاضر خدمت ہوئے اور آپکو سلام کیا آپ نے چہرہ پھیر لیا انھوں نے دوسری طرف آکر سلام کیا آپنے پھر چہرہ پھیر لیا یہ سمجھ گئے کہ حضور علیہ السلام

مجھ سے ناخوش ہیں ساتھیوں سے اس کا سبب دریافت کیا انھوں نے بتلایا اور کچھ تو معلوم نہیں اتنا ضرور ہوا کہ آپ علیہ السلام نے آپکے مکان کو دیکھ کر دریافت فرمایا تھا کس کا ہے، بس یہ وہاں سے اٹھے اور سیدھے مکان پر پہنچے اور جاکر اسکو منہدم کردیا اسکا ملبہ بھی وہاں سے صاف کرادیا پھر کسی روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو وہ قبہ دار مکان نہ دیکھکر دریافت فرمایا کہ وہ مکان کیا ہوا صحابہ نے عرض کیا کہ مالک مکان نے ہم سے آپ کے اعراض کا حال بیان کیا ہم نے انکو واقعہ بتلایا اس پر انھوں نے اسکو ڈھادیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سن لو ہر تعمیر آدمی پر وبال ہے مگر جو ضرورت کی بنا پر ہو رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ ج ص ۴۴۱)

فائدہ اس واقعہ سے جہاں تعمیر پر خرچ ہونیوالے مال کا حال معلوم ہوا ساتھ ساتھ حضرات صحابہ کرام رضی میں جذبۂ اطاعت اور عشق نبوی کا حال بھی معلوم ہوا اس چیز نے انکو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ آپ علیہ السلام کی رائے معلوم کریں۔ کچھ عرض معروض کریں۔ کوئی عذر پیش کریں بس نشانِ نبوت معلوم ہوجانے پر اس کی تعمیل میں لگ گئے پھر کمال یہ کیا کہ مکان گرادینے کے بعد آپ علیہ السلام کو جتایا بھی نہیں خبر بھی نہیں کی کہ میں نے آپ کی خوشنودی کا کام کردیا مکان گرادیا اس لئے اب راضی ہوجایئے حق تعالیٰ شانہٗ ہم کو بھی اس چیز سے حظ وافر عطا فرمائیں۔ آمین۔

آخرت میں کفار کو عملِ صالح کا نفع

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے چچا ابوطالب نے آپ پر احسانات کئے آپکی حفاظت کی نصرت کی تو کیا ان کو آخرت میں اس کا صلہ ملے گا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ آگ کے ہلکے عذاب میں ہونگے اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے۔ رواہ مسلم ج ۱ ص ۱۱۵ ومثلہ فی البخاری ج ۲ ص ۹۴۱۔ اسی طرح حاتم طائی جو اسلام سے پہلے ہی گذر گیا تھا اسکے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ اس کی سخاوت کیوجہ سے اسکے عذاب میں تخفیف کردیجائیگی، فقد ورد انہ تعالیٰ یخفف اللہ تعالیٰ عنہ بکرمہٖ اس سے معلوم ہوا کہ کافر جو عمل صالح اللہ کے واسطے کرتا ہے وہ آخرت میں اس کے لئے نافع ہوگا گو تخفیف عذاب کی صورت ہی میں سہی بشرطیکہ اس کی صحت کے لئے ایمان شرط نہ ہو۔ کذا فی روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۳

فرشتوں سے حصول جماعت

ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو جنگل میں نماز کا وقت ہو جائے اور وہ وہاں اذان و تکبیر کہکر نماز پڑھے تو کثیر فرشتے اس کی اقتدا کرتے ہیں اور اس کو پچاس نماز کا ثواب ملتا ہے تدویر الفلک فی حصول الجماعۃ بالجن والملک میں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی لکھا ہے احقر جامع عرض کرتا ہے کہ مصنف عبدالرزاق ج ۱ صفحہ ۵۱۰ پر ہے اذا کان الرجل بفلاۃ من الارض فاذن واقام وصلی، صلی معہ اربعۃ آلاف من الملائکۃ او اربعۃ آلاف الف من الملائکۃ ،، اور ص ۵۱۱ پر ہے " ان اذن واقام صلی خلفہ من جنود اللہ مالا یری طرفاہ ،، ان ہر دو حدیث کا حاصل وہی ہے جو ملفوظ مبارک میں مذکور ہے بجز جز اخیر کے، اور شامی ج ۱ ص ۳۶۴ فصل فی القرأۃ میں ہے "ورد فی الخبر ان من صلی علی ھیئۃ الجماعۃ صلت بصلوتہ صفوف من الملائکۃ ،، اس کا حاصل بھی وہی ہے جو اوپر ذکر کیا گیا۔

ناقل حدیث کی تین حیثیت

ارشاد فرمایا کہ ناقل حدیث جبکہ محدث ہونے کی حیثیت سے نقل حدیث کرے تو اس کے ذمہ لازم ہے کہ متن وسند دونوں کی پوری رعایت رکھے لیکن جب مستدل یا واعظ ہونے کی حیثیت سے نقل حدیث کرے تو اس کے ذمہ متن وسند کی رعایت لازم نہیں۔ حدیث کا نفس مفہوم بیان کر دینا کافی ہے صاحب ہدایہ نے ہدایہ میں مستدل ہونے کی حیثیت ہی سے احادیث ذکر کی ہیں اس لئے مفہوم حدیث بیان کر دینا کافی ہے اگر کتب حدیث میں ان کی ذکر کردہ روایت بلفظہ نہ ملے تو کچھ اشکال کی بات نہیں اس سے استدلال کمزور نہیں ہوتا۔

ہبہ میں بعض اولاد کو بعض پر ترجیح دینا

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ باپ اپنی اولاد میں سے بعض کو کچھ دے اور بعض کو نہ دے یا کم دے تو کیسا ہے؟ اس پر ارشاد فرمایا کہ (بخاری ج ۱ ص ۳۵۲ میں ہے) ایک صحابی (بشیر بن سعید) نے اپنے صاحبزادہ نعمان بن بشیر کو ایک غلام ہدیہ میں دیا ان کی والدہ نے کہا کہ میں تو اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جبتک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر گواہ نہ کرلو وہ صحابی حضرت نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کرکے آپ سے گواہ بننے کی درخواست کی۔
آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم نے دوسری اولاد کو بھی اسی کے برابر دیا ہے انھوں نے عرض کیا
نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو۔ اسی کے مثل دوسری
روایت بخاری ج ۱ ص ۳۶۱ میں ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے جور ظلم پر گواہ نہ بناؤ
بعض میں ہے کہ میں جور پر گواہ نہیں بنتا اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کو ہدیہ دینے میں برابری کرے، ایک کو
دے ایک کو محروم کر دے یا کم دے یہ درست نہیں یہ میراث تھوڑا ہی ہے کہ حسب حصص مقررہ دیا جائے
احقر جامع عرض کرتا ہے کہ نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷ میں ہے کہ اولاد کے درمیان ہبہ میں برابری کرے
ہر ایک کو دوسرے کے برابر دے مذکر و مؤنث میں برابری کرے اگر بعض کو بعض پر ترجیح دی بعض کو
ہدیہ دیا بعض کو نہ دیا تو امام احمدؒ اور بعض علماء کے نزدیک تو ایسا کرنا حرام ہے لیکن امام شافعیؒ امام مالکؒ
اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ ہے حرام نہیں گو ہبہ صحیح ہے اس واسطے کہ بعض روایات
میں یہ ہے کہ آپ علیہ السلام نے ان صحابی سے یہ ارشاد فرمایا کہ میرے سوا کسی اور کو گواہ بنا لو اگر ایسا کرنا حرام
ہوتا تو آپ ایسا نہ فرماتے رہا آپ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میں جور پر گواہ نہیں بنتا سو اس کی تاویل یہ ہے کہ
جور کے معنی ہیں اعتدال و مساوات سے ہٹ جانا نیز ہر وہ شی جو اعتدال و مساوات سے خارج ہو خواہ
حرام ہو خواہ مکروہ جس سے مراد یہاں کراہت ہے حرمت نہیں جس کا قرینہ آپ علیہ السلام کا قول "اشہد
علی ہذا غیری" ہے ان صحابی نے چونکہ بعض اولاد کو دیا اور بعض کو نہ دیا اس واسطے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کو جور سے تعبیر فرمایا، اور فیض الباری شرح بخاری ج ۳ ص ۳۶۰ میں ہے کہ ان صحابی کی دو بیویاں تھیں
ہر ایک سے اولاد بھی تھی اور ایک کی اولاد کو ترجیح دینے میں یقیناً مظنہ جور تھا اسی واسطے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے گواہ بننے سے منع فرما دیا۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ ترجیح اگر کسی داعیہ کے تحت ہو مثلاً ایک
مومن متقی ہے دوسرا فاسق ہے، یا ایک کمزور ہے دوسرا قوی ہے کمانے پر خوب قدرت رکھتا ہے یا ایک
کثیر العیال ہے دوسرا قلیل العیال ہے، تو پھر ترجیح میں کوئی جور نہیں "اما اذا کان الترجیح لداعیۃ
نحو کون احدھما مومنا تقیا والاخر فاسقا شقیا فلا جور فی التفضیل" انتہی ملخصاً فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۹۰

مسائلِ فقہیہ

کراہت اسراف فی الوضوء اور اس سے روحانی اثر

حافظ محمد طیب صاحب منیجر مکتبہ نعمانیہ دیوبند نے دریافت کیا کہ حضرت مساجد میں وضو کیلئے آجکل ٹونٹی لگی ہوتی ہیں اس سے وضو کرنے میں پانی زیادہ خرچ ہوتا ہے کیا یہ اسراف میں داخل ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ جی ہاں اسراف میں داخل ہے جو مکروہ ہے جبکہ حاجت شرعیہ سے زائد خرچ ہو۔ درمختار میں ہے ومکروھہ۔ الاسراف و فی الشامی ج ۱ ص ۹۰ قولہ والاسراف ای بان یستعمل منہ فوق الحاجۃ الشرعیۃ لما اخرج ابن ماجہ وغیرہ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر بسعد وھو یتوضأ فقال ما ھذا السرف فقال أفی الوضوء اسراف فقال نعم وان کنت علی نھر جار۔ حافظ صاحب موصوف نے سوال کیا کہ کیا اس طرح کے اسراف فی الوضوء سے روحانی اثر ہوتا ہے؟ تو فرمایا کہ جی ہاں ضرور ہوتا ہے۔

مساجد کی تزئین کیا غیر مسلموں کو مرعوب کرنے کیلئے ہے

حافظ موصوف نے سوال کیا کہ لوگ مساجد کی تزئین پر کافی پیسہ خرچ کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ اس سے ہمارا مقصود غیر مسلموں کو مرعوب کرنا ہوتا ہے ان کی یہ تاویل کس حد تک صحیح ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ غیر مسلموں کو مرعوب کرنے کیلئے کیا کرتے ان سے مرعوب ہو کر کرتے ہیں کہیں وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ ہمارے مندر تو ایسے ویسے شاندار آراستہ پیراستہ ہیں اور مسلمانوں کی مساجد بالکل سادہ ہیں پر رونق نہیں پھر فرمایا کہ حدیث میں ہے اخیر زمانہ میں مسجدیں بظاہر آباد پر رونق اور چمکدار ہوں گی زیب و زینت والی ہوں گی حال یہ کہ وہ اللہ کی عبادات سے ویران ہوں گی۔

مساجدهم عامرة وهي خراب ۱۲ حاشیہ امداد الفتاوی قدیم ج ۲ ص ۱۲۳ وجدید ج ۲ ص ۶۸۳ آداب المساجد میں "مساجد هم معمورة وهي خراب" کے الفاظ ہیں۔

فائدہ: مساجد میں معمولی نقش ونگار کی اپنے مال سے (نہ کہ مال وقف سے) گنجائش ہے کذا فی الدر المختار اس پر علامہ شامیؒ، شامی ج ۱ ص ۴۴۲ میں لکھتے ہیں کہ اس پر اجر نہیں ملیگا آگے لکھتے ہیں کہ بعض نے نقش ونگار کو مکروہ کہا ہے، لقوله صلى الله عليه وسلم ان من اشراط الساعة ان تزين المساجد اسواسطے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کی تزئین کو علامت قیامت قرار دیا ہے۔

کیا عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے اور حضرت تھانویؒ کی نماز جنازہ عیدگاہ میں

مولانا حامد میاں صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کے سوال پر ارشاد فرمایا کہ عیدگاہ صحت اقتداء کے مسئلہ میں تو مسجد کے حکم میں ہے کہ صف اول اور بقیہ صفوف میں فصل ہوجائے تو اقتداء صحیح ہے بقیہ مسائل مثلاً مرور جنب، نماز جنازہ میں اس کا حکم مسجد جیسا نہیں[1] (در بحر الرائق ج ۲ ص ۳۶ و در مختار علی الشامی ج ۱ ص ۴۴۲)

پھر فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کی نماز جنازہ عیدگاہ میں ہوئی تھی میں شریک تھا اس میں۔

بقدر قرأۃ واجبہ قیام کے بعد قعود

ارشاد فرمایا کہ فرض نمازوں میں قیام بقدر قرأۃ مفروضہ فرض ہے اور بقدر قرأۃ واجبہ واجب ہے اس لئے اگر کوئی شخص قرأۃ واجبہ کے بقدر قیام کر کے بیٹھ جائے اور بقیہ قرأۃ بیٹھ کر پوری کر لے تو درست ہے خواہ عذر سے ایسا کرے یا بلا عذر (در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۹ میں ہے "ومفروضه وواجبه ومسنونه ومندوبه بقدر القرأة فيه فلو كبر قائماً فركع ولم يقف صح" وفي رد المحتار قوله فركع اي وقرأ في هويه قدر الفرض او كان اخرس او مقتديا او لخر القرأة۔

جس نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آجائے اس کا حکم

[1] یعنی مسجد میں تو جنبی کا گزرنا اسی طرح نماز جنازہ درست نہیں لیکن عیدگاہ میں درست ہے ۱۲ مرتب

سوال کیا گیا کہ جس نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آجائے اس کا کیا حکم ہے ارشاد فرمایا کہ وہ نماز بہت مبارک نماز ہے جب تشہد میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھے گا اسی طرح جب درود شریف پڑھے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ضرور آئیگا خصوصاً جبکہ معنی کا دھیان کرکے پڑھے ۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۱۲۷ میں بھی اسی کے مثل ہے ۔

مسافر قصر کب شروع کرے

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ مسافر قصر کب سے شروع کرے تو ارشاد فرمایا کہ جب آبادی سے باہر آجائے قصر شروع کردے ، سائل نے عرض کیا کہ اگر کوئی شہر بہت بڑا ہو متعدد میلوں پر مشتمل ہو اور اس کے درمیان سے یا ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ کی طرف سفر شروع کرنا ہے تو کیا گھر سے نکلتے ہی قصر شروع کردے اس پر ارشاد فرمایا کہ اس صورت کا حکم بھی یہی ہے کہ مصر اور فناء مصر سے نکلنے کے بعد قصر شروع کرے حضرت علیؓ کا قول ہے ،، انا لو جاوزنا ہذا الخص لصلینا رکعتین ،، اگر ہم اس جھونپڑے سے آگے بڑھ جائیں تو دو رکعت پڑھیں یعنی قصر کریں ۱۲ بحر الرائق ج ۲

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ مع فضیلت

دریافت کیا گیا کہ صلوٰۃ التسبیح میں تیسرا کلمہ دوسری رکعت کے سجدۂ ثانیہ کے بعد تشہد سے پہلے پڑھے یا بعد میں ؟ اس پر ارشاد فرمایا کہ میں تو اس طرح پڑھتا ہوں قرأۃ سے پہلے پندرہ مرتبہ ، قرأۃ کے بعد دس مرتبہ ، رکوع میں دس مرتبہ ، رکوع سے اٹھ کر قومہ میں ، اللہم ربنا ولک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً ، کے بعد دس مرتبہ ، پہلے سجدے میں دس مرتبہ جلسہ میں ، اللہم اغفرلی وارحمنی واہدنی وعافنی وارفعنی واجبرنی ، کے بعد دس مرتبہ ، دوسرے سجدے میں دس مرتبہ کل پچھتر مرتبہ ہوا ، اسی طرح ہر رکعت میں دوسری ترکیب جس میں بحالت قیام قرأۃ کے بعد پندرہ مرتبہ اور سجدۂ ثانیہ کے فوراً بعد بیٹھکر دوسری رکعت میں تشہد سے پہلے ، دس مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھنا وارد ہوا ہے میں اس طرح نہیں پڑھتا ، ویسے دونوں طریقے حدیث پاک سے ثابت ہیں ۔ ترمذی شریف ج ۱ ص ۶۳ میں مذکور ہیں بعض نے پہلے طریقہ کو اولیٰ کہا ہے اور بعض نے دوسرے کو ۔ فائدہ :۔ صلوٰۃ التسبیح کی بڑی فضیلت حدیث شریف میں وارد

ہوئی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز اپنے چچا حضرت عباس رضؓ کو سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے، نئے پرانے، ارادی غیر ارادی، چھوٹے بڑے، ظاہری باطنی سب معاف ہو جائیں گے نیز فرمایا تھا کہ ہو سکے تو یہ نماز ہر روز پڑھ لیا کرو، یہ نہ ہو سکے تو ہفتہ میں، یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال بھر میں، یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ پڑھ لو ابن ماجہ ص ۹۹، ابوداؤد اور ترمذی میں بھی معمولی اختلاف کے ساتھ وارد ہے ۔

نماز جنازہ میں ہاتھ کب چھوڑے

ارشاد فرمایا کہ نماز جنازہ کے ختم پر ہاتھ کب چھوڑے اس کے متعلق تین قول ہیں ایک یہ کہ چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے ہی دونوں ہاتھ چھوڑ دے دوسرے یہ کہ دونوں سلام کے بعد چھوڑے تیسرے یہ کہ داہنی طرف کے سلام پر داہنا ہاتھ اور بائیں طرف کے سلام پر بایاں ہاتھ چھوڑے فتاوی سعدیہ میں تینوں قول مذکور ہیں

محرم کیلئے لنگوٹا

دریافت کیا گیا کہ حج میں بحالت احرام لنگوٹا جو صرف قبل و دبر میں ہوتا ہے، باندھنا جائز ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا کہ جائز ہے معلم الحجاج میں یہ جزئیہ موجود ہے ۔

میت کیطرف سے حج بدل

ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کا اس حال میں انتقال ہو جائے کہ اس نے حج نہیں کیا اور لوگوں کے ذمہ اتنا قرض چھوڑا جس میں حج ہو سکتا ہے نیز اس کا وصول ہونا بھی یقینی ہے اس کے وارث بھی ہوں تو کیا کیا جائے؟ ارشاد فرمایا کہ اگر اس نے حج کرانے کی وصیت کی ہے اور ثلث مال سے حج ہو سکتا ہے تو حج کرا دینا اور وصیت کو پورا کرنا لازم ہے اور اگر وصیت نہیں کی تو حج کرانا لازم نہیں، البتہ ورثہ جبکہ سب بالغ ہوں اور سب کی رضامندی ہو تو تقسیم ترکہ سے قبل یا بعد حج کرا دیں تو بہتر ہے بہتر تقسیم ترکہ سے پہلے حج کرا دیں تو نفقۂ حج سے جو بچ رہے اسکو سب ورثہ پر بقدر حصص شرعیہ تقسیم کر دیا جائے ۔ ہندیہ ج ۱ ص ۲۵۸ ۔

ٹیلیفون پر نکاح کا حکم

ایک صاحب کے دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا کہ ٹیلیفون پر ایجاب و قبول کر لینے سے نکاح منعقد نہ ہوگا اس واسطے کہ ایجاب و قبول کے

ایک ہی مجلس میں ہونا ضروری ہے ٹیلیفون پر نکاح کرنے میں مجلس ایک نہیں ہوتی اس لئے نکاح صحیح نہ ہوگا البتہ ایک صورت ہے وہ یہ کہ احد الزوجین کسی کو اپنا وکیل بذریعہ ٹیلیفون بنا دے کہ آپ میرا نکاح فلاں شخص سے کر دیں یا میری طرف سے فلاں کو قبول کرلیں اور وہ آخر کی مجلس میں نقل کر کے بحیثیت وکیل عقد کی تکمیل کر دے تو نکاح ہو جائے گا جیسا کہ عامۃ توکیل میں ہوتا ہے یعنی فون کے ذریعہ سے صرف وکیل بنایا ہے اور تو کچھ بات نہیں ہوئی درمختار علی ہامش ردالمحتار ج ۲ ص ۳۶۶ میں ہے "ومن شرائط الایجاب والقبول اتحاد المجلس"۔

طلاق میں شک ہوگیا

ارشاد فرمایا کہ نفسِ طلاق میں شبہ پیدا ہوگیا کہ طلاق دی یا نہیں تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ الاشباہ والنظائر ص ۲۱ میں ہے "شک هل طلق ام لا، لم یقع"۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بذریعۂ نکاح جو حلت ثابت ہوئی ہے وہ قطعی ہے، نص قطعی سے ثابت ہوئی ہے، اس کا ازالہ قطعی چیز ہی سے ہو سکتا ہے۔ بصورت مذکورہ میں طلاق قطعی نہیں مشکوک ہے۔ الاشباہ والنظائر ص ۲۶ میں ہے "الیقین لا یزول بالشک"۔

معتمد کو بہ نیت قربانی رقم دی کہ مدرسہ میں دیدیں وہ نہ دے سکا اس کا حکم

دریافت کیا گیا کہ ایک صاحب نے اپنے معتمد کو رقم دی کہ فلاں مدرسہ میں پہنچا دیں وہاں قربانی ہو جائیگی مگر وہ صاحب نہ مدرسہ میں رقم بھیج سکے، نہ اہل مدرسہ کو اطلاع کر سکے جس کی وجہ سے ان کی طرف سے قربانی نہیں کی جا سکی، اب کیا کیا جائے۔ ارشاد فرمایا اگر قربانی واجب تھی تو اس کی قیمت صدقہ کر دیں۔ "ولو لم یضح حتی مضت ایامها وکان غنیا وجب علیه ان یتصدق بالقیمة سواء اشتراها او لم یشترها" ۔ تکملہ بحر ج ۸ ص ۱۷۶۔

چندہ کرنے پر ملازمت اور کمیشن پر چندہ

ارشاد فرمایا کہ چندہ کرنے پر ملازمت کرنا درست نہیں اس واسطے کہ چندہ کرنے کا مطلب عوام کی جیب سے پیسہ حاصل کرنا ہے اور یہ اس کے اختیار میں نہیں اور جو عمل اختیاری نہ ہو اس پر

ملازمت درست نہیں ۔ ہندیہ ج ۴ ص ۴۱۱ میں شرائطِ صحتِ اجارہ کو شمار کراتے ہوئے لکھا ہے " ومنها ان یکون مقدور الاستیفاء حقیقۃ او شرعاً ۔ البتہ چندہ وصول کرنے کیلئے لوگوں کے پاس آنا جانا، کوشش کرنا یہ فعل اختیاری ہے اس پر ملازمت جائز ہے اس عمل پر وہ مستحق اجرت ہوگا، خواہ چندہ ہو خواہ نہ ہو خواہ کم ہو خواہ زیادہ یہ تحدید کہ اتنا چندہ کروگے تو اجرت ملے گی ورنہ نہیں یا اتنا کروگے تو اتنی اور اتنا کروگے تو اتنی، یہ غلط ہے ۔ اسواسطے کہ جب چندہ وصول کرنے پر اجارہ ہی درست نہیں تو اس کو مدار اجرت کیسے بنایا جاسکتا ہے، علاوہ ازیں صحتِ اجارہ کی شرائط سے اجرت کا معلوم ہونا بھی ہے " ہندیہ ج ۴ ص ۴۱۱ میں ہے ۔ ومنها ان تکون الاجرۃ معلومۃ " اور وہ صورت مذکورہ میں معلوم نہیں اسی سے کمیشن پر چندہ کرنے کا عدمِ جواز بھی ظاہر ہے کہ اس میں بھی اجرت معلوم نہیں ہوتی رشد فی فتاوی محمودیہ ج ۴ ص ۳۶۳

چنکے والے کا اپنی کمر میں الٹا پیدا ہونیوالے بچہ کی لات لگوانا کیا ٹوٹکا ہے

سوال کیا گیا کہ جس شخص کی کمر میں درد ہوتا ہے چنکا ہوتا ہے وہ اس بچہ کی لات اپنی کمر پر لگواتا ہے جو الٹا یعنی پیر کی طرف سے پیدا ہوتا ہے یہ ٹوٹکے کے قبیل سے تو نہیں ؟ اس پر ارشاد فرمایا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس شخص کو نظر لگ گئی ہو تو جس کی نظر لگی ہے اس کے اعضاء کو دھلوا کر اس کا دھوون اس شخص پر ڈال دیا جائے جسکو نظر لگی ہے[1] اس سے نظر اتر جائے گی ۔ کذا فی المشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۹۰ ۔ اگر یہ صورت مذکورہ اسی قبیل سے ہے تو درست ہے ٹوٹکا نہیں ورنہ بظاہر تو ٹوٹکا ہے ۔

ران سترِ میں داخل ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دھلوی رحمہ اللہ نے شرح مؤطا میں لکھا ہے کہ محنت مزدوری کرنے والے لوگوں کے واسطے ران ستر میں داخل نہیں، مگر یہ قول مفتی بہ نہیں ہے ۔ حدیث

---

[1] اس کا طریقہ بحوالہ نووی ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۳۶۶ میں یہ نقل کیا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

ہیں ہے ،یا علی لاتبرز فخذک ولا تنظر الی فخذ حیّ ولا میّت ،، اے علی نہ اپنی ران کسی کے سامنے کھولو اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف دیکھو۔ رواہ ابوداؤد وابن ماجہ مشکوٰۃ ج۲ ص۲۶۹

مصلحۃً غیر مسلم کا مجسمہ مسلمانوں کا اپنے محلہ میں چوراہے پر لگانا

عرض کیا گیا کہ میرٹھ کے بعض محلوں میں مسلمانوں نے اندرا گاندھی کا مجسمہ و تصویر بہ چوراہے پر لگایا مصلحۃً وسیاسۃً اس کا کیا حکم ہے ؟ ارشاد فرمایا ما المسئول عنھا باعلم من السائل البتہ ایک جزئیہ عالمگیری ج۲ ص۲۷۶ بحر ج۵ ص۱۳۳ وغیرہ میں لباس کے بارے میں تو ہے ویکفر بشد الزنار فی وسطہ الا اذا فعل ذالک خدیعۃ فی الحرب وطلیعۃ للمسلمین ، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان قید کر لیا جائے تو اس کی خلاصی کیلئے کفار کا لباس ، دھوتی ، زنار ، جینو وغیرہ پہن کر جانیکی اجازت ہے مگر تصویر کے بارے میں صاف طور سے کوئی جزئیہ نظر سے نہیں گذرا ۔

کلّا کی قسم اور اسکا حکم

حافظ محمد طیب صاحب نے معلوم کیا کہ اگر کوئی شخص یہ کہدے کہ میں کلّا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسا کروں گا اور پھر ایسا نہ کرے تو کیا کلّا کی قسم اس پر واقع ہو جائے گی ؟ ارشاد فرمایا مبنی الایمان علی الالفاظ دون الاغراض ، قسم کا مدار الفاظ پر ہے نہ کہ اغراض پر ، مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہٗ نے عرض کیا کہ حضرت مبنی الایمان علی

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کہ ایک بڑے پیالہ میں پانی لایا جائے جسکی نظر لگی ہے وہ اس میں سے پانی لیکر کلی کرے اور اسی پیالہ میں ڈالدے پھر اسی سے چہرہ دھوئے پھر بائیں ہاتھ میں پانی لیکر داہنی ہتھیلی اور داہیں ہاتھ میں پانی لیکر بائیں ہتھیلی دھوئے پھر بائیں ہاتھ سے داہنی کہنی اور داہیں ہاتھ سے بائیں کہنی دھوئے ہتھیلی اور کہنی کے درمیانی حصہ کو نہ دھوئے پھر داہنا پیر پھر بایاں پیر پھر داہنا گھٹنا پھر بایاں گھٹنا دھوئے اس کے بعد داخل ازار یعنی ازار کے اس طرف کو دھوئے جو جسم سے متصل ہے اور یہ سب پیالہ ہی میں ہو یعنی دھون زمین پر نہ گرے پیالہ میں گرے پھر اس پانی کو پیچھے کیطرف سے اس شخص کے سر پر ڈالدے جس کو نظر لگی ہے ۔

العرف بھی تو ہے اس پر ارشاد فرمایا کہ عرف بھی تو الفاظ ہی سے سمجھا جائیگا بغیر الفاظ کے عرف کیسے سمجھ میں آئے گا پھر فرمایا کہ اگر کوئی میرے پاس یہ سوال لکھ کر بھیجتا ہے تو میں لکھ دیتا ہوں کہ الفاظ اگر یہی کہے ہیں تو کچھ نہیں ہوگا اور اگر ان کے علاوہ کچھ اور کہا ہے تو وہ الفاظ لکھ کر حکم معلوم کر لیجئے مسئلہ فی فتاوی محمودیہ

کفار مسلمان یا نبی کو آڑ بنالیں تو کیا کیا جائے

ارشاد فرمایا کہ مفتی کو بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے عوام بعض مرتبہ بغرض امتحان فرضی صورتیں گھڑ گھڑ کر فتوی پوچھتے ہیں ان کے جوابات کے درپے نہ ہونا چاہیئے۔ مثلاً جہاد میں کفار مسلمان قیدیوں کو آڑ بنالیں تو فقہاء لکھتے ہیں کہ مسلمان تیر چلائیں اگر مسلمان قیدی اس تیر سے مرجائیگا تو اس کا بدلہ لازم نہیں ہوگا۔ نہ قصاص نہ دیت۔ در مختار ج ۳ ص ۲۲۳ فقیہ ابو اللیث سمرقندی سے دریافت کیا گیا کہ اگر کفار نبی کو آڑ بنالیں تو کیا کریں جواب دیا کہ نبی کے ہوتے ہوئے کسی اور سے مسئلہ معلوم کرنیکی کیا ضرورت ہے خود اس نبی سے معلوم کر لیا جائے وہ جو جواب دیں اس پر عمل کیا جائے اس کے بعد حضرت دام مجدہ نے فرمایا کہ یہ صورت ثانی مفروضہ ہے بھلا اس کا وقوع اس وقت کہاں ہو سکتا ہے ولا یتصور ذالک بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم۔ الاشباہ ص ۳۲۷۔ کہ نبیوں کی آمد کا سلسلہ بند ہے سورۂ احزاب میں ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مشکوۃ ج ۲ ص ۵۱۱ میں ہے ختم بی الرسل وانا خاتم النبین۔

مسبوق امام کے ساتھ قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھ کر کیا کرے

دریافت کیا گیا کہ مسبوق جسکو امام کیساتھ کل یا بعض رکعات شروع میں نہ ملی ہوں، امام کیساتھ قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھکر کیا کرے خاموش رہے یا کچھ اور حکم ہے؟ ارشاد فرمایا اس کے بارے میں چار قول ہیں اور چاروں مختار ہیں ۱۔ تشہد میں ترسل اختیار کرے یعنی تشہد اتنا ٹھہر ٹھہر کر پڑھے کہ امام کے سلام تک فارغ ہو قاضی خاں نے اسی کو اختیار کیا ہے ۲۔ تشہد سے فارغ ہو کر کلمۂ شہادت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کا تکرار کرے یہ محمد بن شجاع کا قول ہے ۳۔ تشہد کے بعد سکوت اختیار کرے یہ قول ابوبکر رازی کا ہے ۴۔ بعد تشہد درود و دعا میں مشغول ہو جائے مثل مدرک کے یہ قول صاحب مبسوط کا ہے۔ بحر ج ۱ ص ۳۶۵ کبیری ص ۴۲۱۔

ہاں قادیان میں ہو جائے تو ہو جائے

مآثرِ علمیہ

مسئلہ تقدیر کو عقل سے نہیں سمجھا جاسکتا

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب تک مجھکو مسئلہ تقدیر نہ سمجھا دو اور اس میں میری تسلی نہ کردو میں ایمان نہیں لاؤں گا تو اس کو کس طرح سمجھانا چاہئے اسکا کیا جواب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب تک میں دو کوئنٹل وزن اپنے ہاتھ سے نہ اٹھالوں ایمان نہیں لاؤں گا تو اس کو کیا جواب دوگے یا کوئی شخص یہ کہے جب تک میں حق تعالیٰ شانہ کو نہ دیکھ لوں گا ایمان نہ لاؤں گا اس کا کیا جواب ہوگا یا کوئی شخص کہے کہ جب تک میرے پیٹ میں دس کلو کھانا نہ آجائے میں مسلمان نہ ہونگا تو اس کو کس طرح جواب دوگے انھوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ باتیں لغو ہیں ان کا کیا جواب ہوتا اس پر فرمایا کہ اسی طرح اس کو سمجھ لو مسئلہ تقدیر کا سمجھنا عقل سے باہر ہے اس پر ایمان کا معلق کرنا لغو ہے جہالت وحماقت ہے جس طرح قوت محدود ہے خاص مقدار وزن اس سے اٹھایا جاسکتا ہے اس سے زائد نہیں بینائی محدود ہے ایک خاص حد تک اس سے کام لیا جاسکتا ہے اس سے آگے وہ کام نہیں دیتی کھانے کی حد مقرر ہے اتنا ہی کھایا جاسکتا ہے اس سے آگے پیٹ میں گنجائش نہیں اسی طرح عقل بھی محدود ہے ایک حد تک اس سے کام لے سکتے ہیں اس سے آگے نہیں کچھ چیزیں اس سے سمجھی جاسکتی ہیں، سب نہیں، کچھ چیزیں ایسی ہونی ضروری ہیں جن تک عقل کی رسائی نہ ہوسکے ان میں سے مسئلہ تقدیر بھی ہے۔

قاتلِ حمزہؓ قاتلِ مسیلمہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت وحشی رضـ جنھوں نے غزوۂ احد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے عم مبارک حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا، ملک شام کے شہر حمص میں رہتے تھے اس واسطے کہ جب یہ بغرض اسلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے

ان سے فرمادیا تھا۔ فهل تستطيع ان تغيب وجهك عنى "کیا مجھ سے اپنا چہرہ چھپا سکتے ہو" چونکہ ان کے دیکھنے سے پیارے چچا کی یاد تازہ ہوگئی تھی کہ کس بیدردی سے ان کی نعش کا مثلہ کیا تھا جس سے قلب اطہر میں تکدر و ملال پیدا ہوا اور بار بار کی حاضری پر بھی یقیناً ایسا ہوتا اور یہ حضرت وحشیؓ کیلئے بجائے استفادہ کے فیض نبوی سے محرومی کا باعث ہوتا اس لئے ان کو سامنے آنے سے منع فرمادیا کہ نہ سامنے آئیں گے نہ تکدر ہوگا اور فیض نبوی دور نزدیک سب کو پہنچتا ہے ان کو بھی پہنچیگا۔ اس پر حضرت وحشیؓ فرمان مبارک کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نہیں آئے اور شام آکر رہنے لگے اور اس فکر میں رہے کہ اسلام کے ایک بہت بڑے شخص کو میں نے شہید کیا ہے اس کے بدلے کوئی ایسا ہی بڑا کام کرنا چاہیئے چنانچہ خلافت صدیقی میں مسیلمہ کذاب سے جب جہاد ہوا جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس جہاد میں یہ گئے اور مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ کذا فی البخاری ج ۲ ص ۵۸۳۔ پھر اگر کوئی ان سے کہتا انت قاتل حمزة تو فرماتے نعم وانا قاتل مسيلمة الكذاب تلك بتلك۔ آپ حضرت حمزہؓ کے قاتل ہیں تو فرماتے کہ ہاں میں مسیلمہ کا بھی قاتل ہوں۔ حاشیہ بخاری میں ان کا قول نقل کیا ہے قتلت فی کفری خیر الناس وفی اسلامی شر الناس۔

تقدیر وقضا کی تعریف مع مثال

ارشاد فرمایا کہ تقدیر علم الٰہی کا نام ہے یعنی حق تعالیٰ شانہ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے جو کچھ تجویز فرمایا کہ فلاں چیز فلاں وقت پیدا ہوگی اتنے وقت زندہ یا باقی رہے گی اس کی فلاں فلاں تاثیرات ہوں گی اس تجویز کا نام تقدیر ہے پھر اس تقدیر کے مطابق اس عالم میں جو امور صادر ہوتے رہتے ہیں اس کا نام قضا ہے جیسے کوئی انجنیر مکان تعمیر کرنے سے پہلے اس کا نقشہ بناتے اور پھر اس نقشہ کے مطابق مکان تعمیر کرائے لیکن یہاں نقشہ بنانے میں غلطی بھی ہوسکتی ہے اور غلطی معلوم ہونے پر نقشہ کے خلاف بھی کیا جاسکتا ہے بخلاف علم الٰہی کے کہ اس میں غلطی کا امکان نہیں۔

مصالحت ومفاہمت میں فرق

استفسار کیا گیا کہ مصالحت ومفاہمت میں کیا فرق ہے؟ ارشاد فرمایا کہ مصالحت میں کچھ اپنے حقوق ساقط کیے جاتے ہیں جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ میں اپنا یہ حق ساقط فرمایا کہ احرام باندھ لینے کے باوجود مکہ مکرمہ

نہیں گئے عمرہ نہیں کیا بلکہ حدیبیہ ہی سے واپس ہو گئے اور مشرکین نے اپنا یہ حق ساقط کیا کہ آئندہ دوسرے موقع پر عمرہ کیلئے آنے کی اجازت دی اور تین روز وہاں رہنے کا اختیار دیا اور مفاہمت کا حاصل ہے غلط فہمیوں کو دور کر لینا ہر فریق دوسرے سے کہتا ہے کہ میرے متعلق تم نے جو یہ سمجھا ہے غلط ہے بات اس طرح نہیں بلکہ اس طرح ہے ۔

بڑے سے بڑے امام نے تقلید کی

ارشاد فرمایا کہ حافظ ابن قیم رح نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ بڑے سے بڑے امام نے تقلید کی ہے ۔

کیا شدتِ نزع سوء خاتمہ کی دلیل ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت عائشہ رض نے فرمایا ہے کہ میں پہلے یہ سمجھتی تھی کہ آسان موت حسن خاتمہ کی دلیل ہے اور نزع و جانکنی کی سختی سوء خاتمہ کی دلیل ہے اور معاصی میں مبتلا ہونے کی بنا پر یہ پیش آتی ہے لیکن جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نزع کی شدت کو دیکھا تو میرا خیال بدل گیا کیونکہ حضور علیہ السلام تو معصوم تھے ۔ ترمذی شریف ج ۱ ص ۱۹۲ پر ہے ،، عن عائشۃ رض قالت ما اغبط احدا بھون موت بعد الذی رأیت من شدۃ موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،،۔

ابن ہمام رح کی نظر میں مسائل و دلائل ہدایہ

ارشاد فرمایا کہ محقق ابن ہمام کا طرز فتح القدیر میں یہ ہے کہ وہ صاحب ہدایہ کی ذکر کی ہوئی دلیل نقلی و عقلی پر کلام کر کے ان کو مخدوش کر دیتے ہیں ۔ ویسے مسائل ان کے نزدیک مسلّم ہیں چنانچہ ان کے ایک شاگرد نے ان سے درخواست کی کہ میں سفر میں جا رہا ہوں مجھے ضروری مسائل لکھ کر دیدیجئے تو زاد الفقیر نامی کتاب تصنیف کر کے ان کے حوالہ کی جس میں وہی مسائل تحریر کئے جو ہدایہ میں ہیں جن کے دلائل پر اشکالات کر چکے تھے ان کے تلمیذ خاص علامہ ابن قاسم ابن قطلوبغا کا قول شامی ج ۱ ص ۱۶۵ میں نقل کیا گیا ہے ،، لاعبرۃ بابحاث شیخنا یعنی ابن الھمام اذا خالفت المنقول ،،

دعاءِ نبی علیہ السلام بحق حضرت معاویہؓ

حضرت معاویہؓ کے بارے میں عرض کیا گیا کہ بعض لوگ ان کو برا کہتے ہیں سب وشتم کرتے ہیں تو ارشاد فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تو مقبول ہے ان کے حق میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے "اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدبہ" یعنی اے اللہ معاویہؓ کو ہادی ومہدی بنا اور ان کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے (کذا فی مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۰۹) پھر تاریخ کی رطب ویابس روایات کی بنا پر ان کو برا کہنے کی جرأت کیسے کی جاسکتی ہے، علامہ ابن حجر مکی نے ہمایوں بادشاہ کی درخواست پر حضرت معاویہؓ کے مناقب میں مستقل کتاب تصنیف فرمائی جس کا ترجمہ لکھنؤ میں ہوا "تطہیر الجنان واللسان عن مثالب معاویۃ بن ابی سفیان"

بوقت ولیعہدی یزید صالح تھا

ارشاد فرمایا کہ کتابوں میں ہے حضرت معاویہؓ نے جس وقت یزید کو ولیعہد بنایا اس وقت وہ صالح تھا بعد میں اس کے حالات خراب ہوئے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۸۱) روضۃ الصفاء میں ہے کہ حضرت معاویہؓ کے مرض الوفات میں یزید شکار میں گیا ہوا تھا حضرت معاویہؓ کو اس کے حالات کی اطلاع ملی تو رو پڑے اور افسوس کے ساتھ فرمایا یزید کے حالات تو ابھی سے خراب ہو چلے میں نے تو اس کو صالح سمجھ کر ولیعہد بنایا تھا۔

سب سے خطرناک اہل تشیع کا فرقہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات میں ہے کہ اہل بدعت (فرق محدثہ) میں جتنے فرقے ہیں ان میں سب سے خطرناک اہل تشیع کا فرقہ ہے کیونکہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے اسلام کے مقابلہ میں مستقل مذہب تیار کیا ہے ۔

بغیر استقراء تام دعویٰ کلی

ارشاد فرمایا کہ بغیر استقراء تام (بغیر احاطہ جمیع جزئیات) دعویٰ کلی کرنا ایجاباً یا سلباً قابل تسلیم نہیں ۔

حضرت عمرؓ کا اہتمام حفظِ قرآن

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ گورنر کوفہ کے پاس حکمنامہ بھیجا کہ فوجیوں کو قرآن پاک حفظ کرائیں اور سال کے آخر میں ان کی فہرست میرے پاس بھیجیں، چنانچہ انھوں نے حفظ شروع کرادیا

سال کے آخر میں ان کی لسٹ بھیجی جس میں تین سو حفاظ کے نام تھے اسی طرح حضرت ابو موسیٰ اشعری رض گورنر بصرہ کے پاس بھی حکمنامہ بھیجا ان کے پاس سے سال کے آخر میں دس ہزار حفاظ کی لسٹ آئی لہ

کیا جنات نعماء جنت سے مستفید ہوں گے

ارشاد فرمایا کہ جنات کا کفر و شرک وغیرہ معاصی کی بنا پر جہنم میں جانا تو صراحۃً ثابت ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے "یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران" "تم دونوں جن وانس پر آگ کا شعلہ چھوڑا جائیگا پھر تم ہٹا نہ سکو گے" نیز ارشاد ہے "لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین" "میں جہنم کو جن وانس دونوں سے بھروں گا" لیکن اعمال صالحہ پر ان کا نعماء جنت سے مستفید ہونا صراحۃً مذکور نہیں اسی لئے امام ابو حنیفہ رح توقف فرماتے ہیں۔ الاشباہ والنظائر ص۳۲۶ میں ہے "لاخلاف فی انھم مکلفون مؤمنھم فی الجنۃ وکافرھم فی النار، وانما اختلفوا فی ثواب الطائعین ففی البزازیۃ معزیا الی الاجناس عن الامام لیس للجن ثواب وفی التفاسیر توقف الامام فی ثواب الجن"

امام شافعیؒ امام محمدؒ کے اور علامہ سیوطیؒ ابن ہمامؒ کے ربیب ہیں

ارشاد فرمایا کہ امام محمد رح نے امام شافعی رح کی والدہ سے ان کے والد کے انتقال کرجانے پر نکاح کرلیا تھا اس طرح امام شافعیؒ امام محمدؒ کے ربیب تھے جیسا کہ علامہ سیوطیؒ محقق ابن ہمام کے ربیب تھے جو تلمیذ تھے حافظ ابن حجر عسقلانی کے۔ مقدمہ فیض الباری ج۱ ص۴۳ پر ہے " ولعل ابن الھمام لم تکن لہ اجازۃ عن الحافظ بالمشافھۃ نعم یستفاد من ذکرہ بلفظ الشیخ ان تکون لہ اجازۃ منہ کتابۃ"

مجبوری میں دوسرے امام کا مسلک

ارشاد فرمایا کہ بوجہ مجبوری جب کسی امام کا مسلک لیا جائے تو اس کی پوری شرائط کے ساتھ لیا جائے مسلک کسی امام کا لیا جائے اور شرائط اپنے مسلک کی ہوں یہ درست نہیں۔ مسئلۃ الحیلۃ الناجزۃ ص۱۱

لہ خلفاء راشدین ص۱۱۳ بحوالہ الملل والنحل لابن حزم

حضرت عمرؓ سے ابن عمرؓ کیلئے ولیعہدی کی درخواست اور ان کا جواب

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ ابن عمرؓ کو ولیعہد بنا دو تو ارشاد فرمایا کہ ایسے کو ولیعہد بنا دوں جس کو طلاق دینے کا بھی سلیقہ نہیں، انھوں نے حالت حیض میں بیوی کو طلاق دیدی تھی اس لئے ایسا فرمایا (الصواعق المحرقہ ملا) ۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ حالت حیض میں طلاق بدعت ہے ممنوع ہے گو واقع ہو جاتی ہے کذا فی الدرالمختار علی ہامش الشامی ج ۲ ص ۴۲۰ ۔

مصاحف عثمانیہ کے علاوہ دیگر مصاحف کا کیا کیا گیا

ارشاد فرمایا کہ سیر کبیر ۔ تصنیف امام محمدؒ ۔ میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جن مصاحف پر لوگوں کو جمع کیا تھا ان کے علاوہ دیگر مصاحف کو ۔ جو لغت قریش پر نہ تھے گو بہولت کے لئے ان کے مطابق تلاوت کی اجازت دیدی گئی تھی ۔ چاک کر دیا تھا، اخرقہا کے الفاظ ہیں بعض روایات میں احرقہا ہے یعنی ان کو جلا دیا تھا ۔ اسی بناء پر فقہاء کہتے ہیں کہ کتب دینیہ کے بوسیدہ اوراق کو جلا دینے کی گنجائش ہے گو بہتر ایسی جگہ دفن کر دینا ہے جہاں کسی کا پیر نہ پڑے ۔ (درمختار)

حروف تہجی کا واضع کون ہے

دریافت کیا گیا کہ حروف تہجی کا واضع کون ہے؟ ارشاد فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کا نام کس نے رکھا اس کے شروع میں الف کس نے بنایا دال، میم کس نے بنایا سائل نے کہا اللہ نے اس پر فرمایا اللہ ہی نے ان سب کی شکلیں بنائیں پھر فرمایا درختوں کی شکل کس نے بنائی آسمان، زمین، چاند، سورج، نباتات، جمادات کی شکل کس نے بنائی اس نے کہا اللہ نے۔ فرمایا ان کی شکلیں بھی اللہ نے بنائیں ۔

ملا حسن، قاضی مبارک، حمد اللہ

ارشاد فرمایا مشہور ہے ملا حسن نہ خود سمجھا نہ دوسروں کو سمجھا سکا اور قاضی مبارک خود تو سمجھا مگر دوسروں کو نہیں سمجھا سکا البتہ حمد اللہ نے خود بھی سمجھا دوسروں کو بھی سمجھایا ۔ تینوں شارح سلم ہیں ۔

گنگوہ میں خاندانِ انصار کی آمد

سوال کیا گیا کہ گنگوہ میں خاندان انصار کی آمد کب اور کس طرح ہوئی؟ فرمایا ایک روایت خاندانی مشہور ہے۔

ایک راجہ گنگھ نامی گنگوہ میں تھا، جب کوئی بارات آتی تو دلہن کو ایک رات اپنے پاس رکھتا تھا، مدینہ طیبہ کے ایک شخص گنگوہ میں آئے ان سے کہا گیا کہ راجہ کو داہنے ہاتھ سے سلام کریں انھوں نے جواب دیا کہ میں اس ہاتھ سے انصار مدینہ کو سلام کرتا ہوں اس ہاتھ سے کسی کافر کو سلام نہیں کر سکتا راجہ اس پر سخت برہم ہوا اور ان کا دایاں ہاتھ قلم کرا دیا اس کی اطلاع مدینہ منورہ پہنچی وہاں سے انصار مدینہ کا ایک قافلہ اس کے انتقام کے واسطے عبداللہ انصاری کی قیادت میں بشکل بارات گنگوہ آیا ساتھیوں میں سے ایک کو دلہن بنایا راجہ کو بارات کا علم ہوا تو اپنے دستور کے مطابق دلہن کو اپنے مکان پر بلوایا رات کو اس دلہن نے جو بشکل دلہن مرد تھا اس راجہ کو قتل کر دیا اس کی خبر جب آس پاس کے راجاؤں کو ملی تو وہ اس کے انتقام میں جمع ہو گئے یہ قافلہ اس کی اطلاع پا کر شاہ محمد غوری کے لشکر میں جا ملا شاہ محمد غوری نے اس قافلہ کی حمایت میں ان سب راجاؤں سے جنگ کی اور سب کو تہس نہس کیا اس کے بعد یہ قافلہ گنگوہ آباد ہوا۔ یہ واقعہ آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے درمیان کا ہے گنگوہ میں ایک محلہ بھی ہے جس کا نام محلہ محمد غوری ہے۔

شئی کے وجود پر دلیل کا نہ ہونا اسکے عدم کی دلیل نہیں

ارشاد فرمایا کسی شئی کے وجود پر نفس الامر میں کسی دلیل کا نہ ہونا اس کے عدم کی دلیل نہیں چہ جائیکہ کسی خاص دلیل کا نہ ہونا، چہ جائیکہ کسی دلیل کا نہ پانا، چہ جائیکہ کسی خاص دلیل کا نہ پانا، چہ جائیکہ کسی خاص طبقہ کا کسی خاص دلیل کو نہ پانا، مولانا اسمٰعیل شہید رح نے عبقات میں ایسا ہی لکھا ہے۔

آیت واذا قیل لھم آمنوا کما آمن الناس الخ پر اشکال و جواب

ایک طالب علم سے جو جلالین شریف پڑھتے تھے سوال فرمایا کہ "واذا قیل لھم آمنوا کما آمن الناس قالوا انؤمن کما آمن

السفہاء یعنی جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ اس طرح ایمان لے آؤ جس طرح دوسرے لوگ یعنی مومنین ایمان لائے ہیں وہ جواب دیتے ہیں کیا بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آویں ان لوگوں نے حقیقۃً ایمان لانے کو بیوقوفی بتایا جس سے ان کا کفر صراحۃً ثابت ہوگیا اور یہ آیت منافقین کے حالات میں ہے اور منافق اس کو کہتے ہیں جو زبان سے ایمان ظاہر کرے دل میں کفر چھپاوے یہاں خود ان کی زبانی ان کا کفر ظاہر ہو رہا ہے تو پھر وہ منافق کیسے ہوتے وہ تو کافر ہوئے طالب علم نے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔ حضرت والا نے فرمایا میں نے اپنے استاذ سے یہ سوال کیا تھا انھوں نے اس کا یہ جواب دیا تھا کہ جب ان منافقین سے مومنین کی طرح ایمان لانے کو کہا جاتا تھا تو ایمان کا اقرار کر لیتے تھے اور اپنے ساتھیوں میں جا کر آپس میں کہتے تھے۔ انؤمن کما آمن السفہاء، کہ کیا بیوقوفوں کی طرح ایمان لے آویں کسی نے اشکال کیا کہ سوال تو ان سے کسی مجلس میں ہو اور جواب دوسری مجلس میں یہ کیسے؟ حالانکہ جس مجلس میں سوال ہو اصل تو یہی ہے کہ اسی مجلس میں جواب بھی ہو اس پر استاد صاحب نے فرمایا تھا یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی طالب علم سے استاد کہتا ہے عبارت صحیح نہیں پڑھتے مطالعہ نہیں کرتے طالب علم اس وقت تو خاموش رہتا ہے اور جب سبق کے بعد کمرہ میں پہنچتا ہے تو کتاب پٹخ کر مارتا ہے اور ساتھیوں سے کہتا ہے ہم کریں گے مطالعہ ہم سے نہیں ہوتا۔

یخادعون اللہ پر اشکال و جواب

ایک طالب علم سے سوال فرمایا یخادعون اللہ کے کیا معنیٰ طالب علم نے جواب دیا وہ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں ارشاد فرمایا دھوکہ کہتے ہیں اصل بات کو چھپا کر کچھ اور بتانا اللہ کو تو ہر شی کا علم ہے تو اللہ کو دھوکہ دینے کے کیا معنیٰ؟ طالب علم نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور حضرت سے جواب کی درخواست کی حضرت نے ارشاد فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے نزدیک اپنے گمان میں دھوکہ دے رہے ہیں یعنی وہ یوں سمجھ رہے ہیں کہ ہم اللہ کو دھوکہ دے رہے ہیں حقیقت میں اللہ کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

تشریع، اجتہاد، اجراء مصالح مرسلہ

ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں تشریع، اجتہاد، اجراء مصالح مرسلہ، اجراء مصالح مرسلہ کا مرتبہ بین التشریع والاجتہاد ہے یعنی تشریع سے نیچے اور اجتہاد سے اوپر اس کا درجہ ہے اذان ثانی یوم جمعہ میں جس کو

اب اذان اول کہتے ہیں اس کا اجراء ایک قول پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا پھر شیوع حضرت عثمان رضہ کے زمانے میں ہوا اور معتمد قول پر حضرت عثمان رضہ نے اس کا اجراء کیا۔ وفی روایۃ ما یدل علی ان ھٰذا الاذان من زیادۃ عمر رضہ کما فی الفتح ج ۲ ص ۳۲۷ ومثلہ فی العمدۃ ج ۳ ص ۲۹۰ وبعد نقل اقوال والکل ضعیف۔ قال فی الفتح وقد تواردت الروایات ان عثمان رضہ ھو الذی زادہ فی المعتمد ام ۱۲ معارف السنن ج ۴ ص ۳۹۶،۳۹۷۔ یہ اجراء مصالح مرسلہ کے قبیل ہی سے ہے جو صرف مالکیہ کے یہاں ہے دیگر ائمہ کے نزدیک نہیں۔

فائدہ:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چیز ثابت ہے وہ تشریع ہے ائمہ نے قرآن کریم، حدیث شریف، آثار صحابہ سے جس چیز کا استنباط کیا ہے وہ اجتہاد ہے اور خلفاء راشدین نے جس چیز کو منشاء نبوت سمجھ کر جاری کیا ہے وہ اجراء مصالح مرسلہ ہے۔

حضرت زیدؓ اور حضرت مریمؑ کی خصوصیت

ارشاد فرمایا کہ حضرت زیدؓ صحابی رسولؐ ہ کو کتنی بڑی خصوصیت حاصل ہے کہ ان کا نام قرآن پاک کے اندر آیا ہے ان کے علاوہ کسی بھی صحابی کا نام قرآن کریم میں مذکور نہیں اسی طرح حضرت مریم علیہا السلام کو بھی کتنی بڑی خصوصیت حاصل ہے کہ ان کا نام قرآن کریم کے اندر آیا ہے ان کے علاوہ کسی عورت کا نام قرآن کریم کے اندر نہیں آیا الفاظ زوجہ بنت ام سے بعض عورتوں کا ذکر ہے مگر علم کسی کا مذکور نہیں بجز حضرت مریم علیہا السلام کے۔

خاکساروں کے یہاں نمازِ پنجگانہ کی حیثیت

ارشاد فرمایا کہ عنایت اللہ مشرقی بانی تحریک خاکسار یا نی نے نماز پنجگانہ کو پریڈ و قواعد قرار دیا ہے یعنی اٹھک بیٹھک مشق کرنے کیلئے ۔حاشیہ تذکرہ ص ۲۰۶ اور دیباچہ تذکرہ ص ۹۱ میں ہے کہ قرآن کی الصلوٰۃ صرف ایک نوکر کا پنجوقتہ سلام ہے اور بعض مقاصد ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے، یہ سب کچھ ہے مگر عبادت قطعاً نہیں، خدا کی عبادت فی الحقیقت ان پانچ وقتوں کے بعد سے شروع ہوتی ہے وہ اسوقت ہورہی ہے جب صلاۃ سے

اٹھکر لوگ احکام خدا کی تعمیل میں لگ جاتے ہیں۔ ناظرین حضرات غور فرمالیں کہ جس چیز کو پوری امت اہم العبادات قرار دیتی چلی آئی ہے اس کو کس طرح عبادت سے خارج کیا جارہا ہے عبادت کا مفہوم غایت تذلل ہے وہ نماز سے بڑھکر اور کس چیز میں متصور ہو سکتا ہے ۔

ابن تیمیہؒ، ابن حجر مکیؒ، تاج الدین سبکیؒ اور علامہ کشمیریؒ کی نظر میں

ارشاد فرمایا کہ علامہ ابن حجر مکی شافعی جو ہمایوں بادشاہ کے زمانے میں ہوئے ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی کے بہت بعد میں ہیں حافظ ابن تیمیہؒ جنکو مقدمہ فیض الباری ج ۱ ص ۴۱ میں حنابلہ سے شمار کیا ہے ۔ کے شدید مخالف ہیں اپنی کتاب فتاوی حدیثیہ میں لکھتے ہیں۔ "لا تصغ الی ما فی کتب ابن تیمیۃ وتلمیذہ ابن القیم الجوزیۃ ممن اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ" ایک جگہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے ایسی بجلی گرائے جو ابن تیمیہ اور ان کے ہم خیال لوگوں کو جلا کر زمین کو پاک وصاف کر دے علامہ تاج الدین سبکی نے بھی طبقات کبری میں ۲۲ صفحات کے اندر ابن تیمیہ کا رد کیا ہے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ ابن تیمیہ کے معتقد تھے مگر فیض الباری ج ۲ ص ۴۱ میں انھوں نے بھی ان پر رد کیا ہے ۱۸ مقامات پر تو خود میں نے نشان لگایا ہے جن میں ابن تیمیہ پر رد ہے ۔

خمینی کی ایک تلبیس

ارشاد فرمایا کہ آیت اللہ خمینی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ جو حدیث قرآن پاک کے خلاف ہو وہ مقبول نہیں، نحن معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یہ خلاف ہے وورث سلیمان داؤد کے جس سے معلوم ہوا ہے کہ نبی کی وراثت جاری ہوتی ہے، پس حضرت ابوبکرؓ کا حدیث سے استدلال کر کے حضرت فاطمہؓ کو میراث فدک سے محروم کرنا قرآن کے خلاف ہے حالانکہ حضرت داؤدؑ و حضرت سلیمانؑ کے تذکرہ میں میراث سے مراد ترکۂ مالی نہیں بلکہ علم نبوت اور مقام نبوت ہے اور حدیث

لا نورث میں ترکہ مالی کی میراث مقصود ہے دونوں کا مصداق الگ الگ ہے اور یہ حدیث لا نورث والی کافی کلینی میں ہے جو شیعوں کی اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔

ناطق وساکت میں تعارض نہیں

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ حضرت فلاں مسئلہ نورالایضاح میں تو ہے لیکن ہدایہ میں نہیں جبکہ ہدایہ بڑی کتاب ہے اس پر فرمایا کہ نورالایضاح ناطق ہے اور ہدایہ ساکت ہے اور ناطق و ساکت میں تعارض نہیں ہوتا پھر آپ نے جو لیکن استعمال کیا ہے یہ بے محل ہے اسواسطے کہ لیکن کلام سابق سے پیدا ہونیوالے وہم کو دور کرنے کیلئے آتا ہے شرح مائۃ عامل میں ہے "ولکن للاستدراک ای لدفع التوھم الناشی من الکلام السابق"۔

بعہد فاروقی جنگ ایران میں فریقین کی تعداد

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں جب ایران پر حملہ ہوا تو مخالفین میں تیس ہزار فوج مع تیس ہزار جنگی ہاتھی تو ملکۂ فارس پوران دخت نے بہمن جاذویہ کے ہمراہ بھیجی تھی۔ کذا فی خلفاء راشدین ص ۱۳۲۔ اور بیس لاکھ کا لشکر ماہان ارمنی نے تیار کیا تھا اور سب مسلح تھے ان کے مقابلہ میں مسلمان کل چند ہزار۔ ساٹھ ہزار خلفاء راشدین ص ۱۳۲۔ ہی تھے۔

سعد بن ابی وقاصؓ کا مکان پر سے فوج کی کمان کرنا

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی کمر میں دنبل نکلے ہوئے تھے ایک مکان کی چھت پر بیٹھے ہوئے ہی کمان کر رہے تھے اور پہلے سے تجویز کر دیا تھا کہ جب میں پہلی مرتبہ تکبیر کہوں تو تم بھی تکبیر کہنا اور کھڑے ہو کر صفیں درست کر لینا دوسری مرتبہ تکبیر کہوں تو تکبیر کہہ کر ہتھیار پہن لینا تیسری تکبیر کہوں تو گھوڑوں پر سوار ہو کر لڑائی پر تل جانا اور چوتھی تکبیر کہوں تو لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے ہوئے آگے بڑھنا اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑنا چنانچہ ایسا ہی ہوا ایرانی پسپا ہو کر بھاگے اور مسلمان کامیاب ہوتے۔ (تاریخ ابن خلدون مترجم ج ۲ ص ۳۴۶)۔

توکیل و تفویض میں فرق

ایک صاحب کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ توکیل و تفویض میں فرق ہے دو وجہ سے اول یہ کہ توکیل میں وکیل کو معزول کردینا درست ہے لیکن تفویض میں رجوع اور عزل درست نہیں۔ بحر ج ۷ ص ۱۴۱ کتاب الوکالۃ میں ہے "السادس فی صفتہا وھو عدم اللزوم فلہ ان یعزلہ متی شاء" اور بحر ج ۳ ص ۳۱ باب تفویض الطلاق میں ہے "وفی جامع الفصولین تفویض الطلاق الیہا قیل ھو وکالۃ یملک عزلہا والاصح انہ لا یملکہ" ہندیہ ج ۱ ص ۳۸۶ میں ہے "ولیس للزوج ان یرجع فی ذالک ولا ینہاھا عما جعل الیہا ولا یفسخ کذا فی الجوہرۃ النیرۃ"۔ دوسرے یہ کہ توکیل میں اس کی تمامیت کیلئے قبول وکیل شرط ہے بغیر اس کے قبول کے وکالت تام نہ ہوگی بخلاف تفویض کے کہ اس میں قبول شرط نہیں جب زوج نے طلاق کی تفویض عورت کو کردی تو وہ تام ہوگئی عورت قبول کرے یا نہ کرے۔ بحر ج ۷ ص ۱۴۱ میں ہے "وفی البدائع واما رکن التوکیل فہو الایجاب والقبول" اور بحر ج ۳ ص ۳۱ میں تفویض کے متعلق معراج کے حوالے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے "ولا یتوقف علی القبول لکونہا تطلق نفسہا بعد التفویض وھو بعد تمام التملیک" اور چند سطور کے بعد محیط کے حوالہ سے نقل کیا ہے "واشار بعدم ذکر قبولہا الی انہ تملیک یتم بالمملک وحدہ فلو رجع قبل انقضاء المجلس لم یصح"۔

مستدرک حاکم کی روایات کس درجہ کی ہیں

ارشاد فرمایا کہ مستدرک حاکم کے متعلق بعض نے کہا ہے کہ اسمیں بجز ... صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بھی صحیح نہیں مگر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ حاکم کی مستدرک میں، روایات چار قسم کی ہیں، ربع ایک چوتھائی صحاح ہیں۔ ربع حسان ہیں ربع ضعاف ہیں ایک ربع موضوعات ہیں۔ راجح یہ ہے کہ علامہ ذہبی نے حاکم کی جس تصحیح کو برقرار رکھا وہ صحیح ہے مستدرک حاکم مع تصحیح ذہبی دائرۃ المعارف حیدر آباد سے چھپی ہے۔

سلوک و تصوف

کیا کرایا ضائع ہونے کے تین سبب

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ سے کسی صاحب نے شکایت کی کہ اعمال کی رغبت نہیں ہوتی پہلے ہوتی تھی اب ختم ہوگئی اس پر حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ آدمی کا کیا ہوا جو ضائع ہوتا ہے عامۃً اسکے اسباب تین ہوتے ہیں (۱) ناجنس کی صحبت (۲) ناموافق غذا (۳) معصیت کا صدور۔ آپ دیکھ لیں ان میں سے جو بات ہو اس کی مکافات کی پوری کوشش کریں۔

نومسلم طالب علم پر صحبت ناجنس کا اثر اور حضرت رائپوریؒ کا علاج

پھر فرمایا (حضرت دام مجدہ نے) کہ اول بات (ناجنس کی صحبت) جیسے ایک طالب علم نومسلم تھے مظاہر علوم سہارنپور میں پڑھتے تھے طلبہ عصر بعد تفریح کیلئے مرگھٹ اور قبرستان کی طرف جاتے وہاں مندر بھی ہے ایک روز یہ بھی وہاں گئے ہوئے تھے اس روز وہاں کچھ پنڈت ننگے ہردوار کیطرف سے آکر ٹھہرے ہوئے تھے یہ نومسلم ان کے پاس بیٹھ گئے بس ان کی حالت بگڑ گئی اب نہ پڑھنے میں جی لگتا ہے نہ نماز میں دھیان ہے عجیب کیفیت ہوگئی رات کو سونے کیلئے لیٹے تو ننگے پنڈتوں کی تصویر نظر آتی رہی اور وہ کہتے رہے کہ تو کہاں چلا گیا ہمارے ساتھ آجا یہی راستہ صحیح ہے۔ صبح کو اس نے حضرت شیخ الحدیث (مولانا محمد زکریا صاحب) نور اللہ مرقدہ سے اس کا تذکرہ کیا حضرت نے ایک پرچہ لکھ کر دیا اور کہا کہ یہ پرچہ رائپور حضرت مولانا عبد القادر صاحبؒ کے پاس لیجاؤ یہ پرچہ لیکر وہاں پہنچے اور پرچہ حضرت کو دیدیا حضرت نے چند روز وہاں قیام کرنے کیلئے فرمایا انھوں نے قیام کیا مگر فائدہ کچھ

ہوا اس لئے حضرت سے عرض کیا کہ میں تو یہاں علاج کی غرض سے آیا ہوں اگر آپ کے پاس میرے مرض کا علاج ہو تو میں قیام کروں ورنہ خالی غذا کھانے کیلئے میں یہاں نہیں آیا مجھے اجازت دیدیں حضرت نے اول ناجنس کی صحبت سے بچنے کی بڑی تاکید کی اور وعدہ لیا کہ آئندہ کبھی ایسے ولیوں کے پاس نہیں بیٹھیں گے پھر فرمایا کہ میں تو کچھ نہیں مگر دنیا میں بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ اگر تمہارے قلب کی طرف ہاتھ سے یوں اشارہ کریں تو تمہارا قلب جاری ہو جائے بس اتنا کہتے ہی اس کا قلب فوراً جاری ہو گیا اور پہلے کی طرح ذکر و شغل شروع کر دیا اور وہ کیفیت جو چند توں کے پاس بیٹھنے سے پیدا ہو گئی تھی ختم ہو گئی۔

صحبت ناجنس سے ذاکر و شاغل کے قلب پر کافر لکھا گیا

یا مثلاً ایک صاحب بڑے ذاکر و شاغل تھے کسی مرتاض اور مجاہدات کئے ہوئے کافر کے پاس چلے گئے اس کی صحبت سے ان کے قلب پر کافر لکھا گیا اب ذکر کرتے ہیں، پاس انفاس کرتے ہیں شغل کرتے ہیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوتا یہ شکایت لیکر کسی بزرگ کے پاس پہنچے انھوں نے دوسرے بزرگ کے پاس بھیجدیا جو بان بٹا کرتے تھے جب یہ صاحب ان کے پاس پہنچے اور انھوں نے ان کو دور سے آتا ہوا دیکھا تو ان کے قلب پر اس کی کیفیت منکشف ہو گئی تو بان بٹتے بٹتے کہنے لگے ارے تجھے کیا ہوا ارے تجھے کیا ہوا ارے تجھے کیا ہوا اور بان کو زور سے باٹنا شروع کیا یہ کہتے کہتے ان کے قلب سے وہ کافر مٹ گیا اور جس طرح قلب پہلے جاری تھا اسی طرح جاری ہو گیا۔

صحبت ناجنس سے قلب کی روشنی اور انشراح ختم

اسی طرح جس وقت حضرت گنگوہی نے کوّے کے حلال ہونیکا فتویٰ دیا اور وہ شائع ہوا تو ایک بزرگ نے، جو پورب کے علاقہ میں رہتے تھے، کہا کہ ہالیکی آج کوّا حلال ہوا ہے کل کو چیل بھی حلال ہو جائے گی اتنا کہتے ہی ان کے قلب کی روشنی جاتی رہی عبادت میں جو شرح صدر اور لگاؤ تھا وہ سب ختم یہ بڑے پریشان و متفکر ہوئے کہ یہ کیا ہو گیا دوسرے بزرگ کے پاس پہنچے اور ان سے اپنا حال بیان کیا انھوں نے کہا کہ تم نے کسی بڑی ہستی کی شان میں گستاخی کی ہے انھوں نے کہا نہیں ایسا تو نہیں ہوا ان بزرگ نے فرمایا یاد کرو شاید کسی کے بارے میں کچھ کہا ہو سوچ کر کہنے

لگے کہ ہاں حضرت گنگوہیؒ کے فتویٰ کے بارے میں تو ایسا کہا ہے انھوں نے فرمایا کہ بس یہی بات ہے اب تم کو گنگوہ جانا پڑے گا اور حضرت گنگوہیؒ سے معافی مانگنی ہوگی اس پر وہ گنگوہ کے لئے فوراً روانہ ہو گئے سہارنپور پہنچکر خانی باغ کے قریب جو مسجد ہے اس میں آکر سو گئے خواب میں حضرت گنگوہی رح تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے معاف کیا بس اسی وقت قلب جاری ہوگیا اور وہی انشراح حاصل ہوگیا جو پہلے حاصل تھا اب گنگوہ جانے کی ضرورت بھی نہ سمجھی وہیں سے وطن واپس ہو گئے۔

اسبابِ مذکورہ بالا کا اثر

اس کے بعد حضرت دامت برکاتہم نے فرمایا۔ تو بھائی جب قلب ذکر کرتے کرتے صاف اور مجلی ہوجاتا ہے تو اس پر ذرا سے گناہ کا بھی بہت اثر ہوتا ہے جیسے کپڑا جتنا صاف ہوتا ہے اتنا ہی اس پر دھبہ زیادہ محسوس ہوتا ہے اس لئے صاف قلب پر ناجنس کی صحبت کا بہت جلد اثر ہوتا ہے اس سے احتراز ضروری ہے اور جب ناجائز غذا پیٹ میں پہنچی ہے تو ذکر کی لذت اللہ کا دھیان ختم ہوجاتا ہے بیٹھے بیٹھے باتیں کرتے رہتے ہیں نماز کے اوقات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی یا نماز پڑھتے ہیں تو قلب حاضر نہیں ہوتا رہی معصیت سو وہ تو ہے ہی معصیت وہ اور خطرناک ہے اس سے اور زیادہ بچنے کی ضرورت ہے۔

اذکار واشغال میں فرق

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ سہارنپور تشریف لائے ہوئے تھے میں بھی وہاں تھا مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کیا اذکار واشغال میں میں نے عرض کیا کہ میں تو اذکار واشغال کا فرق بھی نہیں جانتا تو فرمایا کہ جو چیز زبان سے متعلق وہ اذکار اور جو چیز دھیان سے متعلق وہ اشغال۔

ذکر میں جو لطف پہلے آتا تھا وہ اب نہیں آتا

حضرت مولانا معین الدین صاحب مرادآبادی مجاز حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ نے عرض کیا کہ حضرت ذکر میں جو لطف اور مزہ شروع شروع میں آتا تھا وہ اب نہیں آتا تو ارشاد فرمایا کہ کورا گھڑا جب شروع شروع میں اس کے اندر پانی بھرا جاتا ہے تو اس میں سوں سوں کی آواز ہوتی ہے بعد میں یہ آواز ختم ہوجاتی ہے اسی طرح ذکر کا حال ہے جب شروع کیا جاتا ہے تو لطف اور مزہ محسوس ہوتا ہے بعد میں

جب قلب میں راسخ ہو جاتا ہے تو محسوس نہیں ہوتا۔

مراقبہ وغیرہ خوب ہے مگر رونا نہیں آتا

مولانا محمد ہاشم صاحب لندنی نے عرض کیا کہ حضرت مراقبہ وغیرہ خوب کرتا ہوں مگر رونا بالکل نہیں آتا گریہ طاری نہیں ہوتا تو ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا معاملہ اپنے بندوں کے ساتھ مختلف ہے کسی کے رونے سے خوش ہوتے ہیں تو کسی کے ہنسنے پر خوش ہوتے ہیں اس لئے پریشان کیوں ہوتے ہو انشاء اللہ اس کی رضا حاصل ہے تو پھر گھبرانے کی کیا بات ہے۔

چور کو بھی بُرا نہ کہا جائے

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہے کہ چور کو بھی برا نہ کہا جائے نہ اس کے حق میں بد دعا کیجائے نہ قیامت میں اس سے مواخذہ کی نیت رکھے بلکہ صبر کرے معاف کر دے حق تعالیٰ شانہ اس سے نہایت بلند درجات عطا فرماتے ہیں۔

فساد اور بگاڑ کا سبب

افریقہ میں سوال گیا کہ حضرت عالم میں فساد اور بگاڑ کا سبب کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ جیسی غذا ہو گی ویسے ہی اثرات پیدا ہوں گے عموماً لوگوں کی نظر غذا پر نہیں حرام ہے یا حلال و حرام سے مخلوط ہے غذا حلال ہو تو انشاء اللہ بگاڑ نہو۔

مصارف سے مداخل کا اندازہ

ارشاد فرمایا کہ شیخ عبد القادر جیلانی رح نے فرمایا ہے لوگو میں تمہارے مصارف ﴿خرچ﴾ کو دیکھکر تمہارے مداخل ﴿آمدنی﴾ کا حال معلوم کر لیتا ہوں اگر دیکھتا ہوں کہ تمہارا پیسہ صحیح جگہ خرچ ہوا ہے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ صحیح اور حلال طریقہ پر کمایا گیا تھا اور اگر دیکھتا ہوں کہ غلط اور ناجائز امور میں خرچ ہو رہا ہے تو سمجھتا ہوں کہ اسکو حرام اور ناجائز طریق سے کمایا گیا تھا۔ ﴿کہا گیا ہے۔ مال حرام بود بجائے حرام رفت﴾

سورۃ فتح کی تلاوت کسی خاص نماز کے بعد

سوال کیا گیا کہ سورۃ فتح کی تلاوت کس نماز کے بعد کی جائے تو ارشاد فرمایا کہ جس نماز کے بعد چاہیں تلاوت کر لیں۔ تلاوت عبادت ہے جب اور جس وقت اس کیلئے انشراح ہو اس میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔

ذکرِ الٰہی سے غفلت موت سے بدتر

ارشاد فرمایا کہ انتقال کی تعبیر کبھی غفلت سے دیجاتی ہے چنانچہ ایک مرید اپنے شیخ کی زیارت کیلئے چلے راستہ میں ایک درخت کے نیچے آرام کیا جانوروں کی بولی سمجھتے تھے اس درخت پر دو چڑیاں تھیں ایک نے دوسری سے کہا حسرت ہے اس مسافر کے ہاتھ پر اسواسطے کہ یہ اپنے شیخ سے ملنے جارہا ہے اور وہاں شیخ کا انتقال ہوچکا ہے اس نے سن لیا مگر اپنے ارادے سے باز نہ آیا سفر جاری رکھا اور شیخ کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ شیخ زندہ صحیح سلامت بیٹھے ہیں ملاقات کے بعد کہا کہ حضرت ایسا زمانہ آگیا کہ جانور بھی جھوٹ بولنے لگے اور چڑیوں کا یہ واقعہ بیان کیا تو شیخ نے فرمایا کہ انھوں نے سچ کہا میں اس وقت ذکرِ الٰہی سے غافل تھا جو میرے لئے موت ہے بلکہ موت سے بدتر ہے۔

جھوٹ سے احتراز کی تدبیر

ایک صاحب جنکو جھوٹ بولنے کی عادت تھی انھوں نے حضرت سے اس کا تذکرہ کیا تو ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو سے ایک میل دور چلا جاتا ہے ،رواہ الترمذی مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۱۳۔ ذرا غور کریں کہ خالق جل شانہٗ کو تو جھوٹ کا علم ہے ہی اگر کسی طرح مخلوق کو بھی پتہ چل جائے تو کیسی رسوائی ہو، ذلت ہو، بے عزتی ہو، خالق و مخلوق دونوں اس سے ناراض، پس ایسا کام آدمی کیوں کرے جو ہر دو کی ناراضگی کا سبب ہو۔

استاذ کا طالب علم کو درس گاہ سے نکال دینا

ارشاد فرمایا کہ استاذ طالب علم کے کسی قول و فعل سے خفا ہو کر اس کو درسگاہ سے نکال دیتا ہے سبق نہیں پڑھاتا یہ اکثر ہیجانِ نفس کی وجہ سے ہوتا ہے اخلاص اور طالبعلم کی اصلاح کیلئے بہت کم ہوتا ہے

جیسے جذبات استاذ کے ہوں گے ویسے ہی طلبہ کے ہوں گے

ارشاد فرمایا کہ استاذ کی تقریر کے دوران طلبہ کی نگاہیں تو کتاب پر ہوتی ہیں کان اس کی تقریر

کی طرف متوجہ ہوتے ہیں مگر قلب اس کے جذبات کی طرف متوجہ ہوتا ہے جیسے جذبات استاذ کے ہوں گے طلبہ کے جذبات بھی ویسے ہی ہوں گے۔

قرآنِ پاک یاد کرنے کی عمدہ تدبیر گنگوہ کے ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں نے سعودیہ کے قیام میں قرآنِ پاک حفظ کیا تھا اب اسکو دہرا رہا ہوں دعا فرما دیں اس پر ان کو دعا دے کر فرمایا بہت آسان ہے جتنا پارہ یاد کر لیں اسی کو نفلوں میں پڑھ لیا کریں اس سے انشاء اللہ جلد پختہ ہو جائے گا اور اجر بھی کافی بڑھ جائیگا جسکی تفصیل ملفوظات فقیہہ الامت قسط ثانی ص۹۳ میں مذکور ہے۔

مقروض پر خاص عنایت ایک صاحب نے عرض کیا حضرت قرض بہت ہے جس کی وجہ سے بڑا فکر رہتا ہے طبیعت پریشان رہتی ہے ارشاد فرمایا کہ اپنی جیب اور اپنی کمائی سے ادا کرنا ہے اس لئے فکر ہے یاد رکھو جو شخص کسی مجبوری کے تحت قرض لیتا ہے اور اس کو ادا کرنے کی نیت ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ کی خاص عنایت اس کے اوپر ہوتی ہے اس کی خاص نصرت ہوتی ہے یہاں تک کہ قرض ادا ہو جائے۔

شعر گوئی کمال نہیں طلبہ کی شعر گوئی کا تذکرہ آنے پر ارشاد فرمایا اثر جب طالبانِ علم پر ہوتا ہے شیطان کا، خیال شاعری میں وقت کو برباد کرتے ہیں، پھر فرمایا کہ شعر گوئی کوئی کمال نہیں اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں کی گئی ارشاد خداوندی ہے۔ "وما علمناہ الشعر"۔

بدگمانی کا علاج ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت لوگوں کے گناہوں کو دیکھ کر خصوصاً جبکہ وہ اہل علم ہوتے ہیں ان سے بدظنی ہو جاتی ہے ان کی حقارت ذہن میں جم جاتی ہے خیال ہوتا ہے کہ یہ لوگ اہل علم ہونے کے باوجود کیسے گناہ کر رہے ہیں اس پر ارشاد فرمایا کہ یہ خالص تکبر کی علامت ہے اس واسطے کہ تکبر کی حقیقت اپنے کو بڑا سمجھ کر دوسروں کو حقیر سمجھنا ہے، سوچنا چاہیئے کہ میں بھی گنہگار ہوں اور جب حق تعالیٰ شانہٗ میرے

گناہوں کو معاف فرمائیں گے ان کے گناہوں کو بھی معاف فرما دیں گے اور جس کو اپنے گناہوں کی فکر ہوتی ہے وہ دوسروں کے گناہوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتا۔

جسکا رہبر نہو اس کا رہبر شیطان ہے

ارشاد فرمایا کہ جب انسان کا کوئی رہبر نہیں ہوتا تو شیطان اس کا رہبر بنکر طرح طرح کی باتیں بجھاتا ہے جیسے ایک صاحب مسجد میں معتکف تھے، وہاں کسی روز لوگوں کو پاخانہ کی بدبو محسوس ہوتی اس کا سبب تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ معتکف صاحب نے جیب میں بلی کا پاخانہ رکھ رکھا ہے اس کو سونگھتے رہتے ہیں ان سے اس کی وجہ معلوم کی گئی تو کہنے لگے کہ بھئی نفس کے خلاف کرنا چاہئے نفس جب خوشبو مانگتا ہے تو اس کے خلاف کرکے اس کو بدبو سنگھانی چاہئے دیکھئے رہبر نہ ہونے کی بنا پر انھوں نے جو نماز پاخانہ کو ساتھ رکھ کر پڑھیں وہ ضائع کیں اور مسجد میں نجاست رکھنے کا گناہ علیحدہ سر لیا۔

بعد تربیت مرید کا امتحان

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کی تربیت کی اور بعد تربیت دوسرے بزرگ کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کا امتحان لیں یہ مرید چند روز وہاں رہا جب واپس آیا تو اس کے متعلق ان بزرگ نے رائے قائم فرمائی کہ یہ لغو گو ہے چند روز کے قیام میں اس سے ایک بات پوچھی تھی کہ تمہاری شادی ہوگئی یا نہیں اس نے جواب دیا کہ جی ہاں ایک بچہ بھی ہے سوال صرف شادی کے متعلق تھا اس نے ایک بچہ بھی بتا دیا اسی بنا پر اس کو لغو گو کہا۔

اہتمامِ اعتکاف

حضرت مفتی اسماعیل صاحب بھکلوی مدظلہ نے دریافت کیا کہ اعتکاف کا اہتمام حضرات صحابہ کرام سے ثابت ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ اولاً تو جو چیز مقصود اعتکاف ہے وہ حضرات صحابہ کرام کو چلتے پھرتے مشاغل میں مشغول رہنے کے باوجود بھی حاصل تھی آج وہ چیز اعتکاف سے بھی بمشکل حاصل ہوتی ہے تاہم ان حضرات سے اعتکاف کا اہتمام ثابت ہے مسلم ج ۱ صفحہ ۳ پر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان شریف کے پہلے عشرہ کا اعتکاف کیا

آپ کے ساتھ حضرات صحابہ کرام نے بھی اعتکاف کیا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف کیا پھر فرمایا کہ میں نے پہلے عشرہ کا اعتکاف شب قدر کی تلاش میں کیا تھا پھر دوسرے عشرہ کا اعتکاف بھی اسی واسطے کیا پھر مجھے کسی بتانیوالے نے بتایا ہے کہ وہ آخری عشرہ میں ہے۔ اس لئے آخری عشرہ کا اعتکاف کرنا جو شخص تم میں سے اعتکاف کرنا چاہے کر لے چنانچہ اخیر عشرہ کا اعتکاف فرمایا صحابہ کرام نے بھی آپ کے ساتھ اعتکاف کیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۲۷۱) میں یہ الفاظ ہیں جن لوگوں نے میرے ساتھ پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا ہے وہ اخیر عشرہ کا بھی اعتکاف کریں نیز بخاری ج ۱ ص ۲۷۳ اسیطرح مسلم ج ۱ ص ۳۷۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کیلئے بھی خیمے لگاتے گئے[1] نبی علیہ السلام کے بعد بھی ازواج مطہرات کا اپنے اپنے مکانوں میں اعتکاف کرنا منقول ہے۔ (حوالۂ بالا) اسی طرح حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ صحابی جنگل میں رہتے تھے رمضان شریف کی تیئسویں شب میں اعتکاف کرنے کیلئے مدینہ طیبہ آتے اور بائیسویں روزہ کو عصر بعد مسجد نبوی میں داخل ہوتے رات بھر اعتکاف کرتے صبح کی نماز پڑھکر مسجد سے نکلتے تو اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر پاتے اس پر سوار ہو کر گھر آجاتے۔ (کذا فی المشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۸۳) علاوہ ازیں قرآن کریم میں ہے "ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المساجد" حالت اعتکاف میں بیوی سے مباشرت نہ کرو اس میں انتم اپنے اندر عموم رکھتا ہے خطاب عام ہے جس میں سب داخل ہیں اس سے بھی اعتکاف کی اہمیت بخوبی ظاہر ہے فقہاء بھی عورتوں کیلئے مسجد بیت میں اعتکاف کو مستحب لکھتے ہیں اس کی مقدار بھی بتاتے ہیں کہ ایک ساعت ہے مثلاً نماز کیلئے مسجد میں آئے تو اعتکاف کی نیت کرلے۔

مقصدِ اعتکاف کیا ہے

موصوف ہی نے دریافت کیا کہ اعتکاف کس لئے ہوتا ہے یکسوئی کیلئے یا عبادت کیلئے تو ارشاد فرمایا یکسوئی کے ساتھ کثرتِ عبادت کیلئے ہوتا ہے موصوف نے عرض کیا یکسوئی کا کیا مطلب؟ تو ارشاد فرمایا یہ نہو کہ فلاں کام کرنا ہے فلاں جگہ جانا ہے فلاں سے ملنا ہے۔

[1] تھے تو اسکو نبی علیہ السلام نے گوارہ نہ فرمایا اس بنا پر کہ آپ کو ان کے غیر مخلص ہونیکا اندیشہ ہوا یا بوجہ غیرت کے کہ مسجد میں مرد بھی ہونگے منافق دیہاتی سبھی قسم کے لوگ آئینگے پھر حاجات بشریہ کیلئے انکا خروج بھی ہوگا یا اس بنا پر کہ آپکا انکے ساتھ مسجد میں ہونا مقصد اعتکاف تخلی عن الدنیا والازواج کو فوت کردیگا۔ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۷۱)

لطائف وظرائف

حضور قبلہ آپ کا آفتابہ چاہیئے

ارشاد فرمایا کہ ایک بارلیش بوڑھے شخص ریل میں سفر کر رہے تھے چند لڑکے بھی اسی ڈبہ میں تھے جو علیگڈھ داخلے کیلئے جارہے تھے انھوں نے ان کا مذاق بنایا، ایک آیا اور کہنے لگا حضور قبلہ مجھے آپ کا آفتابہ لوٹا چاہیئے انھوں نے اجازت دیدی یہ اسکو لیکر بیت الخلاء گیا اور وہاں سے فارغ ہو کر لوٹا واپس کر دیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔ پھر دوسرا اٹھا اس نے بھی اسی طرح مانگا اور ضرورت پوراکر کے لاکر رکھدیا۔ پھر تیسرا اٹھا اس نے بھی اسی طرح کیا۔ پھر آپس میں بات ہوئی کہ اب ہمارا تعارف ہو جانا چاہیئے انمیں سے ایک بولا مجھے احمد مختار کہتے ہیں، دوسرا بولا مجھے سیدابرار کہتے ہیں، تیسرا بولا مجھے حیدر کرار کہتے ہیں۔ اس کے بعد ان بارلیش سے کہا کہ حضرت قبلہ آپکو کیا کہتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ مجھے پروردگار کہتے ہیں، یہ بات تو گاڑی میں ہو گئی یونیورسٹی پہنچکر جب انکو داخلہ کے مراحل پیش آئے تو واسطہ انھیں بارلیش سے پڑا جو وہاں کے پرنسپل تھے اب سمجھے کہ یہ تو واقعی پروردگار نکلے اور اپنی شرارت پر نادم ہوئے۔

ٹھگ کا بیٹا اور اس کا واقعہ

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص ٹھگ تھا بیوی بچوں والا تھا اس کا انتقال ہو گیا اس لئے آمد کا سلسلہ بند ہو گیا ایک روز اس کے بیٹے نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ ابا کیا کام کرتے تھے جس سے گھر کے اخراجات پورے ہوتے تھے اس نے بتلایا کہ وہ ٹھگ تھا لوگوں کو ٹھگا کرتا تھا، اس نے کہا کہ

میں ٹھگ کا بیٹا ہوں میں بھی باہر جاؤں گا لوگوں کو ٹھگا کروں گا ، اس کی والدہ نے منع کیا اور کہا کہ بیٹا ابھی تو بچہ ہے جب بڑا ہو جائے گا تب یہ کام کرنا ، اس نے اصرار کیا اور کہا کہ میں تو جاؤں گا میرے لئے کھانا پکادو ، والدہ نے کھانا دیدیا اور یہ کھانا لیکر چل دیا چلتے چلتے ایک بستی آئی جس کے باہر ایک کنواں تھا جس پر چار عورتیں پانی بھر رہی تھیں اس نے ان سے پوچھا کہ اس بستی کا کیا نام انھوں نے بتلایا کہ یہ ٹھگوں کی بستی ہے ۔ یہ سن کر بڑا خوش ہوا کہ میں بھی ٹھگ کا بیٹا ہوں پھر ان سے ان کا اور ان کے باپ کا نام معلوم کیا سب نے بتلا دیا ، اس نے محفوظ کر لیا پھر ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو گیا ۔جب وہ پانی بھر کر جانے لگیں تو اس نے کہا اری مجھے کس پہ چھوڑ چلی ہو اس پر وہ اس کو ساتھ لے آئیں اور چوپال میں لاکر ٹھیرا دیا اور خود اپنے اپنے گھروں میں چلی گئیں ، اس نے ہر ایک کو دیکھ لیا کہ فلانی اس گھر میں گئی فلانی اس گھر میں ،جب شام ہوئی اور رات قریب ہوئی تو ان عورتوں کے شوہر جنگل باہر سے واپس آئے ۔چوپال میں دیکھا کوئی مہمان ہے ،جب کھانا کھا کر چوپال میں آئے اور حقہ پینے کا وقت آیا تو بات چیت شروع ہوئی ان میں سے ایک نے کہا خالی بیٹھے کیا بات کرتے ہو کچھ بات چیت کی بات ہونی چاہئے ، دوسروں نے کہا ہاں مگر ایک شرط ہے وہ یہ کہ ہر شخص ایک ایک بات کہے گا اور جو شخص کسی کی بات کو جھوٹا بتلائے گا اسکو پانچ سو روپیہ جرمانہ دینا ہوگا ، لڑکے نے بھی بڑے زور وشور سے اس کو منظور کر لیا ، اس کے بعد گفتگو شروع ہوئی ، ایک نے کہا کہ ہمارے دادا کے یہاں ایک بھینس تھی جو اتنا دودھ دیتی تھی کہ پوری بستی کے لوگ اس کے دودھ میں کھیر پکا لیا کرتے تھے لڑکے نے کہا ضرور ہوگی پہلے خیر وبرکت کا زمانہ تھا ، دوسرے نے کہا کہ ہمارے دادا کے یہاں ایک بھینس تھی جو اتنا پیشاب کرتی تھی کہ جس میں کشتی چلتی تھی ، لڑکے نے اس کی بھی تصدیق کی اور کہا کہ ضرور ہوگی جب اتنا دودھ دینے والی بھینس ہو سکتی ہے تو اتنا پیشاب کرنے والی بھینس بھی ہو سکتی ہے اس میں کیا اشکال ہے ۔ تیسرے نے کہا کہ ہمارے دادا کے یہاں چاول کا ایک اتنا بڑا دانہ تھا کہ اس میں سے توڑ توڑ کر ہمارے دادا تمام بستی والوں کو دیتے رہتے اور وہ اس کی کھیر پکاتے لڑکے نے اس کی بھی تصدیق کی ،چوتھے نے کہا کہ ہمارے دادا کے یہاں

اتنا لمبا بانس تھا کہ جس کو بادل میں مار مار کر پانی جھاڑلیا کرتے تھے بارش کروالیا کرتے تھے۔
لڑکے نے اس کی بھی تصدیق کی اور کہا کہ یہ سب اس ڈنڈے کی برکت تھی جب یہ چاروں فارغ
ہوگئے تو اس لڑکے سے کہا کہ تم بھی کچھ سناؤ، اس نے کہا کہ میں چھوٹا سا تو تھا ہی میرے والد نے
میری شادی کردی بیوی جوان کافی عمر کی تھی اس لئے ہمارا نباہ نہ ہو سکا وہ گھر سے چلی آئی، دوسری
شادی کی تو وہ بھی اتفاق سے بڑی عمر کی عورت سے کردی اس سے بھی نباہ نہ ہو سکا بالآخر وہ بھی
ناراض ہو کر چلی آئی۔ تیسری شادی کی بدقسمتی سے وہ بھی زیادہ عمر کی نکلی ہمارا کام نہ چلا اس
لئے وہ بھی چلی آئی چوتھی شادی کی تو وہ بھی قسمت سے بڑی عمر کی تھی اس سے بھی میل نہ کھایا وہ بھی
گھر سے آگئی اس کے بعد کوئی شادی نہیں کی کہ اسلام میں بیک وقت چار سے زیادہ بیوی رکھنا جائز
نہیں[1] اور میں چونکہ نابالغ ہوں اس لئے میری طلاق بھی نہیں پڑ سکتی[2] آج جب میں سفر کر کے آرہا
تھا تو کنوئیں پر دیکھا کہ چار عورتیں پانی بھر رہی ہیں غور کیا تو چاروں میری بیویاں تھیں اور دیکھو پہلی
بیوی کا نام یہ باپ کا نام یہ ۔ مکان کی طرف اشارہ کر کے کہا ۔ اس مکان میں ہے اور دوسری
کا نام یہ اس کے باپ کا نام یہ ۔ دوسرے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ۔ اس مکان میں موجود
ہے اور تیسری کا نام یہ باپ کا نام یہ ۔ تیسرے مکان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ۔ اس مکان میں
ہے اور چوتھی کا نام یہ اس کے باپ کا نام یہ ۔ چوتھے مکان کیطرف اشارہ کرتے ہوئے ۔ اس
مکان میں ہے یعنی چاروں تمہارے مکان میں ہیں، اب اگر میری بات کو سچا سمجھتے ہو تو چاروں
عورتیں میرے حوالہ کردو اور اگر جھوٹ سمجھتے ہو تو پانچ پانچ سو روپیہ دیدو، انھوں نے عاجز آکر
گالیاں دیتے ہوئے پانچ پانچ سو روپئے اسکو دیئے اور کہا نکل ہمارے گاؤں میں سے۔ خبردار جو یہاں سے
آگے بڑھا سنئے کہا دیکھو جی تخفا ہونے کی بات نہیں ہے میں نے تو اصولی بات کہی جو کہی۔ اسکے بعد
یہ دو ہزار روپئے لے کر گھر آیا اور یہاں سے کہا ہوں نا میں ٹھگ کا بیٹا

سوتا سوتا بڑبڑا رہا ہوں

ارشاد فرمایا کہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحبؒ ابن مولانا احمد علی
صاحبؒ محدث سہارنپوری کسی موقع پر ہشیاری سرائے

[1] ہدایہ ج ۲ ص ۲۹۱ [2] ہدایہ ج ۲ ص ۳۳۸

یں ٹھیرے ہوئے تھے ۔ اتفاق سے وہاں رنڈی بھڑوے بھی ٹھیرے ہوئے تھے ان میں جھڑجھاڑ
شروع ہوگئی مولانا موصوف لیٹے ہوئے تھے رنڈی نے بھڑوے سے کہا کہ ٹھیر تو جا مسافر مولانا یہ
جاگ رہا ہے بھڑوے نے کہا کہ وہ تو سو رہا ہے رنڈی نے کہا نہیں جاگ رہا ہے اس نے کہا اچھا آزمانا
چاہیئے چنانچہ آواز دی او مسافر تو مولانا کہتے ہیں ہوں اس نے پوچھا کہ آپ سو رہے ہیں یا جاگ رہے
ہیں فرمایا سو رہا ہوں اس نے پوچھا کہ پھر بول کیسے رہے ہو تو فرمایا کہ سوتا سوتا بڑبڑا رہا ہوں ۔

ارے فلانے مجھے لوٹا تو دیدے وضو کا

نیز فرمایا کہ مولانا موصوف بڑے ہوشیار اور تیز تھے ایک شخص نے ان کی دعوت کی وقت
مقررہ پر بلانے کیلئے آیا اس کے ساتھ تشریف لے گئے یہانتک کہ وہ مولانا کو ایک مکان کے سامنے
کھڑا کر کے خود اس کے اندر چلا گیا کہ اطلاع کر دے ، مکان پر پردہ پڑا ہوا تھا ذرا دیر بعد پردہ کے
پیچھے سے آواز دی کہ تشریف لے آیئے اور خود ایک طرف کواڑ کے پیچھے چھپ گیا ، جب مولانا مکان
کے اندر داخل ہو گئے تو چپ چاپ نکل کر بھاگ گیا مولانا نے اندر دیکھا کہ میاں بیوی کھانے میں
مشغول ہیں ، انھوں نے مولانا کو دیکھا تو ڈانٹ کر کہا یہ کون چلا آ رہا ہے مکان میں ، اس پر مولانا
بتکلف نابینا بن گئے اور ہاتھوں سے در و دیوار کو ٹٹولتے ہوئے فرمایا ارے فلانے مجھے لوٹا
تو دیدے وضو کا یہ سن کر مالک مکان نے سمجھا کہ بیچارہ کوئی نابینا ہے غلطی سے مسجد کے بجائے
یہاں آگیا اس لئے ان کا ہاتھ پکڑ کر دروازہ سے باہر پہونچا دیا اور مسجد کا راستہ بتا کر اندر چلا گیا
تب مولانا وہاں سے قیام گاہ پر تشریف لائے ۔

دودھ کا دودھ پانی کا پانی

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص دودھ اس میں اسی کے بقدر پانی ملا کر بیچا تھا ایک روز دودھ بیچکر
آ رہا تھا روپوں کو اپنی لنگی میں باندھ رکھا تھا درخت کے نیچے ان کو رکھ کر قضاء حاجت کیلئے چلا
گیا ، بندر جو پہلے سے درخت پر تھا نیچے اترا اور لنگی روپوں کی اٹھا کر درخت پر چڑھ گیا یہ آیا اور
ماجرا دیکھا تو کوشش کی کہ بندر سے روپے حاصل کر لے مگر وہ اس کے ہاتھ نہ آیا مجبوراً بیٹھا رہا

اتفاق سے درخت کے نیچے کنواں تھا، اب بندر نے روپوں کی گرہ کو دانت سے پھاڑا اور اس میں سے ایک روپیہ کنویں میں اور ایک اس کی طرف پھینکنا شروع کیا یہانتک کہ آدھے روپے کنویں میں گئے اور آدھے اس کے پاس پہنچے تب اس نے کہا دودھ کا دودھ پانی کا پانی یعنی جو دودھ کے تھے وہ مجھے مل گئے اور جو پانی کے پیسے تھے وہ پانی میں چلے گئے فائدہ، دودھ میں اس طرح پانی ملاکر بیچنا کہ خریدار یہ سمجھے کہ خالص دودھ ہے دھوکہ ہے جو ممنوع ہے ہاں خریدار کو بتلا دیا جائے کہ اس دودھ میں پانی ملایا گیا ہے تو گنجائش ہے۔

ہاتھ چھڑالو اور بھینس لیجاؤ

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اب پہلے جیسے حافظے نہیں رہے تو ارشاد فرمایا کہ بس حافظہ ہی پہلے جیسا نہ رہا اور بھی چیزیں ایسی ہیں جو پہلے جیسی نہ رہیں پہلی جیسی قوت نہ رہی گنگوہ کے ایک صاحب کا واقعہ ہے کہ ان کے یہاں رات کو دو چور آگئے اور بھینس کھول لی یہ بیدار تھے دیکھ رہے تھے جب وہ چلدیے تو کہا ٹھہر جاؤ میں بھی آتا ہوں وہ ٹھیر گئے سمجھے کہ بوڑھا آدمی ہے ہمارا کیا کریگا انھوں نے جاکر ہر ایک کا ہاتھ گٹے پرسے اپنے ایک ہاتھ سے ہی پکڑلیا اور کہا کہ ہاتھ چھڑالو اور بھینس لیجاؤ انھوں نے رات بھر کوشش کی مگر ہاتھ نہ چھڑا سکے صبح کو پولیس کے حوالہ کردیا اس نے ان کی خوب پٹائی کی اس کے بعد چھوڑدیا وہاں سے یہ ان بوڑھے شخص کے پاس آئے اور انکے ہاتھ پر چوری سے توبہ کی۔

اب کہاں کھایا جا ہے

اسی طرح پہلے جیسی خوراک نہیں رہی پہلے بیاہ شادی میں ڈھوبری کھلانے کا رواج تھا جو مٹی کا ایک برتن ہوتا ہے اس میں ذرا سے چاول اس کے اوپر خوب سا بورا اور پھر اس کے اوپر خوب سارا گھی ہوتا گنگوہ کے ایک صاحب کو اس کا بڑا شوق تھا خوب کھایا کرتے تھے ان کے بڑھاپے کے زمانے میں ایک شادی ہوئی اس میں ان کی بھی دعوت ہوئی جس میں یہی ڈھوبری کھلائی گئیں کھانے کے بعد میرے تایا نے ان سے پوچھا کتنی کھائیں تو کہتے ہیں کہ اب کہاں کھایا جا ہے چھتیس کھائی ہیں

بندر نیچے آکر گرا

اسی طرح پہلے جیسا نشانہ نہیں رہا حضرت گنگوہی کے دادا بڑے نشانہ باز تھے بندوق ساتھ رکھتے آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے تب بھی بندوق ساتھ رہتی ایک مرتبہ لونڈوں نے ان سے کہا کہ نیم کے درخت پر بندر بیٹھا ہے تو کہا کہ اسے بھگاؤ انھوں نے ڈھیلے مار کر اس کو بھگایا تو جس جگہ پتوں کی آہٹ محسوس ہوئی اسی جگہ بندوق چلائی فوراً بندر نیچے آکر گرا۔

مجھے کوٹھے پر چڑھا دو

ایک صاحب گنگوہی کے غلیل اور غلے ساتھ رکھتے چہار زانو بیٹھ کر غلے سامنے رکھ کر آسمان کی طرف پھینکتے اور قبل اس کے کہ وہ نیچے آئے دوسرا غلہ چلاتے اور پہلے میں مارتے اسی طرح کرتے رہتے ایک مرتبہ کسی شادی میں چلے گئے وہاں اتفاق سے رات میں چور آگئے تو کہا مجھے کوٹھے پر چڑھا دو لوگوں نے چڑھا دیا تو غلیل چلانی شروع کی یہاں تک کہ چور بھاگ گئے صبح کو تحقیقات کے لئے پولیس آئی تو ان سے کہا کہ پکڑنا تمہارا کام ہے نشانی میں بتائے دوں سب کی ایک ایک آنکھ پھوٹی ہوئی ہے اس طرح غلے چلائے تھے کہ ایک ایک آنکھ پھوڑ دی تھی سب کی۔

یہ بھی لگا یا اس سے بھی انکار ہے

لکھنوتی جو گنگوہ کے قریب ایک بستی ہے ۱۸۵۷ء میں وہاں کے لوگوں نے بھی خروج کیا تھا وہاں ایک حافظ صاحب رہتے تھے جن کے کلکٹر سے تعلقات تھے ایک روز اس نے ان حافظ صاحب سے کہا کہ آپ ہم سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے باغیوں کو آپنے پناہ دے رکھی ہے آپ ان کو ہمارے حوالہ کر دیجئے تو انھوں نے کہا کہ تمہارے حوالہ کیسے کر دوں سب میرے جگر کے ٹکڑے ہیں کوئی بیٹا ہے کوئی پوتا ہے کوئی نواسا ہے۔ یہ لوگ تھے بڑے نشانہ باز، کلکٹر نے کہا، اچھا ہم ان کا نشانہ دیکھنا چاہتے ہیں کوئی موقع دیجئے کہارات کے وقت کسی کو بھیجا اس درخت کے اوپر بانس کو مارے اور بولے نہیں، چنانچہ اس نے کسی سپاہی کو بھیجا اور خود دور کھڑے ہو کر دیکھا اس نے جا کر اس درخت پر بانس مارا تو فوراً ایک تیر بانس میں آکر لگا اس پر وہ سپاہی بولا کہ

لگا ہی نہیں فوراً دوسرا تیر آیا اور اس کے حلق میں لگا اور ساتھ ہی ایک آواز آئی کہ یہ بھی لگا یا اس سے بھی انکار ہے ، اس پر اس کلکٹر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ چپکے چپکے نکل چلو ایک بھی زندہ نہ رہے گا یہ آواز پر تیر چلانے والے لوگ ہیں ۔

بغیر آلات کے خبر رسانی

ارشاد فرمایا کہ آجکل جو آلات ہیں خبر رسانی کے پہلے زمانے میں وہ آلات نہ تھے مگر خبر رسانی ہوتی تھی ، چنانچہ ایک صحابی تھے جن کا کام تھا یہ بتانا کہ دشمن کتنی تعداد میں ہیں کتنے میل کے فاصلہ پر ہیں ، وہ زمین پر کان لگاتے اور بتلا دیتے کہ اتنے دشمن ہیں اتنے میں کے فاصلہ پر ہیں یعنی زمین پر جو چلنے کی آہٹ ہوتی ہے اسکی جو لہر ہوتی ہے اس سے بتاتے تھے کہ اتنے فاصلہ پر اتنے آدمی ہیں ۔

آئینہ میں مجرم کا عکس

ارشاد فرمایا کہ ایک خلیفہ کے یہاں قد آدم آئینہ تھا جس میں مجرم کا عکس آجاتا تھا اور ٹہر جاتا تھا اسکے علاوہ کسی اور کا عکس نہ آتا ۔

عمرِ نوح صبرِ ایوب خزانۂ قارون

ارشاد فرمایا کہ مولانا نصیرالدین صاحب مرحوم سابق ناظم کتب خانہ یحیوی سہارنپور ۔ فرمایا کرتے تھے کہ کتابیں چھپوانے کیلئے عمرِ نوح ، صبرِ ایوب ، اور خزانۂ قارون چاہیئے ۔

ہاتھ کا نشان دیکھ کر چور کی شناخت

ارشاد فرمایا کہ پنجاب میں تفتیش کرنے والے کو کھوجی کہتے ہیں ایک شخص کے یہاں سے بھینس چوری ہوگئی ، مکان سے نکلتے وقت چور نے اپنے پیر کا نشان مٹایا ہاتھ ٹیک کر پھر باہر نکالے ہاتھ کا نشان وہاں باقی رہ گیا ، صاحب مکان نے صبح کو کھوجی کو بلاکر وہ نشان دکھایا وہ نشان دیکھ کر چلا گیا ، چھ ماہ بعد ایک دوکان کے پاس ایک شخص کو دیکھا کہ آٹے کو برابر کر کے اس پر ہاتھ رکھ کر اس کے نشان کو دیکھ رہا ہے پھر اسے مٹا دیتا ہے ۔ پھر ہاتھ کا نشان بنا دیتا ہے

کھوجی نے اس نشان کو دیکھ کر فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تو نے فلاں جگہ سے بھینس چوری کی ہے اس نے انکار کیا، کھوجی نے کہا کہ چور تو ہی ہے، وہاں دروازہ کے قریب پیر کے نشان کو ہاتھ رکھ کر مٹایا گیا ہے وہ نشان اور یہ نشان ایک ہے اور تو ہی چور ہے میں ابھی کچہری میں اطلاع کرتا ہوں اس پر اس نے چوری کا اقرار کیا اور کہا چور میں ہی ہوں بھینس لاکر دیتا ہوں۔

پچاس برس بعد صرف پیر دیکھ کر پہچان لیا

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت وحشی رضؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ پچاس برس بعد صرف پاؤں دیکھکر پہچان لیا، وہ یہ کہ دو شخص قتل حمزہ رضؓ کی تحقیق کیلئے ان کے پاس ملک شام پہنچے ان میں سے ایک کا پورا بدن کپڑے سے چھپا ہوا تھا صرف پاؤں اور آنکھیں کھلی ہوئی تھیں انہوں نے حضرت وحشی رضؓ سے کہا کہ مجھ کو پہچانتے ہو؟ حضرت وحشی رضؓ نے فرمایا کہ اب سے تقریباً پچاس برس پہلے ایک شخص (عدی بن الخیار) کے یہاں بچہ پیدا ہوا تھا اس کے لئے مرضعہ (دودھ پلانے والی عورت) کی ضرورت تھی اس نے مرضعہ کی تلاش کیلئے مجھ سے کہا اس وقت اس بچہ کے اوپر کپڑا پڑا ہوا تھا میں نے صرف اس کے پیر دیکھے تھے یہ پیر اسی بچے کے پیر معلوم ہوتے ہیں (واقعہ یہی تھا اور یہ صاحب عبید اللہ بن عدی بن الخیار تھے اور ان کے ہمراہ جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری تھے) بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۵۸۳۔

ارے سرکار یہاں ہیں

ارشاد فرمایا کہ ریاست ٹونک کے ایک نواب صاحب کو تصوف کی جانب میلان ہوا، دربار میں مراقبہ اور گردن جھکا کر بیٹھنا شروع کیا، درباریوں نے بنانا شروع کیا، ایک روز ایک داروغہ حاضر ہوا دیکھا کہ نواب صاحب سر جھکائے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں، پاس کے کسی آدمی سے کہا ارے سرکار یہاں بیٹھے ہیں میں تحقیقات کیلئے فلاں جگہ گیا تھا دیکھا تھا کہ سرکار مجھ سے آگے آگے جارہے تھے نواب صاحب نے آنکھیں کھول کر سر اٹھایا اور کوتوال سے پوچھا کہ شہر کا کیا حال ہے تو اس نے جواب دیا کہ سرکار کے روشن ضمیر پر کیا چیز مخفی ہے جدھر جاتا ہوں سرکار کو آگے آگے پاتا ہوں۔

نواب صاحب اور ان کی والدہ

ایک نواب صاحب اپنی والدہ کے بہت فرمانبردار تھے، جب کسی مجرم کو سزا کا فیصلہ سنایا جاتا تو وہ ان کی والدہ صاحبہ کے پاس چلا جاتا۔ وہ نواب صاحب سے سفارش کرتیں، نواب صاحب اسکو رہا کر دیتے سب درباری بہت پریشان کہ کیا صورت اختیار کریں نواب صاحب اتفاق سے کسی سفر میں چلے گئے اب درباری لوگ والدہ صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپکی دعوت ہے انھوں نے قبول کرلیا وقت مقررہ پران کو بیجا کر ایک خالی مکان میں پہنچا دیا اور باہر سے قفل لگا دیا دونوں وقت کھانا پانی پہنچا دیتے اور قفل لگا دیتے۔ ادھر ایک قبر بنا کر اس پر پھول وغیرہ چڑھا دیئے اور والدہ صاحبہ کے انتقال کی خبر مشہور کردی ایصال ثواب بھی کر دیا۔ نواب صاحب سفر سے واپس آئے توان کو بھی والدہ صاحبہ کے انتقال کی خبر سنادی گئی وہ قبر پر حاضر ہوتے اور فاتحہ پڑھکر ایصال ثواب کیا ایک روز نواب صاحب کا گذر اس مکان کی طرف ہوا جسمیں ان کی والدہ کو بند کیا تھا والدہ صاحبہ نے دیوار پر چڑھکر نواب صاحب کو دیکھ کر آواز دی نواب صاحب نے آواز کو پہچان لیا اور کہا کہ یہ تو والدہ صاحبہ کی آواز ہے ہمراہیوں نے کہا حضور یہ مکان مدت سے خالی پڑا ہے اس پر جنات کا قبضہ ہے وہ مختلف آواز بنا بنا کر بولتے رہتے ہیں نواب صاحب نے اس کا یقین کرلیا اور آگے چلے گئے۔

اسراف سے احتراز بصورت اسراف

ایک نواب صاحب کوہ منصوری پر گئے وہاں دیاسلائی کی ضرورت ہوئی تو مستقل موٹر کو دیا سلائی لینے کیواسطے تیرہ میل کے فاصلہ پر بھیجا گیا، پھر اس خیال سے کہ کہیں وہ ایک درجن نہ لے آوے اور اسراف ہو دوسری موٹر بھیجی گئی یہ کہنے کیلئے کہ درجن نہ لیویں ایک ڈبیا لے لیں حالانکہ دیاسلائی کا بڑا ڈبہ گھر میں موجود تھا۔

اخفاء بذریعۂ اعلان

ایک نواب صاحب کی لڑکی جوان ہوگئی، داماد مناسب نہ ملنے کی وجہ سے رشتہ کرنے میں تاخیر ہوگئی، جیسا کہ بڑے

گھرانوں میں یہ مرض عام ہے جس کی وجہ سے گھر میں کچھ اونچ نیچ کی بات پیش آگئی تو منادی کے ذریعہ اعلان کیا گیا کہ شاہی محل میں جو واقعہ پیش آیا ہے اس کا کوئی کسی سے ذکر نہ کرے، اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کو سزا دی جائے گی۔ اس اعلان کو سننے والے ایک دوسرے سے اشارہ کرکے پوچھتے کیا ہوا تو وہ اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اشارہ کرتا کہ خاموش رہو اسکو مت پوچھو اسکو نہیں بتایا جاسکتا۔ ع۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

بیت الخلاء میں تکیے، گدّے، گملے

سنبھل کے نواب صاحب کے بیت الخلاء میں تکیے گدّے، گملے لگے ہوئے تھے خادم حقہ بھر کر رکھدیتا تھا کئی کئی گھنٹے پاخانہ میں خرچ ہوتے تھے۔ دن مقرر تھا کئی دن بعد پاخانہ میں جاتے تھے ایک مرتبہ کوئی جلسہ ہوا جس میں لیڈران عظام تشریف لائے۔ نواب صاحب نے منتظم جلسہ کے پاس پرچہ بھیجا کہ لیڈران ایک وقت کا کھانا میرے یہاں کھالیں منتظم نے کہلا بھیجا کہ اچھی بات ہے کل صبح کا کھانا آپ کے یہاں کھائیں گے نواب صاحب کو جب اس کا علم ہوا تو کہا کہ کل تو ہمارے پاخانہ کا ٹائم ہے کل کیسے دعوت ہوسکتی ہے۔ ایک مرتبہ کسی شادی میں گئے ہوئے تھے وہاں پاخانہ کا دن آگیا ان کے یہاں بیت الخلاء میں وہ سب انتظام کہاں تھا اس لئے وہاں سے پالکی میں اپنے گھر چالیس میل دور گئے اور وہاں فراغت کی۔

نعمت خداوندی کا بے محل استعمال

ایک حکیم صاحب سے علاج کراتے تھے حکیم صاحب سے ریح خارج نہ ہونے کی شکایت کی اتفاق سے حکیم صاحب کے سامنے ہی ریح خارج ہوگئی حکیم صاحب نے کہا کہ ریح تو اب بھی خارج ہورہی ہے اس پر نواب صاحب نے کہا ارے حکیم صاحب ان سے کیا ہوتا ہے یہ تو اُدھر اُدھر کی ہیں تہ میں سے نہیں نکلتیں نیز کہا کہ پاخانہ میں بڑی پریشانی لاحق ہوئی انگلی پر گھی لگا کر اس کو استعمال کیا تب فراغت ہوئی

فائدہ :۔ یہ سب واقعات بظاہر تو فضول ہی معلوم ہوتے ہیں لیکن ان میں بڑی نصیحت ہے یہی حالات ہیں جو مسلم نوابوں کی رسوائی کا سبب بنے جب نواب صاحبان پر غفلت، عیش پرستی،

اپنے ذریعہ سے کوتاہی حق تعالیٰ شانہٗ کی نعمتوں کا بے محل استعمال ، نعمتوں کی ناقدری ناشکری اسراف و فضول خرچی مسلط ہوتیں تو حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی نعمتوں کو چھین لیا ، سب نوابیاں ختم ہوگئیں ۔ اس کا ارشاد ہے ۔ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید یعنی نعمت کی قدر اور شکرگذاری سے نعمت بڑھتی ہے اور ناشکری سے نعمت چھین لی جاتی ہے اور مزید براں عذاب شدید بھی بھگتنا پڑتا ہے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار ۔

جذبۂ اطاعت میں ہوش کی ضرورت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہٗ مجاز حضرت تھانویؒ کے خدام میں جذبۂ اطاعت بہت ہے ۔ میرے قیام کانپور کے زمانے میں انھوں نے مجھے خط لکھا اور خادم کو دیدیا کہ اسٹیشن جاکر ریل کے ڈاک ڈبہ میں دیدیا ۔ اس سے خط جلدی پہنچ جاتا ہے ۔ ایک ہفتہ سے زائد میں وہ خط کانپور پہنچا جسکا سبب یہ ہوا کہ خادم کانپور جانے والی گاڑی کے بجائے امرتسر جانیوالی گاڑی کے ڈاک ڈبہ میں دے آیا ۔ امرتسر جاکر پھر واپس آیا ۔ معلوم ہوا کہ جذبۂ اطاعت اور جوش میں ہوش کی بھی ضرورت ہے ورنہ ذراسی کوتاہی و غفلت سے بڑا نقصان ہوسکتا ہے ۔

اٹھارہ برس بعد خط کی واپسی

مولانا .... نے سنایا کہ اخبار میں چھپا تھا کہ ایک خط اٹھارہ برس بعد واپس پہنچا کہ مکتوب الیہ نہیں ملا اس پر حضرت زادمجدہم نے ارشاد فرمایا کہ یہ بھی ڈاک والوں کا کمال ہے کہ اٹھارہ برس تک اسکو محفوظ رکھا

بُرے مکر کا وبال صاحبِ مکر پر

ارشاد فرمایا کہ ایک نوجوان اسٹیشن ماسٹر کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میرے پاس ایک بڑی رقم ہے اس کے ضائع ہوجانے کا خطرہ ہے رات گزارنے کیلئے کوئی مناسب جگہ مل جائے تو آپکا احسان مند ہوں گا ۔ اسٹیشن ماسٹر نے اسکو اپنے کمرہ میں لیجاکر اپنے بستر پر سلادیا ، اس کے بعد اس کی نیت بگڑ گئی اور رقم کے لالچ میں ایک بھنگی سے بات کی کہ ایک شخص میرے بستر پر سویا ہوا ہے اس کے پاس بڑی رقم ہے تو اس کو قتل کردے رقم دونوں تقسیم کرلیں گے بھنگی اس کے کمرے

میں گیا اور بستر پر لیٹے ہوئے شخص کو منصوبہ کے تحت قتل کر دیا اور اسٹیشن ماسٹر کو اگر اطلاع کی کہ اسکو نمٹا دیا۔ اسٹیشن ماسٹر نے کمرہ میں قفل لگائے رکھنے کیلئے کہا تاکہ مناسب موقع پر اسکو کسی جگہ پھینکا جا سکے۔ کچھ دیر بعد اس گاڑی کا وقت آگیا جس سے اس نوجوان کو سفر کرنا تھا وہ نوجوان اسٹیشن ماسٹر کے پاس آیا اور شکریہ ادا کرنے لگا نیز بتایا کہ میں بستر پر لیٹا ہی تھا کہ میری طبیعت گھبرائی اس لئے میں اٹھ کر دوسری جگہ چلا گیا اسٹیشن ماسٹر کو بہت تعجب ہوا کہ اس کو تو قتل کر دیا گیا تھا پھر یہاں کیسے آیا بستر پر جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بستر پر اس کا بیٹا ہے جسکو قتل کیا گیا ہے جو نوجوان کے جانے کے بعد آکر سو گیا تھا بیٹا باپ کے بستر پر سو ہی جایا کرتا ہے۔ سچ ہے۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ، بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں پر ہی پڑتا ہے۔

درد والا باقی رہ گیا

ارشاد فرمایا کہ حافظ محمد یعقوب صاحبؒ حضرت گنگوہیؒ کے نواسے سہارنپور تشریف لائے حاجی مقبول احمد صاحب سے جو حضرت سہارنپوری کے سالے تھے ان کے دانت میں درد تھا انھوں نے ان حافظ صاحبؒ سے دانت نکالنے کیلئے کہا اور کہا کہ میں کتنا ہی روؤں، چلاؤں، منع کروں مگر تم نہ سننا دانت نکال ہی دینا چنانچہ انھوں نے دانت نکالنا شروع کیا یہ بہت روئے چلائے اور کہا کہ یہ دانت نہیں دوسرا ہے مگر حافظ صاحب نے ایک نہ سنی ان کا دانت نکال ہی دیا مگر غلط فہمی سے صحیح سالم دانت نکل گیا درد والا باقی رہ گیا درد بھی جوں کا توں۔ دوبارہ پھر درد والا نکالا۔

دہلی کو اجڑنے کی عادت ہے اور ایک عجیب واقعہ

کسی صاحب نے دہلی میں سکھوں کی دوکانیں جلائے جانے کا ذکر کیا اس پر فرمایا کہ دہلی کو اجڑنے کی عادت ہے کتنی دفعہ اجڑی آباد ہوئی پھر فرمایا کہ حافظ کریم بخش صاحب سے میرے استاد حقانی نے سنایا تھا کہ دہلی میں ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا اس کمرہ پر گیا جہاں اس مرنے والے باپ کا روپیہ رکھا تھا۔ قفل کھولا تو اندر سے آواز آئی کون؟ یہ گھبرایا گھبراتے ہوئے زنجیر کھول لی پھر آدمی

آئی کون ؟ یہ اور زیادہ گھبرایا مگر ہمت کر کے دروازہ کھول دیا۔ پھر آواز آئی کہ باہر رہو اندر آؤ گے تو خطا پاؤ گے اس نے کہا کہ میں مالک مکان ہوں روپیہ لینے آیا ہوں ، آواز آئی یہ روپیہ تیرا نہیں اس نے کہا کہ روپیہ کا مالک میں ہوں مجھے باپ سے ترکہ میں ملا ہے ۔ آواز آئی کہ ترکہ میں ضرور ملا ہے مگر یہ روپیہ تمہارا نہیں فلاں اور فلاں دو شخص ہیں ان کا ہے اگر ان سے پرچہ لکھوا لاؤ انہیں ان کی طرف سے اجازت ہو تو جتنے روپے کی اجازت ہو گی اتنا ہی لے لینا ۔ اس نے ان دونوں کا پتہ معلوم کیا ۔ آواز آئی کہ فلاں جگہ فوج میں ہیں یہ تلاش کرتا ہوا اس جگہ پہنچا لوگوں سے ان دونوں کا نام بتا کر کہا کہ ان سے ملنا ہے ، دونوں اس سے ملے اس نے سارا واقعہ بیان کیا ان کو تعجب ہوا اور کہا کہ وہ ہمارا تو پیسہ ہے نہیں ہمیں معلوم بھی نہیں اس نے ان سے پرچہ لکھنے کو کہا کہ اتنا روپیہ لینا ہے اس کی اجازت اس میں لکھ دیں انھوں نے کہا کہ جب ہم مالک ہی نہیں تو کیسے لکھ دیں اس نے اصرار کیا ۔ اس زمانے میں چار سو بیسی جانتے نہیں تھے کیا ہوتی ہے اسلئے سیدھے پن میں بہ اس کے اصرار پر لکھ دیا کہ اتنا روپیہ اسکو دے دیا جائے یہ پرچہ لکھوا کر واپس آیا اور قفل کھولا پھر اسی طرح آواز آئی اس نے کہا کہ میں ان صاحبوں سے پرچہ لکھوا کر لایا ہوں آواز آئی کہ جتنا روپیہ اس میں لکھا ہے اتنا ہی لینا اور پرچہ یہیں رکھدینا چنانچہ اس نے اتنا ہی روپیہ لیکر پرچہ وہیں رکھ دیا اور قفل لگا دیا اس کے بعد غدر کے موقع پر یہی دونوں شخص اس مکان پر قابض ہوئے اور قفل کھولا تو یہ پرچہ ان کو ملا جس کو دیکھ کر انھوں نے پہچانا کہ یہ تو وہی ہمارا لکھا ہوا ہے ۔

غمِ حسین رضؓ میں دل سیاہ ہے

ارشاد فرمایا کہ عاشورا محرم میں شیعہ لوگ حضرت امام حسین رضہ کے غم میں سیاہ لباس پہنتے ہیں ۔ اس موقع پر ایک شیعی نے سیاہ لباس نہ پہنا ۔ اس سے کہا گیا کہ تم نے سیاہ لباس کیوں نہ پہنا تو جواب دیا کہ غم حسین رضہ میں ہمارا دل سیاہ ہے بس یہی کافی ہے سیاہ لباس پہننے کی کیا ضرورت ہے

دیکھیں کس سے رکھواؤ گے روزہ

ارشاد فرمایا کہ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے اپنے ایک عزیز کے بارے میں لکھا کہ انھوں نے بچپن میں روزہ رکھنے کا ارادہ کیا سحری کیلئے دودھ کا انتظام کر کے رکھا۔ رات میں بلی آئی اور دودھ پی گئی، جب ان کو اس کا علم ہوا تو حق تعالیٰ شانہٗ کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اب دیکھیں کس سے رکھواؤ گے روزہ جب آپنے اپنی بلی سے ہمارے دودھ کی حفاظت نہ کی تو ہم بھی آپ کا روزہ نہیں رکھتے۔

قافلہ کی وجہ تسمیہ

ارشاد فرمایا کہ قافلہ قفل سے ہے جس کے معنی رجوع ہونے واپس ہونے کے ہیں تفاؤلاً جانیوالی جماعت کو قافلہ کہتے ہیں کہ یہ جارہے ہیں خدا کرے صحیح سالم واپس آئیں۔

بس اللہ ہی نے دیا

ارشاد فرمایا لندن میں کابلی پٹھان رہتے ہیں انہیں کسی کو وطن سے اطلاع ملی کہ اسکے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے بس وہ خوشی میں پھولا سمایا دوستوں کی دعوت کی انہوں نے کہا کس چیز کی دعوت ہے کہا ہمارے یہاں لڑکا ہوا ہے انہوں نے کہا چار سال سے تو تم یہاں لندن ہو بیوی کے پاس نہیں گیا پھر لڑکا کیسے ہو گیا اس پر جواب دیا کہ بس اللہ ہی نے دیا۔

کہاں جائے آجاگی

ارشاد فرمایا کہ گنگوہ کے قریب ایک بستی ہے سید پورہ جس کے باشندے عموماً جانوروں کی چوری کرتے تھے حکیم محمود صاحب حضرت دامت برکاتہم کے معالج کے دادا حکیم سعید احمد صاحب کی بھینس چوری ہو گئی جب بھینس سید پورہ پہنچی تو وہاں بھینس لانے والوں کے کسی بڑے نے ان سے پوچھا کہ کہاں سے لائے انھوں نے کہا گنگوہ سے اس نے کہا کہ وہاں ایک حکیم جی بھی رہتے ہیں ان کی تو نہیں۔ کہنے لگے یہ تو معلوم نہیں صبح کو وہ بوڑھے بغرض تحقیق حکیم صاحب کے پاس نبض دکھانے کے بہانے گنگوہ پہنچے حکیم صاحب نے ان سے ذکر کیا کہ بھینس کھل گئی اور کھونے والا معلوم نہیں۔ اس شخص نے کہا کہاں جائے آجاگی چنانچہ ایک دو روز بعد اپنی جگہ بندھی ملی۔

چوبیس نمبر

ایک طالب علم سے وطن دریافت کیا اس نے چوبیس پرگنہ بتایا فرمایا چوبیس نمبر جانتے ہو کیا ہے اس نے لاعلمی ظاہر کی تو فرمایا لفظ وہابی کے چوبیس نمبر ہیں واؤ کے چھ ، ہا کے پانچ ، الف کا ایک ، با کے دو ، یا کے دس یہ کانپور میں بریلوی دیوبندیوں کو چوبیس نمبر کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہوئی کہ کسی بریلوی نے دیوبندی کو وہابی کہہ دیا تھا اس پر اس نے عدالت میں ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر دیا عدالت سے اسکو دس روپئے جرمانہ یہ سزا ہو گئی اس لئے اب وہاں دیوبندی کو دیکھکر وہابی کے بجائے چوبیس نمبر کہتے

ہماری قسمت میں ہے ہی حرام

ارشاد فرمایا کہ چوری کا حال یہ ہے کہ ایک کاشتکار مجھے اپنے کھیت پر ملا اس نے بتایا کہ یہ میرا کھیت ہے چنوں کا اور یہ برابر والا دوسرے کا ہے ۔ جب مجھے چنے لینے ہوتے ہیں ہولے کرنے کے لئے تو اپنے کھیت میں سے نہیں لیتا دوسرے کے کھیت میں سے لیتا ہوں ، اور جب اس کو ضرورت ہوتی ہے تو وہ میرے کھیت میں سے لیتا ہے اس کا مجھے بھی علم ہے اس کو بھی علم ہے وہ بھی حرام کھاتا ہے میں بھی حرام کھاتا ہوں ، ہماری قسمت میں ہے ہی حرام ۔

سوڈا واٹر کی بوتل مٹکے میں ڈال آؤ

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی رح کے یہاں خدمت پر بہت پابندی تھی اس لئے کہ بعض مرتبہ آدمی ناواقف ہونیکی وجہ سے بجائے راحت کے تکلیف پہنچا دیتا ہے چنانچہ ایک دفعہ کسی صاحب کو سوڈا واٹر کی بوتل دی کہ اسکو مٹکے میں ڈال آؤ تاکہ ٹھنڈی ہو جائے کچھ دیر بعد اس کو بوتل لانے کیلئے کہا تو اس نے بتایا کہ میں تو بوتل کھول کر اس کا سب پانی مٹکے میں ڈال آیا ہوں اب اسے کیسے لاؤں ۔

دیکھو پیٹ پکڑ کر لانا

ارشاد فرمایا کہ ۔۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ ایک صاحب سے کہا کہ صراحی اٹھا کر لاؤ اور دیکھو پیٹ پکڑ کر لانا وہ لینے گیا تو ایک ہاتھ سے صراحی کی گردن پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے بجائے صراحی کے پیٹ کے اپنا پیٹ پکڑ کر لایا ۔

متفرقات

عمل برائے حفاظت حمل

ارشاد فرمایا کہ حفاظت حمل کیلئے باریک کالا دھاگہ (ریشم کا) عورت کے قد کے برابر۔ پیشانی کے بالوں سے پاؤں کے انگوٹھے تک) گیارہ تار لیں اور اول سات دفعہ درود شریف پڑھیں اس کے بعد سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ ایک بار پڑھکر گرہ لگائیں اور دم کریں ۔ اسی طرح اکتالیس بار پڑھکر اکتالیس گرہ لگائیں آخر میں پھر سات دفعہ درود شریف پڑھیں اور دھاگہ حاملہ کے پیٹ پر بندھوا دیں انشاء اللہ حمل محفوظ رہے گا اسقاط نہ ہوگا۔

عمل برائے واپسی مفرور

ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ لکھ کر آیت ،، ولکل وجهة هو موليها ۔ تا ۔ علی کل شئ قدیر ،، سفید لٹھے پر لکھیں بعدہٗ یہ عبارت لکھیں ،، الٰہی بحرمت ایں آیت کریمہ فلاں ابن فلانہ ہر کجا کہ باشد زود بخانہ خویش باز آید وتا نیاید سکون نیابد العجل العجل العجل ، الوحا، الوحا، الوحا ، الساعۃ الساعۃ الساعۃ ، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین ،، فلاں کی جگہ مفرور کا نام اور فلانہ کی جگہ اس کی ماں کا نام لکھیں پھر اسکو مکان میں زیادہ تاریک جگہ دیوار پر چپکا دیں ان شاء اللہ مفرور واپس آئے گا۔

ہر مقصد میں کامیابی کیلئے عمل

ایک صاحب نے اپنا کوئی مقصد ذکر کرکے اس میں کامیابی کیلئے تعویذ کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا کہ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث ۔ چلتے پھرتے کثرت سے پڑھا کیجئے ہر مقصد کیلئے مفید ہے ۔

عمل برائے حفاظت جان ومال

ارشاد فرمایا کہ جان ومال وغیرہ کی حفاظت کے لئے ،، یاحفیظ ،، روزانہ دو سو بیالیس دفعہ بعد نماز فجر

پڑھ لیا کریں اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھ لیں ان شاء اللہ حفاظت رہے گی۔

خاوند کی پریشانی سے بچنے کیلئے

ایک صاحب نے اپنی کسی عزیزہ کے بارے میں شوہر سے پریشان رہنے کی حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی شکایت کی تو ارشاد فرمایا کہ ان سے کہدیں کہ روزانہ بعد نماز عشاء "یامقلب القلوب والابصار و یاخالق اللیل والنہار یاعزیز یالطیف یاغفار" دو سو مرتبہ پڑھ لیا کریں اور اول آخر سات سات دفعہ درود شریف بھی۔

خواب میں انڈا توڑ کر صرف سفیدی لینے کی تعبیر

ارشاد فرمایا کہ علامہ ابن سیرینؒ سے ایک شخص نے خواب ذکر کیا ایک شخص نے خواب دیکھا ہے کہ وہ انڈے کو توڑتا ہے اور سفیدی اس کی لے لیتا ہے زردی چھوڑ دیتا ہے اس کی تعبیر چاہیئے۔ ابن سیرین رح نے فرمایا کہ جس نے خواب دیکھا ہے اسی کو بھیجئے اس نے کہا آپ تعبیر بتا دیجئے میں اسکو بتلا دوں گا آپنے فرمایا کہ اسی کو بھیجو اس پر اس نے کہا کہ میں نے ہی یہ خواب دیکھا ہے آپ نے اس سے قسم طلب کی اس نے قسم کھائی کہ میں نے ہی یہ خواب دیکھا ہے۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا کہ اس کو پکڑو اور کوتوال کے حوالہ کردو اس واسطے کہ یہ کفن چور ہے یہ قبر کو توڑتا ہے اور اس میں سے سفیدی یعنی کفن لے لیتا ہے اور زردی یعنی میت کو چھوڑ دیتا ہے اس پر اس نے کہا کہ واقعہ صحیح ہے مگر میں توبہ کرتا ہوں آئندہ نہ کروں گا۔ "تعبیر الرؤیا مترجم ص ۱۹۱"۔

تعویذ اور اس پر پیسے لینے کی تعبیر

مفتی محمد فاروق صاحب نے خواب ذکر کیا کہ مولانا محمد احمد صاحب پرتابگڈھی اپنے کسی متعلق کو فرما رہے ہیں تعویذ پر پیسہ لیا کرو اور اس میں ہمارا بھی حصہ رکھا کرو تو ارشاد فرمایا کہ تعویذ سے مراد خدمت خلق ہے اور پیسے سے مراد اس کا اجر ہے مطلب یہ ہے کہ خدمت خلق کیا کرو اور اس کے اجر میں ہمارا حصہ بھی رکھا کرو۔ فائدہ:۔ فن تعویذ سے واقف کو اس پر اجرت لینا درست ہے مگر یہ وعدہ ہرگز نہ کرے کہ تمہارا کام ہو ہی جائیگا۔ فتاوی محمودیہ ج ۵ ص ۱۴۶۔

خواب میں جھاڑو لگانیکی تعبیر

ایک غیر مسلم نے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ سڑک پر جھاڑو لگا رہا ہوں اور رو رہا ہوں اسکی تعبیر چاہیئے تو ارشاد فرمایا کہ تم مخلوق کو راحت پہنچاؤ گے لوگوں کیلئے راستہ صاف کرو گے۔

خواب سنکر کیا کہے

ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت علامہ ابراہیم صاحب بلیاوی ؒ کو خواب میں دیکھا اس پر دارالعلوم کے ایک مفتی صاحب نے فرمایا۔ اللہ کرے اچھے حال میں دیکھا ہو ارشاد فرمایا۔ کہ یوں فرمایئے اللہ کرے اس کی تعبیر اچھی ہو۔

مجھے تو پیر رگڑنے تھے رگڑ لئے

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص پارس کی پتھری کی تلاش میں تھا جس سے سونا بنایا جاتا ہے کسی نجومی نے اس کو بتلایا کہ فلاں پہاڑ پر ہے۔ یہ اس کی تلاش میں اس پہاڑ پر پہنچا تو دیکھا کہ ایک بزرگ وضو کر رہے ہیں اور پارس کی پتھری ہاتھ میں لئے ہوئے اس سے پیر رگڑ رہے ہیں اس نے سوچا کہ ان سے مانگوں گا تو دیں گے نہیں، وضو سے فارغ ہو کر کہیں رکھیں گے تو لیں ہی جب نماز کی نیت باندھ لیں گے اوقت اٹھالوں گا، ادھر جب وہ بزرگ وضو سے فارغ ہوئے تو اس پتھری کو پہاڑ سے نیچے کھڈ میں پھینک دیا اس پر یہ شخص بولا کہ حضرت میں تو اس پتھری کی تلاش میں آیا تھا آپ نے اس کو پھینکدیا مجھے ہی دیدی ہوتی انھوں نے پوچھا کیوں کیسی پتھری ہے یہ، اس نے بتلایا کہ اس سے سونا بنایا جاتا ہے انھوں نے کہا تو مجھ سے کہتا میں تجھے ہی دیدیتا میرے کس کام کی مجھے تو پیر رگڑنے تھے رگڑ لئے میری ضرورت پوری ہو گئی اس کے بعد پوچھا کہ تجھے کس نے بتلایا کہ یہاں یہ پتھری ہے اس نے عرض کیا کہ ایک نجومی نے بتلایا تھا۔ فرمایا اس سے یہ کیوں نہ پوچھ لیا کہ میری قسمت میں ہے بھی یا نہیں۔

کرفیو کے دوران اپنی حفاظت ضروری ہے

دہلی کے ایک صاحب سے دریافت فرمایا کہ نمازیں کہاں پڑھیں چونکہ ان دنوں دہلی میں کرفیو تھا، اس نے مکان پر پڑھنا بتایا۔ حضرت نے فرمایا ۱۹۴۷ء میں ایک صاحب مسجد میں پنجگانہ نماز پڑھتے تھے ایک روز کچھ ہندوان کو پکڑ کر جنگل لے گئے اور قتل کرنے کا ارادہ

کیا زمین پر لٹا کر قتل کیلئے آمادہ ہو گئے کہ اچانک ایک فوجی افسر سامنے سے آیا اس نے دور سے دیکھتے ہی کہا کہ اگر اس کو کچھ کہا تو ابھی گولی چلادوں گا ہندؤں نے اس کو فوراً چھوڑدیا اور وہ سرکاری افسران کو اپنی حفاظت میں لیکر ان کے گھر پہنچ گیا اور کہا کہ آئندہ مسجد میں مت آنا گھر میں ہی نماز پڑھ لینا

تاریخ گنگوہ پر کتاب

معلوم کیا گیا کہ حضرت گنگوہیؒ کے حالات پر کوئی کتاب ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ تذکرۃ الرشید ہے اور ایک صاحب نے پاکستان سے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا نام ہے فخر العلماء ۔ جو حضرت مولانا فخر الحسن صاحب کے حالات میں ہے اور ایک صاحب علیگڑھ میں ہیں میرے عزیز ہیں جن کا نام عیاض ہے انہوں نے اپنے خاندان کے کچھ حالات قلم بند کئے ہیں جو قلمی ہیں عدم وسعت کی وجہ سے شائع نہیں کرسکے۔

گنگوہ میں حضرت گنگوہیؒ کے مجاز و تلامذہ

ارشاد فرمایا کہ باشندگان گنگوہ سے حضرت گنگوہیؒ کے صرف ایک صاحب مجاز بیعت تھے مولانا داؤد صاحب جو محلہ سرائے چوک میں رہتے تھے مفتی ضیا صاحب مفتی مظاہر علوم سہارنپور کے والد تھے اور ان کا بھی حضرت گنگوہیؒ کی حیات میں انتقال ہوگیا تھا ان کے علاوہ گنگوہ کے اور کوئی صاحب مجاز نہیں ہوئے البتہ مرید اور شاگرد اور بھی تھے حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رح حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے بعد میں خلافت اور سے ملی اسی طرح مولانا عبداللہ صاحب گنگوہیؒ بھی حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے لیکن خلافت اور سے ملی عرض کیا گیا کہ مولانا عبدالمومن صاحب کے بارے میں لکھا ہے ۔ جو محلہ ٹاکان میں رہتے تھے یہ کہ وہ حضرت گنگوہیؒ کے سب سے پہلے شاگرد ہیں فرمایا ہاں ہوں گے صرف یہ ہی نہیں اوروں نے بھی حضرت گنگوہیؒ سے دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے چنانچہ حضرت کے داماد ڈپٹی ابراہیم صاحب نے بھی حضرت سے دورۂ حدیث شریف پڑھا ہے لیکن حضرت کے مرید نہیں تھے۔

واقعات

اہل انطاکیہ کی طرف سے فَاَبَوْا کو فَاَتَوْا بنانے کی درخواست

ارشاد فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں اہل انطاکیہ بھاری مقدار سونا لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا قرآن پاک میں ہماری بستی کی بُرائی وارد ہوئی ہے کہ اس بستی والوں نے حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کی میزبانی سے انکار کردیا تھا ارشاد ہے " فانطلقا حتی اذا اتیا اهل قریة استطعما اهلها فابوا ان یضیفوهما " آپ سے درخواست ہے کہ فَاَبَوْا کا فَاَتَوْا بنادیں۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس بستی کے لوگ حضرت موسیٰؑ و حضرت خضرؑ کی میزبانی کیلئے حاضر ہوئے۔ اس طرح ہماری بستی کی برائی ختم ہوجائے گی۔ حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا کہ نابھائی اس کا حق تو ان کو بھی نہ تھا جن پر قرآن پاک نازل ہوا میں کیا کرسکتا ہوں۔

روح المعانی ج ۱۶، ص۳ پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ دونوں کے ساتھ یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے " ولا اصل لشئ من ذالک وعلی فرض الصحة یعلم منه قلة عقول اهل القریة فی الاسلام کما علم لومهم من القرآن والسنة من قبل " یعنی اس واقعہ کی کوئی اصل نہیں اور بفرضِ صحت اس سے اسلام قبول کرنے کے بعد ان بستی والوں کی کم عقلی معلوم ہو رہی ہے جیسا کہ قبل از اسلام قرآن و حدیث سے انکا لئیم ہونا معلوم ہو رہا ہے۔

امیر المومنین کے کرتے میں سترہ پیوند

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اطراف بیت المقدس کے عاملوں گورنروں کو

اطلاع کی کہ میں بیت المقدس آرہا ہوں وہاں مجھ سے مل لیں حسب اطلاع آپ وہاں تشریف لے گئے اس حال میں کہ آپ کے کرتے میں سترہ پیوند لگے ہوئے تھے، وہاں جاکر عاملوں سے ملاقات ہوئی کسی نے کہا امیرالمؤمنین اس کرتے کو اتار دیجئے اس سے دشمنوں پر غلط اثر پڑے گا وہ مسلمانوں کو ذلت کی نگاہ سے دیکھیں گے کہ ان کے امیرالمؤمنین کیسے پھٹے پرانے حال میں ہیں اور دوسرا کرتا جو نیا اور خوشنما تھا پیش کیا کہ اس کو پہن لیجئے اس پر حضرت عمرؓ کو غصہ آگیا اور بڑا سخت جواب دیا فرمایا اگر یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا تو میں اس کے درے لگواتا، کیا ہمارے لئے ایمان واسلام کی عزت کافی نہیں اس شاندار کرتے سے عزت حاصل کریں گے، اللہ کی قسم ہم لوگ کفر و ذلت میں تھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں ایمان واسلام کی دولت ملی عزت نصیب ہوئی اب کیا اس کے سوا عزت حاصل کریں گے (خلفاء راشدین ص۳۰ پر اسی کے قریب قریب ہے)۔

سادات کی قدردانی نے حضرت جنیدؒ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا

ارشاد فرمایا کہ شروع میں حضرت جنید بغدادیؒ شاہی پہلوان تھے کوئی شخص ان کے مقابلہ کا نہ تھا ایک بوڑھے شخص نے کہا کہ میں مقابلہ کروں گا لوگوں نے سمجھایا مگر نہ مانے اکھاڑے میں گئے اور حضرت جنیدؒ کے کان میں چپکے سے کہا کہ میں سید ہوں بھوکا ہوں اس لئے آیا ہوں کہ کچھ انعام مل جاتے حضرت جنیدؒ نے کشتی شروع کی اور قصداً اس انداز سے گرے کہ خود نیچے اور وہ بوڑھے ان کے اوپر بس شور مچ گیا کہ شاہی پہلوان کو ایک بوڑھے نے پچھاڑ دیا، اور کافی انعام ان کو مل گیا رات کو حضرت جنیدؒ نے خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ ان کو فرمارہے ہیں کہ تم نے میری اولاد کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا میری اولاد کی خاطر ذلت کو برداشت کیا اس کے صلہ میں حق تعالیٰ شانہ آپ پر انعام فرمائیں گے بلند درجات عطا فرمائیں گے اس کے بعد حق تعالیٰ شانہ نے ان کو جن بلند تر مقامات سے نوازا وہ ظاہر ہے اس سے معلوم ہوا کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسن سلوک نہایت مفید چیز ہے دنیا و آخرت

دونوں میں کامیابی کا زینہ ہے حق تعالیٰ شانہ ہم سب کو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وہاں کے اللہ میاں سے ہمارا بھی سلام کہدینا

ارشاد فرمایا کہ مولانا رومؒ سے ان کے کسی مرید نے اپنی پریشانی اور تنگی معاش کی شکایت کی اور عرض کیا کہ یہاں آمدنی کم ہے گذارا نہیں ہوتا فلاں جگہ جانا چاہتا ہوں کہ وہاں آمدنی زیادہ ہے مولانا موصوف رحؒ نے ان کو سمجھایا کہ جتنا قسمت میں ہوتا ہے اتنا ہی ملتا ہے اس سے زیادہ نہیں ملتا مگر وہ جانے پر اصرار کرتا رہا تب فرمایا کہ اچھا وہاں کے اللہ میاں کو ہمارا بھی سلام کہدینا اس پر اس نے کہا اس کا کیا مطلب ؟ کیا وہاں پر اللہ میاں کوئی اور ہے؟ تو فرمایا کہ تم تو ایسا ہی سمجھتے ہو کہ یہاں کا اللہ میاں یا تو فقیر ہے کہ اس کے پاس دینے کو نہیں یا بخیل ہے کہ دیتا نہیں اور وہاں کا اللہ میاں نہ فقیر ہے نہ بخیل ہے اس سے اس کو تنبہ ہوا اور کہا کہ بس میں نہیں جاتا۔

حضرت مرزاؒ کو فنا ء تام کا حصول

ارشاد فرمایا کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس برس تک تین مشائخ کی خدمت کی اس کے بعد تیس سال کامل مجاہدہ میں مشغول رہا تب فناء تام حاصل ہوئی حتیٰ کہ جو لوگ میرے پاس آتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میری قبر پر آتے ہیں سلام کرتے ہیں یا کسی کا سلام پہنچاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میری قبر پر سلام پہنچا رہے ہیں۔ پھر خیال ہوتا ہے کبھی میں زندہ ہوں۔

وہ بھی کیا درویشی جس کے سامنے مشرق و مغرب نہوں

ارشاد فرمایا کہ شیخ نجات اللہؒ کرسی ضلع بارہ بنکی میں ایک بزرگ گذرے ہیں جن کی خانقاہ کا نام آستانہ نجاتیہ ہے حضرت تھانویؒ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے کہ بڑے قوی النسبت تھے ان کے چار صاحبزادے تھے جن میں سے تین تو ان کے طرز پر ہی تھے ایک

آوارہ قسم کا تھا اس سے سخت ناراض رہتے تھے کسی صاحب نے سفارش کی کہ حضرت اس نے اپنی اصلاح کرلی ہے اس سے راضی ہوجایئے لوگ یوں ہی بھی شکایت کردیتے ہیں اس پران کو اپنے حجرہ میں لیجاکر مراقبہ کرایا تو انھوں نے دیکھا کہ وہ کسی فاحشہ سے چھیڑ چھاڑ کر رہا ہے اس کے بعد فرمایا وہ بھی کیا درویش جس کے سامنے مشرق و مغرب نہوں انتقال سے پہلے وصیت کی کہ مجھے میرے تین بیٹے ہی غسل دیں کوئی اور غسل میں شریک نہو جب انتقال ہوگیا حجام خطمی کے پانی کا پیالہ سر دھونے کیلئے لیکر حاضر ہوا تو ایک آنکھ کھول کر اس کو گھورا یہ فوراً ہی ڈر کر بھاگ آیا۔ نیز وصیت کی کہ میرے نماز جنازہ میں میرا آوارہ لڑکا شریک نہو انتقال کیوقت وہ باہر دوسرے گاؤں میں تھا اس کو انتقال کی خبر کی گئی اس نے آنے کی کوشش کی مگر راستہ ہی طے نہو پایا حالانکہ زیادہ دور نہ تھا جب نماز ہوچکی اور دفن سے بھی فراغت ہوگئی تب وہ آیا۔

عبدالحی اتنا سستا نہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی نے مولوی عبدالحی صاحب کو جو سید صاحب کے مرید تھے کہہ رکھا تھا کہ اگر کوئی امر خلاف سنت مجھ سے ہوتا ہوا دیکھو تو مجھے مطلع کر دینا اس پر مولوی عبدالحی صاحب نے جواب دیا کہ عبدالحی اتنا سستا نہیں کہ آپ سے خلاف سنت فعل صادر ہوتا ہوا دیکھ کر بھی آپ کے ساتھ رہے گا جس روز خلاف سنت فعل صادر ہوتا ہوا دیکھے گا فوراً علیحدہ ہوجائے گا۔ تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۷۲

عبادت الٰہی ہوگی یا شادی کی عشرت

پھر فرمایا کہ جب سید صاحب نے شادی کی تو اگلے روز صبح کی نماز میں کچھ دیر سے آئے مولوی عبدالحی صاحب نے سکوت کیا سوچا کہ نئی شادی کیوجہ سے اتفاقاً دیر ہوگئی ہے اگلے روز پھر ایسا ہی ہوا کہ سید صاحب اتنی دیر سے آئے کہ تکبیر اولیٰ ہوچکی تھی مولوی عبدالحی صاحب سے آج نہ رہا گیا سلام پھیر کر فرمایا کہ عبادت الٰہی ہو یا شادی کی عشرت اس پر سید صاحب خاموش ہو رہے غلطی کا اقرار کیا اور پھر نماز میں حسب معمول تشریف لانے لگے۔ تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۷۲۔ اس سے وہ لوگ عبرت حاصل کریں جو اکابر کو پیر پرستی کا الزام دیتے ہیں کیا کوئی پیر پرست اس طرح اپنے پیر کو ٹوک

سکتا ہے اور کیا اس کا پیر بھی اس کو برداشت کر سکتا ہے۔

تبنی والے کو فتوی نہیں آتا

ارشاد فرمایا کہ سائیں توکل شاہ صاحبؒ انبالوی مجذوب اور امی شخص تھے ایک مولوی صاحب سے ان کی دوستی تھی عامۃً لوگ لنگی باندھتے تھے اور مولوی صاحب پاجامہ پہنتے تھے جسکو پنجابی زبان میں تبنی کہتے ہیں مولوی صاحب کا نام نہ جانتے تھے اس لئے تبنی والا کہا کرتے تھے یہ مولوی صاحب فتوی بھی لکھتے تھے حدیث بھی پڑھاتے تھے ایک روز فتوی میں اٹکے ہوتے تھے سوچ رہے تھے کہ سائیں صاحب آگئے ان کو دیکھکر کہنے لگے تبنی والے کو فتوی نہیں آتا عالمگیری کی فلاں جلد فلاں صفحہ پر لکھا ہے مولوی صاحب نے تلاش کرکے نکال لیا ایک مرتبہ حدیث پڑھا رہے تھے کہ سائیں صاحب آگئے کہنے لگے تبنی والے نے حدیث کا مطلب غلط بتایا ہے فتح الباری میں اس کا مطلب یہ لکھا ہے۔

ہون میں پاک ہو گیا

ایک کتے کا پلا ساتھ رکھتے تھے جو مسجد میں بھی ساتھ رہتا نماز بھی اس کو ساتھ لیکر پڑھتے گود میں لئے بیٹھے چومتے چاٹتے رہتے۔ کبھی گلے سے لپٹا لیتے لیکن اس کا لعاب وغیرہ نہ کبھی مسجد میں دیکھا گیا نہ ان کے کپڑوں پر انھیں مولوی صاحب نے کہا کہ حدیث شریف میں ہے جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور آپ ہمہ وقت کتے کو ساتھ رکھتے ہو کیسے آدمی ہو یہ کہہ کر پلا ان کے ہاتھ سے چھین کر باہر پھینک دیا اور ان کے کپڑے بدلوائے غسل کرایا پھر کہا اب تم پاک ہو گئے اس پر وجد آگیا کہنے لگے تبنی والا کہتا ہے ہون (اب) میں پاک ہو گیا ہون میں پاک ہو گیا کہا جاتا ہے کہ وہ کتا ان کا نفس تھا جس کو انھوں نے کتے کی شکل میں تبدیل کر لیا تھا مولوی صاحب کے پھینک دینے کے بعد ایسا غائب ہوا کہ کبھی نظر نہیں آیا۔

مجھے کون لڑکی دیگا

ایک مرتبہ لوگوں میں یہ بات ہوئی کہ یہ آزاد آدمی ہیں کہیں چلے نہ جائیں ان کے پیر میں رسی ڈالدینی چاہیئے یعنی شادی کردینی چاہیئے طے پایا کہ مولوی صاحب سے کہلواؤ کہ ہماری تو مانیں گے نہیں مولوی صاحب سے عرض کیا انھوں نے جواب دیا کہ پہلے کسی لڑکی

کو تیار کرو ان کے کہنے کے مطابق ایک لڑکی سے بات کی گئی وہ راضی ہو گئی اب مولوی صاحب نے ان سے کہا کہ نکاح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے ارشاد ہے "النکاح من سنتی" آپ نے ابھی اس سنت پر عمل نہیں کیا اس لئے نکاح کر لیجئے فرمایا مجھے کون لڑکی دیگا مولوی صاحب نے کہا کہ ایک لڑکی تیار ہے اس پر آمادۂ نکاح ہو گئے لباس بدل کر نکاح کیلئے چلے جب اس لڑکی کے مکان کے قریب پہنچے۔ تو کہنے لگے ہاں آزاد آدمی ہے کہیں چلا نہ جائے اس کے پیر میں رسی ڈالدینی چاہیئے یہ کہا اور کرتا پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل گئے آٹھ روز بعد آئے مولوی صاحب کو دیکھا تو فرمایا تمہی والا دھوکا دیتا ہے کہتا ہے نکاح کر لو۔ نکاح سنت ہے حالانکہ بات یہ ہے آزاد آدمی ہے کہیں چلا نہ جائے اس کے پیر میں رسی ڈالدینی چاہیئے اس پر مولوی صاحب نے کہا کسی کا مطلب کچھ ہو آپ کی نیت تو سنت پر عمل کرنے کی ہے کسی کے کہنے کا آپ پر کیا اثر کہنے لگے اچھا اس کے بعد نکاح کر لیا۔

تم کو بعد میں بھی مجھ سے وہی فیض حاصل ہوگا

ارشاد فرمایا کہ جب حضرت میاں جی نور محمد صاحب جھنجھانوی بیمار ہوئے جائے قیام لوہاری سے جھنجھانہ کیلئے روانہ ہوتے راستہ میں تھانہ بھون پڑتا تھا وہاں حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے ملاقات ہوئی تو ارشاد فرمایا حاجی صاحب تم سے کام لینا تھا مگر اب وقت نہیں رہا اس پر حاجی صاحب رو پڑے سمجھ گئے کہ میاں جی صاحبؒ کے انتقال کا وقت قریب آگیا ہے اس پر میاں جی صاحبؒ نے ارشاد فرمایا تم کو بعد میں بھی مجھ سے وہی فیض حاصل ہوگا جو زندگی میں حاصل ہوا میاں جی رہ کے انتقال کے بعد حاجی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو میرے شیخ سے بعد میں بھی وہی فیض حاصل ہوا جو ان کی حیات میں حاصل ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض سالکین کو ان کے مشائخ سے انکے بعد بھی وہی فیض حاصل ہوتا ہے جو حیات میں ہوتا ہے۔

اگر ہم حضور علیہ السلام سے کہلوا دیں تو

ارشاد فرمایا کہ جب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ شائع

ہوئی تو مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کو خواب میں حاجی صاحب کی زیارت ہوئی، حاجی صاحب فرما رہے ہیں بھئی جب فقہا کی کتابوں سے ان مسائل کی۔ جو فیصلہ ہفت مسئلہ میں ذکر کئے گئے ہیں، گنجائش معلوم ہوتی ہے تو تم لوگ اتنا تشدد کیوں کرتے ہو انہوں نے کہا حضرت گنجائش نہیں ہے حضرت حاجی صاحبؒ نے پھر فرمایا کہ بھئی گنجائش ہے انہوں نے پھر عرض کیا کہ حضرت نہیں ہے تیسری مرتبہ حاجی صاحب نے فرمایا اگر ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوادیں تو؟ اس پر حافظ صاحب نے کہا کہ حضرت ہم بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے ہی انکار کرتے ہیں اگر حضور علیہ السلام درست کہدیں تو ہمیں انکار کی کیا گنجائش ہے اس کے بعد دیکھا کہ حضور علیہ السلام بحلیہ حضرت گنگوہی تشریف لے آئے اور یہ ہاتھ باندھ کر ادب سے ایک کونہ میں کھڑے ہوگئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی صاحبؒ کو خطاب کر کے فرمایا حاجی صاحب جو لڑکا کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے اس پر حاجی صاحبؒ نے کھڑے ہو کر سات دفعہ بجا و درست اس طرح کہا کہ اول جھکتے پھر سرو قد کھڑے ہو جاتے پھر جھکتے۔ پھر کھڑے ہو جاتے اس کے بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا اچھا حاجی صاحب ہم جائیں حاجی صاحب نے عرض کیا جیسی راے عالی ہو اس پر حضور علیہ السلام تشریف لیجانے لگے جب حافظ صاحب کے پاس سے گذرے تو انھوں نے دبی آواز سے عرض کیا کہ حضور کتابوں میں ہم نے جو آپ کا حلیہ شریف پڑھا ہے وہ تو اور ہے اور یہ حلیہ جس میں آپ اسوقت تشریف لائے ہیں مولانا رشید احمد گنگوہی کا ہے اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اصل حلیہ تو وہی ہے جو آپ نے کتابوں میں پڑھا ہے مگر آپ کو چونکہ مولانا رشید احمد صاحبؒ سے عقیدت و محبت ہے اس لئے ہم ان کی صورت میں آئے ہیں پھر حافظ صاحب نے یہ خواب لکھکر حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں لکھکر بھیجا حضرت حاجی صاحب اس سے بہت مسرور ہوتے اور یہ وصیت فرمائی کہ اس خواب کو میری قبر میں ایک طاق بنا کر اس میں رکھ دینا ۔

ؔ جسکو حضرت حاجی صاحبؒ کے حکم سے حضرت تھانویؒ نے تحریر کیا تھا۔

جہاز کو ساحل پر لگا دیا

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ حج کیلئے تشریف لیجا رہے تھے دریائی سفر تھا راستہ میں کسی مقام پر جہاز میں طغیانی شروع ہو گئی لوگوں پر گھبراہٹ طاری ہوئی طے کیا گیا کہ اللہ کی جناب میں توبہ اور گناہوں سے معافی مانگی جائے اسی دوران کسی شخص نے دیکھا کہ جہاز کے ایک کنارہ کو حضرت حاجی صاحبؒ اور دوسرے کنارہ کو حافظ ضامن شہیدؒ اٹھائے ہوئے ہیں یہانتک کہ دونوں نے جہاز کو طغیانی سے نکال کر ساحل پر لگا دیا ادہر اسی تاریخ میں حضرت حاجی صاحبؒ نے مکہ مکرمہ میں اپنے خادم کو لنگی دی کہ اس کو دھو کر سکھا دو اس نے دیکھا کہ وہ لنگی سمندر کے پانی میں بھیگی ہوئی ہے یہ سوچکر کہ کوئی واقعہ پیش آیا ہے اس کی تاریخ محفوظ کرلی جب جہاز وہاں پہنچا تو انھوں نے تحقیق کی جہاز والوں نے بتایا کہ یہ واقعہ پیش آیا تھا اس کی تاریخ معلوم کی تو وہی تاریخ نکلی جس میں حضرت حاجی صاحبؒ نے لنگی دھونے کیلئے خادم کے سپرد کی تھی۔

قلب کا رجحان ادھر نہیں ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت سہارنپوریؒ، حضرت شیخ الہندؒ اور اعلیٰ حضرت رائپوریؒ تینوں حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیصلہ ہفت مسئلہ کے متعلق حضرت کی رائے معلوم کی حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کتابوں میں دیکھ لیجئے جس پر دلائل قائم ہو جائیں اس کو اختیار کرلیا جائے حضرت سہارنپوریؒ نے عرض کیا حضرت ہم تو آپ کا رجحان قلبی معلوم کرنا چاہتے ہیں اس پر بھی حضرت گنگوہیؒ نے یہی جواب دیا۔ کتابوں کے نام بھی بتا دیئے کہ کبیری میں دیکھ لو شامی میں دیکھ لو اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے عرض کیا کہ حضرت دلائل تو اپنے گھر کے ہیں جس پر چاہیں قائم کر سکتے ہیں ہم تو صرف آپ کے قلب کا رجحان معلوم کرنا چاہتے ہیں اس پر حضرت نے فرمایا قلب کا رجحان ادھر نہیں ہے۔

کواڑ بجنے کی آواز تو مجھے بھی آتی تھی

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کے یہاں معمولات کیلئے اوقات مقرر تھے جس وقت میں جو معمول ہوتا اس کو ضرور پورا فرماتے کوئی بڑے سے بڑا مہمان بھی ہوا، اور معمول کا وقت ہو گیا

تو بغیر کچھ کہے سنے اس میں مشغول ہو گئے ایک مرتبہ زلزلہ آگیا صاحبزادہ محترم حکیم مسعود احمد صاحبؒ دیکھنے کیلئے حاضر ہوئے دروازہ کھولا تو حضرت نے معلوم کیا کس لئے آئے ہو انہوں نے عرض کیا کہ زلزلہ آیا تھا اس لئے دیکھنے حاضر ہوا ہوں کہیں کوئی نقصان تو نہیں ہوگیا حضرت کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی، فرمایا کواڑ بجنے کی آواز تو مجھے بھی آئی تھی یہ کہہ کر فوراً اشراق میں مشغول ہو گئے

دوسری قوت سے کام لیا

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کے یہاں درس حدیث ہو رہا تھا مولانا فخرالحسن صاحب گنگوہیؒ جیسے ذہین طلبہ حدیث پڑھنے والے تھے دوران درس ایک روایت آئی لا تفضلونی علی یونس بن متی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت مت دو اس پر طلبہ نے اشکال کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں افضل قرار نہ دیں آپ تو سب سے افضل ہیں۔ خود قرآن پاک میں ہے تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض اس سے آگے ہے ورفع بعضهم درجات حضرت گنگوہیؒ نے جواب دیا کہ جو افضل ہوتے ہیں وہ اسی طرح کہا کرتے ہیں مگر اس سے طلبہ کی تشفی نہ ہوئی اس لئے حضرت گنگوہیؒ نے دوسری قوت سے کام لیا فرمایا اچھا بتلاؤ مجھ کو کیسا سمجھتے ہو؟ طلبہ نے عرض کیا اپنے میں سب سے برتر سمجھتے ہیں پھر فرمایا جو کچھ میں کہوں اس کو کیسا سمجھتے ہو عرض کیا بالکل سچ سمجھتے ہیں پھر فرمایا جس بات کو میں قسم کھا کر بیان کروں اس کو کیسا سمجھتے ہو؟ کہنے لگے اس میں تو جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہوگا اس پر فرمایا یاد رکھو:۔ واللہ میں تم میں سے ہر شخص کو اپنے سے ہزار درجہ افضل سمجھتا ہوں حضرت کے اس فرمانے پر طلبہ کی حالت غیر ہو گئی چیخیں مارنے لگے گریباں پھاڑنے لگے اور مولانا مجمع کو ذبح کر کے تڑپتا ہوا چھوڑ کر حجرہ میں چلے گئے اگلے روز جب سبق پڑھانے کیلئے تشریف لائے تو دریافت فرمایا کل والی حدیث کا مطلب سمجھ میں آگیا؟ سب نے عرض کیا کہ حضرت بالکل سمجھ میں آگیا۔

دوسرے پیر کے یہاں حب جاہ کا سر قلم پایا

ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ پہلے

میاں عبدالرحیم ؒ جنکا مزار سہارنپور سے پنجاب جانے والی سڑک پر ریلوے پھاٹک کے قریب باغ میں ہے ۔ سے بیعت تھے ان کے مجاز بھی تھے ان کے انتقال کے بعد حضرت گنگوہیؒ سے بیعت ہوئے اور حضرت سے بھی خلافت ملی کسی صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت پہلے اور دوسرے پیر میں کیا فرق پایا تو بڑا مختصر اور جامع جواب دیا فرمایا کہ دوسرے پیر کے یہاں حب جاہ کا سر قلم پایا ۔

مولوی اللہ بخش کون اترے نیچے

ارشاد فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور عرض کیا میرا بچہ کافی عرصہ سے بیمار ہے بہت علاج کرایا مگر فائدہ نہ ہوا حضرت نے اپنے خادم خاص مولوی اللہ بخش صاحب سے فرمایا کہ مولوی اللہ بخش کون اترے نیچے ، دیکھنا فلک رابع پر اس کی کیا دوا لکھی ہے انھوں نے بتلایا کہ یہ دوا لکھی ہے فرمایا کہ ان کو بتا دو ۔

تمہارا تو کچھ بگڑا نہیں

پھر فرمایا کہ شاہ صاحب موصوف کی خدمت میں آپ کا ایک مرید اپنے ساتھی غیر مرید کے ہمراہ حاضر ہوا جبکہ آپ وضو فرما رہے تھے ایک پیر دھو چکے تھے دوسرا دھونا باقی تھا تو مرید کو فرمایا تمہارا تو کچھ بگڑا نہیں سستی جیسی آدمی کے ساتھ لگی ہوتی ہے یہ اس لئے فرمایا کہ ان کا ذکر چھوٹا ہوا تھا اور دوسرے کے بارے میں فرمایا ایک مرض تو اس کی آنکھ میں ہے اور قلب بھی خراب ہے اسکو نامحرموں کو دیکھنے کی عادت تھی ، اور عقیدہ بھی صحیح نہ تھا اس کے بعد حضرت دام مجدہ نے ۔ فرمایا کیا کوئی ایکسرا بھی ایسا ایجاد ہوا ہے جو اس طرح بتا دیا کرے ۔

میرے مذہب کی تو جڑ ہی کھودی

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کے یہاں ایک غیر مقلد رہتے تھے حضرت سے بیعت تو نہ تھے ہاں عقیدت رکھتے تھے ایک روز کچھ لوگ حضرت سے بیعت ہوئے یہ بھی دیکھا دیکھی ان کے ساتھ بیعت ہوگئے پھر خیال ہوا کہ ہمارے مسلک میں تو بیعت ہونا جائز نہیں " اتخاذ الشیخ للهدی ضلالة " اس لئے حضرت سے عرض کیا کہ میں بیعت ہو گیا ہوں حالانکہ میں اہل حدیث ہوں سو

کیا میں اپنا مسلک چھوڑ دوں؟ کیونکہ شیخ اور طالب دونوں کا مسلک الگ الگ ہو تو فیض نہیں پہنچتا حضرت نے فرمایا کہ جو چیز قرآن و حدیث سے صحیح ثابت ہو پوری دیانت کے ساتھ اس پر عمل کریں البتہ دو باتوں سے اجتناب کلی رکھیں ایک ائمہ مجتہدین کی شان میں بدزبانی نہ کریں۔ دوسرے ان سے بدگمانی نہ رکھیں اس پر انھوں نے عرض کیا حضرت آپ نے تو میرے مذہب کی جڑ ہی کھود دی یہاں تو دارومدار ہی ان دو بات پر ہے۔

میری تو انگلیوں کی جان نکل گئی

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ نے آخر وقت مرض الوفات میں امانتیں درست کرنی شروع کیں گھر والوں نے یہ دیکھا تو رونا شروع کر دیا حضرت نے فرمایا تم لوگوں کو کیا ہوا؟ میں اپنی امانتیں درست کر رہا ہوں امانتوں کی حفاظت اور ان کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا ،، اسی اثنا میں وہ نوٹ جو آپ درست کر رہے تھے آپ کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئے آپ نے فرمایا لیجئے میری تو انگلیوں کی جان نکل گئی۔ اس کے بعد انتقال ہو گیا۔

بڑے ابا اظہار فاطمہ آج پھر وضو کرنے بیٹھ گئیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کے یہاں ایک مینا پلی ہوئی تھی کبھی کبھی حضرت اس سے گفتگو بھی کرتے کسی موقع پر ایک عورت اظہار فاطمہ نامی بطور مہمان آئیں بعض مستورات نے بیعت ہونیکا ارادہ کیا اظہار فاطمہ بھی وضو کر کے ان کے ساتھ بیٹھ گئیں حالانکہ وہ پہلے سے بیعت تھیں دوسرے روز کوئی اور عورت بیعت ہونے کے لئے آئیں تو اظہار فاطمہ پھر وضو کرنے بیٹھ گئیں کسی نے کہا اظہار فاطمہ پھر وضو کرنے بیٹھ گئیں مینا نے یہ سن لیا تیسرے روز کوئی اور عورت بیعت ہونے کیلئے آئیں تو اظہار فاطمہ پھر وضو کرنے بیٹھ گئیں اس پر مینا نے کہا بڑے ابا اظہار فاطمہ آج پھر وضو کرنے بیٹھ

گئیں حضرت کے انتقال کے بعد وہ خاموش رہی بولی نہیں اور تین روز بعد ہی مرگئیں۔

ذکرِ جہری کو ذکرِ سرّی پر ترجیح

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے حضرت تھانویؒ کے پاس لکھا کہ میں ذکر سراً کرتا ہوں جہراً نہیں کرتا جس کی دو وجہ ہیں ایک یہ کہ زور سے ذکر کرنے میں سونیوالوں کی نیند خراب ہونے کا اندیشہ رہتا ہے دوسرے یہ کہ زور سے ذکر کروں گا تو لوگ مجھے بزرگ سمجھیں گے جس سے طبیعت میں اپنی بڑائی پیدا ہوگی حضرت نے جواب دیا کہ آپ ذکر زور سے ہی کیا کریں رہا امرِ اوّل سو اس کی تدبیر یہ ہے کہ تنہائی میں کیا کریں جہاں کوئی سویا ہوا ہو مثلاً مسجد میں اور وہاں بھی اتنے زور سے نہیں کہ محلہ کے لوگ پریشان ہوجائیں رہا امر دوم سو غور کریں کہ جب آپ ذکر میں بیٹھ کر سر دھنیں گے تو لوگ آپ کو بزرگ کیا پاگل سمجھیں گے اور نفس نے یہ کہہ کر کہ آپ کو بزرگ نہ سمجھیں ایسی تدبیر سمجھائی کہ لوگ آپ کو بزرگ سمجھیں اور وہ اس طرح ہے کہ جب آپ آنکھ بند کر کے گردن جھکا کر ذکر سر میں بیٹھیں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ حضرت ملأ اعلیٰ کی سیر کر رہے ہیں اور نکتہ کی بات اس میں یہ ہے کہ آدمی سے عمل کی پابندی دشوار ہوتی ہے جب آپ جہراً ذکر کریں گے تو لوگوں کو تو معلوم ہو ہی جائے گا کہ آپ ذکر کرتے ہیں اخیر رات میں اٹھتے ہیں مثلاً مسجد کے مؤذن کو پھر کوئی دن ایسا بھی ہوگا کہ نیند غالب ہوگی سستی ہوگی اٹھ نہیں پائیں گے ذکر نہیں کریں گے تو مؤذن وغیرہ کو پتہ چل جائے گا کہ آج میاں اٹھے نہیں اور جب ذکر سری کریں گے تو اس کا کسی کو پتہ نہیں ہوگا کہ اٹھے کہ نہیں اپنی سستی و کمزوری چھپی رہے گی اپنی کمزوری و سستی پر پردہ پڑا رہے گا۔

میں کیا اصلاح کرالوں ان سے

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ اپنے سے بیعت ہونے والوں کو اپنے مجازین و خلفاء میں سے جس سے مناسبت ہو اصلاحی تعلق قائم کرنے کا حکم فرماتے تھے ایک مرید نے اسی کے

تحت اپنی اصلاح کیلئے خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ کو تجویز کیا اور اپنے حالات کا خط ان کو لکھ خواجہ صاحب کے پاس رہے چھ ماہ بعد جواب بھیجا انہوں نے اس کی شکایت حضرت تھانویؒ سے کی کہ چھ ماہ بعد جواب بھیجا میں کیا اصلاح کراوں ان سے حضرت تھانویؒ نے فرمایا یہ بھی ان کا کمال ہے کہ چھ ماہ تک خط کو محفوظ رکھا۔

اسی وقت تشریف لیجائیں

ارشاد فرمایا کہ تربیت تو تھانہ بھون میں ہوتی تھی چنانچہ ایک صاحب کلکتہ سے حضرت تھانویؒ کے یہاں حاضر ہوئے تھانہ بھون میں تو ریلوے اسٹیشن تھا نہیں، جلال آباد تھا اس لئے وہ صاحب جلال آباد اترے اور وہاں سے قلی کر کے تھانہ بھون پہنچے یہاں آکر قلی سے جھگڑا ہو گیا صرف اس بات پر کہ قلی کہتا تھا چار آنہ لوں گا اور وہ کہتے تھے تین آنہ دوں گا اتنے میں حضرت تھانویؒ تشریف لے آئے ملاقات ہوئی حضرت نے وجہ نزاع معلوم کی بتا دی گئی فرمایا آپ نے یہاں آنے کی اجازت طلب کی تھی - انھوں نے عرض کیا جی ہاں پرچہ بھی دکھایا جس میں اجازت لی تھی اس کے بعد فرمایا کہ آپ نے قلی سے اجرت طے کی تھی انھوں نے کہا نہیں فرمایا اچھا آپ تین آنہ قلی کو دیجئے اس نے دیدیئے ایک آنہ حضرت نے اس کو دیکر چار آنہ پورے کر دیئے اس کے بعد ان سے فرمایا آپ اسی وقت تشریف لیجائیں یہاں قیام کی اجازت نہیں اور اس قلی کو اسٹیشن تک کے چار آنہ ہی دیں۔

پندرہ منٹ کی اجازت دیدیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندیؒ اور دوسرے چند بزرگ حضرت تھانویؒ کے یہاں تشریف لے گئے حضرت اصول کے بڑے پابند تھے جس وقت یہ حضرات پہنچے وہ حضرت تھانویؒ کی تصنیف کا وقت تھا ان حضرات نے پہنچ کر اطلاع کی تو تشریف تو لے آئے مگر ملاقات کے بعد عرض کیا کہ مجھے پندرہ منٹ کی اجازت دیدیں تاکہ جس کام میں مشغول تھا اس کی طرف سے اطمینان ہو جائے ان حضرات نے اجازت

دیدی یہ چلے گئے اور جس کام کی طرف سے بے اطمینانی تھی اس سے فارغ ہوکر پندرہ منٹ بعد تشریف لے آئے اور ان حضرات کی خاطر مدارات میں مشغول ہوگئے اگر کوئی زیر تربیت شخص ایسا کرتا تو تشریف نہ لاتے مگر یہ حضرات چونکہ حضرت کے استاذ تھے اس لئے تشریف لے آئے کہ اساتذہ اور بڑوں کے ساتھ معاملہ اور ہوتا ہے زیر تربیت لوگوں کے ساتھ اور ہوتا ہے حدیث میں ہے ،انزلوا الناس علی منازلھم ، لوگوں کے ساتھ ان کے مرتبے کے موافق برتاؤ کرو ۔ کذا فی البذل ج ۵ ص۲۴۲ ۔

فخرالدین گنگوہی بسلسلۂ مقدمہ حضرت سہارنپوریؒ کی خدمت میں

ارشاد فرمایا کہ گنگوہ میں ایک صاحب تھے فخرالدین نامی جو حضرت گنگوہیؒ سے بیعت تھے وہ اپنا واقعہ بیان کرتے تھے کہ میں کچہری میں ملازم تھا مجھ پر ایک مقدمہ کر دیا گیا میں اس سلسلے میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دعا کی درخواست کرتا حضرت دعا فرمایا کرتے ایک مرتبہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت وہ مقدمہ میرے خلاف ہوگیا ہے حضرت نے تھوڑی دیر کچھ سوچکر فرمایا کہ اسماء الٰہیہ میں سے یا باعث ظہر کے بعد اکیس دفعہ پڑھا کرو انشاء اللہ حق تعالیٰ شانہٗ کوئی حل نکالیں گے وہ کہتے تھے کہ میں نے وہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا اسی اثنا میں ایک بنیے کی زمین کے بٹوارے کا قصہ چل رہا تھا مگر بٹوارہ نہیں ہو رہا تھا اس نے مجھ سے کہا میں نے اس کی زمین کا بٹوارہ کر دیا اس سے وہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ اگر تمہارا کوئی کام ہو تو مجھ کو بتلانا میں وہ کام کر دوں گا میں نے اس سے اپنا واقعہ بتلایا کہ میرا ایک مقدمہ تھا وہ میرے خلاف ہوگیا ہے اس پر بنیے نے کہا کہ ڈپٹی میرا دوست ہے میں اس سے کہہ دوں گا وہ تمہارا کام کر دے گا چنانچہ وہ ڈپٹی سے ملنے کے ارادہ سے چلا وہاں جاکر معلوم ہوا کہ اس کا تو تبادلہ ہوچکا ہے اس کو بڑا افسوس ہوا لیکن تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ تبادلہ تجویز ہوچکا ہے مگر ابھی ہوا نہیں

کا حضرات منتقل نہیں ہوتے یہ اس سے ملا اور موقع پا کر سفارش کی جس سے میرا کام ہو گیا یعنی
مقدمہ میں کامیاب ہو گیا اس کے بعد میں اپنے گھر آیا اور کامیابی کی خوشی میں حضرت سہارنپوری
کی خدمت میں پانچ روپیہ لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت یہ آپ کے لئے ہدیہ ہے اس مقدمہ
میں میرا کچھ خرچ بھی ہوا تھا اور کچھ قرض بھی ذمہ میں تھا حضرت نے بشاشت کے ساتھ وہ
روپیہ لئے اور فرمایا کیوں بھئی تمہارا اس مقدمہ میں کچھ خرچ بھی تو ہوا ہوگا کچھ قرض بھی تو ہو
ہوگا انھوں نے صاف صاف بات بتلا دی اس پر حضرت نے فرمایا کہ بھائی اللہ و رسول کا حکم ہے
کہ جس کے اوپر قرضہ ہو اس کو چاہئے کہ اپنے اخراجات میں تنگی ترشی کرکے پہلے قرض ادا
کرے اس کے بعد اپنے اہل و عیال پر وسعت اختیار کرے اس کے بعد کچھ بچ جاتے تو کسی
کو ہدیہ دینے میں بھی مضائقہ نہیں ان کو خیال ہوا کہ شاید حضرت پانچ روپیہ کم سمجھ کر قبول نہیں
فرما رہے ہیں فوراً حضرت نے فرمایا میں آپ کا دل خوش کرنے کیلئے قبول کرتا ہوں اور پھر
اپنی جانب سے تم کو ہدیہ کرتا ہوں اور دیکھو پانچ روپیہ کی کوئی تخصیص نہیں چاہے دو ہوں
انھوں نے عرض کیا کہ حضرت اگر آپ قبول نہ کریں گے تو میری بیوی مجھ پر ناراض ہوگی فرمایا تمہاری
بیوی فلاں شخص کی بیٹی ہے نا، انھوں نے عرض کیا جی ہاں فرمایا تمہارا گھر کہاں ہے انھوں نے
بتلا دیا کہ فلاں محلہ میں ہے اس پر فرمایا کہ میں تمہارے گھر آؤں گا وہ یہ سوچ کر کہ ان حضرات
کو ہم جیسوں کے گھر آنے کی کہاں فرصت، کہیں چلے گئے اسی دوران حضرت ان کے
مکان پر تشریف لے گئے اور ان کے بچہ سے فرمایا کہ اپنی اماں کو پردہ کے پیچھے آنے
کیلئے کہو وہ آگئیں تو حضرت نے ان کے بولنے سے پہلے ہی فرمایا کہ اے خاتون تم فلاں کی
کی بیٹی ہو نا؟ میں خلیل احمد انبہٹہ کا رہنے والا ہوں یہاں مدرسہ مظاہر علوم میں پڑھاتا
ہوں تمہارے شوہر فلاں مقدمہ میں کامیاب ہوئے اس کی مبارکباد دینے آیا ہوں
اور تمہارے شوہر نے ہدیہ دیا تھا اور اللہ و رسول کا حکم یہ ہے کہ جو مقروض ہو اس کو
تنگی ترشی اختیار کرکے پہلے قرض ادا کرنا چاہئے اس کے بعد اہل خانہ پر وسعت

کرنی چاہیے پھر کسی کو ہدیہ دیے میں بھی مضائقہ نہیں اس وجہ سے میں نے وہ ہدیہ قبول کرکے اپنی طرف سے ان کو دیدیا ہے اس سے تم جی بُرا مت کرنا یہ کہہ کر حضرت واپس ہونے لگے تو یہ فخر الدین صاحب بھی گھر پہنچ لئے۔ کہتے تھے کہ میں حضرت کو مکان پر دیکھ کر پانی پانی ہوگیا کہ میرا خیال تو کیا تھا اور ہوا کیا۔

تجدید بیعت کی ضرورت :

ارشاد فرمایا کہ یہی فخر الدین صاحب کہتے تھے کہ میرے اوپر پھر ایک مقدمہ ہوگیا۔ اس غرض مجنوں ہوتا ہے اس لئے اس سلسلہ میں جس نے جو بتایا وہ کیا۔ کسی نے ایک پنڈت کو بتایا میں اس کے پاس گیا اس نے ایک پرندہ کا بچہ دیا اور کہا کہ اس کو عمامہ میں رکھ کر حاکم کے پاس جاؤ اور سنگل کے دن بندروں کو چنے بھی دو یہ سب کچھ کیا لیکن اس کے باوجود مقدمہ میرے خلاف ہوگیا اسی دوران خواب میں گنگوہ گیا خانقاہ میں داخل ہوا تو مجھ پر رعب غالب تھا دیکھا کہ حضرت گنگوہیؒ چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں اور قریب میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحبؒ موڑھے پر بیٹھے ہیں حضرت شیخ الہندؒ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ جو شخص پرندہ کا کتا ہو اس کا یہاں کیا کام دو دفعہ ایسا ہی فرمایا اس پر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا فخر الدین کیا تم نے توبہ نہیں کی میں نے عرض کیا کہ جی کرلی اس پر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ پھر بھائی اب ان پر کیا الزام ہے اس کے بعد آنکھ کھل گئی صبح کو سوچا کہ یہ خواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ سے ذکر کروں مگر وہاں جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اس لئے حکیم خلیل احمد صاحب کو واسطہ بنایا ان سے کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے اس کو حضرت سہارنپوریؒ سے عرض کرنا ہے آپ چلئے ساتھ انھوں نے منظور کرلیا اور میں ان کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت اس وقت سبق پڑھانے کیلئے جانے والے تھے کمرہ کا قفل لگا رہے تھے حکیم صاحب نے قفل ہاتھ سے لے لیا اور عرض کیا کہ یہ کچھ کہنا چاہتے ہیں حضرت بیٹھ گئے میں نے خواب عرض کیا اس پر حضرت نے فرمایا کہ

ان کو ابھی حضرت گنگوہیؒ کے مزار پر جانا چاہیئے ایسا ہو کہ پہلے گھر جائیں پھر مزار پر جائیں بلکہ سیدھے مزار پر جائیں وہاں مراقبہ کریں چنانچہ میں چلا میرے بھائی بھی مل گئے ان سے بھی خواب بیان کیا اور بیل گاڑی کرائے کی کرکے گنگوہ کیلئے روانہ ہوئے گنگوہ کے قریب جب اس راستہ پر پہنچے جو باہر ہی باہر مزار پر جاتا ہے تو بھائی نے کہا کہ اس راستہ سے مزار پر چلے جاؤ اس کے بعد بھائی تو ہمیں سے الگ ہو گئے عصر کے بعد کا وقت تھا اور میرا یہ حال ہو گیا کہ جوں جوں مزار کی طرف بڑھتا جاتا تھا رعب زیادہ ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ مزار کے غربی باڑہ کے قریب پہنچ گیا مگر اندر گھسنے کی ہمت نہیں ہوئی ایسی تاریکی معلوم ہوئی جیسے رات ہو گئی ہو واپس گھر چلا گیا بھائی کو سب حال بتایا بھائی نے کہا کہ تم نے غلطی کی چلے جاتے مزار پر جو کچھ گذرتی اچھا اب صبح کی نماز وہاں جاکر پڑھ لینا مزار کے قریب ہی مسجد ہے چنانچہ میں گیا مزار پر تو اب بھی حاضر نہوا البتہ مسجد میں کچھ دیر مراقب ہوا اور خوف اور رعب کچھ کم ہو گیا پھر سہارنپور آکر حضرت سہارنپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حال بیان کیا اس پر حضرت نے فرمایا کہ آپ کو تجدید بیعت کی ضرورت ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت شیخ الہند کیوں اتنے خفا ہوتے اس پر فرمایا کہ بھائی گنہگار تو ہم سب ہیں لیکن بڑوں سے وابستہ ہونے کے بعد ایسے ویسے کے پاس جانا بڑوں کی بدنامی ہے کہاں تو آپ حضرت گنگوہیؒ سے بیعت کہاں پنڈت کے پاس اور حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو متنبہ کیا ان سے بدگمان نہ ہونا ان کا بڑا احسان ہے آپ پر اور ہمارے حضرت گنگوہیؒ کی نسبت تو نسبت محمدی تھی وہاں تو عفو ہی عفو تھا اس لئے بطور تلقین فرمایا کیا تم نے توبہ نہیں کی۔

بیعت کیا چیز ہے کس لئے ہوتے ہیں

استفسار کیا گیا کہ مرید کس کو کہتے ہیں ارشاد فرمایا کہ مولوی وکیل عبداللہ جان صاحب نے حضرت سہارنپوریؒ سے پوچھا تھا بیعت کیا چیز ہے کس لئے ہوتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ مرید توبہ کرتا ہے اور مراد یعنی شیخ اس کو اس پر گواہ بناتا ہے وہ کہتے تھے کہ

مراد کا لفظ پیر کے معنیٰ میں اس روز میں نے پہلی بار سنا تھا اس سے طبیعت میں شبہ پیدا ہوا کہ توبہ تو خدا کے سامنے کیجاتی ہے اور وہ دل کے حالات سے خوب واقف ہے اس کو گواہ کی کیا ضرورت ہے ،، یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور ،، فوراً ہی دل میں جواب آیا کہ انسان کے اعضاء بھی تو وہاں ، آخرت ، میں گواہی دیں گے لہذا گواہی پر کیا اشکال ، مولوی صاحب موصوف بڑے زیرک اور وسیع المطالعہ شخص تھے دل میں کافی شکوک و شبہات لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کہ آج بحث کروں گا مگر بات اتنی ہی ہو پائی تھی کہ تمام شکوک و شبہات دفع ہو گئے اس کے بعد حضرت سے بیعت کی درخواست کی حضرت نے فرمایا کہ آپکو بیعت کی کیا ضرورت ہے انھوں نے جواب دیا کہ میں نے تو کبھی ضرورت سمجھ کر کوئی کام کیا ہی نہیں ، انگریزی معاشرت رکھتا ہوں وہ بلا ضرورت انگریزی کھانا کھاتا ہوں وہ بلا ضرورت انگریز عورت سے شادی کر رکھی ہے وہ بلا ضرورت بیعت بھی بلا ضرورت ہی ہو جاؤں گا اس کے بعد بیعت ہو گئے اور حضرت نے ان کو اسم ذات کا ورد بتا دیا جتنا کثرت سے ہو سکے پھر ان کے حالات بہت عجیب ہو گئے تھے اللہ نے بہت کچھ نوازا تھا۔

سارا حرم نور سے بھر گیا

ارشاد فرمایا کہ مولانا محب الدین صاحب اپنے خلوت کدے میں دلائل الخیرات کا ورد پڑھ رہے تھے مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی ؒ ان کے پاس بیٹھے تھے اچانک فرمایا کون آگیا حرم میں کہ سارا حرم نور سے بھر گیا۔ اتنے میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب ؒ طواف سے فارغ ہو کر ملاقات کیلئے ان کے پاس پہنچے ملاقات پر مولانا محب الدین صاحب نے فرمایا میں بھی کہوں کون آگیا حرم شریف میں کہ سارا حرم نور سے بھر گیا اس کے بعد مولانا سہارنپوری ؒ تو سعی کیلئے تشریف لے گئے اور مولانا محب الدین صاحب نے مولانا ظفر احمد صاحب سے فرمایا کہ ان کو جانتے ہو ، یعنی مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری کو ، انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں خوب جانتا ہوں وہ میرے شیخ ہیں فرمایا

کہ تم نہیں جانتے میں جانتا ہوں وہ ایسی ذات ہیں جب بیت اللہ پر نظر باندھ کر بیٹھتے ہیں تو ان کے چہرہ پر اتنے انوار ہوتے ہیں کہ میں سورج کی طرف دیکھ سکتا ہوں لیکن ان کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھ سکتا۔

کیا لغو سوال ہے

ارشاد فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں دو بزرگ تھے ایک ہی مولانا محب الدین صاحب تھے دوسرے مولانا محمد حسن صاحب حضرت گنگوہیؒ کے شاگرد جو بڑے فقیہ تھے، حضرت سہارنپوریؒ کے پاس سے دو شخص مکہ مکرمہ پہنچے ان میں سے ایک صوفی تھے ایک عالم جو صوفی تھے وہ مولانا محب الدین صاحب کی مجلس میں بیٹھتے اور جو عالم تھے وہ مولانا محمد حسن صاحب کی مجلس میں بیٹھتے، اپنے اپنے ذوق کے مطابق، جب وہ دونوں ہند واپس ہوتے اور حضرت سہارنپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت سہارنپوریؒ سے معلوم کیا کہ حضرت مولانا محب الدین صاحب اور مولانا محمد حسن صاحب میں سے کس کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے تو فرمایا کیا لغو سوال ہے جو اپنے اللہ کو زیادہ راضی کرلے اسی کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے پھر دوسرے وقت فرمایا کہ مولانا محمد حسن صاحب کی نظیر آج عرب میں نہیں عجم میں نہیں

اکیس وقت سے نہیں کھایا

ارشاد فرمایا کہ یہی مولانا محمد حسن صاحب حضرت سہارنپوریؒ کے پاس تشریف لائے کھانے کا وقت تھا حضرت سہارنپوریؒ نے موصوف کو کھانے کیلئے کہا تو پہلے کچھ توقف کیا پھر کھانے کیلئے بیٹھ گئے حضرت سہارنپوریؒ نے اس توقف کی وجہ دریافت کی تو کہا کہ میں نے کئی روز سے کھانا نہیں کھایا تھا اب آپ نے کھانے کیلئے فرمایا تو میں نے دیکھا کہ اشراف نفس تو نہیں سوالحمدللہ اشراف نفس نہ تھا اس لئے کھانے کیلئے بیٹھ گیا حضرت نے معلوم کیا کہ کب سے کھانا نہیں کھایا تھا تو جواب میں کہا کہ انیس یا اکیس وقت سے نہیں کھایا پوچھا کیوں؟ جواب دیا تھا ہی نہیں کچھ۔

اعتکاف میں تصنیف

ارشاد فرمایا کہ حضرت سہارنپوریؒ نے مظاہر علوم کے دارالطلبہ قدیم کی مسجد تیار ہونے پر اعتکاف کیا،

آپ کے ہمراہ بہت سے لوگوں نے اعتکاف کیا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ بذل المجہود تصنیف فرما رہے تھے مسجد کے حجرہ میں کتابیں رکھی رہتی تھیں جب تصنیف کا وقت ہوتا تو کتابیں نکال دی جاتیں اور حضرت تصنیف کے کام میں مشغول ہوجاتے پھر کتابیں حجرہ میں رکھ دی جاتیں ہے۔ اکابر کا رمضان ص۳۱۔

فائدہ :۔ اس سے معلوم ہوا کہ تصنیف وتالیف کا کام عبادت اعتکاف سے کم نہیں۔

میرا کیا رشتہ تم سے

ارشاد فرمایا کہ مولانا یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ والد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے مولانا محمد الیاس صاحب کا نکاح کیا جس میں چار حضرات کو مدعو کیا مولانا عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ حضرت شیخ الہند، حضرت سہارنپوریؒ، اور حضرت تھانویؒ کو۔ اول الذکر تینوں حضرات نے منظور فرمایا لیکن حضرت تھانویؒ نے منظور نہ فرمایا مولانا یحییٰ صاحب نے ان تینوں حضرات کے لئے یہ طے فرمایا کہ آپ حضرات سہارنپور سے شام کی گاڑی سے روانہ ہوں اور اپنے لئے فرمایا کہ میں آپ حضرات کو تھانہ بھون اسٹیشن پر ملوں گا چنانچہ صبح کی گاڑی سے آپ تھانہ بھون پہنچ گئے اور حضرت تھانویؒ سے فرمایا۔ کیوں جی آپ کا تقویٰ آپ کے استاذ مولانا محمود حسن صاحب سے بڑھا ہوا ہے۔ مولانا عبد الرحیم صاحب سے بڑھا ہوا ہے مولانا سہارنپوری سے بڑھا ہوا ہے یہ سب تو منظور فرمالیں اور آپ منظور نہ کریں، حضرت نے جواب دیا کہ آج کل شادیوں میں رسوم ہوتی ہیں میں ان کی مخالفت کرتا ہوں اس لئے میں نہیں جاتا، مولانا یحییٰ صاحب نے کہا کہ اسی واسطے تو تم کو لیکر جا رہا ہوں جو رسم دیکھو اس کو روک دو فوراً وہ ختم ہوجائے گی ورنہ میرا کیا رشتہ تم سے جو تمہیں لے جا رہا ہوں اسی واسطے لے جا رہا ہوں کہ کوئی رسم نہ ہو اور خوب اصرار کیا ان پر تب حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ اچھا بابا چلوں گا مولانا یحییٰ صاحب نے کہا کہ اب بھی نہیں چلو گے میرے اوپر احسان ہے مجھ پر چنانچہ شام کی گاڑی کے وقت مولانا تھانوی کو لیکر اسٹیشن پہنچ گئے اور ان تینوں حضرات سے

بھی گاڑی میں مل لئے ۔

آپ کا قول ہی صحیح ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا یحییٰ صاحبؒ گنگوہ میں مقیم تھے اس دوران مولانا اسحاق صاحب نہٹوری بھی وہاں مقیم تھے مولانا یحییٰ صاحب نے مولانا اسحاق صاحب سے ادب عربی کی کوئی کتاب غالباً سبعہ معلقہ پڑھنے کیلئے کہا مولانا نے منظور کرلیا اور پڑھانا شروع کردیا دوران درس دونوں میں مباحثہ بھی ہوجاتا مولانا اسحاق صاحب اپنے قول پر شعراء عرب کے اشعار پیش کرتے مولانا یحییٰ صاحب بھی شعراء عرب کے اشعار ہی سے اپنے قول کو قوی فرماتے ایک روز دیر تک بحث رہی لیکن نتیجہ کوئی نہیں نکلا یہاں تک کہ درس ختم ہوگیا آخر شب میں مولانا اسحاق صاحب مولانا یحییٰ صاحب کے حجرہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کا قول ہی صحیح ہے مگر میں آئندہ آپ کو نہیں پڑھاؤں گا مولانا یحییٰ صاحب فرماتے تھے آوے نہ جاوے خاک استاذ کو مگر خدمت لی بہت ۔

بحث ہوگی آپ کے سبق میں

ارشاد فرمایا کہ مولانا یداللہ صاحب سنبھلی کاندھلہ میں مقیم تھے مولانا یحییٰ صاحب نے ان سے حمداللہ پڑھا تھا صرف اٹھارہ یوم میں اور انھوں نے تبادلہ میں مولانا یحییٰ صاحب سے ادب پڑھا تھا حمداللہ کے درس میں کسی مسئلہ پر بحث ہوجاتی مولانا یداللہ صاحب اس کا مطلب کچھ بتاتے مولانا یحییٰ صاحب اس کا مطلب دوسرا بتاتے پھر مولانا یحییٰ صاحب کہتے کہ مطلب تو وہی صحیح ہے جو میں کہہ رہا ہوں مگر بحث ہوگی آپ کے سبق میں تاکہ میرا سبق ناقص نہ رہ جائے ۔

مجھے زیادہ نہیں پڑھانا

ارشاد فرمایا کہ ایک جولاہہ کے لڑکے کو حضرت مولانا یحییٰ صاحب نے ترغیب دیکر تعلیم میں لگایا اسکے باپ نے شکایت کی کہ پہلے دو چار پیسے کمایا کرے تھا اب وہ بھی ختم ہو گئے اس علم سے ہمیں کیا نفع ہوگا حضرت مولانا نے جواب دیا کہ مجھے زیادہ نہیں پڑھانا صرف اتنا پڑھانا ہے

ملفوظات تذکرۃ الخلیل ص۰۰

کہ جب میں موجود نہ ہوا کروں تو حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ کی ڈاک کا جواب لکھدیا
کرے لڑکے کے باپ نے کہا پھر کچھ حرج نہیں، عرض کیا گیا پھر اس لڑکے کا کیا ہوا ارشاد
فرمایا کہ معلوم نہیں مجھے تو صرف مولانا کے جواب کا انداز بتلانا تھا ظاہر ہے کہ حضرت محدث
گنگوہیؒ کی ڈاک جس میں کتنے اہم فتاوی اور کتنے دیگر پیچیدہ علمی سوالات ہوتے تھے اور کتنے خطوط میں تصوف و طریقت
سے متعلق بحث ہوتی تھی ان کے جواب لکھنا کوئی سہل کام نہ تھا اگر اس لڑکے کے باپ کو پہلے بتایا جاتا کہ اتنے سال صرف
ہوں گے تو وہ ہرگز آمادہ نہ ہوتا لیکن حضرت مولانا کے اس انداز جواب سے وہ بخوشی آمادہ ہوگیا۔

آپ اٹھالیں گے

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ کے یہاں حسن انتظام تھا اور مولانا یحییٰ صاحبؒ اس سے خالی تھے پندرہ روز میں تھانہ بھون جاتے حضرت تھانویؒ سے کتاب لیتے اور مطالعہ میں مشغول ہوجاتے لیکن کتاب کبھی واپس نہ کرتے اور نہ کبھی بتا کے جاتے کہ یہاں رکھی ہے سمجھتے تھے کہ آپ اٹھالیں گے یہاں چور تھوڑا ہی بستے ہیں مولانا تھانویؒ لکھتے ہیں کہ کبھی کسی طاق میں رکھی ہوئی ملتی کبھی مسجد میں منبر پر رکھی ہوئی ملتی ضائع کبھی نہیں ہوئی۔

سب پر دہشت طاری تھی

ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالرحیم صاحب مظفر نگری پہلے بیعت تھے حضرت شیخ الہندؒ سے بعد میں رجوع فرمالیا تھا حاجی شفیع الدین صاحب مہاجر مکیؒ سے جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے خلفاء میں سے تھے ایک مرتبہ مولانا عبدالرحیم صاحب حسب معمول ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تو حاجی شفیع الدین صاحب نے فرمایا کہ رات حرم شریف میں کچھ تماشا دیکھا انھوں نے عرض کیا میں نے تو کوئی تماشا نہیں دیکھا دریافت فرمایا رات تہجد کے وقت حرم شریف میں آتے تھے عرض کیا جی ہاں فرمایا اس وقت کیا دیکھا عرض کیا میں نے دیکھا کہ لوگ حرم شریف سے بھاگے جارہے ہیں کسی کے ہاتھ میں پنکھا کسی کے ہاتھ میں تکیہ کسی کے ہاتھ میں بستر کوئی کسی دروازہ سے کوئی کسی دروازہ سے اور سب پر دہشت طاری تھی اور

پیچھے پھر پھر کر دیکھتے جاتے تھے اس کے کچھ دیر بعد سکون ہوگیا اور گئے ہوئے لوگ واپس حرم میں آ گئے حاجی صاحب نے فرمایا اس کی وجہ جانتے ہو؟ عرض کیا نہیں، فرمایا کہ حطیم میں کچھ لوگ لیٹے ہوئے تھے بے احتیاطی سے ان کا ستر کھل گیا ایک صاحب نسبت مغربی بزرگ بھی حرم شریف میں تھے انہوں نے یہ منظر دیکھ کر زور سے الا اللہ کی ضرب لگائی اس پر آسمان سے فرشتے اترے لے کر اترنے شروع ہوتے اور ان کو مارنا شروع کیا اسکی بنا پر وہ بھاگے دوسرے لوگ بھی بھاگنے لگے ان مغربی بزرگ کے شیخ بھی وہاں تھے انہوں نے ان کو ڈانٹا اور فرمایا کہ جس کا حرم ہے جب وہی کچھ نہیں کہہ رہا ہے تو تم کیوں تشدد کر رہے ہو اس کے بعد فرشتوں کا آنا بند ہوگیا اور گئے ہوئے لوگ واپس آگئے اور سکون ہوگیا

گھٹنوں تک گندا پانی ہے

ارشاد فرمایا کہ مولانا عبدالقادر صاحب رائپوری فرماتے تھے کہ جب میں نے تحصیل علوم سے فراغت کی تو اصلاح باطن کیطرف توجہ کی خیال ہوا کہ کسی سے بیعت ہوجاؤں اسوقت مرزا غلام احمد قادیانی کا شہرہ تھا اس کے خادم کے ذریعہ وہاں تک پہنچا اور مرزا سے بیعت کی درخواست کی اس نے بیعت کرنے سے تو منع کردیا البتہ، اہدنا الصراط المستقیم. دعا کثرت سے پڑھنے کی تاکید کی نیز کہا کہ خط کے ذریعہ یاد بھی دلاتے رہنا چنانچہ یہ دعا بھی پڑھتے رہے اور خط بھی لکھتے رہے کسی کسی خط کا جواب بھی آیا کہ تمہارے لئے دعا کی گئی پھر ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں ایک جگہ کھڑا ہوں اور گھٹنوں تک گندا پانی ہے اس سے باہر نکل آتے خواب سے بیدار ہوتے تو طبیعت مرزا کی طرف سے ہٹی ہوئی تھی اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے گندے پانی سے نکال دیا۔

فلاں کتاب میں تو مسئلہ اسطرح نہیں

اس کے بعد مولوی احمد رضا خاں کے یہاں تشریف لے گئے کہ اس کا بھی چرچا تھا وہاں پہنچکر ان کے بچوں کے اتالیق مقرر ہوتے یہ چاہتے تھے کہ پاس رہ کر خوب ٹھوک بجا کر دیکھ لوں تب بیعت ہوں گا ان کی مخصوص عربی فارسی کی گالیاں تھیں جن

کو ان کے لوگ سمجھتے تھے اور خوش ہوتے تھے مثلاً حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا
جب نام لیتے تو کہتے اشرف علی وغیرہ وغیرہ ایک روز ان سے ایک صاحب نے مسئلہ معلوم
کیا انہوں نے بتلا دیا وہ شخص پوچھ کر چلا گیا میں بھی پاس بیٹھا تھا میں نے کہا کہ فلاں کتاب میں تو
مسئلہ اس طرح نہیں اس طرح لکھا ہے تو جواب دیا کہ صحیح وہی ہے جو تم نے کہا مگر وہ سائل
اپنے ہی آدمی ہیں ان کو نقصان ہوتا اس لئے مسئلہ اس طرح بتادیا بس میں نے سمجھا کہ میرا
مقصود یہاں بھی حاصل نہ ہوگا اس لئے بغیر ان سے کچھ کہے خاموشی کے ساتھ استعفیٰ دیکر چلا آیا۔

وہاں پوچھ ہی غریبوں کی ہوتی تھی

اس کے بعد فرماتے تھے کہ گنگوہ حضرت گنگوہیؒ کے یہاں جانیکی ہمت نہ ہوتی تھی یہ سوچ کر کہ
بڑی جگہ ہے وہاں غریبوں کی کیا پوچھ ہوگی، مگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہاں پوچھ ہی غریبوں کی ہوتی
تھی تاہم ایک مرتبہ وہاں پہنچ ہی گیا مگر یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی کہ بیعت کیلئے آیا ہوں۔

سمجھا میری اصلاح اسی میں ہے

پھر رائپور اعلیٰ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے قیام کی
اجازت دیدی اور اپنے یہاں سے میرا کھانا مقرر کر دیا جس میں مکئی کی روٹی ہوتی مجھے
اس سے قبض ہوتا تکلیف ہوتی مگر میں نے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا کچھ دن بعد حضرت
نے میرا کھانا اپنے یہاں سے موقوف کراکے مہمان خانہ سے مقرر فرما دیا میں خوش ہوا کہ
اب مکئی کی روٹی سے نجات مل جائے گی مگر حضرت نے باورچی سے فرمایا کہ ان کو مکئی کی روٹی
دی جائے اس نے مکئی کی روٹی دینی شروع کی وہ بھی کچی پہلے سے گئی گذری کہ آٹے
کو اچھی طرح گوندھے بغیر روٹی بنائی اور توے پر ڈالدی پھر پلٹنے کا نام نہیں کچھ دن اس
پر صبر کیا کسی سے نہیں کہا یہاں تک کہ میرے پیٹ میں اس کی وجہ سے بڑے بڑے کیڑے پیدا
ہو گئے تب مجبوراً باورچی سے کہا کہ اللہ کے بندے روٹی ذرا اچھی طرح تو پکا دیا کر اس پر اس
نے کہا کہ نوابی کرنی ہے تو جاؤ یہاں سے یہاں تو اسی طرح کی روٹی ملے گی۔ میں نے اس سے کہا

بس بھائی میں تو ایسی ہی کھاؤنگا۔ اور دل میں سوچا کہ میری اصلاح اسی میں ہے:

بعد رمضان دیکھی جائیگی

یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آیا اور ختم ہو گیا تو بڑے حضرت شاہ عبد الرحیم صاحبؒ کا معمول تھا کہ اخیر شعبان میں سب سے معانقہ کر لیا کرتے تھے کہ بس اب عید کو ملیں گے، پھر کسی سے ملتے نہ کسی سے بات کرتے خط و کتابت کا سلسلہ بھی موقوف فرما دیتے بعض مخصوص خدام رہ جاتے کہ ایک دو فنجان پلانے کے دوران کچھ گفتگو کر لیتے تو کر لیتے دوسرے اوقات میں ان سے بھی گفتگو نہ فرماتے۔ سارا رمضان یکسوئی اور تنہائی میں گذارتے مجھ سے فرمایا دیر آید درست آید بعد رمضان دیکھی جائے گی۔

علامہ کشمیریؒ کا ذوقِ کثرتِ مطالعہ

ارشاد فرمایا کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے کثرتِ مطالعہ کا یہ حال تھا کہ مرض الوفات میں جب ہاتھ ہلانے کی بھی طاقت نہ رہی تو کروٹ پر لیٹتے اور سامنے کرسی پر کتاب کھلی ہوئی کھڑی رہتی جب پورا صفحہ مطالعہ فرما لیتے تو کسی کی طرف ورق پلٹنے کیلئے اشارہ کرتے وہ ورق پلٹ دیتا اور حضرت اس کے مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔

یہ ڈاڑھی سرکاری گھاس ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ تبلیغ میں گئے وہاں ایک نوجوان کا نکاح پڑھایا جو ڈاڑھی منڈاتا تھا اور بوڑھا باپ کتراتا تھا۔ آپ نے نوجوان سے فرمایا تو ڈاڑھی مت منڈا اور بوڑھے سے فرمایا تو ڈاڑھی مت کٹا پھر دونوں کو فرمایا کہ یہ ڈاڑھی سرکاری گھاس ہے جو اسے کاٹے گا اس کی پکڑ ہو گی اس سے دونوں کی سمجھ میں بات اچھی طرح آگئی اور شاید اس سے بہتر طریقہ ان کے سمجھانے کیلئے کوئی اور تھا بھی نہیں۔

فائدہ:۔ ڈاڑھی کا منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا جائز نہیں، "یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والسنۃ فیہا القبضۃ" درمختار۔ قال الشامی وھو ان یقبض

الوجل علی لحیتہ فما زاد منہا علی قبضتہ قطعہ کذا ذکر محمد فی کتاب الاثار عن الامام وقال وبہ ناخذ ۔ محیط ۔ ۱۷ شامی ج ۵ ص ۲۶۱ ۔

اس لئے ان کے پاس جاتا ہوں

دریافت کیا گیا کہ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب صدر جمہوریہ ہند کا کیا مولانا الیاس صاحبؒ سے تعلق تھا ۔ ارشاد فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب صدر ہند ہونے سے پہلے مولانا کے پاس آتے جاتے تھے کسی نے پوچھا کہ اس ملا ۔ مولانا ۔ کے پاس کیوں جاتے ہو ؟ تو جواب دیا کہ ان کے چھ نمبروں میں علم عام ہونے کی تدبیر ہے جہالت کا علاج ہے اس کے علاوہ ہندوستان جیسے بڑے ملک میں علم عام ہونیکی کوئی صورت نہیں اس لئے ان کے پاس جاتا ہوں ۔

آدمی کو کام پر اکسانے والے تین امور

ارشاد فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند میں جب پہلی بار خلفشار ہوا ، اسٹرائک ہوئی حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ ، مولانا شبیر احمد صاحب ، مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ وغیرہ وغیرہ دارالعلوم سے علیحدہ ہوئے اور حضرت مدنیؒ رمضان کی تعطیل میں دیوبند آئے ہوئے تھے انکو حضرت مہتمم صاحب مولانا حبیب الرحمن نے روکنا چاہا تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ میری کچھ شرائط ہیں ان شرائط کے ساتھ میں یہاں قیام کر سکتا ہوں ۔ حضرت مہتمم صاحب نے وہ شرائط منظور فرمالیں اس کے بعد جامع مسجد دیوبند میں ایک جلسہ ہوا جس میں حضرت مدنیؒ نے تقریر کی فرمایا کہ آدمی کو کسی کام پر اکسانے والے تین امور ہوتے ہیں ایک جلب منفعت سو یہ ۔ ذمہ داران دارالعلوم ۔ ہم کو کیا دیں گے اگر ہم کو روپیہ کی طمع ہوتی تو انگریز کے خزانے ہمارے لئے کھلے ہوئے تھے دوم دفع مضرت سو ان کے قبضہ میں ہے ہی کیا جس کا ہم کو اندیشہ ہو انگریز کی قید و بند ، تیغ و تفنگ ہم کو حق سے نہیں روک سکی تو یہ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں سوم جذبۂ محبت سو ہم کو مادر علمی سے محبت ہے حضرت مہتمم صاحب کی صاحبزادگی کا احترام ہے اسی جذبۂ محبت اور صاحبزادگی کے احترام میں ہم یہاں قیام کریں گے کام کریں گے اور ہر مصیبت کو جھیلیں گے ۔

یہ نہیں ہو سکتا

پھر فرمایا کہ ایک وقت انگریز نے حضرت مدنی کی خدمت میں پچاس ہزار روپیہ پیش کرنیکا وعدہ کیا اور کہا کہ ہم آپ سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنی زبان بند کرلیں سیاسی تقریر نہ کیا کریں اس پر حضرت نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا جس راہ پر مجھ کو میرے استاذ ڈال گئے ہیں میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔

چہرہ پر مسکراہٹ تھی

ارشاد فرمایا کہ آخر عمر میں حضرت مدنی سخت بیمار ہوئے لیکن انتقال سے ذرا دیر قبل بالکل ٹھیک ہو گئے بڑے ہشاش بشاش ہو گئے گھر کے سب لوگوں سے ملاقات کی گفتگو کی اس کے بعد حاضرین سے فرمایا اچھا آپ جاتے مجھے کچھ سو لینے دیجئے چنانچہ سو گئے ظہر کی نماز کیلئے جب جگانے کیلئے آدمی گیا دیکھا کہ وہ تو انتقال فرما چکے ہیں۔ چہرہ پر مسکراہٹ تھی۔

مولانا بدر عالمؒ دار العلوم میں

ارشاد فرمایا کہ مولانا بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی مدینہ منورہ میں فرماتے تھے کہ میں جس وقت دار العلوم دیوبند میں سلم العلوم پڑھاتا تھا تو کانپتا تھا چونکہ طلبہ میں بعض کو ملا مبین شرح سلم حفظ تھی۔ آہ علم کی پستی کہ آجکل شرح تو شرح متن بھی حفظ نہیں اور حفظ تو حفظ ناظرہ بھی صحیح نہیں کہ عبارت صحیح نہیں پڑھ سکتے۔

مولانا میرٹھیؒ کا حضرت تھانویؒ کے مرید کو طریق استفادہ بتانا اور حضرت کا مولانا سے ناراض ہونا

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھیؒ کے محلہ میں ایک تھانیدار نماز کا بڑا شوقین تھا نماز کیلئے مسجد میں آیا کرتا تھا مولانا موصوف نے ایک مرتبہ اس سے معلوم کیا کہ تم کسی سے بیعت بھی ہو؟ اس نے کہا جی ہاں حضرت تھانویؒ سے بیعت ہوں مولانا نے معلوم کیا کہ کبھی وہاں جاتے ہو، کبھی ان کے پاس خط لکھتے ہو، اس نے کہا نہ وہاں جا سکا ہوں

نہ خط لکھنے کا طریقہ معلوم ہے۔ آپ بتادیجئے مولانا نے اس کو مضمون بتایا اس نے وہ
مضمون لکھ کر حضرت تھانویؒ کے پاس بھیج دیا اس کا یہ پہلا خط تھا جس کو حضرت تھانویؒ
دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ مضمون اس کو کسی مولانا نے بتایا ہے خود اس میں اتنی استعداد نہیں
خیر اس کا جواب دیا کچھ اور سوالات اس پر قائم کر دیئے یہ حضرت کا خط لیکر مولانا میرٹھی کے
پاس آیا اور کہا کہ مجھے تو ان سوالات کا جواب نہیں آتا انھوں نے ان کے جوابات بتلا دیئے
اس نے لکھ کر حضرت تھانویؒ کی خدمت میں خط بھیج دیا حضرت نے اس کو پڑھکر اور بھی کچھ سوالات
قائم فرمائی اور جواب دیدیا جس وقت یہ [illegible] پہنچا مولانا میرٹھی وہاں نہ تھے اس نے
حضرت کے پاس لکھدیا کہ مجھے تو مولانا عاشق الٰہی صاحب جواب بتایا کرتے تھے وہ تو یہاں
ہیں نہیں میں کیا جواب دوں حضرت تھانوی نے یہ معلوم کرکے مولانا میرٹھی کے پاس لکھا
اور باز پرس کی انہوں نے جواب دیا کہ ایک شخص آپ سے متعلق ہے اسکو استفادہ کا طریق
معلوم نہیں میں نے اسکو طریقہ بتا دیا تو کونسا ظلم کردیا غرض انھوں نے اپنی غلطی کا اعتراف
کرتے ہوتے معافی نہ مانگی اس پر حضرت تھانویؒ نے سلسلہ مراسلت بند کرنے کو فرمادیا کہ
آئندہ آپ مجھے خط نہ لکھیں اور نہ کبھی یہاں آئیں اگر کہیں باہر مل جاؤں تو مجھ سے ملاقات بھی نہ
کریں۔ حضرت کے یہاں طالبین کی اصلاح کیلئے ایک طریقہ یہ بھی تھا۔ مولانا میرٹھی نے اس کا
جواب دیا کہ آئندہ انشاء اللہ کوئی خط آپ کے پاس نہ بھیجوں گا یہ میرا آخری خط ہے آپنے دوسری
بات لکھی کہ تھانہ بھون نہ آنا، میں انشاء اللہ وہاں نہیں آؤں گا اور جو تیسری بات لکھی ہے
کہ کہیں مل جاؤں تو ملاقات نہ کرنا۔ یہ مجھے منظور نہیں اسی کے واسطے خط لکھ رہا ہوں اگر آپ
کہیں مجھے مل گئے تو آپ کو اپنا بزرگ سمجھ کر سلام ضرور کروں گا آپ کو اختیار ہے جواب دیں یا نہ دیں۔

حضرت سہارنپوریؒ کا موصوفین کے درمیان تصفیہ

اس کے بعد مولانا میرٹھیؒ کسی ضرورت سے حضرت سہارنپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے

حضرت سہارنپوریؒ نے ان کو مشورہ کیلئے تھانہ بھون جانے کو کہا مولانا نے حضرت تھانویؒ کی خط وکتابت سامنے رکھدی جس میں وہاں جانے کی ممانعت تھی حضرت سہارنپوریؒ نے دیکھا کہ ابھی گاڑی میں وقت ہے تانگا منگایا اور ان کو ساتھ لیکر تھانہ بھون تشریف لے گئے اور بعد ملاقات حضرت تھانویؒ سے فرمایا کہ آپ کو حضرت گنگوہیؒ سے محبت ہے؟ انھوں نے اقرار کیا اور کہا کہ جی ہاں ہے پھر فرمایا کہ یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ مولانا گنگوہیؒ سے ان (مولانا میرٹھی) کا تعلق بیعت ہے حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ جی ہاں یہ بھی معلوم ہے اس پر حضرت سہارنپوریؒ نے فرمایا کہ لیلیٰ کی گلی کا کتا مجنون کو مل گیا تھا تو وہ اس کا منھ چومنے لگا تھا اور کہا تھا۔ ؎ پاسبان کوچۂ لیلیٰ است ایں ۔ مولانا عاشق الہٰی کہتے سے بھی گئے گذرے کہ آپ نے لکھدیا خط وکتابت بھی نہ کرو یہاں بھی نہ آؤ راستہ میں ملجاؤ تو ملاقات بھی نہ کرو یہ کیا طریقہ ہے انھوں نے خطا کی تھی تو ان کے کان پکڑوائے ہوتے ان کے چپت لگوائے ہوتے یہ چول بھی نہ کرتے اس کے بعد مولانا میرٹھی سے فرمایا کہ اٹھو اور مولانا تھانویؒ کے پیر پکڑلو اور ان سے معافی مانگو وہ اٹھے تو حضرت تھانویؒ نے ان کو سینہ سے لگالیا۔

دو بزرگ کا اختلافِ ذوق

ارشاد فرمایا کہ دو بزرگ دونوں حضرت تھانویؒ کے خلیفہ[1] دونوں ہمارے بڑے لیکن اس کے باوجود ایک شئی میں دونوں کا نظریہ مختلف[2] ایک کیلئے امام نے نماز پڑھانے میں صرف ڈیڑھ سکنڈ انتظار کیا تو ناراض ہو گئے اور اس پر امام صاحب کو ڈانٹا کہ میرے واسطے یہ انتظار کیوں کیا اور دوسرے کے یہاں عصر کی نماز کیلئے لوگ مسجد میں بیٹھے بیٹھے ان کا انتظار کررہے ہیں وہ اپنے گھر میں ہیں جب غروب آفتاب میں تقریباً آدھا گھنٹہ باقی رہ گیا تو تشریف لائے اور نماز ہوئی میں بھی وہاں تھا مگر یہ اختلاف اختلاف ذوق ہے اختلاف مسائل نہیں۔

فائدہ :- جب نمازیوں کو ناگواری نہو اور وقت کے بھی مکروہ ہونیکا اندیشہ نہو تو کسی خاص شخص کیلئے انتظار مکروہ نہیں جیسا کہ فقہاء لکھتے ہیں رئیس المحلۃ لاینتظر مالم یکن

[1] حضرت مولانا وصی اللہ صاحبؒ [2] حضرت مولانا مسیح اللہ صاحبؒ ۔

شرمراد الوقت متسع - درمختار ج۱ ص۲۶۵ - کہ رئیس محلہ کا انتظار نہ کیا جائے مگر یہ کہ وہ شریر ہو اس سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اور وقت میں بھی گنجائش ہو اس مجبوری کی وجہ سے اس کا بھی انتظار کیا جا سکتا ہے مکروہ نہیں۔ شلہ فی فتاوی محمودیہ ج۲ ص۲۲۳۔

تمہارے درشن کو بیٹھا ہے

ارشاد فرمایا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ اپنے کو سینے پر ہاتھ مار کر کہتے تھے میں شیرِ پنجاب ہوں ان کا مناظرہ ایک پنڈت سے ہوا جس کا موضوع گوشت خوری تھا جس میں عورت مرد سب شریک تھے عورتیں اوپر چھجے پر تھیں پنڈت بھاری بھرکم خوب موٹا و فربہ تھا اولاً اسنے تقریر کی کہ گوشت خوری سے قوت شہوانیہ و غضبانیہ مشتعل ہوتی ہے جس کے باعث جرائم کا صدور ہوتا ہے اسی وجہ سے مسلمان زیادہ جرائم پیشہ ہیں ہندو عفیف اور پاکدامن ہوتے ہیں اس کے بعد مولانا کا نمبر آیا تو فرمایا جانتے ہو کس سے بات کر رہے ہو سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا میں شیر ہوں شیرِ پنجاب پھر فرمایا کہ قوت شہوانیہ کا جوش گوشت کھانے پر موقوف نہیں دیکھو شیر ہے شیر گوشت کھاتا ہے خون پیتا ہے یہی اس کی غذا ہے - اس کے ساتھ ساتھ سینے پر ہاتھ بھی مارتے جاتے تھے - مگر اپنی مادہ سے سال بھر میں صرف ایک مرتبہ جفتی کرتا ہے اس کے مقابلہ میں - پنڈت کیطرف اشارہ کرتے ہوئے - بجار ہے بجار سانڈ گھاس پات کھاتا ہے گوشت کے پاس نہیں جاتا مگر حال یہ ہے کہ اٹھا اس دیبی پر چڑھ گیا اٹھا اس دیبی پر چڑھ گیا یہ کہکر اشارہ کیا چھجے کیطرف جہاں ہندو عورتیں بیٹھی تھیں اس پر مجمع نے قہقہہ لگایا اور عورتوں نے وہاں سے کھسکنا شروع کیا مولانا نے کہا اری دیکھو کہاں چلی ہو تم ہی تو جلسہ کی رونق ہو یہ نوجوان طبقہ نہ میری سننے کو بیٹھا ہے نہ پنڈت جی کی سننے کو بیٹھا ہے صرف تمہارے درشن کو بیٹھا ہے تم ہی چلی جاؤ گی تو یہ بھی چلا جائے گا تم ہی جلسہ کی رونق ہو پھر یہاں کوئی نہیں ٹھیرے گا۔

دعائے مغفرت کرنی چاہیئے

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کے ملفوظات میں ہے کہ ایک

دفعہ فرمایا لیجئے سر سید خاں ، بانی مسلم یونیورسٹی علیگڈھ ، کی بھی مغفرت ہو رہی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان کا مقصد عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچانا تھا پھر فرمایا کہ غالب کی بھی مغفرت ہو رہی ہے اس کے بعد ، حضرت دامت برکاتہم نے ، فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ علیگڈھ سر سید کی قبر پر تشریف لے گئے میں بھی ساتھ تھا شیخ نے فرمایا کہ بھائی گنہگار تو سب ہیں دعائے مغفرت کرنی چاہیئے۔

مجھے خطرہ ہے آپکی نسبت نہ سلب ہو جائے

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ حافظ فخر الدین صاحبؒ حضرت سہارنپوریؒ کے مجاز غازی آباد ریلوے میں ملازم تھے مسلم لیگ کے حامی تھے اسی زمانے میں عنایت اللہ مشرقی لیڈر خاکسار تحریک کے خلاف فتاوی شائع ہوتے کہ اس کے عقائد غلط ہیں ادھر مسلم لیگ نے اس جماعت کو تحریک آزادی کے سلسلے میں اپنے ساتھ شریک کر لیا اسی دوران سہارنپور حضرت شیخ الحدیثؒ کی مجلس میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ اور انھیں حافظ فخر الدین صاحبؒ کی موجودگی میں خاکساریوں کا ذکر آگیا کسی نے کہا ان کے خلاف تو فتاوی شائع ہو رہے ہیں اس پر حافظ صاحب موصوف نے کہا ارے فتوی تو چلتے ہی رہتے ہیں فتووں کا کیا اس پر شیخ نے تیور بدل کر فرمایا یہ آپ نے کیا کہا مجھے خطرہ ہے کہ آپ کی نسبت نہ سلب ہو جائے ، یعنی شرعی فتاوی کے بارے میں لاابالی پن سے ایسا کہدینا بے محل جرأت ہے غیر عالم کو فتاوی پر تنقید کا حق نہیں ، اس پر حافظ صاحب نے بار بار استغفار پڑھا (استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ) اور کوئی لفظ نہیں کہا پھر بعد میں مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا کہ ہم تو میاں زکریا کے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر سہم گئے تھے ان کی ہمت تھی کہ ایسے بڑے شیخ کو ایسا کہدیا۔

ہم تو خدا سے چاہتے ہیں

ارشاد فرمایا کہ جس وقت اسرائیل نے حرم شریف پر حملہ کیا اس وقت حضرت شیخؒ حرم شریف میں

معتکف تھے حضرت کے قریب ہی باب عمر پر مولانا یوسف صاحب بنوری اور مولانا اسعد صاحب مدنی مدظلہ معتکف تھے شیخ نے بخاری شریف ختم کرائی تو مولانا یوسف صاحب نے دریافت کرایا کیا ہمیں بھی اجازت ہے کہ دعا میں شریک ہو جائیں اس پر شیخ نے فرمایا ہم تو خدا سے چاہتے ہیں کہ دعا میں کوئی اللہ کا بندہ ایسا آجائے جسکی دعا کے ساتھ ہماری دعا بھی اوپر چڑھ جائے اس کے بعد حضرت دام مجدہ نے یہ فرمایا کہ ہم لوگ جو یہاں مسجد چھتہ دیوبند رمضان ۱۴۰۰ھ میں جمع ہوتے ہیں اعتکاف کر رہے ہیں وہ محض اس نیت سے کہ نامعلوم اس مجمع میں کون مخلص اللہ کا بندہ ایسا ہو جس کے اعتکاف کو اللہ پاک قبول فرمائیں اور اس کے طفیل میں ہم گنہگاروں کا اعتکاف بھی قبول ہو جائے ورنہ تو ہر شخص اپنی اپنی جگہ رہ کر بھی اعتکاف کر سکتا تھا

دیکھ لو میں اُس کا بڑا بھائی ہوں

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں بعض لوگ حاضر ہوتے حضرت دریافت فرماتے کتنا قیام رہے گا؟ وہ عرض کرتے حضرت جتنا آپ چاہیں آپ فرماتے یوسف حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رئیس التبلیغ میرا چھوٹا بھائی ہے وہ لوگوں سے تین چلے مانگتا ہے دیکھ لو میں اس کا بڑا بھائی ہوں اس پر وہ کہتے حضرت آنا تو موقع نہیں تھا اس واسطے تو پوچھا تھا کتنے روز ٹھہروگے

پھر پڑ کر سو گئے

ارشاد فرمایا کہ شیخ ایک مرتبہ صرف لنگی پہنے ہوئے کھانے کے بعد چارپائی پر لیٹے کہ کمر کے نیچے کچھ گلگلا سا محسوس ہوا دیکھا بڑا کنکھجورا ہے سوچا کیا کروں کوئی مارنے والا نہیں چولہے کے پاس چمٹا رکھا ہوا تھا اسکو اٹھانے گئے اتنے میں وہ چلا گیا بستر کا پلا ادھر دیکھا ادھر دیکھا وہ کہیں نہ پایا پھر پڑ کر سو گئے۔

خود ہی آگے کھسک آؤ

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ کو اپنی مجلس میں اگر کسی صاحب کو آگے بلانا ہوتا تو فرما دیتے خود ہی آگے کھسک آؤ یہ آگے بیٹھنے والے تو پیچھے کھسکنے سے رہے ایک مرتبہ کسی صاحب کو آگے بلانا تھا آگے بیٹھنے والوں سے فرمایا کہ ذرا پیچھے ہو جاؤ ایک بوڑھے شخص چہار زانو بیٹھے تھے۔

انھوں نے دونوں زانوؤں کو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے حرکت دی اور ذرا پیچھے نہ کھسکے میں نے ان کو گود میں اٹھا کر پیچھے لیجا کر رکھدیا اس پر وہ خفا ہوئے ۔

ماشاء اللہ سب کچھ حاصل ہے

ارشاد فرمایا کہ فیصل آباد ، پاکستان میں حضرت شیخ رح نے اعتکاف کیا خواص سے پوچھ کہ کیا حال ہے کیا خواب دیکھا وہ بتلاتے کہ یہ خواب دیکھا ہے مجھ سے بھی دریافت فرمایا مفتی جی کیا رہے ہے کوئی خواب دیکھا ہے میں نے عرض کیا کوئی خواب نہیں دیکھا واقعہ بھی یہی تھا کہ میں نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا اس پر شیخ نے فرمایا کہ احساس ؟ میں نے عرض کیا کہ دو چیزوں کا احساس ہے ایک یہ کہ مسجد نبوی میں جو اطمینان وسرور حاصل ہوتا ہے وہ الحمد للہ یہاں میسر آرہا ہے دوسرے یہ کہ حضرت سہارنپوری رح کو میں نے یہاں دیکھا نہیں مگر یہ تصور ہوتا ہے کہ ابھی یہاں تشریف فرما تھے ابھی وہاں تھے کچھ فرما رہے تھے اس پر شیخ نے فرمایا کہ بس بس ماشاء اللہ سب کچھ حاصل ہے ۔

مسجد کے اوپر خیمہ لگوادیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ رح نے مظاہر علوم کی مسجد قدیم میں اعتکاف کیا میں اس وقت کانپور کے مدرسہ میں تھا وہاں سے اخیر عشرہ کے اعتکاف کیلئے آیا معتکفین کی کثرت تھی مسجد میں سما نہیں رہے تھے شیخ نے مجھ سے معلوم کیا کہ مفتی جی مسجد کے اوپر خیمہ لگوادیں اور ایک سیڑھی رکھدیں تاکہ معتکفین اوپر اعتکاف کرلیں کہ نیچے تو جگہ رہی نہیں میں نے عرض کیا کہ یہ تو مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ معتکفین اترتے چڑھتے رہیں میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ جو لوگ پہلے سے اعتکاف کر رہے ہیں ان کا اعتکاف ختم کرادیا جائے اور نئے آنے والوں کے واسطے جگہ خالی کرادیجائے اس پر ایک صاحب بولے کہ حضرت مفتی صاحب آپکو جگہ میں دوں گا ۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو یہاں اعتکاف کروں گا ہی نہیں دوسری مسجد حکیم جی والی میں کرونگا

ساڑھے تین گھنٹہ میں ختمِ قرآن

ایک طالب علم سے دریافت فرمایا کہ ایک پارہ کتنی دیر میں پڑھتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ پچیس منٹ میں - ارشاد فرمایا کہ بہت قرأت میں پڑھتے ہوگے ، میرے استاذ حافظ کریم بخش صاحبؒ ساڑھے تین گھنٹہ میں پورا قرآن شریف ختم فرماتے تھے حافظ کریم بخش صاحب بہت پتلے دبلے چھوٹے قد کے تھے نابینا تھے اگر یوں کہدیں کہ پاؤ بھر کی ہڈیاں تھیں خیر اس میں تو مبالغہ ہے اس سے تو زیادہ ہی ہوں گی ۔

تین سال میں میزان سے میزان تک

ارشاد فرمایا کہ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے دارالعلوم دیوبند کی مسجد میں اصلاحی علمی تقریر فرمائی اپنے زمانہ طالب علمی کے حالات بھی سناتے فرمایا کہ میں نے تین سال میں میزان سے میزان تک پڑھا پہلے سال میزان نحومیر وغیرہ پڑھی کہ اگلے سال استاذ بدل گئے انہوں نے آئندہ سال پھر میزان شروع کرائی پھر اگلے سال وہ بھی بدل گئے نئے استاذ آگئے پھر انہوں نے بھی میزان سے پڑھایا اس طرح تین سال میں میں نے میزان سے میزان تک پڑھا ۔

بیٹا باپ کی کھانسی کو پہچانتا ہے

تقریر میں مولانا نے یہ بھی سنایا کہ ایک دفعہ زمانہ طالب علمی میں میرے والد صاحب تشریف لائے میں نے ان کی کھانسی سنی جس سے پہچان لیا کہ میرے والد صاحب تشریف لائے ہیں اسی پر یہ قاعدہ کلیہ بیان فرمایا کہ بیٹا باپ کی کھانسی کو پہچانتا ہے ۔

ان کو کبھی غفلت نہیں ہوتی

اپنے والد صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بھی سنایا کہ وہ اس لائن (پیری مریدی) میں بہت اونچے تھے مگر تھے پرلے درجے کے بد دین (بدعتی) حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے ملاقات کی اس کے بعد بتایا کہ یہ ایسے شخص ہیں کہ ان کو کبھی غفلت نہیں ہوتی یہ بھی سنایا کہ والد صاحب نے اپنے سب بیٹوں کی تنخواہ مقرر کر رکھی تھی جو بڑے ہونے بال بچے دار ہونے تک دیتے رہتے ۔

نیک آدمی ہے

ارشاد فرمایا کہ میرے والد صاحبؒ کسی کا سے پیر نہ دبواتے تھے کوئی دباتا تو منع کردیتے ایک مرتبہ میرے زمانہ طالب علمی میں یہاں دیوبند تشریف لائے میرے ایک ساتھی طالب علم نے آکر پیر دبانے شروع کئے تو اس کو کچھ نہیں کہا بعد میں فرمایا کہ میں نے سوچا کہ نیک آدمی ہے جہاں جہاں اس کا ہاتھ پہنچے گا اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے دوزخ کی آگ سے بچالیں گے۔

تعویذ تو میں پہنوں گا نہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے لکھا تھا کہ مجھ پر کچھ سحر کا اثر معلوم ہوتا ہے اس کے ازالہ کی کوئی سبیل بتلا دیں، تعویذ تو میں پہنوں گا نہیں اسواسطے کہ اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں صرف ایک حدیث ہے وہ بھی مقطوع ہے۔

جرم ایک سزائیں مختلف

ارشاد فرمایا کہ حد تو سب کیلئے یکساں ہوتی ہے مثلاً حد زنا وغیرہ لیکن تعزیر ہر شخص کیلئے یکساں نہیں ہوتی جیسا مجرم کا مزاج ہو ویسی ہی تعزیر ہونی چاہیئے چنانچہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے دربار میں تین مجرم پیش کئے گئے تینوں ایک جرم میں گرفتار۔ عالمگیرؒ نے ایک کو تو صرف گھور کر دیکھا دوسرے کو ڈانٹا دھمکایا اور بس۔ تیسرے کو چند کوڑے لگوائے، وزیروں نے کہا یہ تو ظلم ہے جب جرم ایک ہے تو سزا بھی سب کی ایک ہونی چاہیئے یہ کیا کہ جرم ایک سزائیں الگ الگ اورنگ زیبؒ نے فرمایا افسوس جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے۔ جاؤ تینوں کے حالات کی تحقیق کرو پہلا شخص جسکو صرف گھور کر دیکھا تھا اس کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کا انتقال ہو چکا ہے کفن دفن کا انتظام ہو رہا ہے بادشاہ نے گھور کر دیکھ لیا غیرت آگئی، دوسرے شخص کے مکان پر گئے تو معلوم ہوا کہ حکیم صاحب کو بلایا جا رہا ہے بیہوش پڑے ہیں بادشاہ کی ڈانٹ نے اتنا متاثر کیا تیسرے کو دیکھا کہ بازار میں سرراہ کھڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اتنے جوتے لگ گئے اتنے کوڑے لگ گئے تو کیا ہوگیا اتنے ہی اور لگ جاویں تو بھی کچھ نہیں ہوتا اس پر لوگوں نے اقرار کیا کہ اورنگ زیبؒ نے جو کچھ کیا ہے وہ ظلم نہیں انصاف ہے۔

حضرت فقیہ الامت مفتی اعظم ہند دام مجدہ کے

واقعات

حرم شریف اور سفر میں نماز عصر بعد مثل اول

ارشاد فرمایا کہ عصر کا وقت امام ابو حنیفہؒ کے مسلک میں مفتی بہ قول پر مثلین کے بعد شروع ہوتا ہے صاحبینؒ اور امام صاحبؒ کی ایک روایت مثل اول کے بعد کی ہے جیسا کہ ائمہ ثلاثہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۹۵ حرم شریف میں مثل اول کے بعد عصر کی نماز ہوتی ہے وہاں میں بھی مثل اول کے بعد ہی پڑھتا ہوں اسی طرح کبھی سفر میں مثلین کے بعد عصر پڑھنے کا موقع نہ ہوسکی صورت میں بھی عصر مثل اول کے بعد ہی پڑھ لیتا ہوں۔

جو ہمارے ساتھ رہیگا وہ وہاں بھی بچ جائیگا

ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ہولی کے دن میں نے سہارنپور سے سفر شروع کیا بازار میں لوگ ہولی کھیل رہے تھے جس کی بنا پر وہاں سے گزرنا دشوار تھا مگر اللہ کے فضل سے مجھ پر کسی نے رنگ نہیں ڈالا اسٹیشن پر پہنچ کر ٹرین میں سوار ہوگیا اس میں بھی لوگ باہر سے رنگ وغیرہ کی پچکاریاں مارتے رہے مگر میں بحمداللہ محفوظ رہا ہر دوئی پہنچا اور ٹرین سے اتر کر رکشہ میں سوار ہوا میرے ساتھ ایک غیر مسلم بھی اس میں سوار ہوا راستہ میں ایک جگہ سے گزر ہوا جہاں لوگ ہولی کھیل رہے تھے ایک دوسرے پر رنگ وغیرہ ڈال رہے تھے انھوں نے میری طرف بھی رخ کیا میں نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ خبردار، اس پر وہ پیچھے ہٹ گئے، اور آپس میں کہنے لگے کہ ابے کسی کو دیکھ بھی لیا کرو میں اللہ کے فضل سے بچ گیا ساتھ میں جو غیر مسلم تھا وہ بھی بچ گیا جب وہاں سے آگے بڑھ گئے تو اس نے کہا کہ بابا میں آپ کی وجہ سے بچ گیا ورنہ آپ نہ ہوتے تو یہ لوگ میرا الّو بنا دیتے میں نے کہا کہ جو ہمارے ساتھ

رہیگا وہ وہاں ، آخرت میں بھی عذاب سے بچ جائیگا ۔

مناظرہ میں تحریری سوالات

ارشاد فرمایا کہ ایک جگہ بریلویوں سے تحریری مناظرہ ہوا انہوں نے مختلف بیہودہ سوالات کئے ایک سوال یہ بھی کیا کہ قیاس کی کتنی قسم ہیں ، میں نے اس کا جواب دیا کہ قیاس کی دو قسمیں تو مناطقہ نے لکھی ہیں ، قیاس اقترانی ، قیاس استثنائی ، ایک قسم اور بھی ہے وہ ہے قیاس شیطانی جسکو اختیار کرتے ہیں رضاخانی ۔

تقلید کی تعریف اور اسمیں راحت

ایک مجلس میں تقلید پر گفتگو تھی دوران گفتگو مخاطب طالب علم سے دریافت فرمایا کہ تقلید کسے کہتے ہیں ؟ اس نے عرض کیا مکلف کا مجتہد کے قول کو تسلیم کر لینا بغیر اس سے دلیل معلوم کئے اس پر ارشاد فرمایا کہ مکلف تو مجتہد بھی ہوتا ہے ، پھر فرمایا غیر مجتہد کا فرعی فقہی مسائل میں مجتہد کے قول کو بغیر اس سے دلیل معلوم کئے تسلیم کرنا اس اعتماد پر کہ اس کے پاس دلیل ہے اسکو تقلید کہتے ہیں اس کے بعد طالب علم مذکور سے پوچھا کہ تقلید میں راحت ہے یا غیر تقلید میں پھر خود ہی فرمایا کہ تقلید میں راحت ہے اور اس کی مثال ایسی ہے ، ایک شخص مریض ہے علاج کرانا چاہتا ہے ، اس کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ کسی حکیم ڈاکٹر کیطرف رجوع کرے وہ جیسا کہے ویسا مان لے اس سے کوئی دلیل نہ پوچھے اس اعتماد پر کہ وہ صحیح کہہ رہا ہے دوسری صورت یہ ہے کہ طب کی کتابیں حاصل کر کے ان کا مطالعہ کرے مرض اور اسباب مرض کو پڑھے پھر ان کتابوں میں جو علاج تجویز کیا گیا ہو اس کے مرض کی جو دوائیاں لکھی ہوں ان کو بازار وغیرہ سے حاصل کرے پھر جو ان کے استعمال کا طریقہ لکھا ہو اس کے مطابق ان کا استعمال کرے ظاہر ہے کہ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت میں راحت ہے تقلید اسی کے مثل ہے یا مثلاً ایک شخص مسافر ہے اسٹیشن پر پہنچا دیکھا کہ مختلف پلیٹ فارموں پر متعدد گاڑیاں لگی ہوئی ہیں اسکو معلوم نہیں کہ کونسی گاڑی اس کی منزل مقصود کیطرف جائے گی اسکو معلوم کرنے کی دو صورت ہیں ایک تو یہ کہ کسی قلی وغیرہ سے معلوم کر لے اور اس کی بات پر اعتماد کرے دوسری صورت یہ ہے کہ ٹائم ٹیبل خریدے اگر خود پڑھا لکھا ہے تو خود مطالعہ کرے ورنہ کسی سے اس کو پڑھوائے اور پتہ کرے کہ کونسی گاڑی کسے اس کو جانا ہے ظاہر ہے کہ انمیں سے پہلی صورت میں جو راحت و آرام ہے وہ دوسری صورت میں

نہیں اسی طرح تقلید اور عدم تقلید کو سمجھ لو کہ تقلید میں راحت ہے عدم تقلید میں تکلیف ہے راحت نہیں۔

دو ماہر ڈرائیوروں سے بھی ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے

ارشاد فرمایا کہ مجھ سے افریقہ میں سوال کیا گیا کہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ اور حضرت مولانا اسعد صاحب مدظلہٗ کے درمیان دارالعلوم دیوبند کی بابت اتنا شدید اختلاف کیونکر ہوا جبکہ دونوں حضرات اہل علم ہیں بزرگ ہیں؟ میں نے اتنا عرض کیا کہ کبھی دو ماہر ڈرائیوروں سے بھی ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے اس پر وہ خاموش ہو گئے کچھ اور کہنے کی ضرورت ہی نہ پڑی۔

طالب علم کو کتابیں یاد نہ رہنے کی شکایت

ایک طالب علم نے عرض کیا کہ حضرت کتابیں خوب یاد کرتا ہوں مگر سب یاد نہیں رہتیں کچھ بھول جاتا ہوں ارشاد فرمایا کہ بھائی مرغی کو جو دانہ ڈالا جاتا ہے مرغی سب نہیں کھا جاتی اس میں سے کچھ رہ بھی جاتا ہے اسی طرح کاشتکار زمین میں جو بیج ڈالتا ہے وہ سب نہیں اگتا بلکہ کچھ اگ جاتا ہے کچھ رہ جاتا ہے۔ یہی حال ذہن کا ہے کچھ اس سے رہ بھی جاتا ہے۔

میں نے پھر بھی معاف کر دیا

ارشاد فرمایا کہ ایک طالب علم نے میرے یہاں سے چوری کی مجھے اس کا علم ہو گیا امتحان سے فارغ ہو کر گھر جانے لگا اسٹیشن پر پہنچکر اپنی کسی ضرورت سے واپس آیا راستہ میں مجھے ملا اور کہا مجھے معاف کر دیں گھر جا رہا ہوں میں نے کہا جو حقوق تم سے بھول سے ضائع ہو گئے سب معاف اس نے کہا علی الاطلاق معاف کر دیجئے میں نے کہا اچھا جو حقوق تمہیں یاد نہیں سب معاف کہنے لگا کہ جو حقوق یاد ہوں ان کو بھی معاف کر دیجئے میں نے کہا تم بتلاؤ وہ کیا ہیں میں معاف کر دوں گا اس پر مصافحہ میں جو ہاتھ تھا اسکو چھوڑ کر چل دیا کہ یہ تو کھلوا کر رہیں گے تاہم میں نے پھر بھی معاف کر دیا۔

غنیمت ہے جتنا وقت بیداری میں گزر جائے

حرم نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے امام صاحب رات میں اجازت و سند حدیث حاصل کرنے کیلئے تشریف لائے جبکہ حضرت سو چکے تھے، انھوں نے بیدار کیا اور اس بیدار کرنے سے معذرت

بھی کی تو ارشاد فرمایا کہ کوئی بات نہیں غنیمت ہے جتنا وقت بیداری میں گزر جائے آگے تو قبر میں سونا ہی سونا ہے۔

میں نے تو اپنا سفر ملتوی کر ہی دیا

عرض کیا گیا کہ حضرت کل دیوبند تشریف لیجائیں گے؟ کل جمعرات تھی اور جمعرات کو دیوبند تشریف لیجا کر جمعہ بعد وہاں سے سہارنپور واپسی کا معمول تھا۔ ارشاد فرمایا نہیں حضرت مولانا ابرار الحق صاحب کا خط ان کے متعلق ایک طالب علم کے پاس آیا ہے کہ جمعرات کی شب میں سہارنپور پہنچ رہے ہیں اس میں لکھا ہے کہ محمود کو اطلاع کر دی اس لئے دیوبند کا سفر ملتوی کر دیا عرض کیا گیا کہ مولانا کو یہاں کے حالات کی اطلاع ہو گئی ہو گی اس وقت سہارنپور میں کرفیو تھا۔ اس لئے شاید تشریف نہ لائیں ارشاد فرمایا جس طالب علم کے پاس مولانا کا خط آیا ہے یہاں کے حالات کا خط تو انھوں نے بھی لکھدیا ہے کہ اس وقت سفر مناسب نہیں، بعد میں رکھیں فون بھی کرنے کی کوشش کی تھی مگر لائن نہ مل سکی، مگر مولانا کی طرف سے سفر ملتوی کرنے کی اطلاع نہیں ملی اس لئے میں نے تو اپنا سفر ملتوی کر ہی دیا۔ اس واقعہ سے اپنے چھوٹوں، شاگردوں کے ساتھ بے انتہا شفقت و محبت ان کی اس درجہ رعایت و دلداری جو اپنے اکابر کے ساتھ بھی بمشکل کیجاتی ہے خوب ظاہر ہے حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ گو اکابر میں شمار ہوتے ہیں مگر حضرت مفتی صاحب زید مجدہ سے چھوٹے بھی ہیں اور شاگرد بھی مگر پھر بھی ان کی وجہ سے اپنے معمول کو ملتوی فرما دیا۔

مولانا ابرار الحق صاحب کو حضرت سے شرف تلمذ

عرض کیا گیا کہ حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ نے جناب سے کیا کیا کتابیں پڑھیں ارشاد فرمایا: (۱) فوز الکبیر جو اس وقت مستقل مطبوعہ نہ تھی بلکہ منہاج العابدین کے حاشیہ پر تھی اس کا اردو ترجمہ بھی نہ ہوا تھا مظاہر علوم کے کتبخانہ میں صرف ایک ہی نسخہ تھا (۲) لمعات (۳) سطعات (۴) سوانح (۵) شمس بازغہ (۶) قاضی مبارک وغیرہ سب خارج میں پڑھیں، نصاب کی کتب میں قدوری پڑھی وہ بھی خارج میں مولانا نے مختصر المعانی پڑھنے کو مجھ سے کہا تھا میں نے فن ثانی حضرت مولانا عبد اللطیف صاحبؒ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سے پڑھنیکا مشورہ دیا انھوں نے حضرت سے عرض کیا حضرت ناظم صاحب نے منظور فرمایا اور سبق کا وقت تہجد کا طے فرمایا مولانا ابرار الحق صاحب نے مجھ سے آکر بتلایا میں نے کہا منظور کر لو اور یہ شرط کر لو کہ اٹھانا آپ کے ذمہ ہوگا اور فن ثالث مجھ سے پڑھ لو

چنانچہ میں نے فن ثالث پڑھایا چونکہ وہ علم بدیع میں ہے اس میں مثال میں عربی اشعار ہیں میں ان کے ساتھ فارسی اردو کے اشعار بھی کثرت سے سناتا تھا۔ اس واقعہ سے استاد شاگرد دونوں میں طلب علم کا شوق اخلاص للّٰہیت ایثار و ہمدردی وغیرہ اوصاف خوب ظاہر ہیں جنکا اب فقدان ہے۔ فالی اللہ المشتکی

مولانا صدیق صاحب اور مفتی یحییٰ صاحب کو حضرت سے شرف تلمذ

عرض کیا گیا کہ حضرت مولانا صدیق صاحب مدظلہٗ باندوی نے جناب سے کیا کتابیں پڑھیں؟ ارشاد فرمایا نور الانوار، وہ نور الانوار میں مفتی محمد یحییٰ صاحب مدظلہ کے ساتھی تھے مفتی یحییٰ صاحب کاپی میں سبق کے دوران کچھ لکھتے تھے معلوم ہوا کہ تقریر وغیرہ نہیں لکھتے بلکہ صرف یہ لکھتے ہیں کن کن کتابوں کا حوالہ دیا اسوقت کتاب دیکھنے اور حوالہ دینے کا بہت شوق تھا باقی اب مجھ سے اسطرح نہیں پڑھایا جاتا کیونکہ طلباء زیادہ فاضل ہونے لگے۔ اللہ اکبر کیا تواضع ہے کہ کمی طلبہ کی کہ شوق و محنت نہ ہونے کی وجہ سے اچھی طرح کتاب کے مضامین کما حقہ سمجھنے کی استعداد ہی نہیں ہوتی مگر اس کی نسبت بھی اپنی طرف فرمائی کہ مجھ سے پڑھایا نہیں جاتا۔ ہم لوگ اپنا قصور اپنی کمی سب طلبہ کے سر تھوپنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

قیام ہردوئی اور نگرانی طلبہ

ہردوئی کے مدرسہ کے تذکرہ پر ارشاد فرمایا کہ میں بھی ایکدفعہ ہردوئی کافی روز رہا مولانا ابرار الحق صاحب خود پاکستان چلے گئے تھے اور اپنے خاص لوگوں سے کہہ گئے کہ مفتی صاحب کو جانے نہ دینا میں نے وہاں اسوقت طلبہ سے کہدیا تھا کہ ایک تو نماز کی پابندی کرنا، دوسرے سبق میں پابندی سے آنا خواہ سمجھو یا نہ سمجھو تیسرے مسجد میں شرارت نہ کرنا باقی جتنی چاہے شرارت کرنا بشرطیکہ مجھ تک خبر نہ پہنچے جس سے طلبہ بہت خوش ہوئے نگران کی شرارت کا علم کسی نہ کسی طرح ہو جاتا تھا اسی دوران ایکدفعہ ایک طالب علم کو پکڑا کہ تو نے بلا وضو نماز پڑھی، اس نے کہا نہیں میں نے اس کے ایک جوتہ مارا اسوقت میں جوتے سے پٹائی کرتا تھا مگر پٹائی کے بعد مٹھائی بھی کھلاتا تھا ایک جوتہ لگتے ہی کہنے لگا بتاتا ہوں بتاتا ہوں میں نے پیشاب کیا اور آکر نماز میں شریک ہو گیا نہ وضو کیا نہ استنجاء۔

میں مارتا ہوں تو چلاّ تا رہ

ایک دفعہ میں نے ہی نماز پڑھائی سلام پھیرنے کے بعد ایک طالبعلم کو پکڑا اس سے پوچھا کتنی رکعت ملیں؟ اس نے کہا چاروں رکعت۔ میں نے کہا نماز سے فارغ ہو کر آؤ، نماز کے بعد وہ آیا پھر اس سے پوچھا اس نے پھر بھی وہی جواب دیا کہ چاروں رکعت ملیں میں نے جوتہ نکال کر مارنا شروع کیا اس نے چلاّنا شروع کیا میں نے کہا میں مارتا ہوں تو چلاّ تا رہ دیکھیں کون تھکتا ہے اس نے کہا اچھا اچھا اب بتاتا ہوں مجھے صرف تعوذ اخیرہ ملا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

نماز کے بعد میں نے دونوں کو پکڑا

طلبہ میں چرچا ہوا کہ مفتی صاحب کو یہ سب باتیں کون بتاتا ہے کہ کوئی بھی کچھ شرارت کرتا ہے تو فوراً مفتی صاحب کو علم ہو جاتا ہے ایک نے کہا کہ کوئی سی۔ آئی۔ ڈی۔ ہے جو سب بات بتاتا ہے دوسرے نے کہا کہ سی آئی ڈی کو کب اور کیسے بتا دیا حضرت نے سلام پھیرا اور فوراً فلاں کو پکڑ کر پوچھا۔ کوئی مفتی صاحب سے ملا بھی نہیں کسی نے کچھ کہا بھی نہیں سی۔ آئی۔ ڈی نے کیسے بتا دیا دو لڑکوں نے کہا کہ ہم شرارت کریں گے اگر جا بار پتہ چل گیا تو جانیں چنانچہ وہ دونوں تیسری صف میں کھڑے ہوئے ایک نے دوسرے کو چونٹی بھری اس نے اس کے کہنی ماری میں اگلی صف میں تھا۔ نماز کے بعد میں نے دونوں کو پکڑا اور ایک سے کہا کہ تو نے اس کے چونٹی بھری دوسرے سے کہا کہ تو نے اس کے کہنی ماری انھوں نے اقرار کیا اور معذرت کی کہ آئندہ ہرگز ایسا نہ کریں گے۔

جوتہ چور کی گرفت

ایک طالب علم کے جوتے چوری ہو گئے اس نے آکر شکایت کی میں نے ایک طالب علم کو پکڑ کر کہا کہ دیکھ فلاں کونے میں کواڑ کے پیچھے تو کسی نے ایک جوتے نہیں رکھدیئے اس نے جا کر دیکھا اور جوتے اٹھا کر لے آیا کہ جی ہاں رکھے تھے واقعہ یہی تھا کہ جوتے اسی نے چھپائے تھے۔

مولانا مسیح اللہ صاحب سے تعلقات

ارشاد فرمایا کہ مولانا مسیح اللہ خانصاحب مجاز حضرت تھانوی سے میرے تعلقات طالب علمی کے زمانہ سے ہیں دو عمر

میں مجھ سے کچھ چھوٹے ہیں مگر علم و عمل میں بہت بڑے ہیں اس وقت آپس میں ہنسی مذاق بھی ہوتی تھی لیکن جب سے مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ ان کو حضرت تھانوی کی طرف سے خلافت مل گئی میں نے ان کے ساتھ ہنسی مذاق کا معاملہ بند کر دیا اور کہدیا کہ اب میں آپ سے ہنسی مذاق کا معاملہ نہ کروں گا بلکہ جس طرح عقیدتمند خادم حاضر ہوتا ہے احترام کے ساتھ حاضر ہوا کروں گا انھوں نے فرمایا کہ نہیں آپکو اسی طرح رہنا ہوگا میں نے عرض کیا کہ اب تو وہ ہو گیا چنانچہ اس کے بعد سے عقیدت مندانہ ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہوتا ہوں وہ بھی شفقت و محبت کے ساتھ ملتے ہیں اپنے برابر میں بٹھاتے ہیں میں کہدیتا ہوں کہ اس مٹی کے ڈھیر کو اٹھا کر جہاں چاہے رکھدو۔

غیر رمضان میں ہر روز نصف قرآن اور رمضان میں پورے قرآن کا معمول

ایک طالب علم سے پوچھا جو قرآن پاک حفظ کرتے تھے کہ کتنا پارہ سناتے ہو انھوں نے بتایا آدھا پارہ اس پر فرمایا کہ میں نے مدت دراز تک نصف قرآن ہر روز نماز میں پڑھا اور رمضان میں ہمیشہ ہر روز ایک قرآن پورا کرنے کا معمول ہے۔

کتاب دینے میں بھی تو تکلیف ہو سکتی ہے

مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ کے ایک طالبعلم حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت کے پاس عرفان محبت ہے، فرمایا ہے اس نے کہا کہ مجھے امید تھی کہ حضرت کے پاس ضرور ہوگی فرمایا آپکی امید برقرار ہے ختم نہیں ہوئی پھر فرمایا اس عرفان سے مجھے تو معرفت حاصل نہیں ہوئی میری پرواز سے اونچی کتاب ہے اس کے بعد ان سے فرمایا رات کھانا کہاں کھایا اس نے کسی طالب علم کا نام ذکر کیا کہ فلاں طالب علم کے ساتھ کھالیا تھا حضرت والا نے فرمایا تم مجھ سے ملاقات کیلئے آئے تھے یا ان کی جواب دیا حضرت کی ملاقات کیلئے اور کتاب لینے کی غرض سے ہی حاضر ہوا تھا فرمایا پھر کھانا میرے ساتھ ہی کھانا چاہیئے تھا اگر وہاں کھانا تھا مجھ سے اجازت لے لیتے میں اجازت دے دیتا طالب علم نے کہا میں نے خیال کیا کہ یہاں کھانا کھانے میں حضرت کو تکلیف ہوگی اس لئے وہاں کھالیا فرمایا کتاب دینے میں بھی تو

تکلیف ہو سکتی ہے (یعنی کتاب طلب کرنے میں یہ خیال کیوں نہ کیا) اب ان کو تنبیہ ہوا اور غلطی کی معذرت کی اس کے بعد فرمایا کتاب خریدنا چاہتے ہو یا ہدیۃً یا مستعار لینی ہے اس نے کہا مستعار فرمایا کب واپس کروگے اس نے ایک ماہ پر واپسی کیلئے کہا حضرت نے عنایت فرمادی۔

اب بات پوری ہوئی

مدرسہ شاہی مراد آباد کے ایک طالب علم نے (جو حضرت کے مہمان تھے) واپسی کی اجازت طلب کی اور یوں کہا میں جانا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا کہاں جانا چاہتے ہو اس نے کہا مدرسہ واپس جانا چاہتا ہوں فرمایا اب بات پوری ہوئی بات پوری کہنی چاہیئے بغیر ظرف کے بات تو پوری نہیں ہوتی۔ ان دونوں واقعوں سے مہمان کا خیال و اکرام صفائی معاملات آداب معاشرت مواعظ حسنہ جیسے اوصاف ظاہر ہیں صفائی معاملات آداب معاشرت کی طرف تو عموماً توجہ ہی نہیں ہوتی اور اس کوتاہی میں طلباء علماء دیندار عوام بھی شامل ہیں گویا ان چیزوں کو دین کا جزء ہی نہیں سمجھا جاتا۔

عیسائیوں کے اسلام کو باطل کہنے سے خود انکے مذہب کا بطلان لازم آتا ہے

ارشاد فرمایا کہ افریقہ میں ایک پادری نے شائع کرایا کہ مذہب اسلام باطل ہے اس کا نبی کاذب ہے مسلمانوں میں ہیجان پیدا ہوا کہ کیا کرنا چاہیئے میں نے کہا کہ اصولی جواب دیجئے وہ یہ کہ مذہب اسلام کو باطل کہنے اور اس کے نبی کو کاذب کہنے سے خود ان کے مذہب کا باطل اور ان کے نبی کا کاذب ہونا لازم آتا ہے اس واسطے کہ ان کے نبی کے بارے میں انجیل سے نقل کرکے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** ، مگر اس جواب کے جانے سے پہلے ہی اس نے معافی شائع کرائی کہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔

بس ہو گئی دعا تو

ایک صاحب نے رخصت کے وقت دعا کی درخواست کی تو فرمایا اللہ کے سپرد اس کے بعد فرمایا کہ حضرت تھانوی سے جب میرا پہلی بار مصافحہ ہوا رخصت کیلئے تو فرمایا خدا کے سپرد جی میں داعیہ تھا کہ دعا کی درخواست کردوں گا مگر حضرت نے خود ہی فرمایا

خدا کے سپرد میں نے سمجھا کہ بس ہو گئی دعا تو اب کیا درخواست کروں۔

وقت گزارنے کا طریقہ بتلا دوں گا

ایک طالب علم نے ایک کھیل کے متعلق سوال کیا حضرت نے فرمایا کیوں کھیلتے ہو؟ اس نے جواب دیا وقت پاس کرنے کو کھیلتے ہیں اس پر فرمایا کہ وقت پاس کرنے کیلئے یہاں آجایا کریں وقت گزارنے کا طریقہ بتلا دوں گا کتاب دیدوں گا کہ یہاں سے یہاں تک یاد کر کے سنائیں، اس کے بعد فرمایا وقت حق تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اسے غبار سمجھ کر پھینکدینا بڑی ناقدری ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے اشرفیوں کا ڈھیر کسی کے سامنے ہو اور وہ ایک ایک اٹھا کر پھینکتا رہے۔ ؎ ترا ہر سانس نخل موسوی ہے، یہ جزر و مد جواہر کی لڑی ہے،

قبر میں تو دو ہی ہوں گے

ایک طالب علم نے حضرت والا کے پیر دبانے شروع کئے ان کو دیکھ کر دوسروں نے بھی دبانے شروع کئے حضرت نے فرمایا کہ یہ بیماری ایسی ہے کہ اڑ کر دوسروں کو لگتی ہے حالانکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لا عدویٰ ولا طیرۃ یعنی ایک کی بیماری دوسروں کو نہیں لگتی کذا فی المرقات ج ۹ ص ۳ ، پھر پیر دبانے والوں کی زیادہ تعداد دیکھ کر فرمایا کہ قبر میں تو دو ہی ہوں گے منکر اور نکیر ایک تیسرے کا نام اور آیا ہے ناکور۔

مصرع پر مصرع

ارشاد فرمایا کہ پہلے بچوں کو گلی کوچوں میں یہ پڑھتے ہوئے سنا کرتا: ؎ دنیا میں غریبوں کو آرام نہیں ملتا ، جواب نہیں سنتا نیز اس سے آگے معلوم نہیں کیا ہے شاید یہ ہو ؎ روتے ہیں تو ہنسنے کا پیغام نہیں ملتا۔

ان سے مرعوب ہو کر پڑھتے ہیں

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے میرے پاس لکھا کہ کسی غیر مسلم منسٹر کے مرنے پر توریت، انجیل گیتا وغیرہ کتب پڑھی جاتی ہیں مسلمان قرآن کریم پڑھتے ہیں ایصال ثواب کا تو کوئی سوال نہیں البتہ غیر مسلموں کو مرعوب کرنے کیلئے پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟ میں نے جواب میں لکھا کہ ان کو مرعوب کرنے کیلئے کون پڑھتا ہے ان سے مرعوب ہو کر پڑھتے ہیں۔

اجازت لئے بغیر حاضری پر طالب علم کو تنبیہ

مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل ، گجرات ، کے ایک طالب علم جو ہدایہ وغیرہ پڑھتے تھے حاضرِ خدمت ہوتے حضرت دامت برکاتہم نے ان سے معلوم فرمایا کہ یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہو انھوں نے کہا کہ جناب کی خدمت میں رہنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں دریافت فرمایا کہ میری خدمت میں رہ کر کیا کروگے عرض کیا اپنی تربیت آپ نے معلوم فرمایا کہ یہاں آنیکی اجازت طلب کی تھی انھوں نے عرض کیا کہ نہیں میں تو اس خیال سے آیا ہوں کہ وہیں جا کر اجازت لے لوں گا حضرت نے فرمایا کہ اجازت میں تو دونوں احتمال ہیں مل بھی سکتی ہے نہیں بھی مل سکتی تو کیا اجازت نہ ملنے پر واپس چلے جاؤ گے اس پر وہ خاموش ہوگئے آپ نے فرمایا کہ یہ طریقہ غلط ہے اگر آپ پہلے خط کے ذریعہ اجازت طلب کر لیتے تو تمہارے مناسب جو بات ہوتی یہاں آنے کی یا وہیں رہ کر کام کرنے کی وہ بتلا دیجاتی ۔

کیا امام ابوحنیفہؒ کی روایت سے صحیحین کا خالی ہونا ان کے حدیث میں کمزور ہونیکی دلیل ہے

ارشاد فرمایا کہ مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ صحیحین (بخاری ومسلم) امام ابوحنیفہؒ کی روایت سے خالی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحبؒ حدیث میں کمزور تھے میں نے عرض کیا کہ امام شافعیؒ تو مشہور محدث ہیں صحیحین ان کی روایت سے کیوں خالی ہیں ؟ نیز امام بخاری کے استاذ امام احمد ابن حنبلؒ ہیں مدت تک امام بخاریؒ ان کی خدمت میں رہے لیکن بخاری میں ان سے صرف ایک روایت لی ہے وہ بھی احمد بن حسن کے واسطے سے باب کم غزی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ج۲ صفحہ ۵۶۴ پر ، اور تین مقام پر ان کا تذکرہ بغیر روایت کے ہے کہیں قال احمد کے لفظ سے کہیں ذکر لنا کے لفظ سے مثلاً ج۱ صفحہ ۲۵۶ پر حدیث شہران لا ینقصان شہرا عید الخ کے تحت ہے قال احمد بن حنبل ان نقص رمضان تم ذو الحجۃ وان نقص ذو الحجۃ تم رمضان ، معلوم ہوا کہ صحیحین کا امام صاحب کی روایت سے خالی ہونا ان کے حدیث میں کمزور ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی ورنہ امام شافعیؒ وامام احمدؒ جیسے مشہور محدثین کو بھی ضعیف کہنا پڑے گا اور آپ اس کیلئے تیار نہوں گے ۔

میرے تعویذ کی کسی سے لڑائی نہیں

ایک صاحب نے اپنے کسی مریض کے لئے تعویذ طلب کیا تو مولانا ابراہیم صاحب افریقی سے فرمایا کہ ان کو اکیس نمبر کا تعویذ دیدو اس کے بعد فرمایا کہ اب چیزوں کے نمبر ہو گئے بسوں کے بھی نمبر ریل کے بھی نمبر فتوؤں کے بھی نمبر نام کے بھی نمبر تعویذ کے بھی نمبر سہی۔ مولانا موصوف نے ان کو تعویذ دیدیا تو انھوں نے دریافت کیا کہ حضرت مریض پہلے سے ایک تعویذ پہنے ہوئے ہے کیا اس کو اتار دے۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ بھئی میرے تعویذ کی کسی سے لڑائی نہیں آپ کو اختیار ہے، اسکو پہنے رکھیں یا اتار دیں۔

یہ رقم مذکورہ کی بیقدری تو نہیں ہو گئی

رمضان شریف ۱۴۰۰ھ دیوبند مسجد چھتہ میں گزارا کسی صاحب نے کچھ رقم معتکفین حضرات پر خرچ کرنے کیلئے ارسال کی تو ان صاحب کو جواب لکھایا کہ جو معتکفین یہاں آئے ہیں وہ اپنی روزی ساتھ لیکر آئے ہیں اس رقم کے بھروسہ پر نہیں آئے آپ خود تشریف لاتے تو بہتر ہوتا اس کے بعد ایک صاحب کو فرمایا کہ یہ رقم مذکورہ کی بیقدری تو نہیں ہو گئی ان کے خاموش رہنے پر فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے پاس ایک شخص آیا اور نوٹوں کی گڈی حضرت کے پاس لاکر رکھدی حضرت نے ان کو دور پھینکا قریب تھا کہ حوض میں گر جائیں پھر فرمایا کہ میں تو تمہاری زندگی چاہتا ہوں۔ خون چاہتا ہوں۔ کیا یہ کاغذ زندگی کا بدل بن جائیں گے

اچھے موقع پر یاد دلایا

مفتی ابو القاسم صاحب بنارسی نے عرض کیا کہ حضرت نقاہت بہت زیادہ ہے تراویح بیٹھکر ادا فرمالیا کیجئے تو ارشاد فرمایا کہ اچھے موقع پر یاد دلایا، پھر فرمایا کہ لکھنؤ میں ایک نواب زادے اپنی دلہن کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اسی دوران ایک سانپ نکل آیا تو وہ دلہن کہتی ہے سانپ سانپ آپ بھی اس کے ہم زبان ہو کر کہتے ہیں سانپ سانپ۔ نواب زادے نے کہا کسی مرد وے کو بلانا اس پر بیگم صاحبہ نے کہا کہ آپ بھی تو مرد ہیں تو کہتے ہیں اچھے وقت پر یاد دلایا۔ لاؤ تو ذرا میری چھڑی اتنے میں چھڑی آئی وہ سانپ غائب ہو گیا۔

مولانا عبد القادر صاحب طرابلسی سے ملاقات اور انکا مولوی احمد رضا خان کا واقعہ سنانا

ارشاد فرمایا کہ جب میں پہلی بار ۱۳۲۳ھ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو ایک بخاری صاحب نے میری ملاقات
مولانا عبدالقادر طرابلسی سے کرائی انھوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ ہندوستان میں مولوی احمد رضا خاں
اور علماء دیوبند میں جو شدید اختلاف تھا وہ اب بھی ہے؟ میں نے کہا طرابلس کہاں ہند کہاں آپ کو
کیسے معلوم ہوا آپ کیا جانیں مولوی احمد رضا خاں اور علماء دیوبند کے اختلاف کو، انھوں نے کہا کہ گذر
ہوا مولوی احمد رضا خاں میرے پاس کچھ تحریرات لائے جو اردو میں تھیں علماء دیوبند کی طرف ان کو منسوب
کرکے فتوی چاہا میں نے کہا کہ یہ سب تحریرات اردو زبان میں ہیں جس کو میں جانتا نہیں پھر کیسے فتوی
دوں انھوں نے کہا کہ میں ان کا عربی میں ترجمہ کئے دیتا ہوں میں نے کہا کہ آپ تو مدعی ہیں آپ کا ترجمہ
کیسے قابل قبول ہوگا، اس پر انھوں نے میرے ایک شاگرد کو راضی کر لیا انھوں نے عربی میں ترجمہ کر دیا
اس پر میں نے قیودات کے ساتھ اس طرح فتوی دیا کہ اگر یہ تحریرات علماء دیوبند ہی کی ہیں اور یہی ان کا
مطلب ہے سیاق وسباق سے مطلب بدل نہیں جاتا ان کی یہی نیت ہے تو یہ کفریہ عبارات ہیں اس کے
بعد ان کی کتاب حسام الحرمین چھپی اس میں میں نے اپنا فتوی دیکھا تو وہ محرف تھا میرے الفاظ کو بدل دیا
تھا جس سے میں نے سمجھا کہ یہ شخص اہل دیانت میں سے نہیں ۔

میری بکواس کیا سناتے ہو

رمضان شریف ۱۴۰۷ھ مسجد چھتہ دارالعلوم دیوبند میں گزرا بعد تراویح ووتر وغیرہ مفتی ابوالقاسم صاحب بنارسی نے حضرت
کے وہ مواعظ سنانے چاہے جو سال گذشتہ رمضان ۱۴۰۶ھ میں مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل ۔ گجرات ۔
میں بحالت اعتکاف بعد تراویح ہوئے تھے تو ارشاد فرمایا ارے کسی بزرگ کی لکھی ہوئی کتاب پڑھو میری
بکواس کیا سناتے ہو اس کے بعد خود مکاتیب رشیدیہ اٹھا کر دی اور اس میں سے مولانا صدیق احمد صاحب
انبیٹھوی خلیفہ حضرت گنگوہی کے نام حضرت گنگوہی کے خطوط پڑھنے کیلئے فرمایا جن میں حضرت گنگوہی
کی تواضع وانکساری کے مضامین تھے حسب ارشاد وہ سنائے گئے ۔

جیسا موقع ویسا ہی خطبہ وقراۃ

ارشاد فرمایا کہ ایک جگہ بارش کے موقع پر مجھے جمعہ پڑھانے کیلئے کہا گیا میں نے نہایت مختصر خطبہ پڑھا

اور معوذتین پڑھ کر نماز پوری کر دی کچھ لوگ جمعہ سے رہ گئے انھوں نے عرض کیا کہ اتنا مختصر خطبہ اور قرأۃ آپ نے کی کہ ہمارا جمعہ فوت ہو گیا میں نے کہا کہ آپ کے انتظار میں طویل خطبہ و قرأۃ سے کیا اتنے سارے لوگوں کو بارش میں بھگو دیتا جیسا موقع ہو ایسا ہی خطبہ و قرأۃ ہونی چاہیے[1]۔

پنکھے سے ہوا کرنے کا ثبوت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنیؒ پنکھے پر نکیر کیا کرتے تھے فرماتے تھے کہیں آلہ سے ہوا کرنا حدیث سے ثابت ہے؟ ایک مرتبہ سہارنپور تشریف لائے میں نے حضرت شیخؒ سے چپکے سے عرض کیا کہ پنکھے سے ہوا کرنا حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہؓ نمازیوں کو پنکھا جھلتے پھرتے تھے شیخ نے فرمایا اچھی بات ہے کتاب لے آؤ تنہائی میں گفتگو کریں گے چنانچہ تنہائی میں شیخ نے عرض کیا کہ پنکھا کرنا حدیث سے ثابت ہے حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہاں کی حدیث ہے؟ شیخ نے فرمایا بخاری مسلم کی حدیث تو ہے نہیں باقی وہ ایسی کتاب کی حدیث ہے جو دارالعلوم کے مہتمم مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ کی تصنیف ہے اور شیخ الادب والفقہ والمفتی مولانا اعزاز علی صاحبؒ نے اس کی شرح بھی کی ہے اور حوالہ بھی نقل کیا ہے دارالعلوم میں داخل نصاب بھی رہی ہے اس کا نام ہے قصیدۃ لامیۃ المعجزات، پھر وہ حدیث بتلائی اس پر حضرت مدنی خاموش ہو گئے اور اس کے بعد پنکھے پر نکیر فرمانا ترک کر دیا۔

یہ طریقہ تو مفید نہیں

ارشاد فرمایا کہ ایک روز میں عشاء کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے باہر نکلا ایک صاحب ملے اور کہنے لگے کہ حیلہ کیا ہوتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ اس کا نام حیلہ رکھ لیں اس کا نام مخرج ہے جس کا مطلب ہے کسی بلیہ سے نکلنے اور بچنے کا طریقہ، حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد سورۂ طلاق میں ہے ومن یتق اللّٰہ یجعل لہٗ مخرجا، اور دلیل اس کے جواز کی حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے سورہ ص میں حضرت ایوب علیہ السلام کو خطاب فرماتے ہوئے وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہٖ[2]، تفصیلی بحث مطلوب ہو تو قیام گاہ پر تشریف لائیے الخ

---

[1] وصح انہ علیہ السلام قرأ بالمعوذتین فی الفجر حین سمع بکاء صبی، در مختار ج ۱ ص ۴۹۷ سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

[2] اس کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت ایوبؑ کی بیماری کے زمانے میں ایک بار شیطان ایک طبیب کی شکل میں

(باقی بر صفحہ آئندہ)

کے ساتھ بیٹھکر گفتگو ہوجاتے گی یہ کیا کہ میں مسجد سے نکلا اور آپ راستہ میں کھڑے کھڑے بحث کرنے لگے یہ طریقہ تو مفید نہیں۔ پھر فرمایا کہ جس حیلہ سے ابطال حق غیر ہو نہ کسی حکمت وغرض شرعی کا ابطال ہو تو وہ جائز ہے۔

فوٹو کو احترام کیساتھ رکھنے کی گنجائش نہیں

ارشاد فرمایا کہ سرائے میر مدرسہ میں حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھولپوری کے ایک عزیز سے ملاقات ہوئی انھوں نے بہت اہتمام سے کہا کہ ایک خاص چیز دکھاتا ہوں اور بہت احترام کے ساتھ ان کا فوٹو ہے جو انھوں نے حج کیلئے کھنچوایا ہوگا۔ لاکر دکھایا کہ یہ حضرت کا فوٹو ہے میں نے اس کو لیکر پھاڑ دیا کہ فوٹو کو اس احترام کے ساتھ رکھنے کی کوئی گنجائش نہیں اس نے کہا کہ میرے پاس تو ایک اور ہے میں نے کہا کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں نے اس فوٹو کے ساتھ کیا کیا اس نے کہا کہ ہاں میں بھی اس کو پھاڑ دوں گا۔

حضرت زاد مجدہ پر تواضع اور عبدیت کا غلبہ

عرض کیا گیا کہ حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی صاحب عرفان محبت ہیں آپ کا ذکر بہت محبت سے فرماتے ہیں ارشاد فرمایا محب کو محبوب کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے ان کو اللہ سے محبت ہے اس لئے اللہ کی سب مخلوق سے محبت ہے۔ اہل اللہ اہل حق کا کسی سے محبت فرمانا دلیل کمال سمجھا جاتا ۔۔۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) حضرت ایوبؑ کی بیوی کو ملا اس سے انھوں نے طبیب سمجھ کر علاج کی درخواست کی اس نے کہا اس شرط سے کہ اگر ان کو شفا ہوجاوے تو یوں کہدینا کہ تو نے ان کو شفا دی اور کچھ نذرانہ نہیں چاہتا انھوں نے حضرت ایوبؑ سے ذکر کیا انھوں نے فرمایا بھلی مانس وہ تو شیطان تھا میں عہد کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو شفا دے تو میں تجھکو سو قمچی ماروں گا صحت کے بعد حضرت ایوبؑ نے اپنی قسم پورا کرنیکا ارادہ کیا مگر چونکہ بیوی نے ان کی بہت خدمت کی تھی اور ان سے کوئی گناہ بھی صادر نہ ہوا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ان کے لئے تخفیف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اے ایوبؑ تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو جس میں سو سینکیں ہوں اور اپنی بیوی کو اس سے مارو اور اپنی قسم نہ توڑو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بیان القرآن ج ۱۰ ص ۱۔ سورہ ص۔

مگر حضرت والا پر کس درجہ تواضع وعبدیت کا غلبہ ہے کہ اپنے آپ کو کس طرح عام مخلوق کے اندر شامل فرمایا جس سے حضرت والا کی قلبی کیفیت کی ترجمانی ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو عام مخلوق کے اندر شامل سمجھتے ہیں اپنے واسطے کوئی امتیاز یا اپنی طرف کسی کمال کی نسبت گوارہ نہیں۔

آپ کو کس نے بہکا دیا

ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت گھٹنوں میں درد ہے فرمایا کیا بات ہے یہ تو بزرگی کی علامت ہے حضرت مدنی رح کے بھی آخر عمر میں گھٹنوں میں درد ہوا حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کے گھٹنوں میں بھی درد ہوا اور بھی دوسرے بزرگوں کے گھٹنوں میں درد ہوا انھوں نے عرض کیا کہ حضرت دعا کر دیجئے فرمایا کہیں درد کے ساتھ بزرگی بھی نہ جاتی رہے ہاں اس طرح دعا کرتا ہوں کہ درد زائل ہوجائے اور بزرگی باقی رہے پھر فرمایا کہ درد حق تعالیٰ شانہٗ کی نعمت ہے جس کو ہم ضعف کے سبب برداشت نہیں کر سکتے اور صحت بھی حق تعالیٰ شانہٗ کی نعمت ہے اس واسطے اس طرح دعا کرنی چاہیئے کہ یا اللہ درد کی نعمت کو صحت کی نعمت سے بدل دے انھوں نے عرض کیا کہ حضرت ہماچل جانا ہے اس پر فرمایا کہ آپ کو کس نے بہکا دیا کہ آپ کے گھٹنوں میں درد ہے جس کے گھٹنوں میں درد ہوگا وہ اتنا لمبا سفر کیسے کرے گا۔

زنانہ مکان میرے پاس نہیں

ارشاد فرمایا کہ میرے پاس ایک صاحب نے خط لکھا کہ میں تین روز کیلئے آپ کی خدمت میں آنا چاہتا ہوں میں نے ان کو اجازت دیدی جب یہاں آئے تو اہلیہ کو بھی ساتھ لے آئے میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اپنے آنے کی اجازت طلب کی تھی، بیوی کو کیوں ساتھ لے آئے آپ کو معلوم تھا کہ میں مدرسہ کے کمرہ میں رہتا ہوں زنانہ مکان میرے پاس نہیں ہے اس پر وہ خاموش نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بیچاری کمرہ کے سامنے چٹائی پر شام تک بیٹھی رہی اور یہ شام ہونے پر اسی روز بیوی کو لیکر واپس ہو گئے گھر جاکر پھر معذرت نامہ لکھا۔

شیعوں کے مجتہد صاحب سے ملاقات اور انکی بعض کتب کے متعلق سوالات

ارشاد فرمایا کہ جونپور اسٹیشن پر ایک صاحب سے ملاقات ہوئی کسی نے بتایا کہ یہ مجتہد صاحب ہیں شیعوں کے بڑے عالم ہیں یونیورسٹی میں۔ پڑھاتے ہیں میں نے سوچا کہ ان سے استفادہ کرنا چاہیے میں نے پوچھا کہ کافی کلینی آپ کے یہاں کیسی کتاب ہے؟ انھوں نے بتلایا کہ اس میں دونوں طرح کی روایت ہیں حالانکہ یہ ان کے یہاں اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اسی میں حدیث نحن معشر الانبیاء لانورث ماترکناہ صدقۃ ہے میں نے کہا منہج الصادقین کیسی ہے؟ کہا اس میں بھی دونوں طرح کی روایت ہیں۔ اس میں متعہ کے بڑے فضائل ہیں جس کے ذریعہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو پہنچا جا سکتا ہے میں نے کہا البرہان فی تفسیر القرآن کیسی ہے جواب دیا کہ وہ بہت عمدہ اور معتبر کتاب ہے حالانکہ اس میں سورہ حجرات کی آیت ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان کے بارے میں لکھا ہے کہ اس میں ایمان سے مراد رابع ہیں اور کفر سے مراد اول اور فسوق سے مراد ثانی اور عصیان سے مراد ثالث ہیں یعنی خلفاء اربعہ کی شان میں ہے اسی طرح حق تعالیٰ کا قول وضرب اللہ مثلا للذین آمنوا امراۃ فرعون الخ کے بارے میں ہے کہ اس میں فرعون سے مراد حضرت عثمان ؓ ہیں مال و دولت کی وجہ سے ان کو فرعون سے تعبیر کیا گیا اور امراۃ فرعون سے مراد حضرت رقیہ ؓ ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ ہمارے یہاں سُنیّوں کے بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ کسی بچہ کی ختنہ کراتے ہیں تو ختنہ میں کٹنے والی کھال کو اپنے منہ میں رکھ لیتے ہیں مجھے اس پر جوش آگیا جی میں آیا کہ اس کا جواب دوں مگر ضبط کیا کسی نے عرض کیا کہ حضرت کیا جواب دیتے فرمایا یہ کہتا باقی آپ لوگوں کے لئے۔۔۔۔۔۔

عید کا چاند اتنا زود ہضم نہیں

ارشاد فرمایا کہ میں ایک دفعہ مسجد چھتہ میں معتکف تھا انتیسویں رمضان کو میں نے لوگوں سے کہا کہ

چاند کو تلاش کریں لوگوں نے چاند کی تلاش کی مکان کی چھتوں پر بھی چڑھ کر دیکھا مغرب کے بعد پھر میں نے کہا کہ اور تلاش کرو۔ چاند کو تو ایک صاحب نے کہا کہ چاند تو ہو گیا میں نے پوچھا کس نے دیکھا انھوں نے کہا میں نے دیکھا میں نے دریافت کیا کہ نماز سے پہلے دیکھا یا بعد میں کہنے لگے پہلے۔ میں نے کہا کہ ابھی کسی کو بتلایا تو نہیں کہنے لگے نہیں میں نے کہا کہ عید کا چاند اتنا زود ہضم نہیں کہ اس کو دیکھ کر خاموشی اختیار کر لی جائے کسی سے بتایا نہ جائے جبکہ دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے مکان کی چھت پر چاند کو تلاش کر رہے تھے اور انھوں نے کسی کو نہیں بتلایا خاموشی کے ساتھ آئے اور نماز پڑھ لی اب کہتے ہیں کہ چاند ہو گیا میں نے تو اسی واسطے ان کی شہادت رد کر دی تھی چنانچہ ان کے علاوہ کہیں بھی کسی نے شہادت نہیں دی چاند دیکھنے کی۔

نکتہ چینی ہمارا کام نہیں

عرب سے آئے ہوئے لوگوں میں سے ایک صاحب نے کہا کہ حضرت سعودی حکومت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ موسم حج میں وہاں جاتے ہیں حجاج کیلئے سہولیات، رعایات، حسن انتظام دیکھتے ہیں اس کے علاوہ ہمیں معلوم نہیں یہ بات آپ وہاں کے رہنے والوں سے دریافت کریں جن کو ہمیشہ واسطہ پڑتا ہے وہ صحیح جواب دے سکیں گے ہم تو اتنا دیکھتے ہیں کہ کتنے لاکھ کا مجمع مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ میں ہوتا ہے سب کو ہوٹلوں میں کھانا ملتا ہے سب کو نلوں میں پانی ملتا ہے سب کو سواری ملتی ہے سب کو طواف وسعی کا موقع ملتا ہے رمیِ جمار کا موقع ملتا ہے قربانی کے لئے جانور ملتا ہے بس ہم نے تو مناسک ادا کئے مدینہ طیبہ میں زیارت کر کے چلے آئے ان امور کے علاوہ دوسرے امور پر نکتہ چینی ہمارا کام نہیں۔

شیطان کو کس نے بہکایا

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ ناظم مظاہر علوم سہارنپور کے ساتھ میں ایک دفعہ سفر میں تھا ریل میں ایک صاحب نے موصوف سے معلوم کیا کہ آپ لوگ کہتے ہیں آدمیوں کو شیطان بہکاتا ہے میں پوچھتا ہوں کہ شیطان کو کس نے بہکایا مولانا نے فرمایا ایسی باتوں میں نہیں پڑا کرتے اور کوئی جواب دیا میں نے

عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے ساتھ جھک کرلوں میرے دماغ کا کیڑا اچھل رہا ہے، انھوں نے اجازت دیدی میں نے ان صاحب سے پوچھا آپ کا نام کیا، کہاں رہتے ہو، کیا کرتے ہو، انھوں نے بتلایا کہ میرا فلاں نام ہے فلاں جگہ کا رہنے والا ہوں، زمین داری ہے میں نے کہا آپ کے یہاں بھینس بھی ہوگی دودھ بھی ہوتا ہوگا چائے بھی پکتی ہوگی روٹی بھی پکتی ہوگی سالن بھی پکتا ہوگا اس نے کہا سب کچھ ہوتا ہے میں نے کہا بیچ بیچ بتاؤ چائے کو کس نے گرم کیا توے کو کس نے گرم کیا روٹی کو کس نے گرم کیا سالن کو کس نے گرم کیا ان سب کا جواب اس نے دیا آگ نے گرم کیا اس پر میں نے پوچھا ذرا بتلایئے آگ کو کس نے گرم کیا بولے آگ تو خود گرم ہے اس کو کون گرم کرتا میں نے کہا اسی طرح شیطان کو سمجھ لیجئے وہ لوگوں کو بہکاتا ہے رہا وہ سو خود بہکا ہوا ہے اس کو کسی نے نہیں بہکایا اس نے کہا ہاں جی دیکھو اب سمجھ میں آگئی بات۔

نماز روزہ کا وعدہ کرو

میں نے ان سے پوچھا نماز پڑھا کرتے ہو کہا عید بقرعید کی پڑھ لیتا ہوں میں نے کہا روزہ رکھتے ہو؟ اس نے کہا روزہ میں نے کبھی نہیں رکھا میں نے کہا کہ اگر تمہارا ایک ملازم ہو اور اس کو تم پانچ روپیہ ماہوار تنخواہ دیتے ہو اس کو تم نے پیسے دیئے کہ ڈاک خانہ سے کارڈ لے آؤ اور اسوقت ڈاک نکلنے میں صرف آدھا گھنٹہ باقی ہے اور آپ کو جلدی خط بھیجنا ہے اس نے پوچھا کہ خط کہاں لکھو گے تم نے کہا بیٹے کے پاس وہ پوچھے بیٹا کہاں ہے تم کہو کہ بمبئی ہے وہ پوچھے کیا لکھو گے بیٹے کو تم بتاؤ کہ اس کو بلانا ہے اس کی شادی کرنی ہے وہ پوچھے شادی کہاں کرنی ہے تم بتلاؤ فلاں جگہ کرنی ہے فلاں شخص کی لڑکی سے وہ پوچھے مہر کتنا ہوگا لڑکی کو کیا کیا جہیز دوگے غرض آدھا گھنٹہ سارا اسی میں گذر جائے تو تم اس کے ساتھ کیا معاملہ کروگے اس نے کہا بس کوئی مولوی ہوں جو اس طرح سے جواب دیتا رہونگا میں تو ماروں گا اس کے ایک دھپ، اور کہوں گا تجھے کیا مطلب اس سے کہ کہاں لکھوں گا خط تجھے جو کچھ کہا ہے وہ کر کارڈ لے کر آ تجھے ان چیزوں سے کیا مطلب میں نے کہا تم جو اس کے دھپ مارو گے اس پر حکومت چلاؤ گے صرف اس بات کی وجہ سے ہی نا کہ تم اسے پانچ روپیہ تنخواہ دیتے ہو، ا

کچھ اور وجہ بھی ہے کیا تم نے اس کو پیدا کیا ہے اس کے ہاتھ پیر آنکھ ناک وغیرہ کچھ بنایا ہے اس کی زندگی اور موت تمہارے قبضے میں ہے کچھ نہیں اب سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا تمہارے آنکھ ناک وغیرہ بنائی تم کو روزی دیتا ہے تمہاری موت وزندگی اس کے قبضہ میں ہے تم اس کا حکم تو پورا کرتے نہیں نہ نماز پڑھتے ہو نہ روزہ رکھتے ہو بے تکے غیر متعلق سوالات کرتے ہو کہ شیطان کو کس نے بہکایا اس پر اللہ تعالیٰ کو کتنا غصہ آتا ہوگا جب ہی اس نے دونوں ہاتھ سے اپنے کان پکڑے کہ جی واقعی غلطی ہوگئی میں نے تو کہا کہ صرف اتنا تو کافی نہیں نماز روزہ کا وعدہ کرو اس نے کہا آج منگل ہے بدھ جمعرات کی تو مجھے معافی دیدو گھر جاکر نہا دھو کر جمعہ سے نماز شروع کردوں گا میں نے کہا نماز کس کیلئے پڑھوگے اللہ کے واسطے پڑھوگے یا میرے واسطے پڑھوگے نماز تو اللہ کا حکم ہے اس کو معاف کرنے والا میں کون میرے معاف سے معاف تھوڑا ہی ہوجائے گی اب وہ پریشان ہوا میں نے کہا اچھا ایک بات کرلو کہ جبتک نہا دھو کر نماز نہیں پڑھ لوں گا کھانا نہیں کھاؤں گا اس پر کہا کہ آج تو ہم برے پھنسے میں نے کہا کہ یہ پھنسنے کیلئے بھی شیطان نے ہی بہکایا تھا تاہم اس نے وعدہ کرلیا یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ اس نے وعدہ پورا کیا یا نہیں۔

ناجنس کی صحبت میں بیٹھے ہیں

ارشاد فرمایا کہ میں بھوپال کے اجتماع میں گیا ہوا تھا مولانا محمد منظور صاحب نعمانی بھی وہاں تشریف فرما تھے وہ میرے پاس ایک صاحب کو لے کر آئے اور کہا کہ ذرا دیکھو ان کا کیا حال ہے میں نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ذکر کیا ہے اور ناجنس کی صحبت میں بیٹھے ہیں جس سے قلب کی کیفیت بدل گئی ہے ــ ناجنس کی صحبت کے نقصانات کچھ سلوک وتصوف کے عنوان کے تحت مذکور ہیں دیکھ لیا جائے۔

معافی کی ضرورت نہیں

ایک صاحب نے ایک طویل خط ارسال کیا جس میں لکھا کہ کافی روز قبل میں آپ سے بیعت ہوا تھا لیکن شرف ملاقات حاصل نہ کرسکا نہ ہی معمولات کی پابندی کرسکا اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ میں خود مسحور ہوں سب گھر والے مسحور ہیں جیز رکھتا

کہیں ہوں ملتی کہیں ہے لہذا دعاء بھی فرمائیں اور میری غلطی کو بھی معاف فرمائیں اس پر جواب لکھا کہ
آپ کی تکالیف کا حال معلوم ہوکر قلق ہوا جو بھی چیز ہے بیماری ہو خبیث جن ہو سحر ہو اللہ تعالیٰ سب سے
نجات عطا فرماتے آپ کو بھی اور آپ کے سب گھر والوں کو بھی آپ اگر مشغولی کیوجہ سے تشریف نہیں
لاسکے تو آپ معذور ہیں میرے قلب میں الحمد للہ آپ کی طرف سے کوئی برائی نہیں ہے کوئی رنج وغم
نہیں کسی معافی کی ضرورت نہیں آپ یہ خیال دل سے نکال دیں آپ ملاقات کیلئے آنا چاہیں تو یہ سوچ
لیں کہ جو سہولت و راحت اپنے گھر حاصل ہو سکتی ہے وہ باہر حاصل نہیں ہوتی گھر والے جو خدمت
کرتے ہیں دوسری جگہ وہ میسر نہیں آتی پھر آپ ملازم بھی ہیں اس کا بھی حرج ہوگا اس لئے ہر بات
پر غور و فکر کرکے فیصلہ کریں ایک دو دن تو معمولی بات ہے آدمی برداشت کر ہی لیتا ہے نیز یہاں
آکر کام کچھ نہیں ہوگا خالی بیکار رہیں گے اس سے اور الجھن ہوگی وہاں تو ملازمت ہے اس کا کام ہے
اللہ تعالیٰ آپکو سکون و عافیت دے اہل خانہ کو سلام دعاء ۔

تعویذ کا ثبوت

ارشاد فرمایا کہ مجھ سے ایک صاحب نے سوال کیا کہ تعویذ کا ثبوت کس حدیث سے ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ انجکشن کا ثبوت کس حدیث سے ہے ؟ مطلب یہ ہیکہ تعویذ برائے علاج ہے جیسا کہ انجکشن برائے علاج ہے کوئی جز دین نہیں جس کیلئے ثبوت درکار ہو نہ ہی جزء دین سمجھ کر کیا جاتا ہے تاہم حصن حصین میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ اپنے بچوں کو اعوذ بکلمات اللہ التامۃ من شر کل شیطان وہامۃ وعین لامۃ ،، یاد کرادیا کرتے تھے اور جس بچہ کی زبان نے ابھی بولنا نہیں سیکھا یہ لکھ کر اس کے گلے میں ڈالدیتے تھے یہی تو تعویذ میں بھی ہوتا ہے نیز حرز ابی دجانہ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے جس کو حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے الظفر الجلیل شرح حصن حصین اردو میں بھی ہے ۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ
واھل بیتہ اجمعین

قسط رابع ۲

ملفوظات فقیہ الامت

یعنی

ارشادات حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ مفتی اعظم ہند

مرتب

مسعود احمد قاسمی غفرلہ

ناظم جامعہ محمود المدارس مسوری غازی آباد

ناشر

مکتبہ دار الایمان

سہارنپور، ۲۴۷۰۰۱ (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب.........ملفوظات فقیہ الامت تاسع (۹)

مرتب.........محمد رحمت اللہ قاسمی کشمیری

طباعت.........

سن اشاعت.........۱۴۲۳ھ/ مطابق ۲۰۰۲ء

باہتمام.........محمد جنید احمد قاسمی

قیمت.........

ناشر

مکتبہ دار الایمان محلّہ مبارک شاہ (اردو بازار)

سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ

امابعد حق تعالیٰ شانہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ جس کی توفیق سے اب سے کچھ عرصہ پہلے ...... فقیہ الامت جامع الشریعت والطریقت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی متعنا اللہ بطول بقائہ کے ملفوظات کی تین قسط ملفوظات فقیہ الامت کے نام سے شائع ہوئیں جو بحمد مقبول ہوئیں مفید اور نافع سمجھی گئیں اب بحمدہ تعالیٰ چوتھی قسط شائع کیجارہی ہے اس کے مضامین بھی پہلی ..... قسطوں کی طرح حضرت دامت برکاتہم کو سنائے گئے اور حوالہ جات کا بسعی ممکن اضافہ کیا گیا جس میں کہیں ایسا بھی ہے کہ ملفوظ مبارک کے بعض اجزاء یا اکثر اجزاء کے اعتبار سے حوالہ دیا گیا ہے پھر جن کتب کا حوالہ دیا گیا ہے انکی فہرست بھی مع مطبع شروع میں لکھ دی گئی ہے تاکہ بوقت ضرورت ناظرین بسہولت مراجعت کرسکیں حق تعالیٰ شانہ اسکو بھی پہلی قسطوں کیطرح قبول عام سے نوازیں اور حضرت والا دام مجدہم کے سایۂ عاطفت کو پوری امت پر بصحت وعافیت تادیر قائم رکھیں ۔ وہ سلامت رہیں ہزار برس ۔ ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار ۔ اور ہم سب کو حضرت زاد مجدہم کے فیوض وبرکات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونیکی توفیق عطا فرمائیں ۔ آمین یارب العلمین ۔

العبد مسعود احمد غفرلہٗ

خادم تدریس مدرسہ خادم العلوم باغونوالی ضلع مظفرنگر

۲۴ رجمادی الثانیہ ۱۴۰۹ھ

مراجع مع مطابع

روح المعانی۔ مکتبہ مصطفائیہ دیوبند — فتح القدیر بولاق مصر
بیان القرآن۔ تاج پبلشرز دہلی — الفوائد البہیہ کراچی پاکستان
بخاری شریف۔ کتبخانہ رشیدیہ " — طحطاوی علی مراقی الفلاح ۔ دمشق
مشکوۃ شریف۔ " " " — مصنف عبد الرزاق ۔ مجلس علمی ڈابھیل گجرات
ہدایہ ۔ " " " — نسائی شریف مختار اینڈ کمپنی دیوبند
مرقات شرح مشکوۃ۔ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان — فتاوی محمودیہ ۔ مکتبہ محمودیہ میرٹھ
زیلعی شرح کنز " " " — ترمذی شریف مع العرف الشذی مختار اینڈ کمپنی دیوبند
بحر الرائق " سعید کمپنی کراچی — بذل المجہود۔ کتبخانہ یحیوی سہارنپور
فتاوی رشیدیہ " " " — اوجز المسالک ۔ " " "
معارف السنن مکتبہ بنوریہ " " — خصائل نبوی " " "
فتاوی ہندیہ ۔ بیروت لبنان — نور الایضاح مکتبہ سراج بکڈپو دیوبند
الاشباہ والنظائر۔ " " — نور الانوار " دار الکتاب دیوبند
ہفت اختر وصیۃ العلوم الہ آباد — شرح فقہ اکبر۔ " " "
ارواح ثلثہ۔ تالیفات اولیاء تھانہ بھون مظفر نگر — جمع الفوائد ۔ " رحیمیہ "
مسلم شریف مع نووی اصح المطابع دہلی — حصن حصین ۔ " " "
ابن ماجہ شریف مطبع علیمی دہلی — اصول الشاشی " شاہد بکڈپو "
مختصر المعانی رشیدیہ " — فیض الباری " خضر " "
در مختار مع رد المحتار۔ مکتبہ نعمانیہ دیوبند — سلم العلوم " تھانوی "
شرح عقائد " امدادیہ "
ستھیارتھ پرکاش مطبوعہ لاہور پاکستان

فہرست مضامین ملفوظات فقیہ الامت قسط رابع

واقعات حضرت دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا یَتَعَلَّقُ بِالْحَدِیْث

بغیر استاذ کے حدیث کا حل

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں حدیث و قرآن کو بغیر استاذ کے خود حل کرونگا محض اس بنا پر کہ اس نے کچھ عربی پڑھ لی ہے یا عرب کے علاقہ میں کچھ دن رہ لیا ہے جس سے کچھ ٹوٹی پھوٹی عربی بول چال آگئی ہے یا قوت مطالعہ کا زعم ہے تو اس کا یہ خیال خام ہے سودا و جنون ہے یہاں تو اساتذہ سے پڑھنا ضروری ہے بغیر استاذ کے قرآن و حدیث کو حل نہیں کرسکتا کتنی ہی روایات ایسی ہیں جن کو بغیر استاذ کے حل نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی بہت اچھا ہے جس کا کاروبار زیادہ پھیلا ہوا نہ ہو جان پہچان لوگوں سے کم ہو۔ گمنامی کی زندگی گزار رہا ہو۔ سرًا و علانیۃً اللہ کی عبادت میں مشغول ہو اس کے بعد راوی کہتے ہیں " ثُمَّ نَقَدَ "، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ پرکھا۔ بغیر استاذ کے یہاں آدمی جھک ماریگا اسکو حل نہ کرسکے گا سوچے گا کہ یہاں روپیہ پرکھنے کا کیا مطلب استاذ بتائے گا کہ پہلے زمانہ میں روپیہ کے کھرا کھوٹا ہونیکو چٹکی لگا کر پہچانتے تھے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے پر اس کو رکھ کر انگوٹھے سے چٹکی لگاتے اس سے روپیہ آواز کرتا اس کی آواز سے پتہ چلتا کہ یہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اسطرح چٹکی لگا کر اشارہ کیا اس طرف کہ وہ شخص چلدیا یعنی دنیا سے رخصت ہو کر حق تعالیٰ شانہٗ سے جا ملا بعد میں اسکے رونے والے بھی کم ہوں اسکا ترکہ بھی کم ہو۔ (کذا فی المشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۴۲)

اسیطرح پہلے زمانے میں نقطے وغیرہ لگانیکا رواج نہ تھا بعض راویوں کے

نام کا املا ایک ہی طرح ہوتا ہے مثلاً ایک راوی ہیں عَبّاس ایک ہیں عَیّاش۔ یا ایک راوی حَبّاط ہیں ایک خَیّاط ہیں ایک حَنّاط ہیں املا سب کا ایک طرح نقطے لگانے کا دستور نہیں مطالعہ سے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ کیا لفظ ہے استاذ بتائیگا تو معلوم ہوگا۔ یا نقطے بھی لگا دیئے پھر بھی اشتباہ ہوگا ایک راوی ہیں اَسِید ایک ہیں اُسَید ایک ہیں اُسَیِّد املا تینوں کا نقطوں کے اعتبار سے بھی ایک ہی ہے جیسا کہ حروف کے اعتبار سے ایک ہے بغیر استاذ کے تعیین نہ ہوسکے گی۔

محدث ابن لہیعہ کا حال محدثین میں ایک محدث ابن لہیعہ ہیں ترمذی کے راوی ہیں لیکن محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں اسواسطے کہ ان کے استاذ نے انکو کتاب دیدی تھی اس سے احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ اصولیین اور محدثین کی اصطلاح میں اس کو مناولہ کہتے ہیں۔

——— ایک مرتبہ انہوں نے روایت بیان کی احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پچھنے لگوائے سائل نے پوچھا ھل فی مسجد بیتہ کیا گھر کی مسجد میں؟ فرمایا نہیں بل فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ مسجد نبوی میں۔ اس پر اشکال ہوتا تھا کہ حجامت یعنی پچھنے لگانے میں خون نکلتا ہے دم مسفوح (بہتا خون) مسجد میں نکالنا کہاں درست ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ لفظ احتجم نہیں بلکہ احتجر ہے یعنی بوریا کھڑا کرکے حجرہ کی شکل بنالیا کرتے تھے۔ احتجر کی را میم کی شکل ہوگئی اس لئے احتجر کا احتجم بن گیا یہ خرابی اسی سے پیدا ہوئی کہ استاذ سے اس لفظ کو نہیں سنا۔

الدین النصیحۃ کی تشریح ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت حدیث الدین النصیحۃ (ترمذی ج ۲ ص ۱۶، بخاری ج ۱ ص ۱۳)

میں نصیحت سے کیا مراد ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ نصیحت کے معنی آتے ہیں پھٹے ہوئے کپڑے کو سینا رفو کرنا اسی سے درزی کو ناصح اور نصّاح کہا جاتا ہے۔ (کذا فی مصباح اللغات) حدیث میں اس سے مراد خیر خواہی ہے « والحاصل انہا ارادۃ الخیر للمنصوح لہ» یعنی اہم اہم دین میں خیر خواہی ہے حق تعالیٰ شانہ اور اس کی کتاب کے لئے بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ائمہ مسلمین اور عام اہل اسلام کے لئے بھی۔ پھر حق تعالیٰ شانہٗ کے لئے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات وصفات میں صحیح اعتقاد والا ہو، اس کی عبادت میں مخلص ہو۔ کتاب اللہ کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان ہو اور جو احکام اس میں مذکور ہیں ان پر عمل ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیر خواہی کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی نبوت ورسالت اور ان تمام چیزوں میں جن کو لے کر آپ تشریف لائے تصدیق کرے اور جملہ امور میں آپ کی اطاعت کرے۔ حکام اور ائمہ مسلمین کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ حق بات میں انکی اطاعت کرے ان سے بغاوت نہ کرے۔ اور عام اہل اسلام کے حق میں خیر خواہی کے معنی یہ ہیں کہ دینی ودنیوی مصالح کیطرف ان کی رہنمائی کرے ان کو کسی قسم کی اذیت نہ پہنچائے۔ (کذا فی المرقات ج ۹ ص ۲۳۴)

سب کی طرف سے دل صاف رکھ

پھر فرمایا کہ حدیث میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا «یا بنی ان قدرت ان تصبح وتمسی لیس فی قلبک غش لاحد فافعل (ترمذی ج ۲ ص ۹۶) یعنی اے بیٹے اگر تو صبح وشام اس حال میں کر سکے کہ تیرے قلب میں کسی کی طرف سے کدورت نہ ہو تو کر گزر مطلب یہ کہ سب کی طرف سے دل صاف رکھ۔ اس میں کتنی بڑی نصیحت اور خیر خواہی ہے کہ کسی مومن کی طرف سے اس کے قلب میں کوئی میل نہیں سب کی طرف سے قلب صاف ہے۔

جائے وبا سے نکلنے اور وہاں جانیکی ممانعت میں کیا مصلحت ہے

سوال کیا گیا کہ جس جگہ بیماری یا وبا پھیلی ہوئی ہو وہاں سے نکلنے یا وہاں جانے کی ممانعت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے اس میں کیا مصلحت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے کہ جب تم کسی جگہ کے بارے میں سنو کہ وہاں وبا پھیلی ہوئی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر ایسی جگہ میں پھیلی ہو جہاں تم پہلے سے مقیم ہو تو وہاں سے اس وبا کی بنا پر مت نکلو (بخاری ج ۲ ص۸۵۳) ہاں کسی ضرورت سے نکلنے میں کچھ مضائقہ نہیں[1]۔ مصلحت اس ممانعت میں یہ ہے کہ اگر ایسی جگہ کوئی گیا اور باذن الٰہی وہ بیمار ہو گیا تو وہ یا دوسرے لوگ کہیں گے کہ اس کو یہاں آنے کی بنا پر دوسروں کی بیماری لگ گئی اگر یہاں نہ آتا تو یہ بیماری نہ لگتی۔ اسی طرح اگر کوئی ایسی جگہ سے نکلکر چلا جائے گا اور باذن الٰہی وہ بچ گیا تو وہ یا دوسرے لوگ کہیں گے کہ یہاں آنے کی بنا پر بچ گیا اگر وہاں رہتا تو ضرور اس کو یہ بیماری لگتی یا جہاں گیا ہے وہاں کوئی باذن الٰہی بیمار ہو گیا تو لوگ کہیں گے کہ اس (آنے والے) کی وجہ سے فلاں کو بیماری لگ گئی اگر یہ یہاں نہ آتا تو اس کو یہ بیماری نہ لگتی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ نہ ایسی جگہ جانا سبب ہے بیماری لگنے کا اور نہ ایسے مقام سے نکلنا سبب ہے بیماری سے بچنے کا یا دوسروں کو لگنے کا بلکہ سبب و مؤثر حق تعالےٰ شانہٗ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ لوگوں کو اعتقاد کی خرابی سے بچانے کے لئے منع کیا گیا ہے

جذامی کے ساتھ رہنا

عرض کیا گیا کہ جذامی کے ساتھ مل جل کر رہنا کیسا ہے؟ فرمایا اگر مل جل کر رہنے سے یہ اعتقاد ہو کہ اس کی بیماری مجھکو لگ جائے گی تو بچنا چاہیئے اور اگر یہ اعتقاد نہیں تو مل جل کر

---

[1] کذا فی المرقات ج ۳ ص۳۶۳ و بذل المجہود ج ۴ ص۱۰۱۔ مرتب۔

رہنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جذامی کو اپنے ساتھ کھانا کھلانا بھی ثابت ہے (کذا فی الترمذی ج ۲ ص ۴ جمع الفوائد ج ۲ ص ۲۹۲)

اور یہ بھی وارد ہے کہ ایک جذامی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی درخواست کی تو آپ نے اس کو کہلا بھیجا «ارجع فقد بایعناک» جا تجھ کو بیعت کیا۔ (کذا فی جمع الفوائد ج ۲ ص ۱۳ و نسائی ج ۲ ص ۱۸۳)

شکار کا اتباع غفلت کا سبب

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں ہے جس نے شکار کا اتباع کیا وہ (ہر چیز سے) غافل ہوا «من اتبع الصید غفل» مطلب یہ کہ جب شکاری شکار کے پیچھے پڑتا ہے اس کا شوق و محبت اس پر غالب آتی ہے تو وہ نماز وغیرہ امور سے غافل ہو جاتا ہے۔ ۱۲ بذل المجہود ج ۳ ص ۹

گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کا مطلب

ارشاد فرمایا کہ حدیث «لا تجعلوا بیوتکم مقابر» اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ (مسلم شریف ج ۱ ص ۲۶۵) کا ایک مفہوم تو معروف و مشہور ہے کہ نفل نماز کا کچھ حصہ گھروں میں رکھا کرو۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص تمہارے گھر آئے اس کو کچھ کھلا پلا دیا کرو۔ جس طرح آدمی قبرستان سے خالی ہاتھ لوٹتا ہے اہل قبور سے اس کو کچھ نہیں ملتا اسی طرح تم اپنے پاس آنیوالے کو خالی واپس مت کیا کرو کچھ کھلا پلا دیا کرو۔

حضور علیہ السلام کا عقیقہ

بندہ نے عرض کیا کہ مالا بدمنہ ص ۱۷۱ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے بعد اپنا عقیقہ فرمایا یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں ہے؟

ارشاد فرمایا سیوطی کی خصائص کبری میں ہے۔ پھر فرمایا کہ اسمیں دو قول ہیں ایک یہی جو مالا بدمنہ میں مذکور ہیں۔ دوسرا یہ کہ حضور علیہ السلام کا عقیقہ آپ کے دادا نے آپ کی ولادت سے ساتویں دن کیا۔

بعدِ نماز سر پر ہاتھ رکھ کر دعا پڑھنا

دریافت کیا گیا کہ نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھکر دعا پڑھنا ثابت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جی ہاں ثابت ہے حافظ ابن السنیؒ حنبلی تلمیذ امام نسائیؒ نے اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں مرفوعًا روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد سر کے اگلے حصہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر " اللھم اذھب عنی الھم والحزن "، پڑھتے تھے۔ علامہ جزریؒ نے بھی حصن حصینؒ میں ابن سنی اور ابو یعلی دونوں سے نقل کیا ہے پوری دعا اس طرح ہے۔

بسم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الرحمٰن الرحیم اللھم اذھب عنی اللھم والحزن۔

پائجامہ کس طرح کا مسنون ہے

دریافت کیا گیا کہ پائجامہ کس طرح کا مسنون ہے یعنی چوڑے پائنچوں والا یا علیگڈھی یا شرعی وغیرہ ارشاد فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پائجامہ خریدا بھی اور پسند بھی فرمایا کہ اسمیں پردہ زیادہ ہے بعض روایتوں میں پہننا بھی وارد ہے (کذا فی خصائل نبوی صنٓ) لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ کس قسم کا تھا اسکی کٹنگ اور سلائی کیسی تھی پھر فرمایا کہ جس ملک میں وہاں کے متقین علماء صلحاء جیسا لباس استعمال کریں ویسا ہی لباس اختیار کرنا سنت کے قریب ہے جیسا پائجامہ وہ پہنیں ویسا ہی پائجامہ پہننا چاہیئے جب کہ وہ خلاف شرع نہ ہو یعنی فساق فجار کفار کا شعار نہ ہو۔

مسائلِ فقہیہ

دباغت سے انسان کی کھال کیوں پاک نہیں ہوتی

دریافت کیا گیا کہ دباغت سے ہر جانور کی کھال پاک ہو جاتی ہے، ارشاد فرمایا کہ جی ہاں سوائے انسان اور خنزیر کی کھال کے۔ سائل نے کہا کہ سنا ہے انسان معزز و مکرم ہے اس واسطے اس کی کھال پاک نہیں ہوتی۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا معزز و مکرم ہونا تو نجاست کی علت نہ ہونا چاہیئے۔ اس پر فرمایا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے معزز و مکرم ہے ارشادِ باری ہے "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ"۔ اس کے اجزا کا احترام لازم ہے۔ اس کی کھال کا استعمال کرنا اس کی اہانت ہے اس کے احترام و اعزاز کے خلاف ہے جو جائز نہیں اسی اہانت اور ترک اعزاز سے بچانے کے لئے فقہاء نے ایسا کہا ہے ہدایہ ج ۱ ص ۲۳ میں ہے "وکل اھاب دبغ فقد طھر وجازت الصلوۃ فیہ والوضوء منہ الا جلد الخنزیر والآدمی وبعد سطر وحرمۃ الانتفاع باجزاء الآدمی لکرامتہ" اور ہدایہ ج ۳ ص ۳۹ میں ہے "ولا یجوز بیع شعور الانسان والانتفاع بہ لان الآدمی مکرم لا مبتذل فلا یجوز ان یکون شئ من اجزائہ مھانا"

تارکِ سنت موکدہ کا حکم

دریافت کیا گیا کہ تارک سنتِ موکدہ کا کیا حکم ہے۔

ارشاد فرمایا کہ جو شخص سنت موکدہ کو لاپروائی سے چھوڑے یا چھوڑنے کی

عادت بنالے وہ فاسق ہے اور اگر اتفاقاً کبھی ترک کردے تو وہ فاسق نہیں
تاہم موجب ملامت ہے۔ طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔ "وفی الجوہرۃ
عن القنیۃ تارکھا فاسق وجاحدھا مبتدع وفی التلویح ترک
السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام"

بیڑی سگریٹ پی کر مسجد جانا

ارشاد فرمایا کہ بیڑی سگریٹ وغیرہ پی کر بغیر مسواک یعنی منہ صاف اور بدبو دور کئے بغیر مسجد میں جانا مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح کسی بدبودار
چیز کو بھی مسجد میں لیجانا درست نہیں۔ "ویکرہ اکل نحو ثوم ویمنع
منہ" درمختار۔ قولہ واکل نحو ثوم ای کبصل ونحوہ مالہ رائحۃ
کریہۃ للحدیث الصحیح فی النھی عن قربان آکل الثوم
والبصل المسجد ۱۲ شامی ج ۱ ص ۴۴۴ وکرہ تحریما ادخال نجاسۃ
فیہ ۱۲ درمختار علی الشامی ج ۱ ص ۴۴۴۔

کھڑے ہوکر وضو کرنا کیسا ہے

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ کھڑے ہو کر وضو کرنا کیسا ہے؟
فرمایا کہ اس طرح وضو ہو جاتا ہے۔ سائل نے دریافت کیا اس طرح وضو کرنا مکروہ
تو نہیں؟ فرمایا میرے علم میں نہیں، میں نے کسی کتاب میں کھڑے ہو کر وضو
کرنے کو مکروہ نہیں دیکھا (فقہاء نے مکروہات وضو میں اس کو ذکر نہیں کیا
ہاں بلند جگہ بیٹھ کر وضو کرنے کو آداب سے شمار کیا ہے اور ادب کی مخالفت
سے کراہت لازم نہیں۔ "قال فی البحر ولا یلزم من ترک المستحب
ثبوت الکراھۃ اذ لا بد لھا من دلیل خاص" شامی ج ۱ ص ۱۲۸
البتہ اتنا ہے کہ وضو اور غسل کی تحصیل مقصود نہیں بلکہ حصول مقصود ہے جس

طرح بھی ہوجائے اس لئے کہ یہ دونوں ذرائع اور آلات کی قبیل سے ہیں اوران کی تحصیل مقصود نہیں ہوتی بلکہ حصول مقصود ہوتا ہے خواہ کسی طرح ہوجائے اسی واسطے اگر کوئی شخص کسی کو تالاب میں دھکا دیدے اوراس کے اعضاء وضو پر پانی پھر جائے تو اس کا وضو ہوگیا یا بارش ہوئی اور کوئی شخص پرنالے کے نیچے کھڑا ہوگیا اور بارش کے پانی سے اس کے اعضاء وضو دھل گئے تو اس کا وضو ہوگیا حالانکہ ان دونوں میں سے کوئی بیٹھا نہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھنا وضو کے لئے لازم نہیں۔

اذانِ خطبہ کہاں کہی جائے

دریافت کیا گیا کہ خطبۂ جمعہ کی اذان مسجد میں درست ہے یا نہیں؟

ارشاد فرمایا کہ نماز کی اذان اعلامِ غائبین (مسجد میں نہ ہونے والوں کو خبر کرنے) کے لئے دیجاتی ہے اسی لئے بلند جگہ پر اذان دینا زیادہ اچھا ہے تاکہ مقصود اچھی طرح حاصل ہوجائے اور مسجد میں مستحسن نہیں اس لئے کہ اسوقت اذان کی آواز دور تک نہ پہنچ سکے گی جسکی وجہ سے مقصود اعلامِ غائبین خوب حاصل نہ ہوگا۔ اور جو اذان خطبہ سے پہلے ہوتی ہے وہ اعلامِ حاضرین کے لئے دیجاتی ہے یعنی جو حضرات مسجد میں حاضر ہیں تلاوت نوافل وغیرہ میں مشغول ہیں ان کو اطلاع کی جاتی ہے کہ اب خطبہ شروع ہونیوالا ہے اپنے وظائف سے فارغ ہوکر خطبہ کی طرف متوجہ ہوجاؤ لہٰذا وہ مسجد ہی میں امام ومنبر کے سامنے ہونی چاہیئے، ذرا دائیں بائیں ہٹ کر ہوجائے تو بھی مضائقہ نہیں۔ بحر ج ۲ ص۱۵۷ میں ہے۔ "فاذا جلس علی المنبر اذن بین یدیہ بذالک جری التوارث"، اور بذل المجهود ج ۲ ص۱۸۰ میں ہے فکونہ بین یدیہ عام شامل لما کان فی

محاذاته او شیئا منحرفا الی الیمین او الشمال ،، ومثلہ فی فتاویٰ محمودیہ ج ۲ صـ۶۲ ـ

کھانے کے درمیان اذان کا جواب

ایک صاحب کے استفسار پر فرمایا کہ اگر کھانے کے درمیان اذان شروع ہوجائے تو بہتر یہ ہے کہ کھانا بند کرکے اذان کا جواب دے اور ختم اذان پر دعا پڑھے ، اگر کھانا جاری رکھتے ہوئے اذان کا جواب دیتا رہے تو بھی کچھ حرج نہیں ۔ اور اگر زبان سے جواب نہ دے تب بھی مضائقہ نہیں ۔

دعاء وسیلہ سے پہلے درود شریف

سوال کیا گیا کہ اذان کے بعد دعاء وسیلہ کے ساتھ درود شریف پڑھنی چاہیئے ؟ ارشاد فرمایا جی ہاں پہلے درود شریف پڑھے پھر دعاء پڑھے حدیث شریف میں دعاء وسیلہ سے پہلے درود شریف پڑھنا بھی وارد ہے جو نسائی شریف ج ۱ صـ۱۱۱ ـ (مشکوٰۃ شریف ج ۱ صـ۶۴ مسلم شریف ج ۱ صـ۱۶۶) وغیرہ میں مذکور ہے ۔ نیز حدیث پاک میں ہے کہ درود شریف کے بغیر دعا آسمان زمین کے درمیان معلق رہتی ہے (کذا فی المشکوٰۃ ج ۱ صـ۸۷) مگر یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں ،، والصحیح وقفہ ،، کذا فی المرقات ج ۲ صـ۳۴۸ ـ

معین مقتدی کی خاطر قراۃ لمبی کرنا

ایک طالب علم کے استفسار پر فرمایا کہ جس مقتدی کو امام جانتا ہے اس کی رعایت میں قراۃ طویل کرنا تاکہ وہ رکعت میں شامل ہوجائے درست نہیں[1] اسواسطے کہ اسمیں ریا کا احتمال ہے اور امام

---

[1] وکرہ تحریما اطالۃ رکوع او قراۃ لادراک الجائی ای ان عرفہ لان انتظارہ حینئذ یکون للتودد الیہ لا للتقرب ۱۲ درمختار مع الشامی ج ۱ صـ۳۳۲ ـ مرتب ـ

ابو حنیفہؒ نے ایسے شخص کے بارے میں امرِ عظیم (شرک) کا اندیشہ ظاہر کیا ہے۔

جیب میں جاندار کی تصویر ہو تو نماز کا حکم

دریافت کیا گیا کہ جاندار کی تصویر جیب میں ہو تو نماز میں اس سے کوئی خلل تو نہیں آئے گا۔ ارشاد فرمایا کہ اگر روپیہ پیسہ پر تصویر ہے تو اس کے جیب میں ہونے سے نماز میں کوئی خلل نہیں البتہ بلا ضرورت جاندار کی تصویر جیب میں نہ رکھنی چاہیئے۔ رجل صلی ومعہ دراھم وفیھا تماثیل ملك لا باس بہ لصغرھا ۱۲ بحر ج ۲ ص۲۸ وفتاوی محمودیہ ج ۲ ص۲۲۸۔

نماز میں ٹوپی سر سے گر جائے تو کیا کرے

دریافت کیا گیا اگر نماز کی حالت میں ٹوپی سر سے گر جائے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اگر بغیر عملِ کثیر کے ٹوپی سر پر رکھ سکتا ہے تو رکھ لے مثلاً سجدہ کی حالت میں ہے تو ایک ہاتھ کے معمولی اشارہ سے رکھ سکتا ہے۔ اگر قیام کی حالت میں ہے اور جھک کر ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھے گا تو یہ عملِ کثیر ہو جائے گا جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ویفسدھا کل عمل کثیر لیس من اعمالھا ولا لا صلاحھا وفیہ اقوال خمسۃ اصحھا مالا یشك بسببہ الناظر من بعید فی فاعلہ انہ لیس فیھا وان شك انہ فیھا ام لا فقلیل ۱۲ درمختار علی ھامش الشامی ج ۱ ص۴۱۹۔

دعاءِ قنوت کے بعد درود شریف کا ثبوت

ایک طالب علم نے سوال کیا کہ حضرت دعاءِ قنوت کے بعد درود شریف ثابت ہے؟ فرمایا جی ہاں ثابت

ہے نور الایضاح صـ۹۶ میں لکھا ہے۔ مولانا ارشاد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند نے فرمایا کہ اس پر فتویٰ ہے؟ فرمایا جی ہاں[1]۔ مولانا نے کہا کہ آپ پڑھتے ہیں؟ فرمایا جی ہاں پڑھتا ہوں۔ حافظ محمد طیب صاحب نے معلوم کیا کہ کونسا درود پڑھے فرمایا کوئی سا پڑھ لے وصلی اللہ علی النبی پڑھ لے۔ (مراقی الفلاح علی حاشیہ الطحطاوی صـ۲۰۹ پر بحوالہ نسائی یہی الفاظ منقول ہیں)

دعاءِ قنوت یاد نہ ہو تو کیا کرے

مولانا ارشاد صاحب نے معلوم کیا کہ کسی کو دعاءِ قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے؟ فرمایا کہ "ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار"، پڑھ لے یا "اھدنا الصراط المستقیم"، پڑھ لے۔ کسی صاحب نے معلوم کیا کہ سورۂ اخلاص کافی نہیں؟ فرمایا نہیں اسواسطے کہ یہ دعا نہیں۔ پھر معلوم کیا کہ یارب یارب یارب پڑھ سکتا ہے یعنی دعاءِ قنوت کی جگہ فرمایا ایک قول یہ بھی ہے نیز ایک قول یہ بھی ہے کہ اللھم اغفرلی کا تکرار کرلے۔ کذافی مراقی الفلاح صـ۲۰۹ وشامی ج۱ صـ۴۴۸۔

قعدہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم

سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص قعدہ میں (بجائے تشہد کے) سورۂ فاتحہ پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ بھول سے پڑھ لے تو سجدۂ سہو واجب ہے اسی طرح فاتحہ پڑھ کر پھر تشہد پڑھے تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ ہاں تشہد سے فارغ ہو کر پھر بھول سے فاتحہ پڑھ لے تو سجدۂ سہو واجب نہیں "واذا فرغ من التشھد وقرأ الفاتحہ سھوا فلا سھو علیہ واذا قرأ الفاتحہ مکان التشھد فعلیہ السھو ولذلک

[1] در مختار صـ۴۴۲ میں ہے "ولیسن الدعاء المشھور ویصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ یفتی۔ مرتب۔

اذا قرأ الفاتحة ثم التشهد کان علیہ السھو، فتاوٰی ھندیہ ج ۱ ص ۱۲۷۔

بحالتِ قیام تشہد پڑھنے کا حکم

پھر سوال کیا گیا کہ اگر قیام میں تشہد پڑھ لے تو؟ فرمایا کہ اگر پہلی رکعت میں (فاتحہ سے پہلے) پڑھ لے تو سجدہ سہو واجب نہیں چونکہ اسمیں ثناء پڑھی جاتی ہے یہ تشہد اس کے قائم مقام سمجھا جائیگا اور اگر دوسری میں پڑھے تو سجدہ سہو واجب ہے چونکہ اسکے پڑھنے سے واجب (فاتحہ) میں تاخیر ہوئی اور تاخیر واجب سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ اور اگر تیسری میں پڑھے تو سجدہ سہو واجب نہیں اسواسطے کہ تیسری رکعت میں (اسی طرح چوتھی رکعت میں) نہ سورۂ فاتحہ واجب نہ سورۃ کا ملانا اسلئے تاخیر واجب نہیں ہوئی پس سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔

"ولو تشھد فی قیامہ قبل قراۃ الفاتحۃ فلا سھو علیہ وبعدھا یلزمہ سجود السھو وھو الاصح لان بعد الفاتحۃ محل قراۃ السورۃ فاذا تشھد فیہ فقد اخر الواجب وقبلھا محل الثناء کذا فی التبیین (وفی الشلبی علی ھامش التبیین ج ۱ ص ۱۹۳ (قولہ وقبلھا محل الثناء) وھذا یقتضی تخصیصہ بالرکعۃ الاولٰی اھ فتح) ولو تشھد فی الاخریین لا یلزمہ السھو۔ کذا فی محیط السرخسی ۱۲ ھندیہ ج ۱ ص ۱۲۷

مصلی کیلئے خروج بصنعہ کی فرضیت امام صاحبؒ سے صراحۃً منقول نہیں

ارشاد فرمایا کہ نماز کے پورا ہونے کیلئے مصلی کا خروج بصنعہ (اپنے فعل سے باہر آنا) فرض ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ سے صراحۃً منقول نہیں البتہ بعض مسائل سے ابو سعید بردعیؒ نے تخریج کی ہے کہ امام صاحبؒ کے یہاں خروج بصنعہ ضروری ہے۔ مثلاً فجر کی نماز میں تشہد کے بعد سلام پھیرنے سے پہلے سورج نکل

آئے۔ یا تشہد کے بعد موزہ کے مسح کی مدت پوری ہوجائے۔ یا جمعہ کی نماز میں تشہد کے بعد ظہر کا وقت ختم ہوجائے تو امام صاحبؒ کا فتوی یہ ہے کہ ان صورتوں میں نماز نہیں ہوتی۔ ولیس فیہ نص عن ابی حنیفۃؒ انہ فرض وانما استنبطہ ابو سعید البردعی لما رأی جواب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ فی ھٰذہ المسائل انہا تبطل فقال من ذات نفسہ ان الصلوۃ لا تبطل الا بترک فرض ولم یبق علیہ الا الخروج منہا بفعلہ فقال الخروج من الصلوۃ بفعل المصلی فرض عندہ " ۱۲ زیلعی شرح کنز ج ۱ ص ۱۵۱ ومثلہ فی الشامی ج ۱ ص ۳۰۲

ایصال ثواب کیلئے قرآن شریف پڑھنے پر اجرت

دریافت کیا گیا کہ ایصال ثواب کے لئے قرآن شریف پڑھا گیا تو اس پر اجرت لینا دینا کیسا ہے؟ فرمایا اجرت لینا دینا دونوں حرام ہیں خواہ وہ اجرت کسی شکل میں ہو نقد کی شکل میں ہو یا مٹھائی، دعوت وغیرہ کی صورت میں ہو نہ ایسے پڑھنے کا ثواب ملتا ہے نہ میت کو نہ پڑھنے والے کو۔ قال تاج الشریعۃ فی شرح الھدایہ ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الھدایۃ ویمنع القاری للدنیا والاٰخذ والمعطی اٰثمان " شامی ج ۵ ص ۳۵۔

قبرستان میں دعا مانگنا

سوال کیا گیا کہ قبرستان میں دعا مانگنا کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا کہ جائز ہے لیکن صاحب قبر سے جائز نہیں البتہ اس کے طفیل اور وسیلہ سے دعا مانگنا درست ہے۔ اور مناسب یہ ہے کہ قبر کی طرف پشت کرکے رو بقبلہ ہو کر دعا

مانگے تاکہ صاحبِ قبر سے مانگنے کا شبہ نہ ہو۔ نہ ایسے لوگوں کے ساتھ تشبہ ہو جو مزارات پر جاکر اصحاب قبور سے مرادیں مانگتے ہیں۔

قبر میں بیری کی شاخ رکھنا

ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ قبر کو پاٹنے کے بعد اس میں بیری کی شاخ رکھنا کیسا ہے؟ فرمایا کہ اسکا ثبوت کسی دلیل سے نہیں۔ فقہاء نے سنن و مستحبات کو پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے لیکن قبر میں بیری کی شاخ رکھنے کو مستحب نہیں لکھا اگر یہ چیز استحباب کا درجہ رکھتی تو فقہاء ضرور اسکے استحباب کی تصریح کرتے۔ فتاویٰ رشیدیہ صـ۲۷۸ میں لکھا ہے کہ یہ روافض کا شعار ہے۔ فتاویٰ محمودیہ ج ۲ صـ۳۹۹ میں بھی اسی کے مثل ہے۔

متعدد میت کو ثواب تقسیم ہوکر پہنچتا ہے یا پورا پورا

دریافت کیا گیا کہ کسی چیز کا ثواب اگر کئی آدمیوں کو پہنچایا جائے تو سب کو پورا پورا پہنچتا ہے یا تقسیم ہوکر پہنچتا ہے؟ فرمایا حنفیہ سے اس بارے میں کوئی تصریح منقول نہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ اللہ کے خزانے میں کوئی کمی نہیں اس کے فضل کے شایانِ شان یہی ہے کہ سب کو پورا پورا پہنچتا ہے۔ اور بعض حضرات نے کہا ہے کہ ظاہر یہی ہے کہ تقسیم ہوکر حسبِ حصہ پہنچتا ہے۔ کذا فی الشامی ج ۱ صـ۶۰۵۔

ہمکو اس مسئلہ میں اطمینان ہوگیا

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت گنگوہیؒ سے اس سلسلہ میں استفسار کیا گیا تو جواب دیا کہ پورا پورا ثواب ملیگا۔ کلو

لہ فتاویٰ محمودیہ ج ۲ صـ۲۴۶ میں بحوالہ فتح الباری ج ۳ صـ۱۲۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسیطرح نقل کیا گیا ہے۔ مرتب

پہنچنے کی ہم کو کوئی نص نہیں ملی تقسیم ہو کر پہنچنا ظاہر ہے پھر کسی موقع پر فرمایا (حضرت گنگوہیؒ نے) کہ ہم کو اس مسئلہ میں اطمینان ہو گیا پوچھا گیا کیسے تو فرمایا کہ میں نے خواب میں شاہ ابو سعید گنگوہیؒ کو دیکھا فرما رہے ہیں میاں مولوی رشید احمد تم ہم کو ثواب نہیں پہنچاتے میں نے جواب دیا کہ حضرت پہنچاتا ہوں شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ بس تھوڑا سا پہنچتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تقسیم ہو کر پہنچتا ہے۔ چونکہ معمول یہ تھا کہ سلسلہ کے تمام مشائخ کو ثواب یکدم ہی پہنچاتے تھے۔

طالبعلم کیلئے نماز جنازہ میں شرکت

ایک طالبعلم نے دریافت کیا کہ طالبعلم نماز جنازہ میں شریک ہو یا مطالعہ میں مشغول رہے؟ فرمایا اگر اسکا سبق نہیں ہو رہا ہے یا استاذ نے سبق اسی لئے چھوڑا ہے تو شریک ہونا چاہئے اگر کتاب کا مطالعہ کر رہا ہے اور جنازہ سامنے آگیا تو بھی اسمیں شریک ہونا چاہئے

بذریعہ فون رویت ہلال کی خبر

ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے ذمہ دار عالم سے گفتگو ہو رہی تھی انہوں نے دریافت کیا کہ اگر کسی قاضی کے یہاں رویت ہلال کی شہادت گزر جائے اور وہ اس کی اطلاع بذریعہ فون کرے تو کیا اس پر عمل واجب ہے میں نے عرض کیا کہ اگر شرح صدر ہو اعتماد ہو تو اس پر عمل درست ہے واجب نہیں، انہوں نے کہا کہ اگر کوئی اور قاضی بھی اسطرح اطلاع کرے تو؟ میں نے عرض کیا کہ اسکا بھی یہی حال ہے اسکا قول ملزم نہیں انہوں نے کہا کہ کس وقت کونسا قول ملزم ہو سکتا ہے میں نے کہا ایک صورت ہے وہ یہ کہ مامور کے ترک ایتمار پر آمر کو حق تعزیر

حاصل ہوا اور وہ یہاں ہند میں غیروں کی حکومت ہونے کی بنا پر متحقق نہیں۔

نمازِ کسوف میں قراۃ سرًّا ہو یا جہرًا۔ اور حضرت کا معمول

دریافت کیا گیا کہ صلوٰۃ کسوف (سورج گرہن کی نماز) میں قراۃ جہرًا کرے یا سرًّا؟ ارشاد فرمایا کہ دونوں قول ہیں امام ابو حنیفہؒ سرًّا کے قائل ہیں صاحبینؒ جہرًا کہتے ہیں[1]۔ پھر فرمایا کہ میں نے یہ نماز سب سے پہلے سہارنپور میں پڑھی۔ حضرت شیخؒ نے پڑھائی تھی اور قراۃ جہرًا کی تھی۔ ایکمرتبہ میں نے ڈابھیل سملک (گجرات) پڑھائی تو قرات سرًّا کی۔ ایکمرتبہ سہارنپور پڑھائی تو جہرًا قرآت کی۔ دیوبند ایکمرتبہ پڑھائی تو وہاں سرًّا قرآت کی۔ غرض دونوں قول مختار ہیں۔

کیا صورتِ ذیل میں کفارہ واجب ہے

دار العلوم دیوبند کے ایک مدرس نے دریافت کیا کہ اگر مقیم نے روزہ شروع کرنیکے بعد سفر کیا۔ پھر سفر کی صعوبتوں سے پریشان ہو کر روزہ توڑ ڈالا تو اسکے ذمہ کفارہ ہے یا نہیں؟ فرمایا صریح جزئیہ تو نظر سے نہیں گزرا البتہ مبسوط سرخسی میں لکھا ہے کہ اگر مقیم روزہ دار کو بادشاہ نے جبرًا سفر پر بھیجا اور اس نے سفر کی مشقتوں کی بنا پر روزہ توڑ دیا تو بعض حضرات کے نزدیک اس پر کفارہ واجب ہے اسواسطے کہ اس نے صوم فرض کو توڑا لیکن امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے کہ اس پر کفارہ نہیں اسواسطے کہ روزہ اگرچہ فرض تھا مگر غیر مستحق الاتمام تھا یعنی اسکا پورا کرنا سفر کی بنا پر لازم نہ تھا۔

قربانی کی نیت کے بعد جانور ہلاک ہو گیا

دریافت کیا گیا کہ ایک شخص کے پاس دو

[1] بلا جہر بالقراۃ وہٰذا عند ابی حنیفہؒ وقال ابو یوسفؒ ومحمدؒ یجہر فیہا۔ زیلعی شرح کنز ج ۱ صـ ۲۲۹۔

بکرے ہیں اس نے ایک میں قربانی کی نیت کرلی اور دوسرے میں عقیقہ کی۔ پھر جسمیں قربانی کی نیت کی تھی وہ مرگیا تو کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اگر وہ شخص غنی (مالدار) ہے تو اس پر قربانی واجب ہے[1] چاہے اس بکرے کی کرے جسمیں عقیقہ کی نیت کر رکھی ہے یا دوسرا مستقل خرید کر کرے۔ اسواسطے کہ کی عقیقہ کی نیت کرنیسے اسکا ذبح کرنا عقیقہ کے لئے واجب نہیں ہوا۔

مشاعرہ وقوالی میں شرکت کا حکم

ایک طالبعلم نے دریافت کیا کہ حضرت مشاعرہ وقوالی میں جانا کیسا ہے؟ فرمایا بالکل نہ جانا چاہیئے۔ ہاں اگر اہل علم کا مجمع ہو اور اس میں حق تعالیٰ شانہٗ کی حمد ہو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت ہو وعظ و نصائح ہوں تو ایسے مشاعرہ میں جانا درست ہے لیکن آجکل جو مشاعرہ ہوتے ہیں وہ ایسے نہیں ہوتے اس لئے ان میں شرکت نہ کرنی چاہیئے یہ طالبعلم کی شان کے بالکل خلاف ہے۔ رہی قوالی سو اسمیں تو قطعاً نہ جانا چاہیئے خواہ کہیں ہو۔

سہرا کی ممانعت

دریافت کیا گیا کہ شادی کے موقع پر اشعار کہنا جسکو سہرا کہتے ہیں کیسا ہے؟ فرمایا سہرا باندھنا مشرکانہ رسم ہے اور مشرکانہ رسم جائز نہیں اس کی تعریف کرنا بھی ممنوع ہے۔

ریڈیو رکھنا کیسا ہے

دریافت کیا گیا کہ ریڈیو رکھنا کیسا ہے؟ فرمایا اچھا اور نیک فائدہ اٹھانے کیلئے ریڈیو کا رکھنا مناسب ہے اور غلط فائدہ اٹھانے کیلئے درست نہیں مثلاً تقریر، قرآن شریف اور نعت سننے کے لئے رکھے تو مناسب ہے اور گانا وغیرہ سننے کے لئے رکھے تو درست نہیں۔

---

[1] لوبات فعلی الغنی غیرھا ۱۲۔ در مختار ج ۵ ص ۲۰۷۔

مآثرِ علمیہ

ترکِ تقلید کا ضرر ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے میرے پاس خط لکھا کہ میں نے اپنی بیوی کو کلمۂ واحدہ (ایک کلمہ) سے تین طلاق دیدی ہیں اگر میں امام شافعیؒ کے مسلک کو اختیار کرلوں کہ بغیر حلالہ کے بیوی کو رکھ لوں تو کیا کافر ہو جاؤں گا؟ میں نے جواب لکھا کہ امام شافعیؒ کے مسلک میں حلت ہے کہاں، ان کے یہاں بھی بغیر حلالہ کے نکاح نہیں ہو سکتا البتہ اہلِ حدیث کے یہاں اس کی گنجائش ہے۔ لیکن جو شخص عورت کے ایک عضو کی خاطر امام ابو حنیفہؒ کی تقلید چھوڑ سکتا ہے وہ اس سے آگے بھی بڑھ سکتا ہے چنانچہ ایک بہت بڑے غیر مقلد مولانا محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ ج ۱۱ عدد ۲ ص۵۳ میں لکھا ہے کہ "پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں بعض عیسائی ہو جاتے ہیں اور بعض لامذہب" انتہیٰ

حنفیہ نے ایک مقام پر ناطق کو ساکت اور ساکت کو ناطق کہا ھے

ارشاد فرمایا کہ میرے استاذ شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی صاحبؒ فرماتے تھے کہ حنفیہ نے ایک مقام پر ساکت کو ناطق اور ناطق کو ساکت قرار دیا ہے۔ ایک شخص اپنی منکوحہ سے کہتا ہے انت طالق ان دخلتِ الدار

(اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق) اس مثال میں متکلم انتِ طالق کے ساتھ ناطق ہے اس کا تکلم کر رہا ہے مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ اسوقت یہ اس سے ساکت ہے گویا انت طالق کا تکلم ہی نہیں کیا اسی واسطے فی الحال طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور جب شرط (دخول دار) متحقق ہوگی اسوقت متکلم نے انت طالق کا تکلم نہیں کیا بلکہ اس سے ساکت ہے مگر حنفیہ کہتے ہیں کہ یہ اسوقت ناطق ہے ابھی ابھی اس نے انت طالق کہا ہے حتیٰ کہ متکلم کے سونے کی حالت میں شرط (دخول دار) پائے جائیگی تو بھی کہتے ہیں کہ ہاں ہاں ابھی اس نے انت طالق کہا ہے ہم نے سنا ہے لہٰذا اب طلاق واقع ہو جائے گی۔ بخلاف شوافع کے کہ وہ ایسا نہیں کرتے۔ مدارِ اختلاف یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک معلق بالشرط (جس کو شرط پر معلق کیا ہے) مثلاً مثال مذکور میں انت طالق سبب بنتا ہے شرط پائے جانے پر وجود شرط سے پہلے وہ حکماً معدوم ہوتا ہے۔ اور شوافع کے نزدیک معلق بالشرط سبب تو فی الحال (بوقت تکلم) ہوتا ہے مگر عدم شرط کی وجہ سے حکم نہیں پایا جاتا۔ کذا فی نور الانوار ص۱۴۰۔

اسراف وتبذیر میں فرق

ایک طالبعلم کے سوال پر فرمایا کہ اسراف وتبذیر میں فرق ہے۔ جس جگہ خرچ کرنا جائز ہے وہاں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا اسراف ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے " کلوا واشربوا ولا تسرفوا " کھانا پینا ضرورت کی چیز ہیں ان میں خرچ کرنا جائز ہے، زیادہ خرچ کرنے کو اسراف کہا ہے۔ اور جہاں خرچ کرنا جائز ہی نہیں وہاں خرچ کرنا تبذیر ہے ارشاد ہے " ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین " فضول خرچی کرنیوالے شیطان کے بھائی ہیں کہ ناجائز امور میں خرچ کرکے شیطان کے معین بنتے ہیں۔

اقتصار و اختصار میں فرق

ایک صاحب نے معلوم کیا کہ اقتصار و اختصار میں کیا فرق ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اقتصار مستلزم ہے حصر کو اور اختصار مستلزم حصر نہیں اس لئے کہ اختصار طویل مضمون کے چھوٹا کرنے کو کہتے ہیں اس کے لئے حصر لازم نہیں ہے۔ مثلاً زید ہو القائم میں اختصار نہیں۔ مگر حصر ہے۔

آیت وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا پر اشکال و جواب

ارشاد فرمایا کہ مجھ سے ایک عالم صاحب نے سوال کیا کہ آیت "ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جھنم خالدا فیھا" کا کیا مطلب[1] ہے؟ میں نے کہا کہ جب حکم مشتق پر لگتا ہے تو مادہ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے "ان الحکم المترتب علی مشتق یوجب کون مبدأ الاشتقاق علتہ" کذا فی فتح القدیر ج ۵ ص ۲۷۲ لہٰذا آیت کے معنیٰ یہ ہوئے کہ جو شخص کسی مؤمن کو اس کے مؤمن ہونے کی وجہ سے قتل کرے وصف ایمان اس کے قتل کا باعث ہو تو اس کی سزا خلود فی النار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص ایمان کی وجہ سے کسی کو قتل کرے وہ ایمان کا دشمن ہے اس کی سزا ایسی ہی ہونی چاہیئے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ لو آپ نے تو ہمارے سارے ہی اعتراض ڈھا دیئے۔

ودیعت اور امانت میں فرق

ارشاد فرمایا کہ ودیعت تو یہ ہے کہ مالک اپنی ملک دوسرے کے

---

[1] مقصود یہ تھا کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ کے مرتکب کے لئے خلود فی النار نہیں ہے یعنی وہ ہمیشہ اس کی سزا میں جہنم کے اندر نہ رہے گا بلکہ ایک محدود وقت تک رہیگا اور قتل مؤمن عمداً گناہ کبیرہ ہے اس آیت سے بظاہر قاتل کی سزا خلود فی النار معلوم ہو رہی ہے جس سے اہل سنت والجماعت کے مسلک کے خلاف ثابت ہو رہا ہے اہل سنت کی طرف سے اسکا کیا جواب ہے ۱۲ مرتب

پاس حفاظت کی غرض سے رکھے اور امانت ما یجب حفظہ (جس کی حفاظت لازم ہو) کو کہتے ہیں اس کیلئے یہ ضروری نہیں کہ مالک نے خود وہ چیز کسی کے پاس رکھی ہو۔ جیسے لقطہ۔ اس میں یہ صورت بھی داخل ہے کہ کسی کی کتاب کہیں سے ملی اس کو اٹھا لیا تو یہ امانت ہے ودیعت نہیں خلاصہ یہ ہے کہ ودیعت خاص ہے اور امانت عام ”وھی اخص من الامانۃ“ (درمختار)

بیع، ہبہ، اجارہ اور اعارہ میں فرق

فرمایا تملیک عین بالعوض (عوض کے بدلے کسی کو کسی شیٔ کا مالک بنانا) بیع ہے اور بلا عوض (کسی کو کسی چیز کا مالک بنانا ہبہ ہے) اور تملیک منفعت بالعوض (کسی شیٔ کے نفع کا عوض کے ساتھ کسی کو مالک بنانا) اجارہ ہے اور بلا عوض (مالک بنانا) اعارہ ہے

سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ کیوں نہیں ہے؟ فرمایا کہ جامع القرآن حضرت عثمانؓ سے پوچھا گیا کہ سب سورتوں کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے سورۂ توبہ کے شروع میں کیوں نہیں؟ تو جواب دیا کہ اس سورۃ کا مستقل سورۃ ہونا یقین کے ساتھ معلوم نہیں ہوا اسواسطے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور آپؐ نے اسکے بارے میں کوئی تصریح نہیں فرمائی اس لئے اس کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی مگر مضمون چونکہ اس کا سورۂ انفال سے ملتا جلتا تھا اسواسطے اس کو کسی دوسری سورت کے بعد رکھنے کے بجائے سورۂ انفال کے بعد رکھا اور چونکہ اسکے مستقل سورۃ ہونیکا بھی احتمال ہے اسواسطے اس کے شروع میں بسم اللہ کی جگہ چھوڑ دی گئی۔ (کذا فی الترمذی ج ۲ ص ۱۳۹) پھر فرمایا کہ حاشیہ

بخاری شریف ج ۲ ص ۶۷۱ میں ہے کہ اس سورۃ کا نزول رفع امان کیلئے ہوا اسمیں مشرکین کے قتل کا حکم ہے ان پر غضب و غصہ کا اظہار کیا گیا ہے اور بسم اللہ آیت امان ہے آیت رحمت ہے اسلئے اس کے شروع میں اس کو نہیں لکھا گیا۔ شاطبی میں بھی ہے "لتنزیلها بالسیف لست مبسملا" مگر یہ بطور نکتہ کے حکمت ہے ترکِ بسم اللہ کی علت نہیں۔ علت وہی ہے جو حضرت عثمانؓ سے منقول ہے کذا فی بیان القرآن ج ۲ ص ۹۵

رقیم، متاع، اور تبارک کے معنی

فرمایا امام اصمعیؒ مشہور امام لغت ہیں۔ فرماتے ہیں کہ مجھے تین لفظوں کے معنیٰ کی تلاش تھی، رقیم، متاع اور تبارک (ماضی از باب تفاعل) انکی تحقیق کے لئے قبائل میں نکل گیا جہاں ایک ایک دو مکانات تھے جنگل میں۔ ایک جگہ دیکھا کہ ایک بچہ بیٹھا ہوا تھا ماں اس کی موجود نہ تھی پڑوس میں کہیں گئی ہوئی تھی) قریب اس کے چولہا تھا جس کے پاس صافی (دیگچی پکڑنے کی) پڑی ہوئی تھی اچانک ایک کتا آیا جو سیاہ رنگ تھا ہاتھ پیر زرد تھے، دونوں آنکھوں کے اوپر آنکھوں کے برابر زرد نشان تھے اس نے صافی منہ میں لی اور چلدیا سامنے ہی پہاڑ تھا اس پر جاکر اس طرح بیٹھ گیا کہ دایاں ہاتھ اور دایاں پیر دائیں طرف اور بایاں ہاتھ اور بایاں پیر بائیں طرف۔ ایسے طریق سے کہ اگر اٹھنا ہو دوڑنے کی ضرورت پیش آئے تو ادنیٰ تغیر کی ضرورت پیش نہ آئے تھوڑی دیر میں اس بچہ کی ماں آگئی۔ تب بچہ نے کہا یا امی جاء الرقیم واخذ المتاع وتبارك الجبل (یعنی خاص حلیہ والا کتا آیا اس نے صافی منہ میں لی اور پہاڑ پر مستعدی کے ساتھ بیٹھ گیا) امام اصمعیؒ کہتے ہیں کہ اس سے میرا مطلوب حاصل ہوگیا میں سمجھ گیا کہ رقیم ایسے خاص حلیہ والے کتے کو کہتے ہیں

اور متاع معمولی مگر ضرورت کی چیز کو کہتے ہیں صافی ایسی چیز ہے جو ہے تو ضرورت کی مگر اس کو قدر کی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا ضرورت پیش آنے پر اس سے کام لیا پھر ڈالدی اسی معنی کر قرآن پاک میں دنیا کو متاع کہا ہے۔ اور تبارک کا مفہوم ہے قدرت والے کا کسی کام کیلئے پورے طور پر مستعد رہنا

قرآن پاک کے بعض الفاظ پر غرابت کا اشکال

فرمایا کہ ایک عالم سے کسی معترض نے کہا کہ قرآن پاک میں تین لفظ ایسے ہیں جو کلام عرب میں مستعمل نہیں یعنی غریب[1] ہیں جن کی وجہ سے قرآن پاک کے فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ معیار پر ہونے میں کلام ہے۔ اول ھزو۔ حق تعالیٰ کے قول "اتتخذنا ھزوا" میں دوم کبّار۔ حق تعالیٰ کے قول "ومکروا مکرا کبارا" میں سوم عجاب۔ اللہ کے ارشاد "وقال الکفرون ان ھذا الشئ عجاب" میں۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ الفاظ عرب میں متروک الاستعمال نہیں قصور آپ کے تتبع (تلاش کرنے) کا ہے، اس کے بعد ایک دیہاتی عربی بوڑھے کو بلایا جو شہر سے دور رہتا تھا اس سے کہا اجلس وہ بیٹھ گیا پھر کہا قم وہ کھڑا ہو گیا پھر کہا اجلس وہ بیٹھ گیا پھر کہا قم وہ کھڑا ہو گیا اسی طرح تیسری مرتبہ ہوا چوتھی مرتبہ وہ بوڑھا بولا اتتخذنی ھزوا انی شیخ کبار ان ھذا الشئ عجاب یعنی کیا آپ میرا مذاق بناتے ہیں میں بہت بوڑھا آدمی ہوں آپ کا میرے ساتھ یہ سلوک عجیب بات ہے اس کے بعد ان عالم صاحب نے اس معترض سے کہا کہ دیکھئے یہ بوڑھا دیہات میں رہتا ہے شہری زبان سے اس کو کوئی واسطہ نہیں رسالے اخبار وغیرہ یہ نہیں دیکھتا کہ ان میں دیکھ کر یہ الفاظ بولدیئے ہوں

[1] غریب اصطلاح بلاغت میں وہ لفظ کہلاتا ہے جو مانوس الاستعمال نہ ہو جسکے معنی ظاہر نہوں کذا فی مختصر المعانی مرتب۔

اس سے ظاہر ہوا کہ قصور آپکی تلاش کا ہے جس کی وجہ سے ان الفاظ کو غریب کہتے ہو۔ ے ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

تاریخ میں مؤرخ کی ذہنی پرواز

ارشاد فرمایا کہ عامۃً تاریخ لکھنے میں مؤرخ کی ذہنی پرواز کو دخل ہوتا ہے ذہنی پرواز کے مطابق و مناسب واقعات کو پیش کرتا ہے اسی وجہ سے بہت سی چیزیں خلاف واقعہ کتب تاریخ میں آجاتی ہیں صحیح حالات نہیں آپاتے۔ کسی نے دریافت کیا کہ صحیح حالات معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے اس پر فرمایا۔

مصلیٰ اٹھا دیا

کہ جب حضرت نظام الدین گنجویؒ سکندر نامہ تصنیف کر رہے تھے، سکندر اور دارا کی لڑائی کے حالات لکھ رہے تھے تو ایک روز کوئی بے تکلف دوست پہنچ گئے انکو دیکھ کر کہنے لگے ابے رہنے دے کیوں گھڑ گھڑ کر لکھ رہا ہے کیا تو اسوقت موجود تھا جب یہ لڑائی ہوئی تھی اس پر حضرت نظام الدین صاحبؒ نے مصلیٰ اٹھا دیا (انہوں نے دیکھا کہ جنگ کا میدان سامنے ہے لڑائی ہو رہی ہے) اور فرمایا کہ اس کو دیکھ کر لکھ رہا ہوں۔

ابن تیمیہ حنبلی تھے

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ حافظ ابن تیمیہؒ اور ان کے تلمیذ حافظ ابن قیمؒ کو سلطان القلم کہتے تھے کہ جس چیز پر دلائل قائم کرتے ہیں انبار کے انبار لگا دیتے ہیں مگر چلتے ہیں اس تیزی کے ساتھ کہ موانع اور رکاوٹوں کی پروا نہیں کرتے۔ کسی نے دریافت کیا کہ کیا ابن تیمیہ مالکی المذہب تھے فرمایا نہیں، حنبلی تھے۔

"والحافظ ابن تیمیۃ من الحنابلۃ"، مقدمہ فیض الباری ج ۱ ص ۴۵

فتح القدیر کا ماخذ

ارشاد فرمایا کہ علامہ انور شاہ صاحب کشمیری محقق ابن ہمام کے زیادہ معتقد نہ تھے فرماتے تھے کہ انکی فتح القدیر امام زیلعی کی نصب الرایہ سے ماخوذ ہے صرف دو چیز اس میں زیلعی سے زائد ہیں باقی سب چیزیں اس میں زیلعی کی ہیں۔ کذا فی فیض الباری

نمازِ جنازہ میں نابالغ کیلئے دعاءِ مغفرت

حافظ محمد طیب صاحب نے دریافت کیا کہ نابالغ کی نماز جنازہ میں دعاء مغفرت نہیں ہے اسوجہ سے کہ وہ بیگناہ ہے پھر بالغ کی نماز جنازہ میں اس کیلئے دعاءِ مغفرت کیوں کیجاتی ہے اسمیں و صغیرنا وکبیرنا ہے جس میں نابالغ آ گئے۔ فرمایا کہ صغیر وکبیر اسماءِ اضافیہ میں سے ہیں ہر ایک اپنے بڑے کے اعتبار سے صغیر ہے اور اپنے چھوٹے کے اعتبار سے کبیر ہے جب بالغ کی نماز جنازہ میں نمازی وصغیرنا وکبیرنا کہکر صغیر وکبیر کیلئے دعاءِ مغفرت کرتا ہے تو صغیر سے اس سے چھوٹے بالغ مراد ہوتے ہیں نہ کہ نابالغ۔ نیز بعض چیزیں تبعاً درست ہوتی ہیں اصالۃً درست نہیں ہوتیں انہیں میں سے نابالغ کیلئے دعاءِ مغفرت کو سمجھ لیں کہ مستقلاً درست نہیں لیکن بالغ کے تابع کرکے درست ہو سکتی ہے۔

جنایت کی اقسام

ارشاد فرمایا کہ جنایت کی دو قسم ہیں ایک جنایت علی نفس الجانی جنایت کرنیوالا خود اپنے اوپر جنایت کرے جیسے اپنے سر کو ریل کے نیچے رکھدیا یا اپنے تلوار مار لی۔ دوسرے جنایت علی غیرہ اس کی کئی قسم ہیں۔ (۱) جنایت علی النفس جیسے قتل، حرق (آگ میں جلادینا) خرق (ٹکڑے کردینا پھاڑ دینا) خنق گلا

گھونٹ دینا۔ ھدم۔ کسی پر دیوار وغیرہ گرا کر ہلاک کر دینا وغیرہ۔ (۲) جنایت علی العضو جیسے کسر نیچ سے ہڈی توڑنا۔ قطع جوڑ سے ہڈی توڑنا۔ شج سر زخمی کرنا۔ (۳) جنایت علی المال جیسے سرقہ چوری۔ (۴) جنایت علی العرض کسی کی عزت و آبرو پر حملہ کرنا مثلاً اس کی برائی کرنا اگر سامنے کرے توشتم ہے پیٹھ پیچھے کرے تو غیبت ہے جبکہ وہ واقعۃً اسمیں موجود ہو ورنہ بہتان پھر زنا کا بہتان ہے تو قذف ہے۔

فقہ سے مناسبت کا طریق

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ فقہ سے مناسبت پیدا کرنیکے کے لئے کیا کتاب دیکھوں؟ فرمایا بدائع الصنائع دیکھئے اسمیں اصول اور لم بہت ہیں۔ جزئیات کیلئے شامی دیکھئے، تعارض ادلہ کیلئے فتح القدیر دیکھئے، استدلال بالحدیث کے لئے زیلعی شرح کنز دیکھئے۔ احکام القرآن ابوبکر جصاص رازیؒ کی دیکھئے کہ وہ اولاً کسی مسئلہ کو آیت سے ثابت کرتے ہیں۔ پھر اس کی تائید میں جو آیات ہوتی ہیں ان کو پیش کرتے ہیں پھر احادیث مؤیدہ ذکر کرتے ہیں اس کے بعد آثار و اقوال صحابہ بیان کرتے ہیں ________

اللہ پر اصلح للعباد واجب نہیں

ارشاد فرمایا کہ فرقِ باطلہ میں سے ایک فرقہ) معتزلہ کا کہنا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ پر اصلح للعباد (بندوں کے لئے جو چیز مفید ہو) کو اختیار کرنا واجب ہے مگر یہ غلط ہے اسواسطے کہ واجب وجوب سے ہے اور وجوب استعلاء کو چاہتا ہے (یعنی آمر اپنے کو مامور سے عالی سمجھے) اس لئے کہ یہ مقتضائے امر ہے اور امر کی تعریف میں

استعلاء داخل ہے امر کی تعریف نور الانوار ص۲۸ میں ہے "وقول القائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء افعل" قائل کا اپنے آپ کو عالی سمجھے ہوئے دوسرے کو افعل کہنا۔ اور حق تعالیٰ شانہٗ کے مقابلہ میں کس کو استعلاء ہو سکتا ہے کون اس سے اپنے کو عالی سمجھ کر اس پر کسی چیز کو واجب کر سکتا ہے چہ جائیکہ اصلح للعباد کو۔

عنوان بالا پر امام اشعریؒ کی جُبائیؒ سے گفتگو

پھر فرمایا کہ امام ابوالحسن اشعریؒ نے اپنے استاذ ابو علی جُبائیؒ معتزلی سے دریافت کیا کہ کیا فرماتے ہیں آپ ان تین بھائیوں کے بارے میں جن میں سے ایک صالح اور نیکوکار مرا۔ دوسرا عاصی اور گنہگار مرا اور تیسرا بچپن ہی میں مرگیا۔ حق تعالیٰ شانہٗ ان کے ساتھ کیا معاملہ کریں گے؟ اس نے جواب دیا کہ نیک کو جنت میں بھیجدیں گے۔ بد کو دوزخ میں بھیجدیں گے اور بچہ کو اعراف میں بھیجدیں گے۔ اس پر امام اشعریؒ نے فرمایا کہ حضرت بات تو سیدھی اور صاف تھی مگر کیا کروں ذہن ہی نہیں گیا اس طرف۔ پھر پوچھا کہ اگر بچہ حق تعالیٰ شانہ سے عرض کرے کہ اے اللہ آپ نے مجھے بچپن ہی میں کیوں موت دیدی مجھے بڑا ہونے دیتے تاکہ میں نیک اعمال کرتا اور جنت میں داخل ہو جاتا تو حق تعالیٰ شانہ کیا جواب دیں گے۔ ابو علی نے کہا کہ حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ مجھے معلوم تھا کہ تو بڑا ہو کر میری نافرمانی کرے گا تیرے لئے اصلح یہی تھا کہ تجھے بچپن میں موت دیدوں تاکہ جہنم سے بچ جائے۔ امام اشعریؒ نے فرمایا کہ اگر بد حق تعالیٰ سے کہے کہ یا اللہ آپ نے مجھے بچپن ہی میں کیوں موت نہ دیدی تاکہ میں آپ کی نافرمانی

ہے بجُز دخولِ جہنم سے محفوظ ہو جاتا تو حق تعالیٰ کیا فرمائیں گے؟ اس پر ابو علی جُبائی متحیر رہ گیا فبہت الجبائی۔ اور کوئی جواب نہ بن پڑا اس کے بعد شیخ ابو الحسن اشعریؒ نے ابو علی جبائی کو چھوڑا اور اہل سنت والجماعت کے اصول مرتب کئے۔ انہیں کی طرف اشاعرہ منسوب ہیں۔ کذا فی شرح العقائد ص۶۔

ارادہ پر رضا کا ترتب ضروری نہیں

ایک صاحب کے استفسار پر فرمایا کہ ارادہ و مشیت ایک ہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں مگر ارادہ یا مشیت پر رضا کا مرتب ہونا ضروری نہیں مثلاً جن بندوں نے کفر کیا وہ ارادۂ خداوندی کے تحت ہے اس سے باہر نہیں لیکن حق تعالیٰ اس سے راضی نہیں ارشاد ہے۔ "ولا یرضیٰ لعبادہ الکفر" معلوم ہوا کہ ارادہ اور چیز ہے رضا اور چیز ہے اس کو اس طرح سمجھو کہ ایک طالب علم بہت شریر ہے استاذ نے اس کا مرغا بنا رکھا ہے کان پکڑوا رکھے ہیں کوئی صاحب آئے اور کہا کہ اس بچہ کو مرغا کیوں بنا رکھا ہے؟ استاذ نے کہا یہ شرارت بہت کرتا ہے جہاں چھوٹا شرارت شروع کی۔ اس کے بعد اس کے کان چھڑوا دیئے تاکہ اپنی عادت کے مطابق شرارت کرے اور یہ آنے والے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ یہ بچہ کتنا شریر ہے اسوقت استاذ اس بچہ کی شرارت کا ارادہ تو کرتا ہے مگر اس پر راضی نہیں ہوتا اس کی شرارت استاذ کے ارادہ کے موافق ہے رضا کے موافق نہیں۔

ائمۂ اربعہ میں حق و باطل کا اختلاف نہیں

ارشاد فرمایا کہ ائمہ

اربعہ (امام ابوحنیفہؒ۔ امام مالکؒ۔ امام شافعیؒ۔ امام احمدؒ) کے مذاہب حق ہیں انہیں حق و باطل کا اختلاف نہیں بلکہ خطاء و صوابؒ کا اختلاف ہے۔ جو حضرات جس امام کے مذہب کو اختیار کریں گے وہ اس کے بارے میں کہیں گے۔ "مذھبنا صواب یحتمل الخطاء" ہمارا مذہب درست ہے احتمالِ خطا کے ساتھ۔ اور دوسرے مذاہب کے بارے میں کہیں گے۔ "مذھب غیرنا خطأ یحتمل للصواب"، ہمارے علاوہ کا مذہب خطا ہے احتمال صواب کے ساتھ۔ کذا فی الدرالمختار ج ۱ ص۳۳۔ اسواسطے کہ اصول و اعتقادات میں چاروں ائمہ متفق ہیں اختلاف صرف فروعِ عملیہ اجتہادیہ میں ہے جو کہ موافق حدیث "اختلافُ امتی رحمۃ" رحمت ہے چنانچہ بعض جگہ کے لوگ حنفیت کو اختیار کئے ہیں وہاں اور ائمہ کے مذہب پر عمل دشوار ہے اور بعض جگہ شافعیت کو اختیار کئے ہوئے ہیں وہاں دوسرے مذہب پر عمل مشکل ہے معلوم ہوا کہ یہ اختلاف بری چیز نہیں البتہ تفلیل و تفسیق نہ ہونی چاہیئے۔

وہ جواب دیتے

جیسا کہ حضرت علیؓ و حضرت معاویہؓ کے مابین اختلاف تھا اس کے باوجود اگر عین جنگ کے موقع پر بھی حضرت معاویہؓ کو مسائل پوچھنے کی ضرورت پڑتی تو حضرت علیؓ کے پاس آدمی بھیجتے وہ جواب دیتے کبھی یہ خیال نہ کرتے کہ ہم اپنے مخالف سے کیوں پوچھیں نہ حضرت علیؓ تامل فرماتے کہ ہم اپنے مخالف کو کیوں جواب دیں۔

نماز وہاں کی بڑھیا کھانا وہاں کا بڑھیا

اسی طرح ایک صحابی لشکر میں تھے حضرت علیؓ کے انکی طرف سے لڑتے تھے
اور نماز بھی ان کے پیچھے پڑھتے تھے مگر کھانا کھاتے حضرت معاویہؓ کے
دستر خوان پر، یہ نہیں کہ ان سے اختلاف ہے تو ان سے تعلقات ختم۔
حضرت معاویہؓ کو اسکا علم تھا مگر ان پر کوئی نکیر نہیں فرمائی کہ ہو تو تم
میرے مخالف اور کھانا میرے یہاں کھاتے ہو ان سے کسی نے دریافت
کیا کہ ایسا کیوں کرتے ہو تو فرمایا کہ نماز وہاں کی بڑھیا کھانا وہاں کا بڑھیا

آدمی کی قسمیں

ارشاد فرمایا کہ آدمی تین قسم کے ہیں ایک وہ جو خالص طبیعت کے تقاضے پر عمل کرتے
ہیں طبیعت نے چاہا تو کھا لیا جی میں آیا تو چوری کر لی، کسی کو مار دیا اور یہ ایسے
ہیں جیسے جانور کہ وہ نہیں دیکھتا یہ کھیت کس کا ہے مالک کا یا کسی اور کا اس
کو تو کھانے سے مطلب، وہ نہیں دیکھتا کہ یہ جگہ بیٹھنے کی ہے یہاں پاخانہ
پیشاب نہیں کرنا چاہیئے یا ایسے جیسے نادان بچہ کہ خالص طبیعت پر عمل کرتا
ہے آدمی کے اوپر پیشاب کر دے حتیٰ کہ نبی کی گود میں پیشاب کر دے (کذا
فی البخاری ج ۲ صـ۸۴۳) ہمارے خاندان میں ایک بچہ تھا جس نے بچھو پکڑ لیا
بچھو مٹھی میں اور ڈنک اوپر کی طرف باہر، ماں نے دیکھا تو گھبرائی جلدی سے
اس کے ہاتھ کو جھٹکا جس سے بچھو گرا تب اس کو مارا۔ دوسرے وہ لوگ
جو صرف طبیعت پر عمل نہیں کرتے بلکہ عقل سے پرکھتے ہیں کہ عقل کے موافق
ہے یا نہیں۔ مثلاً طبیعت چاہتی ہے کہ دوسروں کا مال کھائیں ناحق۔ مگر عقل
کہتی ہے کہ تو پکڑا جائیگا مارا جائیگا اس لئے نہیں کھاتا۔ طبیعت میں آتا ہے
کہ گھر میں پاخانہ کر دیں مگر عقل کہتی ہے کہ نہیں، گھر میں بدبو پھیلے گی۔ ان

دونوں قسموں میں مسلم، غیر مسلم سب قومیں برابر ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو عقل کے کہنے کے باوجود بھی شریعت سے فتویٰ لیتے ہیں، شریعت اجازت دیتی ہے تو کرلیتے ہیں ورنہ رک جاتے ہیں کیونکہ شریعت خدا کا قانون ہے اور وہ خالق، عالم، اور حکیم ہے اسکا ہر حکم حکمت سے پر ہوگا خیر ہوگا۔ اس میں مسلمان یکتا ہے اور یہی مسلمان کی شان ہے جس سے اسکو تمام اقوام پر تفوق و برتری حاصل ہے۔

تقدیر علم الٰہی کا نام ہے

فرمایا کہ افریقہ میں مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ میں تقدیر کا قائل نہیں میں نے کہا کہ تقدیر علم الٰہی کا نام ہے اور جو شخص علم الٰہی کا منکر ہو وہ جاہل ہے۔ پھر فرمایا کہ جو چیز نفس کے مطابق ہوتی ہے اسکو تو لوگ بے دھڑک کر لیتے ہیں اور جو حکم الٰہی ہوتا ہے اس میں تقدیر کی آڑ لیتے ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں کام کیجئے تو کثیر نفع ہوگا خوب مال ملیگا تو اس کو فوراً کرلیں گے اور اگر کہا جائے کہ نماز پڑھیئے تو کہتے ہیں کہ تقدیر میں ہوگا تو پڑھ لیں گے۔

مبسوط سرخسی

ارشاد فرمایا کہ شمس الائمہ سرخسیؒ نے امام محمدؒ کی کتاب مبسوط کی شرح املا کرائی تیس جلدوں میں اور صورت اس کی یہ ہوئی کہ حاکم وقت نے ان کو کنوئیں میں قید کردیا تھا شاگرد آئے کہ ہم کیا کریں فرمایا کہ میں بولتا رہوں تم لکھتے رہو چنانچہ وہیں سے پوری شرح مع اختلافات و دلائل بغیر کسی کتاب کے مطالعہ کے لکھائی۔ کذا فی الفوائد البہیہ ص۱۵۸۔

بیع ام ولد پر ابو سعید بردعیؒ اور داؤد ظاہریؒ کے درمیان مکالمہ

ارشاد فرمایا کہ ابو سعید بردعی سفر حج کے لئے جانے لگے داؤد اصفہانی یعنی داؤد ظاہری کا مقام آیا جو محدث تھے مگر فقیہ نہ تھے سوچا کہ ان سے ملاقات کرتا جاؤں۔ گئے دیکھا کہ سبق ہو رہا ہے۔ داؤد ظاہری کو اس کا علم ہو گیا تو سوچا کہ آج تو ایک فقیہ حنفی آئے ہیں لہٰذا سبق فقیہانہ انداز میں ہونا چاہیئے مسئلہ چل رہا تھا ام ولد کی بیع کا مسئلہ بتلایا کہ ام ولد کی بیع جائز ہے دلیل ذکر کی کہ جب تک آقا نے اس سے وطی نہیں کی اس سے پہلے بالاتفاق اس کی بیع جائز تھی کسی کا اختلاف نہیں جب آقا نے وطی کی اور اس سے بچہ پیدا ہو گیا تو وہ ام ولد بن گئی۔ اس کے بعد اختلاف ہو گیا بعض نے کہا کہ اس کی بیع جائز بعض نے کہا کہ ناجائز اس اختلاف کی وجہ سے اس کی بیع کے جواز میں شک پیدا ہو گیا اور الیقین لایزول بالشک لہٰذا جیسے پہلے بیع جائز تھی اب بھی جائز رہے گی۔ اس پر ابو سعید بردعیؒ نے کہا کہ ایسا نہیں بلکہ جب آقا نے وطی کی اور باندی حاملہ ہو گئی تو وضع حمل سے پہلے بالاتفاق اس کی بیع جائز نہیں رہی اس لئے کہ باندی کے جو بچہ اس کے مولی کی وطی سے پیدا ہو اور مولی حُر ہو تو بچہ حُر ہوتا ہے پس اس کی بیع مستلزم ہو گی بیع حر (بچہ) کو جو کہ ناجائز ہے اب وضع حمل کے بعد علماء میں اختلاف ہوا اس اختلاف کی وجہ سے شک پیدا ہو گیا اور الیقین لایزول بالشک لہٰذا جیسے پہلے اس کی بیع بالیقین ناجائز تھی۔ اب بھی ناجائز رہے گی اس شک کی وجہ سے جائز نہ ہو گی اسی مجلس میں غیب سے آواز آئی اما الزبد فیذهب جفاءً واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض مجلس میں کوئی صاحب دل بھی تھے انہوں نے بتلایا کہ ان میں سے جس کے ذریعہ حق تعالیٰ مخلوق کو نفع پہونچانا چاہتے ہیں وہ زندہ رہے گا دوسرے کا انتقال ہو جائیگا

چنانچہ داؤد ظاہری کا اسی ہفتہ میں انتقال ہو گیا اور ابو سعید نے ایک سال دہیں قیام کیا کہ یہاں کے لوگوں کو فقہ نہیں آتا ان کو فقہ سکھایا (الفوائد البہیہ میں کچھ اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے)

وضو میں سنتیں فرض سے پہلے کیوں؟

فرمایا کہ ایک نو فارغ عالم ایک پیر صاحب کے پاس گئے۔ یہ سوچ کر کہ ان سے ہدایہ تو پڑھائی آتی نہیں پیر بنے بیٹھے ہیں چلو ان کا امتحان لوں چنانچہ جا کر کہا کہ آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے وہ یہ کہ وضو میں چہرہ دھونا فرض ہے۔ اور گٹوں تک ہاتھ دھونا۔ کلی کرنا۔ ناک میں پانی دینا سنت ہیں اور سنت فرض کی تکمیل کے لئے ہوتی ہے لہذا یہ چیزیں بعد میں ہونی چاہئیں۔ پیر صاحب نے اپنے ایک خادم (لڑکے) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس مسئلہ کو اس سے پوچھو ان صاحب کو کچھ تردد ہوا کہ میرے مسئلہ کو یہ بتلائے گا جو استنجے کے لئے ڈھیلا لا کر دے رہا ہے۔ پیر صاحب نے فرمایا پوچھ لو۔ پوچھ لو۔ انہوں نے پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ جناب آپ کو معلوم بھی ہے کہ پانی کے تین وصف ہیں۔ رنگ۔ مزہ۔ بو (لون طعم رائحہ) پہلے پانی ہاتھ پر لیتے ہیں تا کہ آنکھوں سے دیکھ لیں کہ اس کا رنگ ٹھیک ہے پھر منہ میں لیکر کلی کرتے ہیں تا کہ زبان بتا دے کہ اس کا ذائقہ ٹھیک ہے اس کے بعد ناک میں پانی لیتے ہیں تا کہ ناک بتا دے کہ بو ٹھیک ہے۔ جب پتہ چل گیا کہ اس کے تینوں وصف صحیح ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ علی صفۃ المنزل من السماء ہے جس کو طہور قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے "انزلنا من السماء ماء طہورا" اب یہ اس قابل ہے کہ اس کے ذریعہ سے فریضۂ وضو ادا کیا جائے جو نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ اس جواب سے وہ عالم صاحب حیرت میں رہ گئے جنہوں نے اس نیت سے سوال کیا تھا کہ پیر صاحب جواب نہیں دے پائیں گے حیرت

میں رہ جائیں گے۔ لڑکا ڈھیلا دیکر چلا گیا تو ان عالم صاحب نے باہر آکر اس لڑکے سے کہا کہ تو نے کیا تقریر بتائی تھی مجھے بتا تا کہ میں اسے نوٹ کر لوں۔ لڑکے نے کہا کیسی تقریر۔ مجھے کیا خبر۔ میں تو تقریر نہیں جانتا۔ بات یہ تھی کہ ان بزرگ نے تصرف کیا تھا جس کے نتیجہ میں وہ لڑکا بول رہا تھا۔ یہ حضرات اس طرح توجہ و تصرف سے بھی کام لے لیتے ہیں۔

پہلے مہمانوں کو بلایا جائے یا کھانا لایا جائے

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ آپ کے یہاں دستر خوان پر کھانا پہلے آتے ہیں مہمانوں کو بعد میں بلایا جاتا ہے۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ حضرت حق جل مجدہ نے غذائیں پہلے پیدا کی تھیں آدم علیہ السلام کو بعد میں پیدا فرمایا تھا۔ پھر یہ رسم نہیں ذوقی چیز ہے کبھی کھانا پہلے آتے ہیں مہمان بعد میں بلائے جاتے ہیں اور کبھی مہمان پہلے بلائے جاتے ہیں کھانا بعد میں لایا جاتا ہے اگر مہمان پہلے اور کھانا بعد میں ہو ایسی ترتیب کا التزام ہو تو مہمان کے آنے کے بعد ہی کھانا تیار کرنا چاہیئے اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ مہمان کو کیسا کچھ ضیق ہوگا کیونکہ بعض مرتبہ مہمان عین کھانا کھانے کے وقت پہنچتا ہے۔

کیا قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دکھائی جاتی ہے۔

دریافت کیا گیا کہ میت سے قبر میں جو سوال ہوتا ہے کہ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو کیا حضور علیہ السلام کی تصویر دکھا کر پوچھا جاتا ہے یا کچھ اور؟ ارشاد فرمایا کہ حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ تصویر دکھائی جاتی ہے یا حجابات اٹھا کر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنفس نفیس دکھایا جاتا ہے۔ رہا یہ کہ بغیر تصویر یا حجابات اٹھائے میت اشارہ ما تقول فی ھذا الرجل کو کیسے سمجھے گا تو یہ ایسا ہی ہے

بقیہ بر صفحہ ۸

سلوک و تصوف

دینی مدارس میں بگاڑ کا سبب

بعض مدارس کے حالات خراب ہونیکی اطلاع ملنے پر فرمایا کہ دینی مدارس پر آفت آرہی ہیں یہ سب خرابی ایسے ویسے پیسے کی ہے پہلے ایسا ویسا پیسہ نہیں تھا حلال اور اخلاص کی کمائی تھی اسکے اثرات اچھے ہوتے تھے فتنے نہیں ہوتے تھے اور اب وہ بات نہیں اس لئے فتنے رونما ہو رہے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جس تقویٰ پر اکابر نے مدارس کی بنیاد رکھی بہت دن تک اس نے کام کیا بلائیں ظلمتی رہیں اور جب اندرون مدرسہ سے تقویٰ جاتا رہا اس کے بالمقابل دوسری چیزیں آگئیں تو انہوں نے اپنا اثر کرنا شروع کردیا۔

مال ضائع ہونیکا سبب

ارشاد فرمایا کہ جو روپیہ پیسہ وغیرہ مرض یا کسی اور طریقے ضائع ہوتا ہے عامۃً حقوق العباد کو تلف کرنے سے ہوتا ہے اور ایک کے ساتھ دسیوں پیسوں کو لیجاتا ہے اس لئے حقوق العباد کی ادائیگی کا پورا اہتمام کریں۔

ریا کے اندیشہ سے ترک عمل

ایک صاحب سے فرمایا کہ ریاکاری کے خوف سے عمل ترک نہ کرنا چاہیئے یہ شیطان کا دھوکا ہے۔ شیطان انسان کو طرح طرح سے بہکاتا ہے کبھی اعمال میں ریا اور دکھاوا پیدا کرکے

ضائع کرتا ہے اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے کبھی دکھاوے کے اندیشہ سے ترکِ عمل کرادیتا ہے اس پر مجبور کرتا ہے لہٰذا اس خیال سے عمل ترک نہ کرنا چاہیئے کہ یہ شیطان کا مکروفریب ہے۔

تین دن سے زیادہ ترکِ کلام کے وبال سے بچنے کی صورت

دریافت کیا گیا کہ دو مسلمانوں میں جھگڑا ہوا جس کی وجہ سے باہم بول چال بند ہوگئی اب ایک اس حدیث کے پیش نظر جس میں مؤمن سے عداوت کی بنا پر تین دن سے زیادہ ترکِ کلام کو منع کیا گیا ہے دوسرے سے بولنا چاہتا ہے مگر دوسرا اس سے بالکل بولنا نہیں چاہتا تو یہ کیا کرے ؟ فرمایا کہ جو بولنا چاہتا ہے اس کے ذمہ صرف اتنا ہے کہ وہ دوسرے کو سلام کرتا رہے اس سے وہ ترکِ کلام کے وبال میں مبتلا نہ ہوگا بلکہ وبال دوسرے شخص پر ہوگا یہ محفوظ رہے گا۔

بہترین عمل ارشاد فرمایا کہ بہترین عمل وہ ہے جس پر مداومت کی جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہو ,,خیر العمل ما دیم علیہ،، حق تعالیٰ شانہٗ کو بھی وہی عمل زیادہ محبوب ہے جس پر مداومت (ہمیشگی) ہو ,,احب الاعمال الی اللہ ادومہا وان قل متفق علیہ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۱۰۔

طالبعلم کا بلا وجہ مدرسہ بدلنا ارشاد فرمایا کہ جس طالبعلم نے دوسرے مدرسہ میں داخلہ لے لیا ایسے مدرسہ کو چھوڑ کر جہاں اسکو اساتذہ کی تقریر بھی سمجھ میں آتی تھی آب وہوا بھی وہاں کی موافق تھی کھانا بھی اسکو ملتا تھا تو گویا اس نے حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی ناشکری کی جس کی بنا پر حق تعالیٰ شانہٗ نعمتیں چھین لیتے ہیں ارشاد ہے۔ ,,لئن شکرتم لازیدنکم ولئن

کفرتم ان عذابی لشدید،، اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

کھانے پینے کے بعض آداب

ارشاد فرمایا کہ پانی تین سانس میں بیٹھکر پینا چاہیئے اور ہر سانس میں برتن منہ سے الگ کرلینا چاہیئے یہ نہو کہ برتن ہی میں سانس لے اس میں متعدد حکمتیں ہیں مثلاً ایک ہی دفعہ میں برتن میں سانس لیکر پینا حیوانات کیساتھ مشابہت ہے، پھر معدہ کو بھی مضر ہے، نیز یہ عدم صبر کی علامت ہے متعدد سانس میں تھوڑا تھوڑا کر کے پینے میں یہ چیزیں نہیں علاوہ ازیں اسطرح پینے سے سیری بھی اچھی طرح حاصل ہو جاتی ہے غرض اخلاق، طب، طبع تینوں اعتبار سے بیٹھکر تین سانس میں پینا چاہیئے اسیطرح کھانے میں چھوٹا چھوٹا لقمہ خوب چبا چبا کر کھانیکا ادب بتلایا گیا ہے اسواسطے کہ اسطرح کھانے سے قلتِ طعام بھی حاصل ہوگی، نفس جلد آسودہ ہو جائیگا جلدی جلدی اور بڑے بڑے لقموں میں یہ بات حاصل نہیں بلکہ معدہ میں بھی خرابی کا اندیشہ ہے۔

قلت طعام قوی کے اعتبار سے ہے

مگر تقلیل غذا کا حکم قوی اور زمانے کے اعتبار سے ہوگا ورنہ تعطل عمل ہو جائیگا حضرات صحابہ کرامؓ کو تو یہ طاقت تھی کہ کھانے میں صرف ایک کھجور پر اکتفاء کریں لیکن رات بھر عبادت میں اور دن بھر جہاد میں گزار دیں۔ مگر اب اسکا تحمل بہت دشوار ہے کیونکہ اب اعضاء اتنے قوی نہیں رہے۔ اسی لئے حضرت تھانویؒ فرماتے تھے کہ خوب کھاؤ اور خوب کام کرو یعنی دو چار لقمہ بھوک باقی رہے تو چھوڑ دو۔ ایسے نہیں

جیسے ایک شخص بہت کھاتے تھے ان سے کہا گیا کہ حدیث شریف میں ہے کہ پیٹ کے تین حصے کرنے چاہئیں ایک کھانیکا ایک پینے کا ایک سانس کا تو کہنے لگے حدیث بالکل صحیح ہے میں ایک حصہ کھاتا ہوں اور پانی کے لئے چھوڑنے کی ضرورت نہیں وہ تو اپنا ٹھکانہ خود کرلیگا اور سانس آئے یا نہ آئے یار کو اس کی پرواہ نہیں۔

کیا عورت بیعت کر سکتی ہے

حضرت مولانا ارشاد صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند نے دریافت فرمایا کہ حضرت عورتیں بھی بیعت کر سکتی ہیں؟ فرمایا کہ تذکرۃ الرشید ص۳۳ج۲ میں حضرت گنگوہیؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر عورتوں کو بیعت کرنیکی اجازت ہوتی تو میری صفیہ مرید کیا کرتی۔

مالدار اور غریب کے درمیان سبب منافرت

ارشاد فرمایا کہ مالدار کی ایک ذمہ داری ہے غریب کی بھی ایک ذمہ داری ہے مالدار نے اپنی ذمہ داری کو تو بھلا دیا غریب کی ذمہ داری کو یاد رکھا اور غریب نے اپنی ذمہ داری کو بھلا کر مالدار کی ذمہ داری کو یاد رکھا غریب مالدار سے کہتا ہے 'اٰتوا الزکوٰۃ' زکوٰۃ دو زکوٰۃ اسلام کا بنیادی رکن ہے اصول سے ہے اور مالدار غریب سے کہتا ہے سوال مت کرو سوال کو حدیث میں منع کیا گیا ہے غرض ہر ایک نے اپنے اپنے فریضہ میں کوتاہی کی جسکے نتیجہ میں حالات خراب ہیں مالدار غریب سے ناراض اور غریب مالدار سے ناراض اگر ہر ایک اپنے فریضہ پر نظر رکھے اس میں کوتاہی نہ ہونے دے تو یہ صورت اور باہمی منافرت نہ ہو۔

دوسرے کو کس طرح یقین آئے

میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ کیسا زمانہ آگیا لوگ ہماری بات کا یقین نہیں کرتے قسم کھاتے ہیں تو بھی ان کو یقین نہیں آتا جھوٹ سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ خود کے دل میں جب سچ نہیں یقین نہیں (یہ ایسے ہی تھے) تو دوسرے کیسے سچ سمجھیں انکو کیسے یقین آئے اپنے دل میں سچ ہوگا یقین ہوگا تو دوسرے بھی سچ سمجھیں گے یقین کریں گے قصور اپنا ہے زمانہ کا کیا قصور۔

بایزید بسطامیؒ سے سوال

فرمایا کہ حضرت بایزید بسطامی سے سوال ہوا کہ دنیا سے کیا لائے ہو تو حضرت بایزیدؒ نے جواب دیا کہ کریموں کے یہاں بھی یہ سوال ہوتا ہے کیا لائے ہو دہاں تو یہ سوال ہوتا ہے کیا لوگے پھر حضرت زید مجدہٗ نے فرمایا کہ جس کو نوازنا ہوتا ہے اسے جواب بھی خود ہی بتلا دیتے ہیں۔

دو بزرگ کا مختلف معمول

ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کی دوسرے بزرگ سے ملاقات ہوئی ایک نے دوسرے سے دریافت کیا کہ آپ کا معمول کیا ہے فرمایا کھانا مل جاتا ہے تو شکر کرتا ہوں نہیں ملتا تو صبر کرتا ہوں، انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا معمول کیا ہے فرمایا کہ کھانا نہیں ملتا تو شکر کرتا ہوں ملتا ہے تو دوسروں کو محتاجوں کو دیدیتا ہوں۔

لطائف وظرائف

اعور واعمش جارہے ہیں

ارشاد فرمایا کہ سلیمان بن مہران مشہور محدث ہیں یہ اعمش (چوندھے) تھے اور ابراہیم نخعیؒ اعور (کانے) تھے ایک مرتبہ سلیمان بن مہران نے ابراہیم نخعی سے کہا کہ آؤ فلاں جگہ چلیں اس پر ابراہیم نخعی نے جواب دیا کہ میں آپ کے ساتھ نہیں جاتا۔ سلیمان نے پوچھا کیوں؟ تو کہا اسواسطے کہ لوگ کہیں گے کہ اعور اعمش جارہے ہیں۔

اس کا نام رکھیو صلی اللہ علیہ وسلم

فرمایا کہ ایک صاحب کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اس کا نام رکھا احمد مجتبیٰ۔ پھر دوسرا لڑکا ہوا اس کا نام رکھا محمد مصطفےٰ اس کے بعد تیسرا ابھی لڑکا ہی ہوا کسی نے اس کا نام تجویز کیا علی مرتضیٰ اس پر کسی نے کہا کہ اسکا نام رکھیو صلی اللہ علیہ وسلم۔ احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ، صلی اللہ وسلم تاکہ ساری نبوت گھر میں آجائے۔

چیلے کی فریفتگی اور گرو کی بے نیازی

ارشاد فرمایا کہ ایک گرو کھانا کھانے بیٹھا چیلے سے کہا کہ پینے کے لئے پانی لے لو سامنے دریا تھا وہ پانی لینے گیا دیکھا کنارہ پر میلا پانی ہے اس میں تنکے وغیرہ ہیں اس لئے اندر گھسا سوچا کہ ذرا آگے سے خوب صاف پانی لونگا آگے بڑھا تو اس کے پیر اٹھ گئے لگا ڈوبنے۔ تب گروجی کو زور سے آواز دی کہ گروجی میں تو چلا۔ خیال تھا کہ وہ دوڑ کر اس کو بچالیں گے مگر گروجی وہیں بیٹھے ہوئے اطمینان سے کہتے ہیں بیٹا تو رہے تب بھی ہم تجھ سے خوش، تو جائے تب بھی ہم تجھ سے خوش۔ چیلے کی فریفتگی اور گرو کی بے نیازی دونوں دیکھنے کے قابل ہیں۔

لفظ ٹیڑھی کھیر کی ابتدا و مطلب

رمضان شریف ۱۴۰۹ھ بعد تراویح کی مجلس میں ایک بے تکلف مولانا صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت ٹیڑھی کھیر کا کیا مطلب ہے ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ نے سہارنپور کے اپنے آخری وعظ میں بیان کیا تھا میں بھی شریک تھا اس میں کہ ایک حافظ صاحب کی ان کے شاگرد نے دعوت کی حافظ جی نے پوچھا کہ کیا پکایا ہے اس نے کہا اجی کھیر۔ حافظ جی نے پوچھا کھیر کیسی ہوتی ہے اس نے کہا چٹی (یعنی سفید) حافظ صاحب چونکہ مادر زاد نابینا تھے وہ الوان (رنگوں) سے واقف نہ تھے اس لئے پوچھا چٹی کیسی ہوتی ہے اس نے بتلایا جیسا بگلا حافظ صاحب نے پوچھا بگلا کیسا ہوتا ہے؟ اس پر لڑکے نے اپنے ہاتھ کو ٹیڑھا میڑھا کرکے بتایا کہ بگلا ایسا ہوتا ہے حافظ جی نے اس کے ہاتھ کو ٹٹولکر دیکھا تو کہا یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے یہ حلق سے کیسے اترے گی یہ لفظ وہاں سے چلا ہے اب ہر مشکل کام کو ٹیڑھی کھیر کہتے ہیں۔

ہندی اور عربی کی گفتگو

ارشاد فرمایا کہ ایک ہندی عرب گئے وہاں ایک پارک میں بیٹھے تھے جسکے اردگرد عالیشان مکان تھے اسی دوران دیکھا کہ ایک عربی نے سگریٹ پی پھر پی تھوڑی دیر بعد پھر پی ہندی نے یہ حال دیکھ کر اس عربی سے پوچھا کہ آپ روزانہ کتنے روپیہ کی سگریٹ پیتے ہیں اس نے بتایا اتنے روپیہ کی، ہندی نے حساب لگایا کہ ایک دن میں اتنے کی تو ہفتہ میں اتنے کی مہینے میں اتنے کی سال میں اتنے کی کثیر رقم بن گئی پھر عربی سے کہا کہ اگر آپ سگریٹ نہ پیتے تو کتنے روپیہ بچتے جس سے یہ مکان بھی آپ کا ہوتا یہ مکان بھی آپ کا ہوتا۔ عربی نے اس سے پوچھا کہ آپ سگریٹ پیتے ہیں؟ ہندی نے کہا نہیں عربی نے کہا پھر تو یہ مکان بھی آپ کا ہوگا یہ مکان بھی آپ کا ہوگا پھر کہا کہ یہ مکان بھی میرا ہے یہ بھی میرا ہے یہ سب مکانات اتنی سگریٹ نوشی

کے باوجود میسر ہیں۔

کھفیہ کھفیہ بات کرو

ارشاد فرمایا کہ ایک خاندان کے آدمی خ ادا نہ کرپاتے تھے اس کو کاف بولتے تھے دوسرے خاندان کے لوگ ق کو ک بولتے تھے ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ فلاں حرف غلط بولتے ہیں۔ جب دونوں فریق قاضی کے یہاں پہنچے تو ایک خاندان کے لوگ آپس میں مشورہ کرنے بیٹھے دوسرے خاندان کا ایک آدمی ان کے پاس بطور جاسوسی کے آیا تو ان لوگوں نے آپس میں کہا کھفیہ کھفیہ (خفیہ خفیہ) بات کرو کبھی دوسرا اسُن لے۔ اس بات کو قاضی نے بھی سن لیا اور مسکرایا جو شخص جاسوسی کے لئے آیا تھا اس نے قاضی کو مسکراتے ہوئے دیکھ لیا تو زور سے بے اختیار بولا حکیکت (حقیقت) کھل گئی حکیکت کھل گئی۔

نااہلیت کا بیان شعر میں

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے اپنی نااہلیت کو اس شعر میں بیان کیا ہے۔ ؎

شکل اول ہوں مگر کبریٰ نہیں مجھ میں تمام
مبتدائے بے خبر ہوں حذفِ بے تفسیر ہوں

یعنی شکل اول تو ہوں (جس کا نتیجہ مناطقہ کے یہاں بدیہی ہے اسی واسطے یہ اشرف الاشکال ہے) مگر نتیجہ دینے والی نہیں اس واسطے کہ کبریٰ ناتمام ہے یعنی کلیہ نہیں اور کبریٰ کا کلیہ ہونا شکل اول کے نتیجہ دینے کے لئے شرط ہے۔ اسی طرح مبتدا تو ہوں مگر بے خبر اور مبتدا بے خبر کے ناقص و ناتمام ہے۔ اسی طرح ما اضمر عاملہ (وہ معمول جس کا عامل محذوف کر دیا گیا ہو) ہوں مگر بغیر تفسیر کے اور ما اضمر عاملہ بغیر تفسیر کے ناقص ہے۔

ساتھیوں کو دکھلاؤں گا

ارشاد فرمایا کہ ایک محدث کی تحریر خراب تھی لکھائی صاف نہیں تھی ان کے ساتھی ان پر ہنستے ان کا مذاق بناتے۔ ایک جگہ دیکھا کتابیں فروخت ہو رہی ہیں قلمی نسخے تھے ایک کتاب دیکھی جس کا خط بہت خراب تھا اسکو کافی رقم دیکر

خرید لیا کہ ساتھیوں کو دکھلاؤں گا کہ تم مجھ پر ہنستے ہو ایسے ایسے کاتب بھی موجود ہیں جن کا خط اتنا خراب ہے، مگر آکر جو اس کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ انہیں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب تھی۔

سانگ میں کیا ہوتا ہے

ارشاد فرمایا کہ ہمارے یہاں ایک حافظ صاحب مسجد میں قرآنِ پاک پڑھایا کرتے تھے سانگ تماشا دیکھنے سے منع کرتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ جانتے ہو سانگ میں کیا ہوتا ہے۔ ڈھولک کہتی ہے۔ لعنت لعنت لعنت لعنت۔ تو سارنگی کہتی ہے۔ کس پر کس پر کس پر کس پر۔ ناچنے والی رنڈی کہتی ہے تماشہ دیکھنے والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ ان پر ان پر ان پر۔

دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنا بریلویوں کی نظر میں

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے یہاں (دارالعلوم دیوبند) سے فتویٰ طلب کیا۔ جس کا جواب ایک عارض کی بنا پر مختصر دیا گیا۔ انہوں نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کو لکھا کہ فلاں مسئلہ کا جواب دارالعلوم دیوبند سے طلب کیا تھا وہاں حضرت مولانا شیخ الہندؒ کے انتقال کے باعث مختصر جواب دیا گیا جس سے تسلی نہ ہوئی آپ سے فتویٰ طلب کر رہا ہوں۔ اس پر مولوی احمد رضا خاں نے مسئلہ کا تو وہی جواب دیا جو دارالعلوم سے گیا تھا۔ مزید برآں لکھا کہ دیوبندیوں سے فتویٰ پوچھنا حرام ان کو حضرت مولانا کہنا حرام ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ کہنا حرام۔

دیوبندی کا نکاح

ارشاد فرمایا کہ مولوی احمد رضا خاں نے فتاویٰ رضویہ میں لکھا ہے کہ دیوبندی کا نکاح نہ مسلم سے درست نہ کافر اصلی سے درست نہ مرتد سے درست حتیٰ کہ حیوان سے بھی درست نہیں

حرکتِ نفس سے نماز کا اعادہ

فرمایا کہ مولوی احمد رضا خاں نے ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھائی اس کے بعد کمرہ میں آکر نماز کا اعادہ کیا کسی نے ان سے کہا کہ یہ کونسا مسئلہ ہے کہ امام نماز کا اعادہ کرے اور مقتدی نہ کریں؟ تو کہا کہ حرکتِ نفَس سے میرا کمربند ٹوٹ گیا تھا اس لئے میں نے نماز کا اعادہ کیا ہے۔ ایک مناظر نے نفَس بفتح الفاء کو نفس بسکون الفاء سے بدل دیا۔

یہاں نہیں دال گلنے کی

ارشاد فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے کہ قبر میں منکر نکیر نے ان سے سوال کیا "من ربك وما دينك" آپ نے جواب دیا "ربی اللہ ودینی الاسلام" اس کے بعد حضرت عمرؓ نے ان دونوں سے کہا "ومن ربکما" اور تمہارا رب کون ہے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ تو حضرت عمرؓ ہیں چلو یہاں سے (یہاں نہیں دال گلنے کی)

اب تم مجھ سے پوچھنے آئے ہو

فرمایا کہ یزید بن ہارون بڑے محدث گزرے ہیں ان کے متعلق ہے کہ قبر میں منکر نکیر نے ان سے سوال کیا "من ربك وما دينك" تو ڈاڑھی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ساٹھ برس تک دنیا میں لوگوں کو یہی بتلاتا رہا کہ منکر نکیر قبر میں یہ سوال کریں گے تو یہ جواب دینا اب تم مجھ سے پوچھنے آئے ہو

جواب دے تو دیا

فرمایا کہ حضرت مولانا ثابت علی صاحبؒ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کے انتقال پر طلبہ میں تبصرہ تھا کہ جب ان سے منکر نکیر نے سوال کیا ہوگا "من ربك" تو آپ نے جواب دیا ہوگا "من ربك" انہوں نے کہا ہوگا کہ صحیح جواب

کیوں نہیں دیتے تو آپ نے فرمایا ہوگا کہ جواب دے تو دیا۔ تمہارا مَن استفہامیہ ہے میرا مَن موصولہ ہے۔ (یعنی جو تمہارا رب ہے وہی میرا رب ہے) چونکہ ان کو نحو سے زیادہ مناسبت تھی اسلئے طلبہ نے آپس میں ایسا تبصرہ کیا۔

خواب میں سانپ سے مسواک

ارشاد فرمایا کہ تعبیر خواب بھی عجیب فن ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک صاحب نے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ سانپ سے مسواک کر رہا ہوں۔ میں نے تعبیر دی کہ تمہیں مال حاصل ہوگا اور تم اس سے سنت کو زندہ کروگے۔ اسواسطے کہ سانپ صورتِ مثالی ہے مال کی اور مسواک سنت ہے۔ تمہیں وہ حاصل ہوا اور تم نے اس سے مسواک کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں مال ملے گا جس سے تم سنت کو زندہ کروگے۔

عقب میں سفید بال کی تعبیر

ایک صاحب نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے عقب میں سفید بال اگ آئے ہیں۔ میں نے تعبیر دی کہ تمہاری اولاد کی عمریں لمبی ہونگی کیونکہ عقب سے مراد اولاد ہوتی ہے اور اولاد میں سفید بال ہونا علامت ہے طولِ عمر کی۔

والدہ کے سر پر کلہاڑی مارنیکی تعبیر

فرمایا کہ ایک طالبعلم نے ذکر کیا کہ میں نے خواب میں والدہ کے سر پر کلہاڑی ماری اور والدہ نے کہا کچھ حرج نہیں۔ میں نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے دارالعلوم کے اسٹرائک میں حصہ لیا ہے اور اسکے سبب تمہارا اخراج ہوا دارالعلوم مادرِ علمی ہے اس نے کہا ہاں شریک تو ہوگیا تھا میں اسٹرائک میں۔

اس کو دھکّا دیا گیا

ارشاد فرمایا کہ نفحات الانس میں مولانا عبدالرحمن صاحب جامیؒ نے لکھا ہے کہ سفر میں جاتے ہوئے ایک جگہ مسجد میں ٹھیرنا ہوا۔ سونے پر خواب میں دیکھا کہ ایک وہاں مجمع ہے لوگ تیزی کے ساتھ ادھر جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کیسا مجمع ہے؟ بتایا گیا کہ وہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ میں بھی زیارت کے لئے پہنچ گیا ملاقات ہونے پر میں نے چند دنیا سے رخصت ہو جانے والے لوگوں کے متعلق پوچھا۔ امام غزالیؒ کے متعلق معلوم کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا "ھو رجل فاز بالمقصود" یعنی وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔ ابن سینا کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا اس نے عقل کی روشنی میں میرے بغیر حق تعالیٰ تک رسائی چاہی تھی اس کو دھکا دیا گیا یہاں تک کہ جہنم میں اوندھا گرا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تک رسائی بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ممکن نہیں۔ امام رازیؒ کے متعلق پوچھا تو فرمایا "مُعاتبٌ" زیر عتاب ہیں۔

ایک بھی کام کا نہ نکلا

ارشاد فرمایا کے امام غزالیؒ کے بھائی بڑے صاحب کشف تھے۔ امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے لوگوں نے اصرار کیا کہ بہت بیجا بات ہے کہ آپ اتنے بڑے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے چلئے ان کے پیچھے نماز پڑھئے لوگوں کے

اصرار پر نماز میں شریک ہو گئے مگر درمیان سے نیت توڑ کر چلے گئے۔ بعدِ نماز لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا بات پیش آئی جس کی وجہ سے نیت توڑ کر چلے گئے؟ تو کہا کہ اگر کسی شخص کے بدن پر ہتھیلی کے برابر خون لگا ہوا ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ اس پر کہا کہ اس شخص (امام غزالی) کا سارا قلب خونِ حیض میں ڈوبا ہوا تھا۔ لوگوں نے امام غزالی سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ نماز سے پہلے میں کتاب الحیض کے مسائل لکھ رہا تھا نماز میں اسی کی طرف خیال چلا گیا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے ان کی والدہ سے اس کا ذکر کیا تو والدہ نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون ایک بھی کام کا نہ نکلا۔ وہ جو نماز پڑھانے کے لئے کھڑا ہوا تھا تو کیا نماز میں حیض کے مسائل سوچنے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ اور جس نے اس کے پیچھے نماز کی نیت باندھی وہ اللہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا یا امام کے دل کو ٹٹولنے کے لئے۔

اس نے آپ علیہ السلام ہی کو دیکھا

ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ رفیع الدین صاحب میں سے اول بڑے ہیں اور استاذ بھی اور ثانی چھوٹے ہیں اور شاگرد بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بارے میں دونوں کا اختلاف تھا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ فرماتے تھے کہ دیکھنے والے نے جس حال اور جس حلیہ میں بھی دیکھا اس نے آپ علیہ السلام کو دیکھا۔ اور شاہ رفیع الدین صاحبؒ فرماتے تھے کہ اگر اس حلیہ میں دیکھا جو کتابوں میں مذکور ہے تب تو آپ ہی کو دیکھا ورنہ نہیں[1] دونوں طرف سے تحریری سلسلہ بھی ہوا۔ مگر کبھی باہم زبانی گفتگو نہیں ہوئی۔ کسی نے

---

[1] شاہ اسحاق صاحبؒ تیسرے صاحبزادہ کا اس مسئلہ میں تیسرا مسلک تھا وہ فرماتے تھے کہ اگر اس زمانہ کے اتقیاء و صلحاء کی وضع میں دیکھا تو آپ علیہ السلام ہی کو دیکھا ورنہ نہیں۔ ارواح ثلاثہ ص۴۵ - مرتب

شاہ رفیع الدین صاحبؒ سے کہا کہ آپ دونوں حضرات تحریری گفتگو کرتے ہیں۔ ایک دفعہ بیٹھ کر زبانی گفتگو کیوں نہیں کر لیتے؟ تو فرمایا کہ اگر وہ کہنے لگے میں ایسا کہتا ہوں تو میرے پاس ان کی اس میں کا کیا جواب کیونکہ وہ بڑے بھی ہیں استاذ بھی ہیں۔

(مثلہ فی ارواح ثلاثہ ص۲۲۱)

آپ کی وجہ سے نجات ملی

فرمایا کہ ایک بزرگ حافظ صاحب چلے جا رہے تھے راستہ میں ایک قبر کے پاس سے گذرے جس سے تیتے نکل رہے تھے اور داخل بھی ہو رہے تھے۔ دیکھکر رائے قائم کی یہ عذاب کے معلوم ہوتے ہیں اس لئے ایک قرآن پاک ختم کر کے ایصال ثواب کیا صاحب قبر کو بخشا تو تیتے (بھڑ) نکلنے تو بند ہو گئے البتہ آنے والے داخل ہوتے رہے۔ دوسرا ختم کیا تو آنے والوں میں کمی ہو گئی۔ تیسرا ختم کیا تو بالکل ختم ہو گئے۔ اس کے بعد کچھ دور چلے کسی کے کھیت پر پہنچے اس نے ان کو کھانا دیا۔ کھانا کھا کر سو گئے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جو تخت پر بڑی شان کے ساتھ بیٹھا ہے اس نے ان کو دیکھا تو دوڑا ہوا آیا اور ان کو لپٹ گیا اور کہا کہ مجھے آپ کی وجہ سے نجات ملی۔ یہ شخص اسی قبر والا تھا۔

میرا نام بھی آ گیا

اسی طرح ایک صاحبِ کشف جا رہے تھے کسی قبر کے پاس سے گذرا ہوا۔ کشف ہوا کہ اس صاحبِ قبر کو عذاب ہو رہا ہے۔ کچھ دن بعد پھر ادھر سے گذر ہوا۔ تو اب بذریعہ کشف معلوم ہوا کہ عذاب ہٹ گیا۔ پوچھا تو قبر والے نے بتایا کہ ایک بزرگ مدفون ہوئے ہیں ان کو اجازت دی گئی کہ دس آدمیوں کو بخشوا لو۔ ان کے انتخاب میں میرا نام بھی آ گیا۔ اس لئے نجات ہو گئی۔ اس کے بعد (حضرت دامت برکاتہم نے آہ بھر کر فرمایا۔ پتہ نہیں ہماری بھی کوئی سفارش کرے گا یا نہیں۔

جوگی کے ذریعہ کلمہ کی اشاعت

ارشاد فرمایا کہ دہلی میں ایک بزرگ تھے انہوں نے ایک مرید کی تربیت کی جب دیکھا کہ پختہ ہو گئے ہیں تو فرمایا کہ ملتان جاؤ تبلیغ کے لئے وہ چلے۔ جوانی کا جوش۔ گرم خون چلتے چلتے پانی پت پہنچے پیدل کا راستہ تھا۔ وہاں ایک جوگی رہتا تھا اس پاس سے کوئی مسلمان گذرتا تو اس کے قلب پر ایمان پر حملہ کرتا۔ بڑا صاحب تصرف تھا۔ اس کو ان کا علم ہوا تو اپنے مقام ہی سے تصرف شروع کیا خوب زور لگایا مگر کامیاب نہ ہوا۔ تب سامنے آیا اور پوچھا تو کون ہے؟ کہاں جاتا ہے؟ کیا کہتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ ملتان جاتا ہوں۔ کہتا ہوں لا الہ الا اللہ جوگی کے قلب پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ باؤلا ہوگیا۔ وہاں سے بھاگا اور جو شخص راستہ میں ملتا۔ اس سے کہتا دیکھو ادھر مت جانا ادھر ایک مسلمان ملتان جاتا ہے جو کہتا ہے لا الہ الا اللہ۔ اس کی مت سننا۔ آیا تھا ان کے راستہ میں کاوٹ ڈالنے کے لئے ان کا ایمان سلب کرنے کے لئے مگر انہوں نے اس کو ذریعہ بنالیا کلمہ کی اشاعت کا۔ اُدھر ان کے شیخ کو اس واقعہ کا ادراک ہوا اور اس سے گرانی ہوئی تکدر رہا۔ اِدھر اس مرید کو احساس ہوا کہ پاور ہاؤس سے کرنٹ نہیں آرہا ہے اس لئے بجائے آگے چلنے کے پیچھے لوٹے جب دہلی پہنچے تو ڈانٹ پڑی، کہ تم کو راستہ کی تبلیغ کے لئے بھیجا تھا؟ ہرگز نہیں۔ ملتان کی تبلیغ کے لئے بھیجا تھا۔ پھر ایک چلہ اپنے یہاں مجاہدات کرائے اور تاکید کر کے ملتان بھیجا۔ یہ وہاں گئے اور تبلیغ شروع کی۔ تقریباً اسی ہزار آدمی ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے کتنا بڑا فیض پہنچا۔ یہ حضرات سمجھتے تھے کہ جو قوت ہمیں ملی ہے وہ دین کی اشاعت کے لئے ملی ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مسلمان کو جو قوت بھی ملی ہے مادی.

جسمانی، مالی، روحانی سب دین کے لئے ہے۔

اپنے اندر تین باتیں پاتا ہوں

ارشاد فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے حضرت گنگوہیؒ کو لکھا کہ دیگر متوسلین کا حال معلوم ہوتا رہتا ہے مگر آپ کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ اس پر حضرت گنگوہیؒ نے لکھا کہ بندہ کا تو کوئی حال ہی نہیں کیا لکھوں۔ البتہ آپ سے تعلق کے بعد اپنے اندر تین باتیں پاتا ہوں۔ ایک یہ کہ امورِ شرعیہ امورِ طبعیہ بن گئے ہیں جیسے بھوک پیاس کے وقت کھانے پینے کی طرف احتیاج ہوتی ہے اسی طرح نماز وغیرہ کے وقت اس کی ادائیگی کی طرف طبیعت کو داعب پاتا ہوں بغیر اس کی ادائیگی کے چین نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ مادح و ذام یکساں نظر آتے ہیں کوئی میری ہزار تعریف کرے کوئی ہزار برائی کرے کچھ اثر نہیں ہوتا نہ کسی کے تعریف کرنے سے متاثر ہوتا ہوں نہ برائی سے۔ تیسرے یہ کہ نصوصِ شرعیہ میں کہیں تعارض نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد (حضرت دام مجدہم نے) فرمایا کہ ان میں سے اول غایت عمل کی۔ دوم غایتِ تعلق مع اللہ اور صفائے قلب کی۔ اور سوم غایتِ علم کی علامت ہے۔

مولوی عبدالسمیع صاحب گنگوہ میں

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے ایک مرید مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری تھے جو میلاد وغیرہ کے قائل تھے اس سلسلے میں انھوں نے کتاب بھی لکھی۔ انوار ساطعہ۔ حضرت گنگوہی بھی حضرت حاجی صاحب کے مرید و خلیفہ تھے مگر میلاد وغیرہ کے خرافات پر مشتمل ہونے کے سبب سخت خلاف تھے۔ انوار ساطعہ کے رد میں براہین قاطعہ تصنیف کرائی جس میں مولوی عبدالسمیع صاحب کے جملہ دلائل کا لاثانی جواب ہے، غرض دونوں کے درمیان بعض مسائل میں شدید اختلاف تھا اس کے باوجود جب مولوی عبدالسمیع صاحب گنگوہ گئے کسی تقریب میں ملنے کے لئے حضرت گنگوہیؒ کے پاس بھی آئے۔ حضرت نے بعد ملاقات فرمایا کہ

میری خواہش یہ ہے کہ ایک وقت کا کھانا میرے یہاں قبول کر لیجئے۔ انھوں نے منظور کر لیا چنانچہ کھانا کھایا اور کوئی بات مسائل اختلافیہ کے متعلق نہیں ہوئی۔ حضرت گنگوہیؒ نے خط لکھا حضرت نانوتویؒ کو اس میں اطلاع دی کہ مولوی عبدالسمیع صاحب آئے تھے اس طرح سے میں نے ان سے کھانے کی درخواست کی انھوں نے منظور کر لی اور اختلافی مسائل کے متعلق کوئی بات نہیں ہوئی اگر وہ چھیڑتے تو کسر میں بھی نہ چھوڑتا اور حضرت نانوتویؒ کو اطلاع دینے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی کتاب میں میں نے نہیں دیکھا ہاں سمجھ میں آتا ہے ایک صاحب اس لائن کے ادی کلیر شریف کے عرس الخ قسط اول ص ۹۹

گھبراؤ نہیں اللہ مدد کرے گا

ارشاد فرمایا کہ گنگوہ کے ایک صاحب سناتے تھے کہ ہمارے یہاں ایک قتل ہو گیا جس میں میرے والد شریک نہ تھے مگر مقتول کے اولیاء نے ان کا نام بھی لکھوایا۔ حضرت گنگوہیؒ سے ان کا تعلق تھا۔ حضرت سے ذکر کیا کہ میرا نام بھی لکھوا دیا گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مقدمہ کی پیروی کرو۔ گھبراؤ نہیں اللہ مدد کرے گا وہ مقدمہ کی پیروی کرتے رہے۔ کچہری آتے جاتے رہے جب فیصلہ کی تاریخ آئی تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ کل فیصلہ کی تاریخ ہے۔ فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ مدد کرے گا۔ یہ گنگوہ سے رامپور پیدل آئے (کہ اس وقت گنگوہ سے سہارنپور کے لئے سواری کا انتظام نہ تھا پیدل ہی سفر ہوتا۔ میں بھی بہت دفعہ سہارنپور سے گنگوہ پیدل آیا گیا ہوں) اور رامپور سے ریل میں بیٹھ کر سہارنپور پہنچے۔ کچہری گئے۔ پیشکار سے معلوم کیا اس نے تبلایا کہ سب کو سزا ہو گئی پوچھا مجھے بھی کہا ہاں آپ کو بھی۔ یہ سنا تو گھبرائے۔ زیادہ پریشانی اس کی تھی کہ حضرت نے تو فرمایا تھا کہ گھبراؤ نہیں اللہ مدد کرے گا اور یہاں معلوم ہوا کہ سزا ہو گئی۔ مسجد پہنچے وضو کر کے دو رکعت ادا کی اللہ کے سامنے عجز و انکساری کے ساتھ رو رو کر دعا کی اسی حالت میں اونگھ آ گئی آنکھ لگ گئی خواب دیکھتے ہیں کہ حضرت گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوں حضرت فرما رہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں

اللہ مدد کرے گا اس کے بعد رامپور آیا وہاں سے سہارنپور پہنچا معلوم ہوا کہ سزا ہوگئی (یہاں تک تو وہ دیکھا جو پیش آچکا تھا) اس کے بعد دیکھا کہ کسی سے پوچھا اس سزا کے بھی منسوخ ہونے کی کوئی صورت ہے؟ اس نے بتلایا کہاں اگر دہلی کے کلکٹر منسوخ کردیں تو منسوخ ہوجائے گی اور کوئی منسوخ نہیں کرسکتا۔ سوچا کہ دہلی اتنی دور، کلکٹر کی جگہ معلوم نہیں پھر میں غریب معمولی آدمی کیسے اس سے ملوں تاہم پوچھا کہ وہ دہلی میں کہاں ملیں گے بتانے والے نے کہا کہ وہ جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھانے کے لئے آئیں گے اس وقت مل لینا۔ سمجھے کہ اب تو ملنا آسان ہے۔ خواب ہی میں پہنچ گئے دہلی کلکٹر صاحب نماز جمعہ پڑھانے آئے نماز پڑھائی انہوں نے دیکھ لیا پہچان لیا کہ یہ ہیں کلکٹر صاحب۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوکر چلے تو ان صاحب نے ان کی آستین پکڑلی اور کہا کہ آپ میری سزا کو منسوخ کردیں اس پر کلکٹر صاحب نے اپنی آستین جھٹک لی اور ناگواری کے لہجہ میں کہا کہ تم سے کہا نہیں تھا کہ گھبراؤ نہیں اللہ مدد کریگا غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت گنگوہیؒ تھے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی، قلب مطمئن تھا۔ فیصلہ سنانے کے وقت کچہری گئے تو معلوم ہوا کہ اوروں کو سزا ہوگئی اور ان کو بری کیا گیا۔ یہ خوشی خوشی گنگوہ پہنچے حضرت کو بھی خوشخبری سنائی کہ میں بری ہوگیا حضرتؒ خاموش رہے پھر فرمایا کہ کبھی خواب خیال کی باتیں کچھ قابلِ اعتماد نہیں ہوتیں (حالانکہ انہوں نے خواب ذکر بھی نہ کیا تھا)

اس صفحہ پر نیچے کی جانب دیکھو

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ نے مولانا محمد یحیٰ صاحبؒ (والد ماجد حضرت شیخؒ) سے فرمایا کہ فلاں مسئلہ شامی میں دیکھو۔ مولانا نے عرض کیا کہ وہ مسئلہ شامی میں تو نہیں۔ فرمایا شامی لاؤ۔ شامی لائی گئی اس وقت حضرت آنکھوں سے معذور ہوچکے تھے اس کے باوجود شامی کے دو تہائی

اوراق دائیں طرف اور ایک تہائی بائیں طرف کر کے فرمایا کہ اس صفحہ پر نیچے کی طرف دیکھو دیکھا تو وہ مسئلہ اسی حصہ میں موجود تھا۔ اس کے بعد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔ (مشلہ فی ارواح ثلاثہ ص ۲۹۱)

ایک نواب صاحب حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ کے یہاں ایک نواب مہمان ہوئے۔ مولانا یحییٰ صاحبؒ منتظم تھے انہوں نے نواب صاحب کا قیام خانقاہ سے الگ دوسرے مکان میں تجویز کیا۔ حضرت کا حال تھا کہ معمولی بورئے پر بھی بیٹھے۔ دری پر بھی بیٹھے۔ بیش قیمت قالین پر بھی بیٹھے۔ نہ چٹائی پر بیٹھنے سے عار نہ بیش قیمت قالین پر بیٹھنے سے استکبار اتفاق سے اس وقت حضرت کے نیچے تین قالین بچھے ہوئے تھے۔ مولانا نے ایک قالین وہاں سے اٹھوا کر نواب صاحب کے لئے اس مکان میں بھجوا دیا جہاں ان کا قیام تجویز ہوا تھا۔ جب حضرت تشریف لائے اور بیٹھنا چاہا تو چونکہ اس وقت بینائی جاتی رہی تھی اس لئے ہاتھ سے ٹٹول کر دریافت فرمایا کہ ایک قالین کہاں ہے خطاب عام تھا۔ کسی نے جواب نہ دیا تو خطاب خاص فرمایا مولوی صاحب وہ قالین کہاں ہے۔ مولانا نے جواب دیا کہ نواب صاحب کے لئے بھجوا دیا ہے۔ اس پر فرمایا اچھا تو نواب صاحب قالین پر بیٹھنے آئے ہیں۔ ان کے یہاں کچھ کمی تھی کیا قالین کی (نواب صاحب کی آدھی نوابی تو یہاں جھڑ گئی) پھر جب کھانے کا وقت ہوا تو حضرت شیخ الہندؒ بھی وہاں موجود تھے وہ وہاں سے کھسکنے لگے کہ اب نواب صاحب کھائیں گے ہم لوگ بعد میں کھالیں گے۔ حضرتؒ نے تاڑ لیا اور فرمایا مولوی محمود کہاں چلے۔ اگر نواب صاحب کو غریب طالب علموں کے ساتھ کھانا پسند نہ ہو تو اپنا کھانا الگ کھائیں ہمارا تمہارا تو مرے جینے کا ساتھ ہے؟

تم کو نہیں چھوڑ سکتے (آدمی نوابی نواب صاحب کی یہاں جھڑ گئی اور خوب سمجھ میں آگیا) کہ طالب علموں کی حضرت کے یہاں کیا قدر و قیمت ہے اور ہم نوابوں کی کیا گویا طالب علموں اور نوابوں میں فرق سمجھ میں آگیا۔

کلکٹر کو حضرت گنگوہیؒ کی زیارت کا شوق

ارشاد فرمایا کہ ایک کلکٹر کو حضرت گنگوہیؒ کی زیارت کا شوق ہوا کہ دیکھیں وہ کیسے ہیں جنھوں نے شاملی کے میدان میں انگریزوں سے جنگ کی ہے! اس لئے زیارت کے ارادہ سے گنگوہ کی طرف چلا۔ جب حضرت کو اس کا علم ہوا کہ وہ آرہا ہے تو حجرہ میں داخل ہو کر کواڑ بند کر لئے وہ آیا اور کچھ دیر بیٹھا۔ حضرت نے کواڑ نہیں کھولے اس کی ہمت نہ ہوئی کہ کواڑ کھلوائے۔ بالآخر واپس چلا گیا تب آپ باہر تشریف لائے پھر کسی موقع پر گنگوہ آیا تو حضرت سے بعض خدام نے عرض کیا کہ کلکٹر سے ملاقات کرلیں۔ پوچھا کیوں؟ عرض کیا گیا کہ اس میں دارالعلوم کا تحفظ ہے اس لئے کہ دارالعلوم کی شکایتیں پہنچتی تھیں کہ وہاں سرکار سے بغاوت سکھائی جاتی ہے اس پر آپ پالکی میں سوار ہو کر اس کے بنگلے کے سامنے تشریف لے گئے علماء پالکی کو اٹھانے والے تھے۔ جب پالکی وہاں رکھی گئی تو وہ خود بنگلہ سے باہر آیا۔ حضرت پالکی سے نکلے۔ اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ ہم کو کچھ نصیحت کرو۔ حضرت نے فرمایا مخلوق پر رحم کرو۔ انصاف کرو۔ بس دو لفظ فرمائے اور چہرہ اٹھا کر کلکٹر کو نہیں دیکھا۔ اس کے بعد پالکی میں سوار ہو کر واپس تشریف لے آئے کلکٹر نے کسی سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا ہمارا دل اندر سے کانپتا تھا۔ بتایا گیا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے شاملی کے میدان میں جہاد کر کے انگریز کی فوج کو شکست دی تھی۔

اور بغاوت کے متعلق کچھ نہ پوچھا

فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کی کچھ شکایات انگریز کے پاس پہنچی اس نے اطلاع دی کہ میں دارالعلوم آرہا ہوں۔ مدرسہ والوں کو بہت فکر ہوئی جب کوئی اس طرح کی بات پیش آتی تو بڑے مہتمم صاحب اور چھوٹے مہتمم صاحب گنگوہ جاتے۔ تین دن کا اعتکاف کرتے روزے رکھتے تب حضرت گنگوہیؒ سے ذکر کرتے۔ چنانچہ یہ خبر سنکر دونوں مہتمم صاحبان حضرت گنگوہیؒ کے یہاں پہنچے تین دن اعتکاف کیا اس کے بعد حضرت سے ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا بے فکر رہو وہ دیوبند نہیں آئے گا۔ یہ حضرات خوشی خوشی واپس آئے اس کے بعد پھر خبر ملی کہ انگریز دارالعلوم آرہا ہے یہ حضرات پریشان ہوئے کہ حضرت نے تو فرمایا تھا کہ وہ دیوبند نہیں آئے گا۔ مگر جب اس کا اسپیشل مظفرنگر پہنچا تو اس کے کان میں یہ خبر پہنچی کہ دیوبند میں پلیگ پھیل رہا ہے اس لئے وہیں سے واپس ہو گیا۔ دیوبند تک نہ پہنچ سکا۔ کچھ دن بعد پھر کسی نے شکایات پہنچائیں۔ اس نے اطلاع کی کہ میں آرہا ہوں یہ حضرات پھر گنگوہ گئے اور عرض کیا کہ حضرت وہ تو آرہا ہے۔ فرمایا۔ بھیجا ہوا آرہا ہے جو کام لینا ہو کان پکڑ کر لے لیجیو۔ بالآخر وہ دیوبند آیا اور ان حضرات نے بہت سی چیزیں اس سے تبلائیں کہ یہاں گندا نالا بہتا ہے اس کو بند کرا دیا جائے یہ تالاب ہے اس کو بند کرا دیا جائے۔ مدرسہ کو یہ رعایت دیجائے اس نے سب چیزوں کی منظوری دی اور واپس چلا گیا۔ اور بغاوت کے متعلق کچھ نہ پوچھا۔

اس کی تردید بلاوقف لازم ہے

ارشاد فرمایا کہ حضرت سہارنپوریؒ نے حضرت گنگوہیؒ کو لکھا کہ حق تعالیٰ کے ارشاد " قالوا اتخذ اللہ ولدا

سبحانہ "ہیں۔ اتخذ اللہ ولدًا " مشرکین کا مقولہ ہے اور "سبحانہ" حق تعالیٰ کا مقولہ ہے جس سے مشرکین کے مقولہ کی تردید کی گئی ہے۔ لہٰذا درمیان میں وقف لازم ہونا چاہیئے مگر قرآن پاک میں وقف لازم نہیں لکھا۔ حضرت گنگوہیؒ نے جواب دیا کہ مشرکین کے یہ مقولہ ایسا مقولہ ہے جس کی تردید بلا وقف لازم ہے۔ اگر وقف کیا جائے تو شبہ ہوتا کہ شاید مشرکین کے اس مقولہ میں جان ہے اس لئے جیسے ہی ان کی زبان سے یہ لفظ نکلا فوراً اس کی تردید کی گئی "سبحانہ" وہ اس کی ذات اولاد وغیرہ نقائص سے پاک ہے۔

مرزا غلام احمد کی تکفیر

ارشاد فرمایا کہ حضرت گنگوہیؒ نے ابتداءً مرزا غلام احمد قادیانی کی تکفیر نہیں کی بلکہ فرمایا کہ یہ رجلِ صالح ہے لیکن اگر اس کو شیخ کامل نہ ملا تو گمراہ ہو جائے گا۔ مولانا عبید اللہ صاحب ٹونکی نے تکفیر کی اور حضرت سے کہا کہ یہ نبوت کا دعویٰ کرے گا حضرت نے فرمایا کہ ابھی تو دعویٰ نہیں کیا جرم سے پہلے تو سزا نہیں دی جاتی۔ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے بات کر رہا ہو تو کیا یہ سوچتے ہوئے کہ یہ اس سے زنا کریگا ابھی سے رجم (سنگسار) کا حکم لگا دیا جائے۔ جب حضرت کے سامنے اسکی کتاب براہین احمدیہ آئی تب تکفیر کی اس واسطے کہ اس میں کفریہ چیزیں ہیں۔

صاحبزادہ جیسا ظرف کہاں سے لاؤں

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا فضل رحمن صاحب گنج مراد آبادیؒ کے ایک مرید نے ان سے درخواست کی کہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ مولانا نے فرمایا جاؤ ہمارا بھی سلام کہنا۔ وہ بہت اچھے

آدمی ہیں۔ سب سے اونچا لفظ تعریف کا ان کے یہاں یہی ہوتا تھا کہ وہ بہت اچھے
آدمی ہیں۔ غرض وہ مرید گنگوہ آئے چند روز ٹھیرے جب یہاں سے رخصت ہونے
لگے تو حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ مولانا کو میرا سلام کہنا اور دو پیغام دینا ایک تو یہ
ذرا ضبط سے کام لیا کریں (چونکہ کشف کو بہت ظاہر کر دیا کرتے تھے اس لئے ایسا فرمایا)
دوسرا یہ کہ خلقِ محمدی اختیار کریں (آنے والوں پر خفا بہت ہوتے تھے۔ نکال دیتے
تھے اپنے یہاں سے اس لئے ایسا فرمایا) مرید نے آکر سلام کہا اور پیغام پہنچایا کہ
مولانا نے فرمایا ہے کہ خلقِ محمدی اختیار کریں تو ناراض ہو کر فرمایا کہ میرے پاس کوئی
دین سیکھنے کے لئے تھوڑا ہی آتا ہے بلکہ کوئی کہتا ہے کہ میرا مقدمہ ہے اس میں کامیابی
کے لئے تعویذ دیدو۔ کوئی کہتا ہے کہ میرے بچے نہیں ہوتے اس کے لئے تعویذ
دیدیجئے۔ کوئی کہتا ہے کہ میرا کوئی روزگار نہیں ملازمت نہیں ملتی اس کے لئے
دعا تعویذ چاہیئے ان پر ناراض نہ ہوں۔ ڈانٹوں نہیں نکالوں نہیں تو اور کیا کروں
وہاں (گنگوہ) سے بیٹھے بیٹھے نصیحت کر رہے ہیں کہ خلقِ محمدی اختیار کریں۔
دوسرا پیغام پہنچایا کہ ذرا ضبط سے کام لیں تو اس پر ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ صاحبزادے
جیسا ظرف کہاں سے لاؤں۔ سمندر کے سمندر پیئے بیٹھے ہیں اور ڈکار تک نہیں
لیتے۔ (مولانا حضرت گنگوہیؒ سے بڑے تھے کہ براہ راست شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے)

ایک مرتبہ تھانہ بھون میں تذکرہ آیا مولانا مدنیؒ کا کسی مخلص نے عرض کیا کہ حضرت مولانا مدنیؒ تو ایسے
آدمی ہیں حکومت کا مقابلہ کرتے ہیں جیل میں جاتے ہیں ڈرتے نہیں حضرت یہاں تو یہ بات ہے
نہیں تو حضرت تھانویؒ بہت ہی متانت کے ساتھ فرمایا بھائی میں انکی سی ہمت مردانہ کہاں سے لاؤں

ہاتھ پیچھے کو کھینچ لیا

فرمایا کہ حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادیؒ کے پاس گورنر
نے اطلاع بھیجی کہ میں زیارت کے لئے آرہا ہوں کسی نے مولانا سے کہا کہ
وہ تو کرسی پر بیٹھے گا اس لئے اس کے واسطے کرسی منگائی وہ آیا اور کرسی پر بیٹھ گیا ساتھ میں
ایک میم بھی تھی دوسری کرسی تھی نہیں۔ ایک گھڑا اوندھا رکھا ——

ہوا تھا مولانا نے میم سے فرمایا کہ بی تو اس پر بیٹھ جا۔ اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اپنا ہاتھ پیچھے کو کھینچ لیا اور فرمایا کہ الحمد للہ میں نے اب تک کسی غیر محرم کو مس نہیں کیا۔ گورنر نے پوچھا کہ آپ کے قویٰ کیسے ہیں، فرمایا کہ تیسری رات کے چاند کی روشنی میں باریک قلم سے لکھا ہوا خط پڑھ لیتا ہوں جب کہ عمر غالباً سو سے متجاوز تھی۔ سبحان اللہ کیسے قوی تھے۔

حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کی کرامت

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولینا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ کے انتقال کے بعد قصبہ نانوتہ میں بخار کی کثرت ہوگئی کوئی شخص مولینا موصوف کی قبر سے مٹی اٹھالایا اور اس کو باندھ لیا اس سے اس کو آرام ہوگیا دوسرے نے بھی ایسا ہی کیا ان کو بھی آرام ہوگیا۔ مٹی سب ختم ان کے صاحبزادوں نے اور مٹی ڈلوادی لوگوں نے وہ بھی اٹھالی کئی بار ایسا ہی ہوا ایک صاحبزادہ (جو ذرا تیز مزاج تھے) نے یہ دیکھ کر مولانا کی قبر پر آکر کہا (غصہ کے لہجہ میں) کہ آپ کی تو کرامت ہوگئی۔ ہماری مصیبت آگئی۔ مٹی ڈالتے ڈالتے تھک گئے۔ اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے ایسے ہی پڑے رہیو۔ بس اسی دن سے لوگوں کو آرام ہونا بند ہوگیا۔ جیسی شہرت آرام ہونے کی ہوئی تھی ایسی ہی آرام نہ ہونے کی ہوگئی۔
(ارواح ثلاثہ ص ۲۲۱ میں بھی اسی کے مثل ہے)

اللہ کو بھی بات پسند آگئی

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ نے بیان فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے استاذ ملا محمودؒ کو انتقال کے

لہ ارواح ثلاثہ ص۲۲۹ میں قدرے اختلاف کے ساتھ یہ واقعہ مذکور ہے۔ مرتب۔

بعد میں نے خواب میں دیکھا۔ دریافت کیا کیسی گذری۔ فرمایا مغفرت ہوگئی۔ میں نے سبب معلوم کیا تو فرمایا کہ ایک روز کھانے میں کھچڑی لائی گئی جس میں نمک نہیں تھا (یا کم تھا) میں نے اس کا ذکر نہیں کیا اس میں عیب نہیں نکالا بلکہ خاموشی کے ساتھ گردن جھکا کر کھالی اس واسطے کہ حدیث شریف میں کھانے میں عیب نکالنے سے منع کیا گیا (حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی کھانے کو برا نہیں کہا جی چاہا کھالیا ورنہ ترک فرمادیا) حق تعالیٰ شانہ کو یہی بات پسند آگئی اور بخشدیا۔ آگے حضرت فرماتے ہیں سبحان اللہ مغفرت ہوئی تو اس لئے کہ کھچڑی کھائی تھی۔ ہاں ہاں تعجب نہ کرو وہاں ایسا ہی ہے۔ مگر اب تم یہ نہ کرنا کہ یہ تو بہت سہل بات ہے ہم بھی ایک دفعہ ایسی ہی کھچڑی کھالیں گے ہماری بھی مغفرت ہوجائے گی۔ بھئی سب کام کرو کھچڑی بھی کھاؤ۔ نماز بھی پڑھو روزہ بھی رکھو پھر چاہے وہ کھچڑی سے مغفرت کردیں چاہے نماز روزہ سے۔ (روح الانطار ص۱۵ وعظ چہارم از مواعظ ہفت اختر)

داڑھی منڈانا کٹانا گناہ میں برابر ہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی ؒ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ حضرت ایک آدمی داڑھی کٹاتا ہے۔ دوسرا منڈاتا ہے ان میں سے کون زیادہ گنہ گار ہے؟ فرمایا یہ تو ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص دو تولہ پاخانہ کھائے۔ اور دوسرا ایک چھٹانک۔ یعنی منڈانے والا زیادہ گنہگار ہے۔

کیا میرے آنکھیں نہیں ہیں

فرمایا کہ ایکمرتبہ کھانے کے وقت میزبان نے حضرت تھانوی ؒ سے (جبکہ دسترخوان پر کھانا لایا جاچکا تھا اور حضرت نے کھانا بھی شروع فرمادیا تھا) کہا کہ حضرت یہ بھی ہے۔ یہ بھی ہے۔ اس پر حضرت

نے فرمایا کہ مجھ کو اندھا سمجھ رکھا ہے۔ کیا میرے آنکھیں نہیں ہیں۔

حضرت تھانویؒ مولانا گنج مرادآبادیؒ کی خدمت میں

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ قیام کانپور کے زمانہ میں تشریف لے گئے۔ گنج مراد آباد۔ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی کی خدمت میں۔ مغرب بعد وہاں پہنچے (راستہ میں دیر ہوگئی تھی) وہاں کسی مہمان پر ڈانٹ پڑ رہی تھی۔ مولانا ان کو فرما رہے تھے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ مہمان نے کہا کہ میں تو نہیں جانے کا۔ فرمایا نہیں۔ تمہیں جانا ہوگا۔ مہمان نے کہا کہ میں تو بیٹھ رہوں گا۔ خادم سے فرمایا ان کا سامان باہر نکالدو۔ خادم نے تعمیل کی مگر وہ مہمان پھر آئے حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں تو سوچ رہا تھا کہ یا اللہ یہاں تو مہمان کی بڑی بری گت بنتی ہے دیکھئے میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔ جاکر سلام کیا۔ مولانا نے جواب کے بعد دریافت فرمایا کون ہو؟ (کہاں سے آئے ہو؟) کس لئے آئے ہو؟ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ طالب علم ہوں (کانپور سے آیا ہوں) زیارت مقصد ہے۔ فرمایا زیارت کے لئے آئے ہو! آئے بڑے زیارت والے تمہیں زمین نہیں نگل گئی اتنا نہیں سوچا کہ کھانا کہاں سے کھلاؤں گا رات کا وقت ہے (گھر میں کھانا نہ تھا) اس کے بعد کچھ نرم ہوئے۔ اپنے خادم سے فرمایا کہ جاؤ ہماری لڑکی کے یہاں سے کھانا لے آؤ۔ مولانا کو کشف بہت ہوتا تھا کشف شروع ہوا فرمایا کہ تم نے مولوی یعقوب (نانوتویؒ) سے بھی تو پڑھا ہے۔ حضرت نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا ہاں وہ بہت اچھے آدمی ہیں۔ خادم کھانا لے کر آیا۔ مٹی کے پیالے میں ارہر کی دال اور دو روٹی اس کے اوپر رکھی ہوئی۔ مولانا نے فرمایا کیوں رے بدتمیز کھانا اس طرح لایا کرتے ہیں اور وہ بھی مہمان کے واسطے ڈھانک کر نہیں لایا اس نے کہا حضرت!

ڈھکنے کے لئے کوئی برتن ملا نہیں (کشف سے فرمایا) اور وہ جو کوٹھے میں کواڑ کے پیچھے چھینکے پر طباق رکھا ہے اس سے کیوں ڈھک کر نہیں لایا۔ اس کے بعد حضرت تھانوی سے پوچھا کیا ہے کھانے میں؟ انہوں نے عرض کیا ارہر کی دال اور روٹی فرمایا ہاں کھاؤ سبحان اللہ یہ تو بڑی نعمت ہے صحابہ کرام کو تو کئی کئی وقت یہ بھی نہ ملتی تھی۔ حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے پاس آئے اور کھڑے کھڑے مجھے نصیحت فرماتے رہے میں کھڑا نہیں ہوا کہ اس وقت کا ادب یہی تھا۔ صبح کو نماز بعد مجھ سے پوچھا کہ کھیڑے گا یا جاوے گا۔ میں نے عرض کیا جاؤں گا فرمایا اچھا۔ پھر جہاں میرا گھوڑا بندھا ہوا تھا وہاں تک تشریف لائے میں سمجھا کہ شاید اپنی کسی ضرورت سے تشریف لائے ہیں مگر معلوم ہوا کہ وہ مجھے ہی رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اتنی شفقت فرمائی۔ میں نے کہا مجھے کچھ پڑھنے کے لئے بتا دیجئے فرمایا کہ "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم" دو سو مرتبہ اور "قل ھو اللہ احد" دو سو مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ گو مجھے آج تک اس کے پڑھنے کی توفیق نہیں ہوئی لیکن ایک بزرگ کا عطیہ تو میرے پاس ہے۔ میں وہاں اپنی اصلاح کے لئے نہیں گیا تھا صرف زیارت کے لئے گیا تھا جتنی ڈانٹ پڑی سہی۔ الحمدللہ اس سے قلب پر کچھ اثر نہیں ہوا۔ آج لوگ اپنی اصلاح کے لئے آتے ہیں اور ذرا سی بات برداشت کرنا دشوار ہوتا ہے۔

اکابر کا جذبۂ رعایت واشاعت حدیث

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی ایک مرتبہ بغرض علاج سہارنپور تشریف لائے۔ حضرت شیخ (مولانا محمد زکریا صاحب) نے تلبینہ (ایک قسم کا حریرہ

ف ارواح ثلاثہ میں یہ واقعہ مزید تفصیل سے منقول ہے۔ مرتب۔

جو آٹے، شہد، گھی، وغیرہ سے تیار کیا جاتا ہے دودھ کے مثل سفید اور پتلا ہوتا ہے) تیار کرا کے حضرت کی خدمت میں بھیجا ساتھ میں ایک پرچہ بھی رکھا جس میں لکھا کہ حضرت کے معالج (طبیب) کو اس کھانے کے اجزاء ترکیبیہ وغیرہ بتا کر تحقیق کر لیا ہے کہ یہ کھانا نہ حضرت کے مزاج کے خلاف ہے نہ طبیع کے نہ مرض کے نہ دوا کے یہ مقوی و مفرح قلب ہے اور فلاں حدیث میں اس کی ترغیب بھی آئی ہے۔ لہذا حضرت کی خدمت میں پیش ہے نوش فرمائیں۔ مادی نفع اور عدم مضرت دونوں چیز بتلا دیں اور جتنی دین کی بات تھی کہ حدیث شریف میں ترغیب آئی ہے وہ بھی ظاہر کر دی اس واسطے نہیں بتائی کہ حضرت تھانوی کو اس کا علم نہ تھا وہ تو علم کے بحر ذخار تھے حضرت تھانوی نے اس کو لے لیا پرچہ پڑھا اور جواب لکھا۔ محبی و محبوبی! آپ نے جوشِ محبت میں اصول کی رعایت نہیں کی۔ پہلے ہی حدیث سنا دی۔ اب مجھے اندیشہ ہے کہ اگر کھانے میں یہ مجھکو مزیدار معلوم نہ ہوا۔ پسند نہ آیا تو جس چیز کی ترغیب حدیث شریف میں آئی ہے اس سے بدمزگی اور ناپسندیدگی لازم آئے گی اگر پہلے مجھے پیش کرتے پھر میرے پسند کرنے پر حدیث سناتے تو زیادہ راحت ملتی لہذا آپ کا تحفہ جواب کے انتظار میں رکھا ہے جیسا جواب آئے (احادیث اور روایات کی یہ حضرات اس قدر رعایت رکھنے والے تھے کہ لذیذ و غیر لذیذ ہونا حالانکہ شرعی چیز نہیں مگر پھر بھی جس چیز کی حدیث میں ترغیب وارد ہوئی ہے اور طبعی طور پر وہ لذیذ معلوم نہ ہو یہ ان کو برداشت نہ تھا۔ ان سے بڑھ کر حدیث و سنت کی قدر کرنے والا کون ہوگا پھر یہ بھی نہیں کیا کہ اس کو واپس کر دیتے کہ دل شکنی کا باعث ہوگا اس کی بھی رعایت کی حضرت تھانوی نے) حضرت شیخ نے جواب لکھا کہ حضرت

لہ وہ حدیث بخاری شریف ج ۲ ص ۸۱۵ اور ص ۸۴۹ ۔ ابن ماجہ ص ۲۴۶ اور جمع الفوائد ج ۲ ص ۱۳۲ وغیرہ میں ہے۔ مرتب۔

اول تو لذیذ وغیر لذیذ ہونا زیادہ تر پکانے والی کی مہارت پر موقوف ہے جو ماہر ہوتا ہے وہ معمولی چیز کو بھی مزہ دار پکا دیتا ہے اور جو اناڑی ہوتا ہے وہ عمدہ چیز کو بھی خراب کر دیتا ہے پس اگر یہ لذیذ معلوم نہ ہوا تو یہ توجیہ ہوگی کہ جس چیز کی ترغیب حدیث میں آئی ہے وہ ان پکانے والوں کے قابو میں نہیں آئی۔ یہ اچھی طرح نہیں پکا سکے۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں اس کو نافع ومفید کہا گیا ہے لذیذ نہیں کہا گیا۔ دوائے تلخ مفید ہوتی ہے مگر لذیذ نہیں ہوتی۔ پس لذیذ نہ ہونا حدیث کے خلاف نہیں۔ تیسرے یہ کہ بعض روایت میں ہے۔ "دیکرہ المریض[1]" (مریض کو اچھی نہیں لگتی ناگوار گذرتی ہے) اگر لذیذ معلوم نہ ہوئی تو اس سے حدیث کی مزید تقویت ہوگی تاکید ہوگی نہ کہ مخالفت اس لئے اس کو نوش فرمالیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نوش فرمایا اور کچھ نہ فرمایا کہ لذیذ معلوم ہوئی یا نہ۔

معترض یہاں سے بھی محروم وہاں سے بھی محروم

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ رائپوری اور حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ سہارنپور تشریف لائے مجلس میں ذکر آ گیا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان سیاسی اختلاف کا۔ اس پر مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فیض کی نہ یہاں کمی نہ وہاں یعنی فیض کی نہ تھانہ بھون میں کمی نہ دیوبند میں کمی معترض یہاں سے بھی محروم وہاں سے بھی محروم۔

افسوس میں نے سفر ترک کر دیا

اس کے بعد حضرت رائپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا تو بہت جی چاہتا ہے کہ تھانہ بھون حضرت تھانوی کی خدمت میں حاضر ہوں لیکن ہم لوگ بے سلیقہ اور بے شعور

[1] بخاری شریف وغیرہ کی روایت میں لفظ "یغیض" وارد ہوا ہے جس کے معنی یکرہ المریض" ہی ہیں۔ مرتب

ہیں۔ بزرگوں سے ملنا۔ ان کے پاس جانا بیٹھنا ہمیں آتا نہیں اور حضرت کی طبیعت تو اور نازک ہے ایسا نہ ہو کہ ہمارے بے سلیقہ پن سے حضرت کو ہم سے کوئی تکلیف پہنچ جائے اس لئے وہاں جانے کی ہمت نہیں ہوتی۔ ایک طالب علم حضرت تھانوی سے تعلق رکھنے والا اس مجلس میں موجود تھا اس نے یہ سُنکر جلدی تھانہ بھون کا سفر کیا اور حضرت رائپوری کا یہ مقولہ وہاں نقل کیا۔ حضرت تھانوی نے فرمایا افسوس میں نے سفر ترک کر دیا ورنہ میں خود رائے پوری حاضر ہوتا۔ حضرت کا یہ مقولہ یہاں سہارنپور پہنچا اس وقت تک دونوں حضرات سہارنپور موجود تھے مولانا الیاس صاحب نے فرمایا حضرت رائپوری سے کہ حضرت اب تو بس چلیں گے۔ ہم سے تکلیف پہنچ جائے پڑی پہنچ جاتے ہم تکلیف پہنچانے نہیں جا رہے ہیں۔ آخر جب بچوں کو بڑے گود میں لیتے ہیں تو وہ ان پر پیشاب بھی کر دیتے ہیں۔ ہم حضرت کے بچے ہیں۔ چنانچہ تھانہ بھون گئے۔ جب حضرت تھانوی کو اس کی اطلاع ہوئی کہ فلاں فلاں آرہے ہیں تو مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھے سب اپنی جگہ بیٹھے رہیں میرا اٹھنا سب کا اٹھنا شمار ہوگا۔ چنانچہ حضرت اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازہ پر تشریف لائے۔ ملاقات کی معانقہ کیا اور ساتھ لیجا کر اپنی مسند پر بٹھایا۔ کچھ دیر تو سکوت رہا۔ کوئی کچھ نہیں بولا۔

"اس کے بعد وہاں جانیکی ہمت ہی نہیں ہوتی"

آخر حضرت تھانوی نے ہی ابتداء فرمائی

کہ بڑے حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب کے زمانہ میں حضرت گنگوہی کی وفات کے بعد ان کو اپنا بزرگ تصور کرتے ہوئے ایکمرتبہ رائپور حاضر ہوا اس کے بعد وہاں جانے کی ہمت ہی نہیں ہوتی۔ وہاں آپ کو دیکھنا یاد نہیں پڑتا۔ حضرت

رائپوری ؒ نے پوچھا کہ حضرت کیا بات پیش آگئی تھی جس کے باعث پھر رائپور تشریف نہیں
لے گئے۔ فرمایا انھوں نے میرے ساتھ معاملہ میری حیثیت سے بہت اونچا کیا مجھے
برداشت کرنا مشکل ہوگیا تاہم رات کو مجھے لٹا دیا گیا۔ کچھ دیر بعد میری آنکھ کھلی میں نے
دیکھا کہ کوئی صاحب میری چارپائی کے قریب کھڑے ہیں ٹہل رہے ہیں معلوم ہوا کہ
مولانا عبدالرحیم صاحب ہیں میں گھبرا کے اٹھا کہ حضرت کیا بات ہے؟ فرمایا کہ یہاں
کے لوگ ایسے ہی بے سلیقہ ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی چلے اور پیر کی آہٹ سے آپ کی
نیند اچاٹ ہو جائے میں نے کہا کہ حضرت میرا آنا تو بس ختم ہوا۔ اس کے بعد نہیں
گیا مگر اس وقت وہاں آپ کو دیکھنا یاد نہیں پڑتا۔

آگے بھی خیال رکھنا

حضرت رائپوری ؒ نے عرض کیا کہ حضرت
مجھے اس وقت کیا پہچانتے۔ شاید آپ کو خیال
ہو کہ ایک شخص آدھی آستین کی کرتی اور گھٹنوں تک
پائجامہ پہنے ہوئے مہمانوں کے لئے چارپائی بچھاتا تھا۔ بستر بچھاتا تھا ہاتھ دھلاتا
تھا دسترخوان بچھاتا اور کھانا لاتا تھا۔ حضرت تھانوی ؒ نے غور کر کے فرمایا کہ ہاں
اس حلیہ کا ایک آدمی پنجابی شکل کا تھا تو سہی۔ عرض کیا کہ حضرت وہ یہی خادم تھا حضرت
تھانوی ؒ نے فرمایا ع۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

پھر جب وہاں سے چلنے لگے تو حضرت تھانوی ؒ بھی اپنی جگہ سے اٹھنے لگے مگر
ضعف کی وجہ سے اٹھنا ذرا مشکل ہو رہا تھا۔ حضرت رائپوری ؒ نے بغل میں ہاتھ ڈال
کر اٹھا دیا اس پر حضرت تھانوی ؒ نے بڑا عجیب و غریب جملہ فرمایا کہ آگے بھی خیال
رکھنا بھول جانا۔

صاحبِ قبر سے دوستی ہو گئی تھی

ایک بہاری طالب علم وطن سے فرار ہو کر بغرض تعلیم دیو بند آیا اسکا ذکر آنے پر سنایا کہ اعلیٰ حضرت رائپوری ؒ کے یہاں ایک قاری صاحب آیا کرتے تھے جو بڑی جلدی جلدی باتیں کرتے۔ کہتے کہ فلاں مسجد میں چٹائی نہیں تھی وہاں چٹائی کا انتظام کر دیا۔ فلاں مسجد کے کنویں پر ڈول خراب تھا۔ نیا ڈول پہنچا دیا۔ فلاں جگہ پر رسی ٹوٹ گئی تھی وہاں نئی رسی کا انتظام کیا۔ بچپن ہی سے ان کو کشفِ قبور ہوتا تھا۔ بغرض تعلیم گھر سے لاہور آ گئے تھے۔ وہاں کسی صاحبِ قبر سے دوستی ہو گئی تھی ایک روز صاحبِ قبر سے کہا کہ کھانے کا انتظام نہیں ہے بڑی پریشانی ہوتی ہے انہوں نے کہا کھانے کا انتظام ہو جائے گا چنانچہ اگلے روز کوئی صاحب آئے اور طلبہ پر نظر ڈالی جیسا کسی کی تلاش ہو ان قاری صاحب کو دیکھ کر فرمایا کہ تمہارا کھانا آج سے ہمارے یہاں رہے گا

ارے آگیا تو اچھا آجا

اخیر تب ان کو خیال ہوا کہ اپنا پیر معلوم ہونا چاہئے کون ہے۔ صاحبِ قبر کے پاس آئے اور عرض کیا انہوں نے ایک صورت دکھائی۔ دریافت کیا کہاں ہیں جواب دیا سہارنپور فلاں محلہ کی مسجد میں رہتے ہیں۔ ان کو شوقِ ملاقات ہوا مگر کرایہ نہ ہونے کا خیال ہوا۔ صاحبِ قبر نے کہا کہ کرایہ کا فکر نہ کرو انتظام ہو جائیگا کسی صاحب نے ان سے ملاقات کی اور مصافحہ میں کچھ روپیہ دیدیئے جو کرایہ سے نہ کم تھے نہ زیادہ۔ اسٹیشن آیا اور ٹکٹ ماسٹر سے کہا کہ سہارنپور کا ٹکٹ دیدو تو اس نے ان ہی میں سہارنپور کا ٹکٹ دیدیا چنانچہ سہارنپور اس محلہ میں آئے مسجد پہنچے دیکھا کہ جوتے رکھے ہوئے ہیں ان کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ یہ تو وہی جوتے ہیں جو اس صورت میں دیکھے تھے۔ اندر گئے تو دیکھا کہ ایک بزرگ نماز پڑھ رہے ہیں جن کی شکل وہی تھی جو ان کو دکھلائی گئی تھی یہ ان کے پیچھے ہاتھ باندھ کر بیٹھ گئے جب سلام پھیرا تو دیکھا تو فرمایا

اچھا ارے آگیا تو. اچھا آجا پھر مرید کر لیا۔ یہ بزرگ میاں عبد الرحیم صاحب سہارنپوریؒ تھے جو اعلیٰ حضرت رائپوریؒ کے پہلے پیر تھے۔

حضرت سہارنپوریؒ اور مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ سابق مفتی دار العلوم دیو بند کا بہت احترام کرتے تھے حتیٰ کہ فضل و کمال میں باوجود اعلیٰ درجہ فقیہ ہونے کے بعض مسائل میں کسی صاحب کو ان سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ جزئیات پر ان کی نظر زیادہ ہے۔ اور مفتی صاحب موصوف بھی حضرت سہارنپوریؒ کا اتنا احترام کرتے کہ فرماتے تھے میرا فتویٰ دنیا میں کہیں لیجاؤ مجھے کوئی اندیشہ نہیں لیکن اس شخص (حضرت سہارنپوریؒ) سے ڈر لگتا ہے خدا جانے کہاں انگلی رکھکر گرفت کرلے گا اور مجھے جواب نہیں آئے گا۔

حضرت مدنیؒ پہلی بار تھانہ بھون

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنیؒ سے دریافت کیا گیا کہ جب پہلی مرتبہ آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے تھے تو کیا صورت پیش آئی۔ فرمایا میں رات کو جلال آباد پہنچا (تھانہ بھون اس وقت اسٹیشن تھا نہیں) وہاں سے بستر سر پر رکھکر تھانہ بھون پہنچا۔ پوچھتا پاچھتا خانقاہ گیا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ کھٹکھٹایا۔ ملازم آیا دروازہ کھولے بغیر کواڑ کی آڑ میں کھڑے ہو کر پوچھا کون؟ میں نے کہا حسین احمد۔ اس نے کہا کہ یہاں دروازہ بند ہونے کے بعد کھلنے کا قانون نہیں۔ میں نے سوچا کہ اب کہاں جاؤں کسی سے جان پہچان نہیں آخر پوچھ پاچھ کر حضرت تھانویؒ کے مکان پر پہنچا اور دروازہ کے سامنے بستر بچھا کر لیٹ گیا صبح ہوئی بستر لپیٹا۔ حضرت تھانویؒ تشریف لائے مجھے دیکھ کر دریافت فرمایا کون

عرض کیا حسین احمد۔ فرمایا ہیں۔ آپ اس وقت یہاں کیسے؟ میں نے عرض کیا حضرت کا قانون کسی غریب کو خانقاہ میں داخلہ کی اجازت دیتا ہے؟ وہاں غریبوں کے لئے دروازہ نہیں کھلتا اس کے بعد بتایا یہ صورت پیش آئی۔ اس پر حضرت اپنے ساتھ خانقاہ لے گئے اور پہلا کام یہ کیا کہ اپنے خادموں سے فرمایا کہ دیکھو یہ مستثنیٰ ہیں جب آئیں ان کے لئے دروازہ کھولدینا۔

اب تو کھدر کا خیال بھی نکل گیا ہے

فرمایا کہ ایک صاحب پہلے حضرت مدنیؒ کے پاس رہتے تھے بعد میں مولانا الیاسؒ کے یہاں چلے گئے تھے۔ وہ ایکمرتبہ دہلی سے حضرت مدنیؒ کے یہاں آئے باریک کرتا پہنے ہوئے حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ کھدر پہننا چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے کہا حضرت میں تو کھدر ہی پہنتا ہوں۔ سفر میں چونکہ کھدر جلدی میلا ہو جاتا ہے دھونے میں دشواری ہوتی ہے اس لئے میں نے یہ کرتا پہن لیا جو جلدی میلا نہ ہو اور دھونا آسان ہو۔ فرمایا مجھے معلوم ہے اب تو کھدر کا خیال بھی نکل گیا ہے۔ مؤثر قوی ہے جس نے دل سے کھدر کا خیال نکالدیا توجہ کسی اور طرف لگادی (اشارہ تھا مولانا الیاس صاحبؒ کی طرف) انہوں نے عرض کیا کہ حضرت! مولانا الیاس صاحبؒ تو کھدر ہی پہنتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں پہنتے ہوں گے۔ یہاں تو جب آتے ہیں پری بن کر آتے ہیں۔

کیا پری کا وجود ہے

اس پر حافظ محمد طیب صاحب نے معلوم کیا کہ حضرت! پری کا وجود بھی ہے یا نہیں؟ فرمایا کہ کسی گیدڑی کے بچے ہوئے۔ حالت نفاس میں تھی اس کے کسی بچے نے پوچھا امی پری کسے کہتے ہیں؟ اس نے کہا میرے ہی متعلق لوگوں کا خیال ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدثؒ

دہلوی نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ جنات کی وہ قسم جن کے مزاج میں خشونت ہے وہ جن ہیں اور جن کے مزاج میں نرمی ہے وہ پری ہیں اس پر حافظ صاحب نے کہا کہ حضرت! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پری مذکر بھی ہوتی ہے۔ فرمایا کہ عامۃ مؤنث کے مزاج میں نرمی ہوتی ہے۔

ساری تقریر تبلیغ کی اہمیت پر کی

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنیؒ تشریف لے گئے حضرت مولانا الیاس صاحبؒ کے پاس مرکز نظام الدین دہلی وہاں بہت جوش میں فرمایا کہ تم ان جماعتوں میں لگے ہوئے ہو کبھی یہاں بھیج کبھی وہاں بھیج ان انگریزوں کو ہندوستان سے نہیں نکالا جاتا۔ مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے رہے حضرت نے بجا فرمایا۔ حضرت نے بجا فرمایا۔ اس کے بعد مولینا الیاس صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت آج یہاں آپ بیان فرمادیں حضرت مدنیؒ نے منظور فرمالیا۔ بیان کے وقت حضرت مدنیؒ کو تقریر کے لئے بٹھا دیا اور خود ایک کونہ میں مراقب ہو کر بیٹھ گئے۔ حضرت مدنیؒ نے ساری تقریر تبلیغ کی اہمیت پر کی۔ انگریزوں کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں فرمایا۔

آپ تو پیر جی ہیں

ارشاد فرمایا کہ حضرت مدنیؒ جو حضرت مولانا الیاس صاحبؒ سے چھ سال بڑے تھے ایکمرتبہ حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے کہہ کر میاں زکریا (حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ) کا قرض اتروا دیجئے اس پر حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ آپ تو پیر جی ہیں کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جس سے اللہ تعالیٰ تابع دار ہو جائیں حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو بتلا رکھا ہے۔ "ادعونی استجب لکم" (مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کرلوں گا)

حضرت شیخ رح نے لقمہ دیا ہے

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ میں نے تصوف میں ایک کتاب لکھی ہے میں نے کہا بہت اچھا اس نے کہا کہ میں پیر تلاش کر رہا ہوں۔ میں نے کہا کہ تصوف میں کتاب پہلے ہی لکھدی پیر اب تلاش کر رہے ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے ایسا پیر چاہیئے جو دل کی بات تبلا دے میں نے کہا کہ ہمارے اکابر کو تو معاف کر دو۔ میرے پاس کئی روز ٹھہرے کھانے کے لئے میرے ساتھ جاتے تھے۔ شیخ کے مکان پر۔ اسی اثناء میں مولانا الیاس صاحب رح تشریف لائے ان سے دستر خوان پر کہا کہ میں آپ سے مرید ہونا چاہتا ہوں۔ حضرت شیخ رح نے لقمہ دیا کہ راستہ چلتوں کا دامن پکڑتے ہو۔ بیعت ہونا ہے تو جاؤ نظام الدین حضرت مولانا الیاس صاحب رح نے تھوڑی دیر سر جھکایا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ ایک گرد اور چیلے کا قصہ سنا تھا۔ کوئی شخص کسی گرو کے پاس پہنچا دیکھا کہ ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ چاروں طرف خادمین ہیں۔ معلوم کیا کہ یہ کون ہیں۔ کسی نے جواب دیا کہ یہ گرو ہیں۔ اس نے پوچھا کہ ان کا کیا کام ہے بتلایا کہ ان کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اپنے چیلوں کو حکم کرتے ہیں۔ کبھی غصہ آتا ہے تو ان پر ناراض ہوتے ہیں۔ پھر اس نے خادمین کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہیں بتلایا کہ یہ چیلے ہیں۔ پوچھا کہ ان کا کیا کام ہے۔ بتلایا کہ یہ اپنے گرو کی خدمت کرتے ہیں۔ آٹے کی ضرورت ہوتی ہے آٹا لاتے ہیں۔ لکڑی لاتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہر ضرورت پوری کرتے ہیں۔ اس پر اس شخص نے کہا کہ پہلے تو میرا جی چاہتا تھا کہ مجھے چیلہ بنوا دو۔ اب تو مجھے گرو بنوا دو۔ اس واقعہ کو سنا کر حضرت مولانا الیاس صاحب رح نے فرمایا کہ پہلے چیلے تو گرو ہی بننا چاہتے تھے اور اب تو خدا بننا چاہیں۔ یعنی یوں چاہتے ہیں کہ مرید ہو کر خدا کی صفات ہمارے اندر آجائیں۔ میں نے حضرت دام مجدہم اپنے جی میں سوچا کہ

وہ چور پکڑا اندر کا۔ اس کے بعد (حضرت مولانا الیاس صاحبؒ نے) اس شخص سے فرمایا کہ میاں زکریا نے ٹھیک کہا تم میرے پاس آ ؤ تم مجھے دیکھو میں تمہیں دیکھوں پھر دیکھنا کیا رائے ہے پھر مولانا الیاس صاحبؒ تو چلے گئے دہلی اور حضرت رائپوری رحؒ تشریف لائے ان کے پاس بیٹھ کر ان مہمان نے حضرت رائپوری رحؒ سے کہا کریں آپ سے بیعت ہونا چاہتا ہوں حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ مفتی جی تمہارے مہمان بڑے ہرجائی ہیں۔ میں نے عرض کیا اور کیا کوئی بھلا آدمی میرے پاس مہمان آتا جیسا میں ویسا میرا مہمان۔ پھر بیعت ہو گئے تھے حضرت رائپوری رحؒ سے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چھلنیاں نہیں تھیں۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ رحؒ نے اپنے گھر کہلایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چھلنیاں نہیں تھیں۔ آٹا نہیں چھانا جاتا تھا (کذا فی البخاری ج ۲ ص ۸۱۳) تم آٹا کیوں چھانتی ہو؟ وہاں سے جواب آیا اس لئے چھان لیتے ہیں کہ چوہے کی مینگی وغیرہ ہو تو اس کو نکالدیں جو بھوسی نکلتی ہے اس کو پھینکا نہیں جاتا بلکہ آٹے میں شامل کر کے پکایا جاتا ہے۔

حضرت شیخ کو مُردوں سے زیادہ تعلق

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ رحؒ آخر عمر میں فرماتے تھے کہ مجھ کو اب مُردوں سے زیادہ تعلق ہے بہ نسبت زندوں کے۔ طبیعت چاہتی ہے کہ ایک چلہ حضرت اقدس گنگوہی رحؒ کے مزار پر گزاروں اور کسی کو اپنے پاس نہ آنے دوں تم جیسے مولویوں کی مجھ کو ضرورت نہیں۔ میں نے (حضرت) فرمایا ایسے دو آدمیوں کی ضرورت ہے جو تنہائی میں میرا کام کر دیا کریں لوگوں سے ملنے کو دل نہیں چاہتا تنہائی چاہتا ہوں میں نے کہا اس پر کہ گیا وہ زمانہ جب تنہائی ملجاتی تھی اب نہیں ملنے کی تنہائی۔ اس سے حضرت شیخ کی فنائیت خوب ظاہر ہے۔

مفتی جی بتاؤ کیا ہوا

ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ رح تشریف لے گئے لندن واپسی پر مجھ سے فرمایا مفتی جی بتاؤ کیا ہوا۔ وہاں (لندن) جاکر میں نے ذرا زور سے کہا بتاؤں۔ دوبارہ کہا بتاؤں تو فرمایا کہ ہاں پوچھ تو رہا ہوں میں نے کہا مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ ان سے پوچھئے جنہوں نے آپ کو بھیجا۔ اس پر شیخ کی آنکھوں میں آنسو آگئے فرمایا ہاں بھئی بات تو یہی ہے کئی مرتبہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لندن جاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ کلکتہ والے عرصہ سے بلا رہے ہیں میں اپنی بیماری و کمزوری کا عذر کر دیتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ مکہ و مدینہ بھی تو جاتے ہیں۔ میں کہدیتا ہوں کہ تم اپنے کلکتہ کو قیاس کرتے ہو مکہ و مدینہ پر۔ لیکن اب تو لندن بھی ہو آیا اب کیا جواب دوں گا۔ میں نے عرض کیا اسکا جواب میں نے دیا ہے۔ فرمایا کیا ہمیں نے کہا ؎

ضعفِ پیری کثرتِ امراض کردش مضمحل	لیک بہرِ محنتِ دیں ہمتے دارد جواں ۔
مکہ، طیبہ، پاک افریقہ رسیدہ فیضِ او	ساخت مرکز زامبیا، رنگون، لندن، اندمان
کرد اوقاتِ عزیزش بر اشارت منقسم	گاہ او در طیبہ آید گاہ در ہندوستاں
بے اجازت نقل و حرکت وصل و ہجرت ہیچ نیست	شد فنا تصدش بقصدِ سیدِ پیغمبراں

اس پر فرمایا کہ ہاں بھئی کبھی نہ میں بغیر اجازت آیا اور نہ بغیر اجازت گیا مدینہ طیبہ پہنچا تو اجازت

ے حضرت شیخ رح کے اوصاف علیہ و حالات جلیلہ کو حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اشعار میں جمع فرمایا ہے جو وصیف شیخ کے نام سے شائع بھی ہو چکے ہیں یہ اشعار اسی قصیدہ کے ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے۔ ضعفِ پیری اور بیماریوں کی زیادتیوں نے ان کو مضمحل بنا دیا لیکن دین کی محنت کے لئے جوان ہمت رکھتے ہیں۔ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ پاکستان اور افریقہ میں ان کا فیض پہنچ چکا ہے۔ زامبیا، رنگون، لندن اور انڈمان میں انہوں نے مرکز قائم کر رکھے ہیں۔ اپنے اوقاتِ عزیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ کے مطابق تقسیم فرما رکھا ہے۔ کبھی مدینہ طیبہ تشریف لے جاتے ہیں کبھی ہندوستان۔ نقل و حرکت اسی طرح وصل و ہجرت بے اجازت نہیں ہے ان کا قصد پیغمبروں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے قصد میں فنا ہو چکا ہے۔ (مرتب)

سے وہاں سے آیا تو اجازت ہے۔

انتقال شیخ کی تعبیر

شیخ رح کے قیام لندن کے دوران ایک روز مولانا عبدالرحیم صاحب متالا رح یکے از خلفاء حضرت شیخ رح میرے پاس آئے بہت گھبرائے ہوئے کہ خواب دیکھا ہے کہ حضرت شیخ رح کا یہاں انتقال ہو گیا اور ہم لوگ پریشان ہیں کہ قبر کہاں بنائیں۔ میں نے کہا پریشانی کی کوئی بات نہیں مدینہ طیبہ سے منتقل ہو کر یہاں آ گئے یہ انتقال ہوا۔ اور آپ لوگوں نے شیخ کو بلا تو لیا لیکن آپ کے پاس ایسے آدمی نہیں جن کو لا کر شیخ رح کی مجلس میں بٹھائیں جو شیخ کی بات کو سمجھ لیں یہ ہے وہ قبر کی جگہ جو تلاش کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا یا اللہ ہم تو گھبرا گئے تھے کہ کیا ہوا۔

مدارس کا لب لباب

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رح ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور نے فرمایا کہ ہمارے مدارس کا لب لباب فتویٰ ہے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ کسی مولوی سے عمر بھر کوئی منطق پڑھنے نہ آئے حدیث و تفسیر پڑھنے نہ آئے لیکن مسئلہ تو کوئی پوچھ ہی لے گا۔

کیا سجدۂ تعظیمی شرک ہے

ارشاد فرمایا کہ سعودی عرب میں ایک مرتبہ گفتگو چلی کہ جو شخص قبروں کو سجدہ (تعظیمی) کرے وہ مشرک ہے اس پر ہندوستان کے عالم مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح نے تقریر کی اور فرمایا کہ پہلی امتوں میں سجدہ تحیۃ غیر اللہ کے لئے جائز تھا قرآن کریم میں ہے۔ "اسجدوا لآدم" اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے بارے میں ہے۔ "وخروا لہ سجدا" اور اس امت میں غیر اللہ کے لئے سجدہ ناجائز ہے۔ اب آپ اس کو حرام کہیے معصیت کہیے لیکن مشرک نہیں کہہ سکتے۔ (ان یسجد للسلطان فان کان قصدہ التحیۃ والتعظیم دون الصلوٰۃ لا یکفر۔ الاشباہ والنظائر) چونکہ شرک کسی بھی امت میں مشروع نہیں ہوا۔ یہ تو قبیح لعینہ ہے جو کسی بھی امت میں جائز نہیں ہوتا وہاں ہندوستان کا ایک بدعتی عالم بھی تھے انہوں نے باہر آ کر کہا کہ ہماری جان تو ان مولوی صاحب نے بچائی ہے ورنہ ہم تو گئے تھے آج۔ ہماری جماعت میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس طرح بات کو سلجھا کر مدلل کر سکے۔

ابن حجر حنفیہ کے حق میں مقصر ہیں

ارشاد فرمایا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح شارح بخاری شافعی المسلک ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ ان کو اگرچہ حافظ الدنیا کہتے تھے مگر تھے ان سے ناراض۔ فرمایا کرتے تھے کہ ابن حجر حنفیہ کے حق میں مقصر ہیں۔ ان کے علم میں حنفیہ کے مسلک کی قوی دلیل ہوتی ہے مگر اس کو ذکر نہیں کرتے ایسی کمزور دلیل ذکر کرتے ہیں جس کا رد کر سکیں۔ نیز فرماتے تھے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح امام طحاویؒ کے رد کو فرض عین سمجھتے ہیں چنانچہ جگہ جگہ طحاوی حنفی کہہ کر ان پر رد کیا ہے اور میں (علامہ موصوف) ان حافظ ابن حجر کے جواب کو فرض عین سمجھتا ہوں۔

بعض بریلویوں کی تکفیر

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا ہے کہ اکابر نے ان (مولوی احمد رضا خاں وغیرہ) کی تکفیر نہیں کی لیکن مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوریؒ نے فرمایا کہ میں ان کی تکفیر کرتا ہوں۔ اس وجہ سے کہ اکابر کے سامنے ان کی وہ چیزیں نہ آئی تھیں جو موجب تکفیر ہیں اور مولانا موصوف کے سامنے وہ چیزیں آئیں اس لئے انہوں نے تکفیر کر دی۔

حضرت عمرؓ کی شوریٰ سات نفری تھی

فرمایا کہ سعودی عرب میں ایک مرتبہ مختلف ممالک سے علماء کو بلایا گیا مجلس میں وہاں کے ایک بڑے عالم نے کہا مجلس شوریٰ (جن کو حضرت عمر رض نے خلافت کا امر سونپ دیا تھا) کی تعداد چھ تھی ہندوستان کے ایک عالم مولانا عبد الحلیم صدیقی صدر مدرس مدرسہ تعلیم الدین ڈابھیل نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ سات تھی حضرت ابن عمر رض بھی رکن شوریٰ تھے البتہ حضرت عمر رض نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ خلیفہ نہیں بنیں گے لیکن مشورہ میں شریک رہیں گے۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۲۴)

ما احد احق بهذا الامر من هؤلاء النفر او الرهط الذين توفى رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راض نعمی علیا وعثمان والزبیر وطلحۃ وسعد وعبد الرحمن بن عوف وقال یشھد لھم عبد اللہ بن عمر ولیس لہ من الامر شیء۔ ان عالم صاحب نے وہاں تو کچھ جواب نہیں دیا اپنی والدہ سے جاکر ذکر کیا تو والدہ نے کہا کہ صحیح ہے فلاں کتاب میں ہے۔ اس کا کہ ہندی عالم نے ٹوک دیا میری غلطی پکڑی ان عربی عالم کو اتنا صدمہ ہوا کہ اسی میں ان کا انتقال ہوگیا۔

افتاء۔ تدریس۔ وعظ اور اعتراض

ارشاد فرمایا کہ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دار العلوم دیوبند نے سہارنپور تبلیغی اجتماع میں تقریر کی جس میں تبلیغ کے چھ نمبروں کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا۔ اسی میں یہ بھی فرمایا کہ اکابر نے کہا ہے کہ تین چیزیں ہیں افتاء۔ تدریس۔ وعظ ان میں سے افتاء سب سے مشکل ہے اس کے لئے بڑی قابلیت چاہیئے بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے اس سے آسان تدریس (درس دینا) ہے کہ یہ اتنا مشکل نہیں۔ جتنا افتاء اس سے آسان وعظ ہے کہ اس کے لئے ایسی قابلیت ضروری نہیں جیسی افتاء و تدریس کے لئے چاہیئے۔ اور میں (حضرت قاری صاحبؒ) کہتا ہوں کہ ایک چوتھی چیز اور ہے وہ ہے اعتراض اس کے لئے کسی قابلیت کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ناقابلیت کی ضرورت ہے۔

(بقیہ ص۴۳ کا)

کہ جیسے ایک مقدمہ ہے اس میں آپ کا بیان ہے اور وہ معاملہ آپ کے سامنے پیش نہیں آیا عدالت میں جب آپ حاضر ہوں گے تو آپ سے سوال ہوگا کہ اس معاملہ میں آپ کیا جانتے ہیں ما حضر فی الذہن کی طرف اشارہ ہے اسی طرح میت کو علم ضروری حاصل ہوگا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوال کیا جائے گا اسی علم کے اعتبار سے اشارہ ہوگا۔

حضرت فقیہ الامت مفتی اعظم ہند دام مجدہم کے

واقعات

کیا غیر اللہ کا تصور شرک ہے

ارشاد فرمایا کہ ایک شخص نے دہلی میں مجھ سے کہا کہ آپ نے فتاوی محمودیہ میں تصور شیخ کو جائز قرار دیا ہے حالانکہ تصور تو صرف حق تعالیٰ شانہٗ کا ہونا چاہئے غیر اللہ کا تصور شرک ہے۔ میں نے کہا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کا تصور تو ہو ہی نہیں سکتا اسلئے کہ تصور اس چیز کا ہو سکتا ہے جس کے لئے صورت ہو اور حق تعالیٰ اس سے مبرا ہیں۔ (شرح عقائد ص۲۸ میں ہے "ولا مصور ای ذی صورة وشکل" سلم العلوم ص۹ میں ہے لا یحد ولا یتصور) پھر آپ نے غیر اللہ کے تصور کو شرک کہدیا ہر آدمی کے ذہن میں پچاسوں چیزوں کا تصور ہوتا ہے کیا وہ سب مشرک ہیں آپ کے ذہن میں بھی کسی نہ کسی شئی کا تصور ہوگا کیا آپ بھی مشرک ہوگئے

میں ان کو سلام کرتا رہا

ارشاد فرمایا کہ میں مولانا مسیح اللہ خاں صاحب مدظلہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا لوگوں نے رخصت ہوتے وقت بغیر سلام کے مصافحہ شروع کیا (جب کہ سلام اصل ہے اور مصافحہ اس کا تتمہ ہے) میں ان کو سلام کرتا رہا۔ مولانا نے فرمایا کیوں ان بیچاروں کے سر جوابِ سلام کا بوجھ رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا

بوجھ کی کیا بات ہے اگر وہ جواب دیدیں بہتر ہے ورنہ میری طرف سے معاف ہے ۔ (اللہ اکبر کیا ٹھکانا ہے عمل بالحدیث اور شفقت علی الخلق کا)

میری عمر داڑھی سے زیادہ ہے

قیام کانپور کے زمانہ میں ایک جگہ میرا جانا ہوا وہاں مجلس میں ایک صاحب نے پوچھا کہ آپ کی عمر کتنی ہے ؟ میں نے بتلایا اتنی ۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ داڑھی سے تو آپ کی عمر زیادہ معلوم ہوتی ہے ۔ میں نے کہا جی ہاں میری عمر داڑھی سے زیادہ ہے بلکہ ہر شخص کی عمر اس کی داڑھی سے زیادہ ہوتی ہے ۔

اس کا مطلب وہ نہیں جو آپ نے سمجھا

افریقہ میں وہاں کے مشائخ (فضلاء عصر) کی ایک جماعت امام ابوحنیفہؒ کے اس قول میں الجھی ہوئی تھی کہ جس شخص میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ایمان کی ہو تو اس کی تکفیر نہ کی جائے وہ اس کا مطلب یہ سمجھ رہے تھے کہ جس شخص میں ننانوے چیزیں کفر کی ہوں اور ایک چیز اسلام کی ہو تو اس کی تکفیر نہ کی جائے ۔ پھر خود ہی اس پر اشکال کر رہے تھے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے ۔ میں نے کہا کہ امام صاحبؒ کے قول کا وہ مطلب نہیں جو آپ نے سمجھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کسی کلام میں سو احتمالات ہوں جن میں سے ننانوے احتمالات قائل کے کفر کو مقتضی ہوں اور ایک احتمال اس کے مومن ہونے کو چاہتا ہو تو اس کی تکفیر نہ کریں گے (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۹) اس لئے کہ جو شخص مسلمان ہے ارکانِ اسلام کو ادا کرتا ہے شریعت کا پابند ہے اس کی ساری زندگی اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ وہ کافر نہیں مسلمان ہے ۔ اس سے کوئی ایسا کلام صادر ہو جس میں کفر کے احتمالات بھی ہوں تو اس کے کلام کی شرح خود اس کی زندگی سے کی جائے گی اس کے باوجود اگر اس کی نیت ہی اس کلام میں کفر کی ہو تو کسی تاویل کی حاجت نہیں اور کوئی تاویل

نافع بھی نہیں۔ اس سے ان کا اشکال ختم ہو گیا۔

میں سمجھ گیا ان کی مراد کیا ہے

اس کے بعد انہوں نے دوسرا مسئلہ چھیڑا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں گوشت حلال ملے۔ اور ہماری نماز صحیح ہو۔ میں سمجھ گیا کہ ان کی مراد کیا ہے وہ مجھے مذبح (کمیلہ) میں لے گئے معلوم ہوا کہ یہاں جانور کو مشین سے ذبح نہیں کیا جاتا بلکہ آدمی اپنے ہاتھ ہی سے ذبح کرتا ہے وہاں میں نے ایک ذابح (ذبح کرنیوالے) سے پوچھا کہ ذبح کے وقت ہر جانور پر بسم اللہ پڑھتے ہو اس کو تو غصہ آگیا تیور بدل گئے کہنے لگا ایکمرتبہ نہیں سات مرتبہ پڑھتا ہوں۔ دوسرے سے معلوم کیا اس نے بتلایا کہ بس پہلے جانور پر بسم اللہ پڑھتا ہوں۔ باقی پر نہیں۔ میں نے ان لوگوں (فضلاء مصر) سے کہا کہ نص قطعی میں ہے "ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق" کہ جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کو مت کھاؤ اس کا کھانا گناہ ہے۔ اس صاف نص قطعی کے ہوتے ہوئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ رہا نماز کی صحت کا مسئلہ سو امام مسلم رح نے صحیح مسلم شریف جلد اص ۱۷۴ پر حدیث نقل کی ہے " اذا قرأ فانصتوا" یعنی جب امام قرآت کرے تو تم خاموش رہو اور اس کے بارے میں کہا ہے صحیح عندی کہ یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی پر انصات (خاموش رہنا) واجب ہے قرأۃ فاتحہ خلف الامام کرے گا تو اس واجب میں خلل آئے گا۔ اس لئے امام کے پیچھے قرأۃ کی اجازت نہ ہوگی۔ رہی حدیث لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔ اس کی نماز نہیں جو قرأۃ فاتحہ نہ کرے۔ سو یہ

ف اس میں جواب ہو گیا اس حدیث کا جس سے ان کو اشکال ہو رہا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے جانور کے متعلق سوال کیا گیا جس پر قصداً بسم اللہ کو ترک کر دیا گیا ہو تو آپ نے فرمایا "کلوہ فان تسمیۃ اللہ تعالیٰ فی قلب کل امرئ مسلم" یعنی اس کو کھالو اس واسطے کہ اللہ کا نام ہر مومن کے قلب میں ہے۔ کذا فی اصول الشاشی ص

امام اور منفرد کے حق میں ہے۔ مقتدی کے حق میں نہیں۔

ترمذی شریف ج ا ص۱؎ میں امام احمد رح کا قول نقل کیا ہے۔ یعنی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب اذا کان وحدہ"

میں ان کا حکم ہوتا

فرمایا کہ ہمارے گھر بچیاں پڑھنے آتی تھیں میں مکتب میں اس وقت سپارہ یا قرآن شریف پڑھنے جاتا تھا اس درمیان جو نزاعات بچیوں کے درمیان ہوتے مکتب سے آنے پر میرے سامنے رکھے جاتے میں ان کا حکم ہوتا مجھے وہ بھائی جی کہا کرتی تھیں ان میں ایک بچی بڑی تیز تھی وہ کہتی بھائی جی کہیو حق کی کہیو میری طرف کی۔

دنیا میں حرام زیادہ ہونے کی دلیل

مولانا ابراہیم صاحب افریقی زاد مجدہ (رفیق حضرت دامت برکاتہم) سے دریافت فرمایا کہ دنیا میں حلال زیادہ ہے یا حرام؟ موصوف نے عرض کیا کہ حرام زیادہ ہے دریافت کیا، کیا دلیل؟ موصوف نے کہا کہ دنیا میں کفر و شرک معاصی زیادہ ہیں۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ آدمی کے لئے اپنی بیوی حلال ہے باقی سب حرام اسی طرح آدمی کے لئے اپنا مال حلال ہے دوسروں کا حرام۔ اس سے حرام کی کثرت خوب ظاہر ہے۔

دونوں تعبیروں میں فرق ہے

ایک بڑے مولانا صاحب سے دریافت فرمایا کہ فلاں صاحب کہاں گئے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ اپنی لڑکی کی شادی میں گئے ہیں اس پر فرمایا کہ لڑکی کی شادی میں گئے ہیں یا اس کی شادی کرنے گئے ہیں۔ دونوں تعبیروں میں فرق ہے۔ باپ لڑکی کی شادی کرتا ہے اس کی شادی میں نہیں جاتا۔

میں نے عرض کیا جواب دوں؟

ارشاد فرمایا کہ سہارنپور میں ایک مدرس مولانا عبدالشکور صاحب تھے میرے استاذ تھے عصر بعد مظاہر علوم سے باہر تفریح کے لئے جاتے ایک روز میں بھی کسی طالب علم کی میزان الصرف کی گردان سنتے ہوئے جارہا تھا۔ مولانا نے مجھے دیکھ کر فرمایا او مفتی تو میرا پڑھایا ہوا ہے دیکھ کیسا قابل ولائق ہے اور تیرا پڑھایا ہوا کیسا نا قابل ہے میں نے عرض کیا جواب دوں؟ فرمایا ہاں جواب دے۔ شامی عالمگیری سے جواب دے گا میں نے جواب دیا کہ اگر حضرت میں آپ کے پڑھانے سے قابل ہو گیا تو آپ کا کمال نہیں اگر آپ کا کمال ہے تو ان نالائقوں کو لائق بنا کے دکھا دیجئے آپ۔

مولانا اس وقت تو خاموش ہو گئے پھر جب میں دوسرے وقت ان کے کمرہ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ تو بہت نالائق ہے تو نے میری انسلٹ کی۔ کان پکڑ۔ میں نے فوراً کان پکڑ لئے۔ اس پر فرمایا کہ نہیں تو بہت لائق ہے۔ بس مزاج میں بےتکلفی تھی۔ خوش طبعی فرماتے رہا کرتے تھے۔

آپ ہی بتلائیے

ارشاد فرمایا کہ ایک (بریلوی) صاحب نے مجھے حضرت مولانا کہہ کر کچھ کہنا چاہا میں نے کہا کہ فتاویٰ رضویہ میں مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے کہ دیوبندیوں کو حضرت مولانا کہنا حرام ہے آپ نے مجھے حضرت مولانا کہہ کر حرام کام کیا اور جو شخص بدعت کا کام کرے اس کو بدعتی کہتے ہیں۔ بدعت کے آخر میں یا رِ نسبتی لگا دیتے ہیں آپ نے حرام کام کیا اس کے آخر میں یار نسبتی لگا کر آپ کو کیا کہا جائے۔ آپ ہی بتلائیے میں تو کہنے کا نہیں۔

مار دیا تقدیر میں تھا

فرمایا کہ میں تبلیغی جماعت میں تھا وہاں ایک شخص سے (جو نماز نہ پڑھتا تھا) کہا کہ بھائی نماز پڑھا کرو مسجد جایا کرو۔ اس نے کہا کہ اگر خدا نے تقدیر میں لکھا ہو گا تو ضرور پڑھوں گا

میں نے کہا تم نے بڑی اچھی بات کہی۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہاری شادی ہونے والی ہو نکاح کے لئے تم کو خوب سجایا گیا ہو اس وقت تم کو کوئی شخص دو تین جوتے پاخانہ بھرے مار دے تو تم کو غصہ تو نہیں آئے گا ناراض تو نہ ہوں گے اس واسطے کہ جو قسمت میں لکھا تھا وہی پیش آیا۔ مار دیا تقدیر میں تھا۔ اس پر وہ شرمندہ ہوا اور نماز پڑھنے کا وعدہ کیا۔ پھر معلوم نہیں نماز شروع کی یا نہیں۔

وہ نہیں آتے تو تو ہی چل مفتی

فرمایا کہ میں ایکمرتبہ گنگوہ پہنچا مدرسہ اشرف العلوم گنگوہ کے ناظم صاحب نے جو کسی طویل سفر سے واپس ہوئے تھے کہلا بھیجا کہ میرے گھٹنوں میں درد ہے اس لئے حاضری سے معذور ہوں ملاقات کو جی چاہتا ہے۔ اس پر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ملاقات پر شعر کہا ؎

وہ نہیں آتے تو تو ہی چل مفتی۔ اس میں کیا تیری شان جاتی ہے۔

ناظم صاحب نے کہا کہ میرا مطلب یہ تھا کہ حکیم محمود صاحب کے یہاں تو آپ تشریف لائیں گے ہی بس وہیں حاضر ہو جاؤں گا کہ وہ قریب ہے (اس سے حضرت دام مجدہم کی کمالِ تواضع۔ عبدیت و فنائیت جیسے اوصاف ظاہر ہیں۔

حرفِ نفی صدارت کو چاہتا ہے

دو طالب علم اپنے وطن سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے دریافت کیا کہ کیا حاجی لوگ حجاز سے واپس آگئے؟ انہوں نے عرض کیا ابھی آئے نہیں۔ اس پر ارشاد فرمایا کہ لفظ نہیں حرفِ نفی ہے جو صدارتِ کلام کو چاہتا ہے۔ اس لئے اس کو شروع میں ذکر کرکے ابھی نہیں آئے کہنا چاہیئے تھا۔ دیکھو عربی میں ما فعل کہا جاتا ہے فَعَلَ مَا نہیں کہا جاتا۔

میقات سے بغیر احرام گذرنا

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں حج کو جارہا تھا بمبئی پہنچ کر معلوم ہوا کہ حکومت کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے کہ جو لوگ پہلے جہاز سے جائیں وہ جدہ اتر کر اولاً مدینہ منورہ جائیں۔ واپسی میں مکہ معظمہ آئیں۔ میں نے کہا کہ یہ بات تو ٹھیک نہیں۔ اس طرح مقید کرکے مکہ معظمہ جانے سے روک دینا غلط ہے۔ میں تو یلملم پہنچ کر احرام باندھوں گا۔ (کہ وہ میقات ہے) مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ کرکے مدینہ منورہ جاؤں گا کچھ بریلوی حضرات بھی حج کو جارہے تھے ان کو یہ معلوم ہوا تو کہنے لگے کہ دیوبندی لوگ مدینہ منورہ جانے سے نفرت کرتے ہیں۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جہاز میں سوار ہو گئے۔ وہاں بریلویوں کے ایک گجراتی عالم آئے اور کہنے لگے کون ہے مفتی محمود جو خود بھی گمراہ ہے اور لوگوں کو بھی گمراہ کرتا ہے میں نے کہا کہ احرام باندھنے کی جگہ سے بغیر احرام کے گذرنا جنایت (جرم) ہے میں تو جنایت کروں گا نہیں اولاً عمرہ کروں گا اس کے بعد مدینہ منورہ جاؤں گا انہوں نے کہا کہ ہم تو پہلے مدینہ منورہ جائیں گے اور اس جنایت پر ایک دم (قربانی) دیدیں گے میں نے کہا کہ جان بوجھ کر جنایت کرنے سے حج مبرور نہیں ہوتا۔ جان بوجھ کر جنایت کرنا ایسا ہی ہے جیسے یہ کہہ کر قصداً زنا کرنا کہ بعد میں توبہ کرلیں گے۔ جب یلملم آیا تو میں اور میرے ساتھی محرم ہو گئے اور بھی دوسرے لوگ محرم ہو گئے۔ صرف وہی چند آدمی رہ گئے۔ اس کے بعد وہی گجراتی صاحب آئے اور بڑے ادب سے سلام کیا اور کہا کہ آپ نے ہمیں مسئلہ بتا دیا اچھا کیا ورنہ ہم سب جنایت میں مبتلا ہو جاتے۔

آپ نے ان کو تو ٹھکانا لگا دیا

ارشاد فرمایا کہ ایک رضاخانی سے گفتگو ہو رہی تھی میں نے ان سے کہا کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضاخاں صاحب نے لکھا ہے کہ جب میں اپنے فلاں پیر بھائی کو دفن کرنے کیلئے

ان کی قبر میں اترا تو مجھے بلامبالغہ وہی خوشبو محسوس ہوئی جو اول مرتبہ حاضری مدینہ منورہ پر روضہ اقدس علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے محسوس ہوئی تھی۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ ان کے بیر بھائی کی قبر میں کہاں سے یہ خوشبو آگئی تھی۔ اس نے کہا کہ مومن کی قبر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں یہ آپ علیہ السلام کی خوشبو تھی۔ میں نے کہا کہ آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں یہ ہم سنیوں کا عقیدہ ہے۔ میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں تو ہوگا؟ عقائد کی جو کتابیں ہیں۔ شرح عقائد، شرح مقاصد، شرح مواقف شرح فقہ اکبر وغیرہ میں کہیں ہوگا؟ اس پر وہ خاموش رہے۔ ان بیچاروں نے ان کا نام بھی نہ سنا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مومن کی قبر میں تشریف لانا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں تو اس کے متعلق کیا خیال ہے؟ اس پر ان کی ڈکشنری میں جتنی گالیاں تھیں سب سنا دیں کافر، مرتد، زندیق، ملعون، مردود جہنمی وغیرہ۔ اس پر میں نے اعلیٰ حضرت موصوف کا ملفوظ ان کو دکھایا جو بریلی سے چھپا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مومن کی قبر میں تشریف لانا کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں۔ اور کہا کہ آپ نے ان کو تو ٹھکانہ لگا دیا کہ کافر مرتد، مردود وغیرہ بنا دیا۔

قرأۃ خلف الامام پر ایک غیر مقلد سے دلچسپ مکالمہ

حضرت اقدس مفتی صاحب مدظلہ العالی کانپور میں بخاری شریف کا درس دے رہے تھے کہ ایک صاحب آئے اور سوال کیا۔

سائل:۔ قرأۃ خلف الامام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ سبق کسی اور حدیث سے متعلق تھا۔ مگر انہوں نے بیٹھتے ہی یہ سوال کیا؟

حضرت :۔ پہلے مجھے اپنے مخاطب کا موقف معلوم ہو جائے تب جواب دوں

سائل :۔ میں اہلحدیث ہوں ؟

حضرت :۔ اب سوال کیجئے ۔

سائل :۔ قرآۃ خلف الامام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ؟

حضرت :۔ مجھے آپ کے سوال سے اذیت ہوئی ۔

سائل :۔ سوال سے بھی اذیت ہوتی ہے ؟

حضرت :۔ جی ہاں۔ بعض سوالات ایسے ہوتے ہیں کہ قرآن پاک میں ان کی ممانعت آئی ہے ۔ ارشاد ہے ۔ یاایھا الذین آمنوا لاتسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسؤکم (اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جائیں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو) بیان القرآن ج ۳ ص ۷۶

سائل :۔ اذیت کی کیا وجہ ہے ؟

حضرت :۔ اذیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ مجھ سے میرا خیال معلوم کر رہے ہیں۔ کیا میرے خیال کا اتباع کریں گے ؟ آپ کو معلوم کرنا چاہئے ہیں کہ حدیث اس سلسلہ میں کیا کہتی ہے ؟

سائل :۔ ہاں ہاں وہی مطلب ہے ؟

حضرت :۔ الحمدللہ۔ آپ کا ضمیر اندر سے شہادت دے رہا ہے کہ میرا خیال وہی ہے جو حدیث شریف ہے اس کے خلاف نہیں۔ یعنی میں جو بات کہوں گا حدیث سے کہوں گا۔ تو سنیئے۔ قرآۃ خلف الامام کی فرضیت ثابت نہیں ۔

سائل :۔ فرضیت ثابت نہ ہونے کی کیا دلیل ہے ؟

حضرت :۔ مجھے آپ کے سوال سے پھر اذیت ہوئی ۔

سائل :۔ ! کیوں ؟

حضرت :۔ اس وجہ سے کہ حدیث میں ہے " البینۃ علی المدعی " حافظ ابن

صلاح نے اپنے مقدمہ میں اس کے مشہور ہونے کی صراحت کی ہے۔ لہٰذا دلیل کا مطالبہ مدعی سے ہونا چاہیئے۔ اور میں مدعی نہیں۔ اس لئے مجھ سے دلیل کا مطالبہ حدیث شریف کے خلاف ہے۔ جو اہلحدیث سے بعید ہے ______ لیکن چلئے پھر بھی بتلائے دیتا ہوں کہ فرضیت کے ثبوت کے لئے نص قطعی کی ضرورت ہے۔ یہاں نص قطعی موجود نہیں۔

سائل :- میں دلیل دیتا ہوں "لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب۔" (اس کی نماز نہیں جس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی)

حضرت :- یہ کون سے پارے کی آیت ہے؟ یا کونسی صورت ہے؟ یہ تو خبر واحد ہے۔ آپ نص قطعی کا مفہوم بھی نہیں سمجھتے۔ توبہ توبہ۔ تاہم حدیث آپ نے پیش کر ہی دی تو اس سے استدلال کا طریقہ بھی بتلا دیجئے۔ مجھے تو مدت سے خواہش تھی کہ کوئی اہل علم اور اہل فہم اہل حدیث مل جائیں تو ان سے دریافت کروں۔ کہ اس حدیث سے قرأۃ خلف الامام کی فرضیت کیسے ثابت ہوتی ہے۔ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکمرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ نماز سے فراغت کے بعد فرمایا "لعلکم تقرؤن خلف امامکم" اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ ورنہ اس وقت عام معمول قرأت خلف الامام کا تھا۔ ورنہ سوال کے کوئی معنی ہی نہیں تھے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہوتا تو صحابہ کہتے کہ حضور آپ نے ہی حکم دیا تھا۔ اس لئے ہم قرأت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ دریافت نہ فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے امام کے پیچھے التحیات یا تسبیح پڑھتا ہے۔ اس واسطے کہ اس کو تمام لوگ پڑھتے تھے۔ الغرض بعض صحابہ نے دبے لفظوں میں کہا کہ جی ہاں۔ حضور ہم نے امام کے پیچھے تلاوت کی تھی آپ نے فرمایا کہ " لاتفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب

فانہ لاصلوٰۃ لمن لم یقرأبہا ۔ کذا فی بذل المجہود ج ۲ ص ۱۵

سائل :- دیکھئے ہے تو سہی ۔

حضرت :- ہاں ہاں ہے ۔ ابھی بتاتا ہوں ۔ لاتفعلوا نہی ہے ایک چیز کو منع فرمارہے ہیں اور الا سے استثناء فرمارہے ہیں ۔ نہی حرمت کو چاہتی ہے اور استثناء اثبات کو ۔ دونوں کا محل الگ الگ ہونا چاہیئے ۔ استثناء کا محل تو مذکور ہے یعنی فاتحۃ الکتاب ۔ نہی کا محل کیا ہے وہ آپ بتایئے ۔

سائل :- نہی کے ذیل میں ضم سورۃ وغیرہ رہ گیا یعنی فاتحۃ الکتاب کے علاوہ قرآن کی آیات یا سورۃ کی ممانعت مقصود ہے ۔

حضرت :- اچھا اب ہم اعتبار کریں گے ۔ اعتبار جانتے ہو ؟

سائل :- ہاں ہاں کسی کی بات کو مان لینا ۔

حضرت :- یہ نہیں ۔ بلکہ اعتبار محدثین کی اصطلاح ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک حدیث کا متن جتنے طریقوں سے مروی ہے ان تمام کو تلاش کرکے یکجا کرنا پھر حکم تلاش کرنا جب ہم اس حدیث کا اعتبار کرتے ہیں تو ہم کو مختلف الفاظ ملتے ہیں ۔ کسی میں ہے ۔ لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب فصاعداً " کسی میں ہے " فما زاد " کسی جگہ ہے " وما تیسر " کسی جگہ ہے " وسورۃ معہا " کسی جگہ ہے " وآیتین معہا " (کذا فی بذل المجہود ج ۲ ص ۱۵ ومعارف السنن ج ۳ ص ۲۰۲) اب ان تمام طرق کو سامنے رکھکر بتلایئے کہ لاتفعلوا کے تحت کیا چیز باقی رہ گئی ایک ہی چیز پر نفی واثبات واقع ہو رہا ہے اس کا جواب دیجئے ۔ حضرت نے مزید فرمایا کہ اگر ان الفاظ میں کسی کی سند میں کوئی اشکال ہو تو بتلایئے ابھی اس کو کتاب میں دکھائے دیتا ہوں ۔

پھر حضرت نے یہ کہا کہ یہ بحث تو دوسری قسم کے ذہنوں کے لئے رہنے دیں

میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر آپ مسجد میں ایسے وقت پہونچے کہ امام رکوع میں ہے پہلی رکعت ہے تو آپ امام کے ساتھ شریک ہوں گے یا نہیں۔ اگر شریک نہیں ہوں گے تو اس حدیث کے خلاف ہے جس میں ہے کہ امام کو جس حالت میں پاؤ شریک ہو جاؤ۔ کذا فی مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۲۸۱ ۔ اس لئے تارک حدیث ہوئے اور اگر شریک ہوں گے تو اگر رکوع میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں تو یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں رکوع میں قرآن شریف پڑھنا منع ہے۔ (کذا فی النسائی ج ۱ ص ۱۶۰) اس لئے تارک حدیث ہوئے پھر اگر اس میں رکعت کو معتبر قرار نہیں دیتے بلکہ سلام امام کے بعد ایک رکعت اور پڑھیں گے جیسا کہ بعض اہل حدیث کا عمل ہے تو یہ اس حدیث کے خلاف ہوگا جس میں ہے کہ جس نے امام کو رکوع میں پالیا اس نے رکعت کو پالیا (بذل المجہود ج ۲ ص ۳) اس لئے تارک حدیث ہوئے پس ان تمام حدیثوں کے خلاف کرتے ہو پھر بھی اہل حدیث ہو کسی ایک حدیث پر بھی عمل ہے ۔؟

سائل :۔ سرہانے پائینتی ہر طرف سے تو گھیر لیا اب کدھر سے نکلوں؟

حضرت :۔ اب گھر جانے کے بعد نکلنے کا راستہ بھی گھیرنے والے ہی سے معلوم کرتے ہیں کتنے بھولے ہیں آپ ۔

سائل :۔ اچھا تم کیا کروگے ایسی صورت میں اگر تم کو یہ صورت پیش آجائے؟

حضرت :۔ ذخیرۂ حدیث آپ کے پاس ختم ہو گیا اگر میں بتلا دوں تو عمل کروگے۔ اس پر سائل خاموش رہا۔ پھر حضرت نے فرمایا آپ وعدہ کیجئے ہماری تقلید کریں گے؟

سائل :۔ یہ منطقی چکر نہ دیں؟ ۔

حضرت :۔ چکر میں تو آپ ایسے آگئے کہ نکلنے کا راستہ نہیں۔ ہم تو ایسی صورت میں امام ابو حنیفہ رح کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ حضرت ہم سرہانے پائینتی ہر طرف سے پھنس گئے ہیں ہم کو نکلنے کا راستہ بتا دیجئے۔ تو امام ابو حنیفہ فرمائیں گے

بیٹا اگر امام کو رکوع میں پاؤ تو اس کے ساتھ شریک ہوجاؤ تا کہ اس حدیث پر عمل ہوجائے جسمیں ہے کہ امام کو جس حالت میں پاؤ اس کے ساتھ شامل ہوجاؤ حدیث کے خلاف نہ کرنا۔ حدیث کے خلاف کرنا بُری بات ہے اور دیکھو بیٹا رکوع میں جانے کے بعد سورۂ فاتحہ وغیرہ نہ پڑھنا بلکہ تسبیحات پڑھنا تا کہ اس حدیث پر عمل ہوجائے کہ رکوع وسجدہ میں قرآن پڑھنا منع ہے۔ حدیث کے خلاف نہ کرنا حدیث کے خلاف کرنا بُری بات ہے۔ اور دیکھو بیٹا اس رکعت کو معتبر مان لیجیو تا کہ اس حدیث پر عمل ہوجائے کہ جس نے امام کو رکوع میں پالیا اس نے رکعت کو پالیا حدیث کے خلاف نہ کرنا حدیث کے خلاف کرنا بری بات ہے۔ اب ہم امام صاحب سے سوال کریں گے کہ حضرت ایک حدیث رہ گئی "لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب" تو امام ابوحنیفہؒ فرمائیں گے کہ بیٹا وہ امام ومنفرد کے حق میں ہے۔ امام ومنفرد کی نماز بغیر سورۂ فاتحہ کے نہیں ہوتی مقتدی کے لئے دوسری حدیثیں "اِذَا قرأ فانصتوا" (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۷۴) یعنی جب امام قرآۃ کرے تو تم خاموش رہو "من کان لہ امامٌ فقرأۃ الامام لہ قرأۃ" (کذا فی بذل المجہود جلد ۲ ص ۵۳) بحوالہ دارقطنی وابن ماجہ وطبرانی) جس شخص کے لئے امام ہو امام کی قرآۃ ہی اس کی قرآۃ ہے اور "الامام ضامن" (ترمذی شریف مع عرف الشذی ص ۵۱ ج ۱) آخر امام نے کس چیز کی ضمانت لی ہے

سائل:۔ اس حدیث کا راوی کذاب ہے؟

حضرت:۔ "اذا قرأ فانصتوا" مسلم شریف کی روایت ہے اس کی سند میں گڑبڑی بتلاتے ہو۔ اچھا وہ کونسا راوی ہے جس کے بارے میں آپکو اشکال ہے تا کہ میں اس کو نوٹ کرلوں اور دیکھو اگر آپ نے کسی حدیث سے استدلال

لہ جیسا کہ امام احمد سے بھی ترمذی شریف جلد ۱ ص ۱۰ پر نقل کیا گیا ہے ۱۲ مرتب۔

کیا اور وہ راوی اس کی سند میں آیا تو میں آپ کی گرفت کرلوں گا۔

سائل :۔ اس حدیث میں کوئی خرابی نہیں بلکہ دوسری حدیث " من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ " کی سند میں ایک راوی کذاب ہے۔

حضرت :۔ کون سا راوی کذاب ہے۔

سائل :۔ جابر جعفی۔

حضرت :۔ جابر جعفی کو کس نے کذاب لکھا ہے۔

سائل :۔ امام ابوحنیفہ رح نے۔

حضرت :۔ سبحان اللہ۔ تقریباً تیرہ سو برس گذر گئے یہ سنتے سنتے کہ امام ابوحنیفہ کو حدیث نہیں آتی تھی آج آنجناب کی زبان مبارک سے سن کر بڑی خوشی ہوئی کہ امام ابوحنیفہ رح حدیث جانتے تھے اور آپ کی زبان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے حدیث میں کوئی کتاب بھی لکھی ہے جس میں رجال حدیث پر بھی بحث ہے اور ان کی تقلید میں آپ جابر جعفی کو کذاب کہہ رہے ہیں۔ اچھا مہربانی فرما کر اس کتاب کا نام بھی بتلا دیجئے اس پر وہ سائل خاموش ہوگیا۔ عصر کی اذان ہو چکی تھی وہ اٹھ کر چلنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ کم از کم ایک عصر کی نماز تو احناف کے پیچھے پڑھتے ہی جائیے آپ کو اختیار ہے آپ قرأۃ کر لیجئے گا۔

سائل :۔ نہیں۔ ضروری کام ہے۔ جلد جانا ہے۔

حضرت :۔ اچھا ایک حدیث سنتے جائیے صحاح کی روایت ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے (کذا فی المشکوٰۃ ج ۱ ص ۶۴ بحوالہ بخاری و مسلم) کیونکہ جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے تمام حجر و مدر اس مؤذن کے حق میں قیامت کے دن شاہد بنیں گے وہ بھاگتا ہے کہ میرا نام شاہدین کی فہرست میں نہ آجائے۔ اسی طرح دوسری حدیث میں ہے " من تشبہ بقوم فہو

منهم " (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۵ ج ۲) یعنی جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار انہیں میں سے ہوگا۔ تو اگر آپ جائیں گے تو شیطان کی مشابہت اختیار کرنی پڑے گی۔ اوجز ج ۱ ص ۳۰ میں ہے کہ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ وضو میں جب ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرے تو ہاتھ سے صاف کرے صرف سانس سے جھٹکا دیکر صاف نہ کرے کیونکہ اس میں حمار (گدھے) کی مشابہت ہے تو شیطان کی مشابہت سے بھی بچنا چاہیئے۔ اس پر وہ شخص چلا گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

تشریف آوری محسوس نہ ہوئی

ارشاد فرمایا:- کہ دیوبند میں حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دارالافتاء میں مدعو کیا گیا تشریف لائے میں اسی طرح بیٹھا رہا تشریف آوری محسوس نہ ہوئی حضرت مہتمم صاحبؒ ڈیکس کے پاس تشریف لاکر دو زانو بیٹھ گئے میں نے دفعۃً دیکھا تو کھڑا ہو گیا۔ مہتمم صاحبؒ نے فرمایا آپ وہیں بیٹھیں گے میں نے جواب دیا کہ حضرت آپ اس وقت مستفتی نہیں بلکہ مہمان ہیں اور مہمان کا فریضہ ہے کہ جہاں اس کو میزبان بٹھائے وہاں بیٹھے لہٰذا یہاں مسند پر تشریف لے آئیں اور جس وقت حضرت مستفتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے تو وہیں بیٹھیں مضائقہ نہیں۔ اس پر قاری صاحبؒ مسند پر آکر بیٹھ گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہمان کو چاہیئے کہ وہ اس کا خیال رکھے کہ جہاں میزبان بٹھائے وہاں بیٹھے،

تبلیغی جماعت کو نصیحت

ایک تبلیغی جماعت حاضر خدمت ہوئی۔ سلام و مصافحہ کے بعد نصیحت کی درخواست کی تو ارشاد فرمایا کہ تبلیغی سلسلہ میں چھ نمبر یعنی چھ باتیں بے حد مفید ہیں ان چھ باتوں سے دین کے ہر پہلو کا واسطہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص

تبلیغی جماعت میں جائے وہ ان چھ نمبروں سے باہر نہ نکلے ساتویں آٹھویں نمبر کی طرف رُخ نہ کرے اس سے خیال بٹ جاتا ہے حتی کہ تقریر بھی چھ نمبر پر کہنے کی عادت ڈالے انہیں کی اچھی طرح مشق کرے اگر کوئی شخص مسئلہ پوچھے تو بتانے میں احتیاط کرے کہدے کہ بھائی میں دین سیکھنے آیا ہوں فتویٰ دینا مفتیوں کا کام ہے مسئلہ انھیں سے معلوم کیا جائے۔

آپکا قول تفسیر بالرائے ہوگا

ایک ڈاکٹر صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ برتھ کنٹرول پر میں نے ایک کتاب لکھی ہے اس کو چھپوانا ہے آپ ذرا اس کو دیکھ لیں میں نے کہا کہ شروع سے آخر تک سب غلط ہے کیونکہ جب آپ نے باقاعدہ کہیں دینی تعلیم حاصل نہیں کی نہ آپ کے پاس سند ہے نہ آپ کسی استاذ کے شاگرد ہیں تو آپ کا قول قرآن پاک میں تفسیر بالرائے ہوگا جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ جو شخص قرآن پاک کی تفسیر رائے سے کرے اگرچہ وہ صحیح ہو۔ تب بھی غلط ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ میں فنِ ڈاکٹری سے واقف نہ ہونے کے باوجود اس کے متعلق گفتگو کروں پھر فرمایا کہ برتھ کنٹرول (نسبندی) قرآن پاک کے منشاء کے خلاف ہے اس لئے کہ یہ فعل رزق وغیرہ کی تنگی کے اندیشے سے کیا جاتا ہے اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "لاتقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم" کہ روزی ہم دیتے ہیں معلوم ہوا کہ رزق کی ذمہ داری اس پر ہے نہ کہ والدین پر۔ لہٰذا رزق کی تنگی کے سبب ایسا کرنا اس نصِ قطعی کے خلاف ہوگا۔

مشاغل انسان کی اولاد ہیں

ایک تبلیغی جماعت حاضر خدمت ہوئی تو ان کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دیکھو اصول کی پابندی کرنا وقت کی نگرانی کرنا اسے ضائع نہ ہونے دینا اگر ایسا نہ

کیا بلکہ اُدھر اُدھر کی بکواس میں وقت گذار دیا تو یہ کام آوارہ گردی میں تبدیل ہو جائے گا۔
اس کام کی مثال شیشہ کے گلاس جیسی ہے کہ وہ صاف شفاف بھی ہوتا ہے قیمتی بھی ہوتا
اور نازک بھی ہوتا ہے۔ ٹوٹ جاتا ہے جو جڑنا مشکل اس لئے بہت احتیاط کی ضرورت
ہے اور دیکھو کسی مشغول آدمی کو نہ چھیڑنا مثلاً ایک آدمی سودا لے رہا ہے۔ تو اس سے
ہرگز گفتگو نہ کرو جب تک کہ وہ فارغ نہ ہو جائے کیونکہ مشاغل انسان کے لئے ایسے
ہیں جیسے کہ ماں کے لئے بچے اگر اس کی گود سے بچے کو چھڑا کر ایک طرف پھینک دو
پھر اس سے کہو کہ میری بات سُن تو کیا وہ سُنے گی؟ ہرگز نہیں اس لئے کہ اس کے جگر کے
ٹکڑے کو تو آپ نے پھینک دیا۔ اسی طرح مشاغل انسان کی اولاد ہیں۔ خصوصاً
علماء کے اوقات کی رعایت بہت ضروری ہے۔ ان کا وقت ضائع نہ کیا جائے اگر ان
کے پاس آؤ تو ان کے درس میں بیٹھو دیکھو کہ یہ وہ ہیں کہ جنہوں نے اللہ کے لئے دس
سال لگا رکھے ہیں ان کا احترام کرو کیونکہ تبلیغی مبنت ا میں اکرامِ مسلم مستقل نمبر ہے اور
اگر آپ کا مخالف ہے تب بھی اکرام کرو کیونکہ ہے تو وہ مسلم ہی اسی طرح ذاکرین اور
خانقاہوں میں بیٹھنے والوں کی بھی تعظیم کرو کیونکہ وہ بھی دین کے کام میں مشغول ہیں،
اور ہر وقت اپنی اصلاح کی فکر میں رہا کرو نہ کہ دوسروں کی اصلاح کی فکر میں!

اس میں اس طرح سے تھا

فرمایا کہ ایک دیہاتی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ پان کھانا تو منع ہے پھر مولوی لوگ کیوں کھاتے
ہیں! میں نے کہا منع کہاں لکھا ہے۔ اس نے کہا بہشتی زیور میں لکھا ہے۔ میں
نے اس کو بہشتی زیور دیا کہ دکھلاؤ۔ اس نے تلاش کیا مگر ملا نہیں تو کہنے لگا اچھا
میں اپنی کتاب میں سے صفحہ اور حصہ نمبر نقل کر کے لاؤں گا۔ چنانچہ اگلے ہفتہ
صفحہ وغیرہ نوٹ کر کے لایا اور مجھے دکھایا۔ دیکھا تو ہمیں اس طرح سے تھا کہ جس کے
شوہر کا انتقال ہو گیا ہو وہ عدت کے زمانہ میں بناؤ سنگار نہ کرے پان کھا کر منہ

لال نہ کرے۔ اس پر میں نے کہا کہ کیا تو نے سب مولویوں کو یہ سمجھ لیا کہ عدت میں ہیں۔

مولانا وصی اللہ صاحب سے ملاقات

ارشاد فرمایا کہ حضرت مولانا وصی اللہ صاحب سے میری تین مرتبہ ملاقات ہوئی۔ ایکمرتبہ اس وقت جب کہ وہ لکھنؤ بغرضِ علاج تشریف لائے ہوئے تھے میں حاضر ہوا تو قریب کر کے میرے ہاتھ چوم لئے اور بعد میں سو روپیہ عطیہ بھجوایا میں نے قاصد سے کہا کہ میرے قلب میں مال کی محبت محسوس فرمائی مجھے مال عطا فرمایا ؎

؎ دیتے ہیں بادہ ظرفِ قدح خوار دیکھ کر۔

جن کے قلوب میں دین کی طلب ہوتی ہے ان کو دین عطا ہوتا ہے۔ دوسری مرتبہ جب کہ صحتیاب ہو کر لکھنؤ سے بمبئی تشریف لے جا رہے تھے۔ میں اسٹیشن پر حاضر ہوا اس وقت بھی سو روپیہ عطیہ دیا۔ تیسری مرتبہ جب کہ میں سفرِ حجاز سے واپس آرہا تھا۔ بمبئی میں ملاقات ہوئی مگر اس مرتبہ پہچانا نہیں۔ بعد میں عطیہ بھجوایا۔ میں نے لکھا کہ ادب تو مجھے ادب کو آتا نہیں لیکن اتنا ہے کہ جب بلا استحقاق یہاں اتنی شفقت ہے تو اُمید ہے کہ وہاں (آخرت میں) بھی شفقت فرمائیں گے۔

سودی روپیہ کی واپسی

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے سو روپیہ بھیجے اور لکھا کہ سود کا ہے بینک سے حاصل ہوا ہے اس کو طلبہ حدیث پر خرچ کر دیں۔ میں نے واپس کر دیئے اور لکھدیا کہ آپ کو غیرت نہیں آتی جس روپیہ کو اپنے اوپر اپنے بال بچوں پر خرچ کرنا اچھا نہیں سمجھتے اس کو حدیث کے طالب علموں پر خرچ کرتے ہو کیا اپنی کمائی کا پیسہ نہیں رہا کیا مہمانانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قدر ہے۔ ڈاکٹر نے کہا کہ اجی کیوں واپس کر دیئے۔ میں نے کہا کہ یہ خراب تھا سود کا ہے۔ ڈاکیہ

نے کہا کہ اجی کسی اور کے کام آجاتا ۔ میرے کام آجاتا ۔

تصویر کشی ناجائز ہے

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب نے میری تصویر کھینچنے کا ارادہ کیا مجھ سے اجازت چاہی میں نے منع کر دیا اور کہا کہ تصویر کشی ناجائز ہے انہوں نے کہا کہ عدم جواز بتوں کے بارے میں ہے میں نے کہا کہ حضرتِ عائشہ رضی نے اپنے حجرہ پر پردہ ڈال رکھا تھا جس میں تصاویر تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھاڑ ڈالا اور فرمایا کہ سخت ترین عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو تصویر بناتے ہیں ۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۸۰) ۔ وہاں تو بت نہیں تھے اس کے باوجود پھاڑ ڈالا ۔ ناراضگی کا اظہار کیا ۔ کہنے لگے یہ تو عکس ہے جیسے پانی پر اس میں انسان کی بناوٹ کا دخل نہیں میں نے کہا کہ غلط ہے ۔ اس میں انسانی بناوٹ کا دخل ہے اس لئے کہ کیمرہ خود بخود تصویر نہیں کھینچتا ابتدا انسان کے فعل ہی سے ہوتی ہے پھر صفائی بھی اس کے فعل ہی سے ہوتی ہے ۔

گوشت خوری پر ڈاک افسر سے گفتگو

ارشاد فرمایا کہ ایک ڈاکئے نے مجھ سے کہا کہ ہمارے افسر آپ سے ملنا چاہتے ہیں ۔ میں نے کہا بہت اچھا چنانچہ وہ لے آئے ان کو ۔ افسر نے کہا کہ ایک سوال ہے جس کا جواب چاہیئے وہ یہ کہ مسلمان گوشت کیوں کھاتے ہیں ؟ میں نے کہا صرف گائے کے گوشت کے متعلق سوال ہے یا جو جانور شریعت میں حلال ہیں سب کے متعلق ۔ اس نے کہا سب کے متعلق سوال ہے ۔ میں نے کہا گوشت کھانا طبقاتی اعتبار سے انسان کی فطری چیز ہے ۔ اس لئے اسمیں اشکال کی کیا بات ہے اور وہ اس طرح کہ کائنات کی دو قسم ہیں ایک جسم ایک روح ۔ جس کے لئے شکل و صورت متعین ہو اس کو جسم کہتے ہیں ۔ جس کے لئے شکل و صورت متعین نہ ہو مختلف صورتوں میں اس کا ظہور ہو سکتا ہے اس کو روح

کہتے ہیں۔ پھر جسم کی دو قسم ہے۔ علوی۔ سفلی۔ علوی کی بہت سی قسم ہیں شمس قمر، عرش۔ کرسی۔ لوح محفوظ وغیرہ وغیرہ۔ سفلی کی دو قسم ہیں بسیط۔ مرکب بسیط چار ہیں جن کو عناصر اربعہ، اصولِ کون وفساد اور اُسطقسّات بھی کہتے ہیں یعنی خاک باد۔ آب۔ آتش (مٹی، ہوا، پانی، آگ) مرکب کی دو قسم ہیں مرکب تام۔ مرکب ناقص، مرکب تام وہ جس میں چاروں عناصر موجود ہوں۔ مرکب ناقص وہ جس میں بعض عناصر ہوں۔ بعض نہ ہوں جیسے بھاپ۔ دھواں۔ غبار، مرکب تام کی چند قسم ہیں

۱۔ جمادات جن میں بڑھنے کی صلاحیت نہیں البتہ عناصر اربعہ ان کے اندر موجود ہیں۔ جیسے پتھر کی سل کہ اس کو جس ہیئت پر رکھدو گے اسی پر رہے گی بڑھے گی نہیں البتہ عناصر اربعہ سے حصہ لیتی رہتی ہے اور یہی عناصر اربعہ فطری طور پر جمادات کی غذا قرار دیئے گئے ہیں۔

۲:۔ جمادات سے اوپر نباتات ہیں جن کے اندر بڑھنے کی صلاحیت ہوتی ہے ان میں عروق (رگیں) ہوتی ہیں جن کے ذریعہ وہ اپنی غذا کو کھینچتی ہیں لیکن غذائے بعید کو حاصل نہیں کر سکتیں۔ اور دشمن سے بھاگ کر بچ بھی نہیں سکتیں۔ نباتات کی غذا فطری طور پر قرار دیا عناصر کو اور جمادات کو اور بعض نبات کو دوسری بعض نبات کی غذا بھی قرار دیا جیسے پیپل کسی درخت پر چڑھ جاتا ہے تو اس کو کھاجاتا ہے۔

۳:۔ نباتات سے اوپر چل کر حیوانات ہیں ان کی غذا عناصر بھی ہیں جمادات بھی ہیں نباتات بھی ہیں لیکن ہر نبات ہر حیوان کی غذا نہیں بلکہ جو نبات جس حیوان کے لئے مفید ہے قدرتی طور پر وہ اس کی غذا ہے اور ہر حیوان کی فطرت بتا دیتی ہے کہ یہ چیز اس کے لئے مفید ہے اس کو ڈاکٹری پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ پھر جس طرح بعض نبات بعض دوسری نبات کی غذا ہیں اسی طرح بعض حیوان بھی بعض حیوان کی غذا ہیں۔ چنانچہ بلی کی غذا چوہا ہے شیر کی غذا بکری ہے وغیرہ وغیرہ۔

ج:۔ حیوانات سے اوپر چل کر انسان ہے اس کی غذا عناصر بھی ہیں۔ جمادات بھی ہیں۔ نباتات بھی ہیں۔ حیوانات بھی ہیں مگر جس طرح ہر نبات انسان کی غذا نہیں۔ ہر حیوان بھی اس کی غذا نہیں بلکہ اس کو بتایا جاتا ہے پڑھایا جاتا ہے کہ تمہاری یہ غذا ہیں یہ غذا نہیں۔ انسان کو بھی انسان کی غذا نہیں بنایا۔ اس طبقاتی کلیہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے بلکہ صاف صاف واضح ہو جاتا ہے کہ طبقۂ مافوق کی غذا طبقۂ ماتحت کو بنایا گیا ہے۔ لہٰذا جانوروں کو کھانا انسان کے لئے تجویز کیا گیا اس میں کیا اشکال ہے آپ کو۔ اس نے کہا یہ کیا بات ہے کہ آپ بکری کھاتے ہیں سور نہیں کھاتے؟ میں نے کہا جس طرح ہر نبات ہر حیوان کی غذا نہیں اسی طرح ہر حیوان ہر انسان کی غذا نہیں بلکہ جو اس کے لئے مفید ہے ان کو غذا بنایا اور جو مضر ہیں یا ان کی مضرت غالب ہے ان کو غذا نہیں بنایا۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سور میں۔ بے حیائی کا مادہ غالب ہے۔ ایک مادہ سے کئی کئی نر یکے بعد دیگرے جفتی کرتے ہیں۔ جب تک ایک جفتی سے فارغ ہو تو کئی کئی امیدوار کھڑے رہتے ہیں اور کسی کو غصہ نہیں آتا۔ اس کے برخلاف مرغ کو دیکھو بیس مرغیاں ایک مرغ کے ماتحت ہیں ان میں سے کسی مرغی کو دوسرا مرغا پکڑنا چاہے تو اس مرغ کو اتنا غصہ آتا ہے کہ سر اور گردن کے بال کھڑے کر کے دوڑتا ہے اس کو مارنے کے لئے۔ اسی وجہ سے سور کھانے والوں کو دیکھو کہ ان کے مزاج میں بھی کتنی بے حیائی ہوتی ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کی قربانی

ہمارے ایک بزرگ تھے (حضرت شیخ الہندؒ) وہ قربانی کے لئے گائے پالتے خود اس کو سانی کرتے چارہ کھلاتے بڑی محبت کرتے۔ گائے کو بھی حضرت سے اتنا انس ہو جاتا کہ جب حضرت سبق کے لئے تشریف لاتے تو گائے بھی ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے آتی اور دارالحدیث

کے سامنے بیٹھ جاتی پھر جب سبق سے فراغت پر گھر تشریف لے جاتے تو گائے بھی ساتھ ہو لیتی۔ اور جب قربانی کے ایام قریب آتے تو گھاس میں کمی کر دیتے بالٹی بھر کر دودھ جلیبی کھلاتے پھر قربانی سے پہلے اس کے جگہ جگہ مہندی لگاتے پھول بناتے پھر یوم نحر (دس ذوالحجہ) میں قربانی کرتے اس پر دو چار آنسو بھی ٹپکاتے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون پر عمل کرتے۔ اس پر اس نے کہا اللہ کی محبت میں ایسا ہونا بعید نہیں۔ پھر میں نے کہا کہ ایک عیب سور میں یہ بھی ہے کہ وہ غلاظت کھاتا ہے۔ اس کا گوشت کھایا جائے گا تو اس کے اثرات آئیں گے۔ اس پر اس نے کہا کہ بعض گئو بھی غلاظت کھاتی ہیں میں نے کہا جو کچھ تھوڑی بہت کھالیتی ہے وہ گھاس وغیرہ کے ساتھ تحلیل ہو جاتی ہے اس کا اثر باقی نہیں رہتا۔ اور جو گائے مستقل غلاظت کھاتی ہے اس کی غذا غلاظت ہی ہے وہ ہمارے نزدیک بھی جائز نہیں۔ اور آپ کو یہ غلاظت تو محسوس ہو رہی ہے۔ اشکال ہو رہا ہے جو لوگ اس کا پیشاب پیتے ہیں اور اس کے گوبر کو پوجتے ہیں اپنے بتوں کے منہ پر لگاتے ہیں اس پر کوئی اشکال نہیں ہوتا۔ اس پر اس نے کہا اچھی بات میں گفتگو ختم کرتا ہوں شاید آپ کو ناگواری ہو رہی ہوگی میں نے کہا کہ مجھے تو ناگواری نہیں ہو رہی ہے۔ باقی آپ کو ضرور ناگواری شروع ہو گئی اس پر گفتگو ختم ہو گئی اور وہ چلا گیا۔

مجھے ڈانٹ کر فرمایا

فرمایا کہ میں مکتب میں پڑھتا تھا قریب ہی میں مسجد تھی کبھی طلباء و اساتذہ مسجد میں بیٹھ جاتے استاذ صاحب کو آموں کی چٹنی بنانے کا شوق تھا اس میں مصالحہ ڈالتے تھے ایک مرتبہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا مصالحہ کو صاف کرنے لگا۔ مجھے ڈانٹ کر فرمایا کہ دنیا کے کام مسجد میں کرتے ہیں معلوم ہوا کہ دنیا کے کام مسجد میں درست نہیں۔

بکرے کی حلّت اور سور کی حُرمت پر پنڈت سے گفتگو

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک پنڈت میرے پاس آیا۔ کبھی کبھی آیا کرتا تھا۔ کہنے لگا مولوی صاحب آپ کے مذہب میں ایک مسئلہ بڑا عجیب ہے میں نے کہا ہم سارے ہی عجیب ہیں آپ نے دیکھا ہی کیا ہے تلایئے؟ اس نے کہا دو جانور ایک صورت شکل کے ایک کو آپ حلال کہتے ہیں ایک کو حرام کہتے ہیں یعنی بکرا اور سور ایک طرح کے ہیں مگر آپ ایک کو حلال کہتے ہو ایک کو حرام اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا پنڈت جی ذرا جواب کڑوا ہے ناگوار نہ گذرے اس نے کہا ہوگا ہی نہیں جواب۔ میں نے کہا جواب تو ایسا ہے کہ اگر سمجھ میں آگیا تو ناک کے بال بھی جل جائیں گے منہ سے حلق تک سب چھل جائے گا اور زندگی بھر کبھی یہ سوال زبان پر نہیں لاؤ گے۔ لیکن چونکہ آپ سے تعلق ہے اس لئے زیادہ کڑوے جز نکال کر ہلکی کڑواہٹ کے ساتھ پیش کرتا ہوں۔ سنیئے۔ کون اندھا ہے جو بکرے اور سور کو ایک جیسا کہدے گا (میں نے اپنی طرف اشارہ کرکے کہا) بکرے کے داڑھی ہے۔ (اور اس کی طرف اشارہ کرکے کہا) سور کے داڑھی نہیں۔ بکرا گھاس پات کھاتا ہے۔ سور پاخانہ اور دوسری غلاظتیں کھاتا ہے بکری کے تھن دو ہوتے ہیں اور سورنی کے زیادہ بکری کے تھن دونوں رانوں کے بیچ میں ہوتے ہیں اور سورنی کے سینے پر ہوتے ہیں بکرے کے سینگ ہوتے ہیں سور کے سینگ نہیں ہوتے غرض صورت اور اعضاء کی خلقت دونوں کی الگ الگ ہے لیکن ہم نے مانا کہ دنیا میں اندھے بھی رہتے ہیں ان کی رعایت بھی ضروری ہے جن کو یہ فرق نظر نہیں آتا۔ اچھا آپ بتلایئے کہ آپ کی والدہ زندہ ہے اس نے کہا ہاں زندہ ہے۔ میں نے پوچھا بہن ہے کوئی۔ اس نے کہا ہاں ہے۔ میں نے کہا

بیوی ہے۔ کہا ہاں۔ میں نے پوچھا کہ بچے بھی ہیں اس نے بتایا دو بچے ہیں۔ میں نے کہا کس سے اس نے کہا۔ کس سے کا کیا مطلب، میں نے کہا بھی آپ کے گھر میں تین عورت ہیں ایک آپ کی والدہ اور دوسرا آپکی بہن تیسرے آپ کی بیوی۔ وہ دو بچے آپ کے کس عورت سے ہیں۔ اس پر غصہ میں جواب دیا بیوی سے ہیں اور کس سے ہوتے۔ میں نے کہا آپ کی بیوی والدہ بہن تینوں عورتیں ہیں شکل وصورت بھی ایک ہی ہے۔ دونوں ایک جیسی ہیں۔ دو آنکھیں ان (بیوی) کے دو آنکھیں ان (والدہ) کے دو کان دو ہاتھ دو پیر بیوی کے بھی والدہ کے بھی شکل بھی ایک اعضاء بھی ایک خلقت بھی ایک لیکن کیا وجہ ہے آپ اپنے لئے بیوی کو حلال سمجھتے ہیں اور والدہ کو حرام (ان کی پیشانی پر تیور آیا) پھر بیوی اور ماں میں تو عمر کا فرق بھی ہے۔ بیوی اور بہن میں کوئی خاص فرق نہ ہوگا عمر بھی ایک جیسی ہوگی کیا وجہ ہے کہ آپ بہن کو اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں اور بیوی کو حلال سمجھتے ہیں۔ پنڈت جی غصہ میں آکر کہنے لگے دیکھئے یہ ہیں مسلمان یہ ہیں ان کے اخلاق یہ ہے ان کی تمیز پہنچ گئے ماں بہن پر۔ میں نے کہا توبہ توبہ پنڈت جی آپ غلط سمجھ گئے میں آپ کی ماں بہن پر نہیں پہنچ رہا ہوں آپ ایسا سمجھے تو ہے واقعی غصہ کی بات۔ کسی شریف آدمی کی ماں بہن کے پاس کوئی غیر آدمی پہنچ جائے تو غصہ آہی جاتا ہے آپکا غصہ بالکل صحیح ہے لیکن سمجھے آپ غلط۔ (آپ ہی نے سوال کیا تھا کہ ایک ہی شکل وصورت کے دو جانور ہیں اسلام عجیب ہے کہ ایک کو حلال ایک کو حرام کہدیا اسی کا جواب سمجھا رہا ہوں) بس اب دل ڈول بجنا شروع کیا۔

میں نے کہا دیکھئے میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ جواب بہت زیادہ کڑوا ہے تاہم اس میں سے بہت کڑوے اجزاء میں نے نکال لئے تھے۔ کہنے لگے۔ کہدو وہ بھی کہدو۔ میں نے کہا کہدوں اس نے کہا ہاں۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اب

کچھ تحمل کا مادہ پیدا ہو گیا ہے۔ تو سنیے مجھ میں اور آپ میں کوئی فرق تو نہیں کیا وجہ ہے کہ آپ اپنی بیوی کو خود کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور میرے لئے حرام مجھے اجازت دو اور روپیے مجھ سے بھی جتوا دو اسی طرح مجھ میں اور آپ کے بہنوئی میں کوئی فرق نہیں کیا وجہ ہے کہ اپنی بہن کو اپنے بہنوئی کیلئے آپ جائز سمجھتے ہیں اور میرے لئے ناجائز اسی طرح کیا وجہ ہے کہ اپنی والدہ کو اپنے والد کے لئے حلال سمجھتے ہیں اور میرے لئے حرام کہتے ہو حالانکہ بظاہر مجھ میں اور آپ کے والد میں کوئی فرق نہیں بلکہ پرانی وضع قطع کے ہوں تو شاید ان کے بھی داڑھی ہو غرض ہم دونوں ایک سے ہیں کیا وجہ ہے کہ ان کے لئے آپ کی والدہ حلال میرے لئے حرام۔ پنڈت جی بہت بہت شرمندہ ہوئے اور جتنے الفاظ ان کی ڈکشنری میں تھے غصہ میں سارے ہی کہدیئے۔ میں نے کہا پنڈت جی اب بہت ہو گیا اب ذرا سنبھل کر بیٹھو آپ کا غصہ اور ناراض ہونا حماقت اور جہالت ہے آپ اپنے مذہب سے واقف نہیں جو ناراض ہو رہے ہیں آپ کی کتاب ستیارتھ پرکاش ص ۱۲۹ میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص روپیہ حاصل کرنے کے لئے یا علم حاصل کرنے کے لئے باہر پردیس میں گیا ہوا ور اس کے پیچھے اس کی بیوی کو اولاد حاصل کرنے کی خواہش ہو تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اپنے پڑوسی سے حاصل کرے۔ میں نے کتاب کھول کر دکھا دی۔ اس کے بعد میں نے کہا اب بتایئے میں نے کیسے خلاف کیا اگر کوئی آپ کے پڑوس میں رہتا ہو اور آپ کہیں باہر گئے ہوں اور آپ کی بیوی کو اولاد حاصل کرنے کی خواہش ہو تو آپ کی کتاب کی رو سے بلا تکلف جائز ہے کہ غیر سے اولاد حاصل کرے بس اب اٹھ کر چلدیئے میں نے کہا پنڈت جی معاف کرنا سور کا جواب تو ایسا ہی ہو۔ اس نے کہا ہاں اب سور بھی بے مجھے کہد میں نے کہا کہ میں تو بہت دیر سے کہہ رہا ہوں کوئی نہ سمجھے تو کیا کروں۔

حدیث کی رعایت میں شرکت دعوت سے احتراز

ارشاد فرمایا کہ جب میں کانپور میں تھا تو وہاں کسی دعوت میں اس وقت تک شریک نہ ہوتا جب تک طلبہ اس میں شریک نہ کئے جاتے کیونکہ حدیث میں ہے وہ کھانا شر الطعام (بدترین کھانا) ہے جس میں صرف اغنیاء (مالدار) ہوں فقراء نہ ہوں (" شر الطعام طعام الولیمۃ یدعیٰ الیہ الاغنیاء ویترک الفقراء") متفق علیہ مشکوٰۃ شریف جلد ۲ ص۲۷۸۔ جامع صغیر ص۳۰ ج۲) مقتدا حضرات خصوصاً ایسی دعوت کے قبول کرنے سے احتیاط رکھیں جس میں فقراء کو شریک نہ کیا جائے۔

ستانے پر بلی کو مارنا

بلی کا ذکر آنے پر فرمایا کہ ایک روز اس نے میرے بستر پر پاخانہ کر دیا۔ دوسرے دن چارپائی کے نیچے کی دری پر کر دیا۔ تیسرے روز پھر کر دیا میں نے بند کر کے اس کو مار ڈالا۔ کہ درمختار میں لکھا ہے بلی تعلیم کو قبول نہیں کرتی وہ ستائے تو اس کو ذبح کر دے ختم کر ڈالے (مگر زیادہ ترسا کر نہ مارے) وجاز قتل ما یضر منہا ککلب عقور وھرۃ تضر ویذبحہا ای الھرۃ ولا یضربہا لانہ لایفید، درمختار ج۵ ص۲۷۹۔ مثلہ فی فتاوی محمودیہ ج۶ ص۲۹۳۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

صاحبِ ملفوظات فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب مفتی اعظم ہند کی بعض اہم و مقبول

تالیفات

فتاویٰ محمودیہ جلد اوّل جس میں موجودہ وقت کے اہم اور ضروری فتاویٰ تیرہ ابواب میں مفصل و مدلل بیان کئے گئے ہیں ابواب یہ ہیں باب ۱ ما یتعلق بالقرآن، باب ۲ ما یتعلق بالحدیث، باب ۳ العقائد، باب ۴ السلوک، باب ۵ البدعات والرسوم، ۶ جماعت اسلامی، ۷ جماعت اسلامی اور تنقید، ۸ مسئلہ تقلید اور جماعت اسلامی، ۹ تقلید کی شرعی حیثیت، ۱۰ شیعیت، ۱۱ تبلیغی جماعت، ۱۲ احکام المساجد والوقف، ۱۳ ما یتعلق بالمدارس۔ عوام و خواص میں بیحد مقبول ہوئی صفحات ۵۲۵ سائز ۲۰×۲۶ طباعت و کتابت آفسیٹ پر کاغذ عمدہ جلد رنگین کی منقش قیمت ۹۰/۰۰

جلد ثانی جس کے اہم ابواب یہ ہیں کتاب الطہارۃ، باب الاذان، باب الاقامۃ، کتاب الصلوٰۃ، مسائل التراویح، باب الجمعۃ والعیدین، باب صلوٰۃ المسافر، باب الجنائز، باب احکام المساجد والوقف۔ صفحات ۴۸۰ طباعت آفسیٹ کاغذ عمدہ نفیس۔ جلد رنگین منقش جاذب نظر قیمت مجلد ۹۰/۰۰

جلد ثالث ۶۰/۰۰ ۔ رابع ۹۰/۰۰ ۔ خامس ۶۰/۰۰ ۔ سادس ۶۰/۰۰
سابع ۶۰/۰۰ ۔ ثامن ۔ بھی طبع ہو چکی ہیں

نعت محمود الملقب وصف محبوب اردو اشعار میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کو بیان فرمایا ہے ایک ایک شعر میں کئی کئی اوصاف و کمالات عالیہ اور معجزات مبارکہ کی طرف اشارہ ہے سہل انداز میں ان سب کی تشریح کر دی گئی ہے اور مستند کتابوں کا حوالہ دیدیا گیا ہے صفحات ۲۱۱ کتابت و طباعت آفسیٹ پر کاغذ اعلیٰ و عمدہ ہے۔ قیمت ۱۸/۰۰ روپے

گلدستہ سلام بدرگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ نومبر ۱۹۷۶ء میں میڈیکل ہسپتال کلکتہ میں حضرت مفتی صاحب آنکھ کے آپریشن کی غرض سے تشریف لے گئے وہاں کے قیام میں گلدستہ سلام کے نام سے ایک نعتیہ قصیدہ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش فرمایا اس قصیدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات مبارکہ اوصاف و کمالات عالیہ کا بھرپور تذکرہ ہے جو فارسی زبان میں ہے اردو میں اس کا ترجمہ اور تشریح کر کے شائع کیا گیا ہے یہ قصیدہ عشق و محبت اور درد و سوز کا ایک بیش قیمت اور بیش بہا مجموعہ ہے۔ قیمت ۲۵/۰۰ روپے

نغمۂ توحید اس میں توحید باری تعالیٰ کو اشعار میں پیش کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ عالم کا ہر حصہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر دلالت کرتا ہے اور ہر ذرہ اللہ تعالیٰ کے جلال و جمال کا مظہر ہے۔ اشعار فارسی زبان میں ہیں ان کا ترجمہ و تشریح سلیس و آسان اردو زبان میں کیا گیا ہے۔ صفحات ۱ قیمت ۶/۰۰ روپے

وصف شیخ اس کتاب میں حضرت اقدس قطب العالم شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی کے کمالات اور احسانات عالیہ دینی خدمات اور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ عجیب جذبۂ شوق اور وارفتگی کے انداز میں فارسی اشعار میں کیا گیا ہے نیز اکابرین و اولیاء امت و سلاسل اربعہ کے بزرگوں کا بھی تفصیلی تذکرہ ہے فرق باطلہ کا رد بھی ہے اردو ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ قیمت ۳۰/۰۰ روپے

اسبابِ غضب حدیث کی روشنی میں اس کتاب میں ان اعمال و اسباب کو ذکر جن کے کرنے پر اللہ جل شانہ کا

کا عقب ہوتا ہے بیان کیا گیا ہے اور اس سے متعلق
۵۲۰ احادیث کی بہترین توضیح و تشریح کی گئی ہے۔
صفحات ۱۴۴ ہیں قیمت ۱۲/۰۰ روپے

اسباب لعنت کی چہل حدیث

جن کاموں کے کرنے پر حدیث پاک میں لعنت آئی ہے اس سے متعلق چالیس احادیث کو مع ترجمہ و تشریح شائع کیا گیا ہے۔ قیمت ۸/۰۰ روپے

ملفوظات فقیہ الامت قسط اول

جو بے شمار معلومات کا بے بہا خزانہ ہے جس کو دیکھنے سے حضرت والا مجددؒ کی مجلس مبارک کا لطف کسی حد تک حاصل ہوگا

صفحات قسط اول - ۱۴۴

قیمت ۱۲/- سائز $\frac{20\times30}{16}$

ملفوظات فقیہ الامت قسط ثانی

جو قسط اول کی طرح نئی معلومات پر مشتمل ہے تکرار نہیں ہے۔
سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۱۰۸ قیمت ۱۲/۰۰

ملفوظات قسط ثالث

جو پہلی قسطوں کی طرح نئی اور مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ صفحات - ۱۲۴ -
قیمت ۱۵/۰۰

۱۶

حقوق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حقوق امت پر واجب ہیں ان کو اس کتاب میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

اس موضوع پر بہترین اور منفرد شان کی کتاب ہے۔ صفحات ۲۴۰ قیمت ۱۲/۰۰ روپے

مواعظ فقیہ الامت قسط اول وثانی

رمضان ۱۳۹۸ھ حضرت حامی مجددؒ نے بعض حالات کی بنا پر ڈابھیل (گجرات) میں گذارا وہاں بحالت اعتکاف ہونے والے مواعظ دیے بہا دو قسطوں میں شائع کئے گئے ہیں
صفحات قسط اول ۱۲۸ - قیمت 15/- صفحات قسط دوم ۱۲۴ - قیمت 15/- سائز $\frac{23\times36}{16}$ -

مواعظ فقیہ الامت قسط ثالث

رمضان ۱۴۰۰ھ میں ہونے والے مواعظ کا مجموعہ کتابت ہو چکی ہے۔ اور طبع ہو چکی ہے
سائز $\frac{20\times30}{16}$ صفحات ۱۴۰ قیمت ۱۷/۰۰
مواعظ فقیہ الامت قسط رابع - زیر طبع -

شوریٰ و اہتمام

اس موضوع پر عزیز جانبدارانہ اور مفید معلومات پر مشتمل پہلی کتاب - صفحات - ۹۲ -
قیمت ۱۲/۰۰

ملفوظات فقیہ الامت

قسط پنجم ۵

ارشادات حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی مدظلہ

مُرتِّب

محمد رحمت اللہ کشمیری

مُہتمِم دارُالعلوم رحیمیہ بانڈی پورہ کشمیر

ناشر

مکتبہ دارالایمان

سہارنپور، ۲۴۷۰۰۱ (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب..........ملفوظات فقیہ الامت قسط عاشر (۱۰)

مرتب..........................مسعود احمد غفرلہ

طباعت..........................

سن اشاعت......................۱۴۲۳ھ/مطابق ۲۰۰۲ء

باہتمام..........................محمد جنید احمد قاسمی

قیمت ....

ناشر

مکتبہ دار الایمان محلّہ مبارک شاہ (اردو بازار)

سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ یوپی

فہرست مضامین ملفوظات فقیہ الامت قسط خامس

عرضِ مرتب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

سیدی حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی دامت برکاتہم کے ملفوظات کی چار قسطیں اس سے قبل شائع ہو چکی ہیں کشمیر کے سفر میں حضرت کی بعض مجالس کو ٹیپ کیا گیا اوران کو ترتیب دیا گیا۔ یہ خیال ہی نہ تھا کہ ان کو مستقل قسط کی صورت میں پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوگی زیر نظر ملفوظات ماہنامہ "النور" میں کیف ما اتفق بلا ترتیب کئی سال تک مجالس محمودیہ کے نام سے شائع ہوتے رہے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہم نے حکم فرمایا کہ انکو بھی مرتب صورت میں ملفوظات کی مستقل قسط بناکر شائع کیا جائے چنانچہ تعمیل ارشاد میں اسکو ترتیب دیا گیا ترتیب میں کافی کوشش کیگئی کہ مکررات کو حذف کیا جاوے اس مسودہ پر پہلے گرامی قدر مولانا مسعود احمد صاحب مدظلہ سے نظر ثانی کی درخواست کی گئی کہ ملفوظات فقیہ الامت کی ترتیب میں گوئے سبقت لیجانے کا سہرا موصوف ہی کے سر ہے چنانچہ انھوں نے بخوشی اسکو قبول فرمالیا۔ یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ اس ناکارہ کی تحریر میں "کشمیری اردو" کا رنگ بعض مرتبہ موجود رہتا ہے اس لئے نظر ثانی کے فریضہ کو مولانا موصوف نے انجام دیکر بڑے بوجھ کو ہلکا کردیا اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے لیکن اس ساری کوشش کے باوجود کوئی شخص سہو وخطا سے اپنی برأت کا دعویٰ نہیں کرسکتا اسلئے یہاں بھی غلطیوں کے وقوع کی گنجائش ہے ایسے مواقع کو احقر مرتب کی بے بضاعتی قلتِ بضاعت پر محمول کیا جاوے اور عفو و درگذر سے کام لے کر تصحیح و اصلاح کے اقدام سے اجر حاصل کرلیا جاوے۔

ان مجالس میں سے چند ایک خاص موضوع سے متعلق تھیں وہ یہ کہ بعض جگہ حضرت والا سے استفسار کئے گئے کہ اکابر علماء دیوبند کا مسلک کیا ہے ؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اکابر دیوبند کا تعلق محبت واطاعت کا بھی ہے یا نہیں ؟ بعض حلقوں کی طرف سے علماء دیوبند کے بارے میں وہابی یا بدعقیدہ ہونے کا جو شور وغوغا کیا جاتا ہے اسکی حقیقت کیا ہے ؟ وغیرہ اور اسی اضمن کے چند سوالات ..... ان مجالس کو اپنے موضوع کی بنا پر مستقل طور پر ترتیب دیکر "مسلک علماء دیوبند اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کے نام سے شائع کر دیا گیا۔

اب باقی ماندہ امانت کا یہ دوسرا حصہ بھی ملفوظات فقیہ الامت قسط خامس کے نام سے ہدیۂ قارئین ہے یہاں پر حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کا شکریہ ادا کرنا لازمی ہے کہ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کیونکہ ان ہی کی توجہ، محنت اور فکر مندی سے یہ مجموعہ منظر عام پر آئے خداوند تعالیٰ انکو دارین کی ترقیات سے نوازے آخر میں دست بدعا ہوں کہ اللہ پاک اس مجموعہ کو بھی قبول فرما کر احقر مرتب کیلئے ذریعۂ نجات اور مرتب وقارئین سبھی کے لئے نافع ومفید بنائے آمین یارب العٰلمین

وانا العبد الاواہ محمد رحمت اللہ کشمیری

وارد حال چھتہ مسجد دیوبند شوال المکرم ۱۴۱۱ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَا یَتَعَلَّقُ بِالقُرۡاٰن

ختم قرآن کریم

سائل :۔ کم از کم کتنی دیر یا مدت میں قرآن پاک کا ختم کیا جاسکتا ہے ؟ الجواب :۔ میرے استاد حافظ کریم بخش صاحب نابینا تھے گنگوہ کے رہنے والے تھے اور وہیں پڑھاتے تھے وہ ساڑھے تین گھنٹے میں پورا قرآن کریم ختم کر دیتے تھے ۔ میرے ایک دوست ہیں (مولانا سلیم اللہ خانصاحب) بہت دنوں جلال آباد بھی رہے ہیں حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب کو ان سے بہت تعلق تھا پھر پاکستان چلے گئے وہاں کراچی میں ایک مدرسہ کے مہتمم ہیں ان کے یہاں سے ایک رسالہ بھی نکلتا ہے انھوں نے قرآن پاک اس طرح پر یاد کیا کہ روزانہ دن میں ایک پارہ یاد کرتے رات کو سناتے انتیس دن میں انتیس پارے یاد کئے ایک پارہ پہلے سے حفظ تھا

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد رمضان میں میرٹھ تشریف لائے باوضو رہنے کی عادت تھی عشاء کا وقت ہو گیا تھا سیدھے مصلے پر پہونچے اور تراویح کی نماز کی بیس رکعت میں دس پارے پڑھے اگلے دو روز میں مزید دس دس پارے پڑھے تین دن میں قرآن پاک پورا کر کے واپس سہارنپور چلے آئے بہت سے حفاظ آپ کے پیچھے نماز میں جمع تھے کہ ایسا کون ہے جو وہاں سے بلایا گیا ایسا یاد تھا کہ کبھی نہ دور کرنے کی ضرورت پڑی نہ متشابہ لگا نہ مغالطہ لگا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حرم پاک میں گئے دو رکعت میں پورا قرآن پاک ختم کیا پندرہ پارے ایک رکعت میں اور پندرہ پارے دوسری رکعت میں پڑھے

حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ ایک رات میں پورا قرآن کریم ختم فرماتے تھے اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی ایک رات میں پورا قرآن شریف ختم فرمالیا کرتے تھے۔

طیِ لسان

سائل:۔ مشہور ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سواری پر سوار ہونے کی مدت میں پورا قرآن کریم ختم فرمالیا کرتے تھے کیا ایسی کوئی روایت ہے؟

جواب:۔ اس روایت کی سند کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ سائل:۔ اگر یہ روایت ثابت ہو تو کیا ایسا ممکن ہے؟ جواب:۔ ایسے واقعات ممکن ہیں جسطرح طیِ ارض ہوتا ہے کہ مختصر وقت میں اللہ پاک اپنی قدرت سے بڑی سے بڑی مسافت کو طے کرادیتے ہیں جیسے کہ معراج میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے وہاں سے آسمانوں کا سفر فرمایا عرش کرسی وغیرہ سب چیزیں دکھلائی گئیں اور یہ سب کچھ بہت ہی قلیل عرصہ میں ہوا۔ اسی طرح طیِ لسان ہوتا ہے مختصر وقت میں اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ پڑھوا دیتے ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ایک مرد مشرق میں ہے اور ایک عورت مغرب میں ہے ان کا نکاح خط کے ذریعہ ہوا دونوں کے درمیان کی مسافت اتنی ہے کہ چھ ماہ سے کم میں طے نہیں ہو سکتی چھ ماہ (جو کہ اقل مدت حمل ہے) گذر جانے پر بچہ پیدا ہوا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا:۔ یہ بچہ ثابت النسب ہے۔ کہا گیا:۔ کیسے کیا یہ ممکن ہے؟ فرمایا:۔ ہاں کراماتِ اولیاء پر ہمارا ایمان ہے۔

تراویح میں ختم قرآن

سہارنپور میں اب بھی دستور ہے کہ ماشاء اللہ سارا گھرانہ حافظ ہے کوئی مسجد میں قرآن کریم سنا رہا ہے کوئی چھت پر، کوئی بیٹھک میں اس نے ختم کیا دوسرا اسکی جگہ چلا گیا وہ اسکی جگہ آگیا اسی طرح چہل پہل رہتی ہے۔ سائل:۔ آپ بھی قرآن پاک نماز میں سناتے تھے؟ جواب:۔ میں دو مرتبہ نماز میں قرآن پاک سناتا ہوا گرا ایک بار جامع مسجد گنگوہ میں رمضان میں نفلوں میں سناتے سناتے ایکدم آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا اور گر گیا استاد صاحب سامنے

تھے انھوں نے انطار کے بعد کھانے سے منع کیا تھا بھوک زور کی تھی ان استاد صاحب کا نام حافظ عبد الکریم تھا ایک دفعہ ظہر میں نفلوں میں قاضی مسجد میں یہ مسجد بھی گنگوہ شریف میں ہے وہاں پر میرے استاد حافظ بُدھ تھے وہ اپنا نام بتاتے تھے "بلند بخت" سائل :۔ آپ نے ایک دن میں ایک ختم بھی کیا جواب :۔ میں نے کبھی ایک مجلس میں قرآن کریم ختم نہیں کیا البتہ ایک روز میں بہت عرصہ تک تیس پارے پڑھتا رہا مگر وہ شروع سے آخر تک نہیں یعنی الٓمٓ سے شروع کرکے عم کے ختم تک نہیں بلکہ جو پارہ تراویح میں سنانا ہوتا تھا اسکو تیس مرتبہ پڑھا گویا کہ تیس دنوں میں تیس قرآن پاک ختم ہوئے ۔

ختم قرآن میں تدبر

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص تین دن سے کم میں ختم قرآن مجید کرتا ہے وہ تدبر نہیں کرسکتا پس جو تدبر کرپاتا ہو وہ اس میں داخل نہیں (چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے اس سے کم میں بھی پڑھنا ثابت ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ایک رات کے اندر تمام قرآن شریف پورا کرنا منقول ہے) قرآن کریم میں ہے افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اس آیت کے سمجھنے میں مجھے خلجان رہا اچھا خاصا وقت گذرا اساتذہ سے بھی پوچھا کہ اگر یہ قرآن اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا گویا غیر اللہ کی طرف سے اگر ہوتا تو اختلاف کا اسمیں پایا جانا لازمی تھا تو جو چیز غیر اللہ کی طرف سے ہوگی اسمیں اختلاف ضرور ہوگا لیکن ایسا نظر نہیں آتا جیسے کہ میزان نحو میر وغیرہ غیر اللہ کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں انمیں اختلاف نہیں استاد صاحب نے بتایا کہ اختلاف بحیثیت فصاحت و بلاغت کے ہو نام اد ہے کہ ایک حصہ خوب فصیح و بلیغ ہو اور ایک حصہ معمولی جیسے شعروں میں ہوتا ہے قرآن شریف شروع سے آخر تک یکساں فصاحت و بلاغت رکھتا ہے۔ عنایت اللہ مشرقی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں دیکھنے سے جواب سمجھ میں آیا کہ انمیں کس قدر اختلاف ہے یعنی جو چیز واقعۃً خدا کی طرف سے نہ ہو اور کہنے والا کہے کہ یہ خدا کی طرف

سے ہے اس کے کلام میں اختلافِ کثیر ہوگا اسکو معمولی سمجھ والا بھی برداشت نہیں کر پائے گا کیونکہ اسمیں تضاد ہی تضاد ہے۔

قرآن میں حیلے

میں مدینہ منورہ میں مسجد نبوی سے باہر آرہا تھا تو ایک صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا بتائیے فقہاء یہ حیلے کہاں سے بتاتے ہیں ؟ میں نے کہا دیکھئے قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا کہ جب انھوں نے اپنی بیوی کو سو چھڑیاں مارنے کی قسم کھائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حل بتایا کہ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ اور یہ پیغمبر ایسے ہیں کہ ان کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے خود فرمایا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ نیز آپ دیکھئے قرآن پاک میں آیا ہے ومکروا ومکر الله اور یہ بھی ہے کہ انھم یکیدون کیدا و اکید کیدا نیز حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں ان کے بھائی کے سامان میں ان کا سقایہ (پیالہ) چھپانے کا واقعہ تو معلوم ہوگا اسمیں اللہ نے فرمایا كَذَٰلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ تو یہاں اللہ تعالیٰ نے کدنا میں کید کی نسبت اپنی طرف کی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اسکو حیلہ نہیں کہتے بلکہ کتاب المخارج میں اسکو ذکر کیا کہ کوئی آدمی پھنس جائے اس کے نکلنے کا راستہ مخرج جیسے کہ قرآن میں آیا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا مگر آپ بتائیے کہ یہ کہاں سے ثابت ہے کہ مسجد سے نکلتے وقت ہاتھ پکڑ کر کسی سے بحث کریں اور قریب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں بس اس نے فوراً ہاتھ چھوڑ دیا۔ سائل :۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسا عمل کیوں کرایا کہ اپنے بھائی کے سامان میں خود چھپانے کو کہا ؟ حضرت :۔ جب کدنا میں اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی نسبت اپنی طرف کی اسکو منسوب اپنی طرف کیا تو اب اعتراض حضرت یوسف علیہ السلام پر کہاں رہا۔ انھوں نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اسمیں اللہ تعالیٰ نے انکے لئے مخرج (نکلنے کا راستہ) تجویز کیا۔

شیطان کی چالاکی

سہل بن عبد اللہ تستری بڑے عارف گذرے ہیں امام ابو داؤدؒ کے معاصر ہیں گھر سے نکلے غالباً نماز کیلئے جا رہے تھے

راستہ میں شیطان ملا کہنے لگا حضرت ! ایک مسئلہ پوچھنا ہے انھوں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے شیطان بھی سمجھ گیا کہ انھوں نے مجھے پہچان لیا پوچھا : آپ کہتے ہیں کہ تیرے اوپر رحمت نہیں ہوگی لعنت ہوگی حالانکہ قرآن میں ہے وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ میری رحمت ہر چیز کو وسیع ہے میں بھی تو شی ہوں لاشی نہیں یہ موجبہ کلیہ ہے سہل بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے اس سوال پر اتنی حیرت ہوئی کہ منھ خشک ہوگیا آدھا سانس اندر اور آدھا باہر کہ کیا جواب دوں .جی جی میں یہی آیت پڑھتا رہا آگے اسمیں ہے فسا کتبھا للذین یتقون و یؤتون الزکوٰۃ میں نے کہا کہ رحمت تو ان کے لئے ہے جو یتقون والی صفات سے متصف ہیں اور تو ان میں سے نہیں شیطان نے جواب دیا اے سہل ! تقیید تمہاری صفت ہے اللہ کی صفت مطلق ہے تقیید نہیں تم اپنے اوپر اللہ کی صفت کو قیاس کرتے ہو یہ کہکر بھاگا اور یہ کہتا ہوا گیا یا لیتک سکت یا لیتک سکت یا لیتک سکت کاش آپ چپ رہتے یہ جواب نہ دیتے ۔

اس واقعہ کو شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں اور امام شعرانی نے الیواقیت والجواہر میں نقل کیا ہے ۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیخ سہل بن عبداللہ اتنے بڑے آدمی اس پر خاموش کیوں ہوگئے ؟ وسعت سے مراد گنجائش ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری رحمت میں وسعت ہے گنجائش ہے جتنے چاہیں آئیں ہر شی چاہے تو آسکتی ہے رحمت میں کمی نہ ہوگی جیسے کہ کہتے ہیں کہ کمرہ میں سو آدمیوں کی گنجائش ہے وسعت ہے اگر پچاس ہی آکر بیٹھ جائیں اور پچاس نہ آئیں تو کیا حرج ہے اسی طرح یہاں ہے کہ اللہ کی رحمت میں گنجائش ہے وسعت ہے جتنے چاہے آئیں لیکن شیطان نے آنا ہی نہیں چاہا انکار کردیا تو اس کے لئے کہاں وسعت رہی انلزمکموھا وانتم لھا کارھون شاہ صاحب نے اس کا جواب اسطرح دیا۔

مَا یتعلّقُ بالحدیث

حضرت علیؓ کی سنت

سائل :۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ سر منڈانا ناپسندیدہ عمل ہے کیونکہ سر کا منڈانا اور گردن کا موٹا ہونا حدیث میں اسکو منافق کی علامت بتایا گیا ہے کیا یہ صحیح ہے ؟ جواب :۔ یہ صحیح نہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ ہمیشہ سر منڈاتے تھے آپ کی گردن موٹی تھی بھاری بدن کے تھے ڈاڑھی کندھوں تک پھیلی ہوئی تھی دشمن کا پیشاب آپکی صورت دیکھ کر ہی خطا ہو جاتا تھا ۔

ڈاڑھی منڈانے کے بارے میں روایت

فرمایا :۔ مکہ مکرمہ میں ایک مصری عالم سے ملاقات ہوئی (وہ ڈاڑھی منڈاتے تھے) ان سے میں نے پوچھا (یہ سوچکر کہ عالم آدمی ہیں شاید کہیں کوئی روایت اس سلسلے میں ان کی نظر سے گذری ہو) آپ ڈاڑھی کیوں منڈاتے ہیں کیا یہ ثابت ہے کسی روایت سے ؟ انھوں نے کہا :۔ تو کیا بڑی بڑی مونچھیں رکھ کر شیطان جیسی شکل بنائیں میں نے کہا کیا عقل نہیں دماغ نہیں سوال یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھکر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسی شکل کیوں نہیں بناتے ڈاڑھی منڈاکر شیطان جیسی صورت کیوں بناتے ہو ؟ بس خاموش ہو گئے اور کہا نظافت (صفائی ستھرائی) کے لئے منڈاتے ہیں میں نے کہا :۔ ان اللہ نظیف یحب النظافۃ اور نظافت کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں رکھی تھیں ایسی کوئی چیز نہیں جو نظافت کی ہو اور حضورؐ میں نہ ہو

اور ڈاڑھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی پس ڈاڑھی رکھنا نظافت ہے نہ کہ اس کا منڈانا۔ کیا یہ ڈاڑھی منڈانا بس آپ (مصری عالم) کے لئے رکھی تھی۔

مُصافحہ کرتے وقت یغفر اللہ لنا ولکم پڑھنا

فرمایا:۔ کہ روایت میں مصافحہ کرتے وقت یغفر اللہ لنا ولکم پڑھنا نہیں آیا ہے البتہ روایت میں یہ بشارت ہے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں اس بشارت کے اظہار کے بطور یغفر اللہ لنا ولکم کہتے ہیں۔

دعائے اذان میں وارزقنا شفاعتہ کے الفاظ

یہ بالکل ایسا ہے۔ جیسے کہ روایت میں آیا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وسیلہ کی دعا کرے گا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسکی شفاعت فرمادیں گے اس بشارت کا اظہار وارزقنا شفاعتہ کہکر کیا جاتا ہے ورنہ تو اذان کی دعا میں یہ الفاظ وارزقنا شفاعتہ ثابت نہیں۔ سائل:۔ وعدہ تو شفاعت کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تو انک لا تخلف المیعاد کیوں کہتے ہیں کہ اے اللہ تو وعدہ خلاف نہیں کرتا جواب:۔ یہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی قبولیت کا وعدہ اللہ تعالے نے کیا ہے۔

سیّد التابعین

سید التابعین دو شخص کہلاتے ہیں ایک امام محمد بن سیرین دوسرے امام حسن بصریؒ، محمد بن سیرین کی ملاقات کئی صحابہ سے ثابت ہے۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں بیٹے کا کوئی لحاظ نہیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ تھے اور ان کے لڑکے عبد الرحمٰن مشرکین کی طرف سے لڑائی میں شریک تھے۔ بعد میں وہ مسلمان ہوئے ایک روز والد سے کہا ابا! بدر کی لڑائی میں آپ میرے نشانے پر آگئے تھے لیکن میں نے باپ ہونے کے خیال سے وار نہیں کیا چھوڑ دیا میں اگر چاہتا تو آپ کو قتل کر دیتا حضرت ابوبکرؓ نے

فرمایا اگر تو میرے نشانہ پر آجاتا تو میں نہ چھوڑتا تیری اتنی مجال کہ حضورﷺ کے مقابلے پر آئے۔

امام اوزاعیؒ

مشہور محدث امام اوزاعی ایک ماہ میں ایک مرتبہ قضائے حاجت کے لئے جاتے تھے جب بوڑھے ہوگئے کمزوری آگئی تو ایک ماہ میں دو مرتبہ قضائے حاجت کی نوبت آتی کوئی ان کی مزاج پرسی اور عیادت کیلئے جاتا تو ان کی والدہ کہتیں کہ میرے بچے کے لئے دعا کریں کہ اس کا معدہ کسی کام کا نہ رہا مہینے میں دو مرتبہ قضائے حاجت کی ضرورت پیش آنے لگی یہ واقعہ شیخ عبدالوہاب شعرانی کی کتاب میزان الکبریٰ میں ہے۔

سب سے افضل پانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے بطور معجزہ جو پانی نکلا وہ سب پانیوں سے افضل ہے اس کے بعد افضل ترین پانی زمزم کا ہے اور زمزم کا پانی حوض کوثر سے بھی افضل ہے کیونکہ شق صدر کے وقت حضورﷺ کیلئے جنت سے طشت لایا گیا لیکن پانی زمزم سے ہی لیا گیا حوض کوثر سے نہیں یہ بالکل ایسا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے جو مٹی لگی ہوئی ہے وہ عرش سے بھی افضل ہے کہ اللہ کا جسم نہیں۔

ناصیہ

سر کے چار حصے ہیں ایک حصے کے بال آگے کو رہتے ہیں ایک کے پیچھے کو ایک کے داہنی طرف اور ایک کے بائیں طرف جس حصے کے بالوں کا رُخ آگے کی طرف ہوتا ہے اس حصے کو ناصیہ کہتے ہیں اور یہ سر کا چوتھائی حصہ ہے۔

حضرت مُعاویہ اور ابوسُفیان رضی اللہ عنہما

یہ خاص بات ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں یہ لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر آگے آگے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے بھی نوازا لیکن ان کے فرزند یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر کبھی بھی نہیں آئے اگر کفار کے لشکر کے ساتھ ہوتے تو چپکے سے نکل کر بھاگ جاتے تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ بہت جری اور بہادر تھیں پہلے ایک صاحب کے نکاح میں تھیں ایک

دفعہ ان صاحب کو اس پر شبہ ہوا اس سے پوچھا کہ کیا ایسی کوئی بات ہے (کسی اور سے تعلق وغیرہ ہے) اس نے کہا بالکل نہیں لیکن ان صاحب کو شک ہی رہا تو بیوی نے کہا کہ چلو کاہن سے تحقیق کرلیں گے ایسا ہی ہوا لیکن پہلے سوچا کہ کاہن کا امتحان تو لیں کہ وہ صحیح بھی بتاتا ہے یا نہیں اسکے لئے ایک دانہ گیہوں کا جانور کی شرمگاہ میں چھپایا۔ کاہن سے جاکر معلوم کیا کہ ہم نے کس چیز کو چھپایا اس نے صحیح صحیح بتادیا۔ پھر اس سے یہ معاملہ معلوم کیا (بیوی پر شک) کاہن نے کہا، تمہارا شک کرنا غلط ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے اسکے ساتھ ہی کاہن نے اس عورت سے یہ بھی کہا کہ تمہارے بطن سے ایک بادشاہ پیدا ہوگا اب اس عورت نے اس شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے کیونکہ میں تمہارے ذریعہ سے وہ بادشاہ وجود میں لانا نہیں چاہتی چنانچہ اس سے طلاق لے لی اس کے بعد اس کا نکاح ابو سفیان سے ہوا (جو بعد میں مسلمان بھی ہوئے) ان سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

جب حضور علیہ السلام نے عورتوں سے بیعت لی اور الفاظ بیعت میں سے ولا یزنین کہلوایا (بیعت لی اس بات پر کہ وہ زنا نہیں کریں گی) تو حضرت ابو سفیان کی بیوی نے کہا کیا حرہ (آزاد) عورت سے بھی زنا ہو سکتا ہے آپ اس چیز کا عہد مجھ سے کیوں لے رہے ہیں۔ اس کے بعد کہلوایا ولا یسرقن (چوری نہیں کریں گی) تو اس نے کہا کہ حضرت! ابو سفیان بخیل آدمی ہے وہ مجھے اور میرے بچوں کا پورا خرچہ نہیں دیتا کیا میں اس کے مال سے اسکی اجازت کے بغیر اتنا لے سکتی ہوں جو مجھے اور میرے بچوں کو کافی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی اس کے بعد کہلوایا ولا یقتلن اولادھن (کہ اپنی اولاد کو قتل یا زندہ درگور نہیں کریں گی) تو اس نے کہا کہ حضرت! ان میں سے کون باقی رہا جتنے تھے وہ تو سب بدر میں آپ نے نمٹا دیئے یہی حضرت معاویہؓ کی والدہ تھیں شام کے علاقے میں جہاں حضرت معاویہؓ کا تسلط تھا لوگ انھیں بادشاہ ہی کہتے تھے۔

انجیر کے درخت کا ایثار

انجیر کے درخت میں ایثار کا مادہ ہے ہر درخت پہلے پھول لاکر اپنے آپ کو مزین کرتا ہے تب پھل

لاتا ہے جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے انجیر پہلے دوسرے کے فائدہ کی چیز لاتا ہے پھر اپنی زینت کی چیز اس درخت میں پھل پہلے آتا ہے پھول بعد میں۔

شرکِ خفی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کی ہوئی چیز کو یہ کہنا کہ مجھے پسند نہیں یعنی سنت کو باوجود یکہ سنت سمجھتا ہے کرتا نہیں یہ شرک خفی ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں موجود ہے فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کھانا کھا رہا تھا سالن میں کدو کے قتلے تھے مجھے کدو پسند نہیں تھا میں نے دیکھا کہ حضور اسکو رغبت سے کھا رہے ہیں بس اسی وقت سے مجھے کدو اچھا لگنے لگا۔

کرسی پر وعظ

الادب المفرد میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرسی پر بیٹھ کر وعظ فرمایا اس کرسی کے پائے لوہے کے تھے۔

وضو بیٹھ کر کرنا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے عامۃً بیٹھ کر ہی وضو کرنا ثابت ہے جبکہ آجکل بیسن (WASH BASIN) پر کھڑے کھڑے وضو کرنیکا رواج ہونے لگا ہے

شیطان کا خیشوم پر بیٹھنا

حدیث پاک میں آیا ہے فان الشیطان یبیت علی خیشومہ شیطان آدمی کے خیشوم پر بیٹھتا ہے اور وہ وہاں پر بیٹھ کر اپنا اثر ہر سانس سے پہنچاتا ہے اس کا اثر ہر طاعت سے غفلت اور معصیت کو ارتکاب ہے اسی لئے بزرگوں نے کہا ہے کہ پاس انفاس کرنا چاہئے تاکہ وہ اثر نہ ڈال سکے جسطرح شیطان خیشوم پر بیٹھ کر اثر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح سے وہ دل پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتا ہے الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس میں اسی کو بتایا ہے۔

سیرت و متعلقات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت و تصدیق دیگر مذاہب میں

ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔ ملک عرب کی ایک جماعت جو کسی ملک میں اپنے جہاز کی تباہی کے بعد پہنچی تھی ایک بادشاہ کے دربار میں پہونچی بادشاہ نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو انھوں نے کہا عرب سے اس نے پوچھا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہو گیا ان لوگوں نے کہا کہ ہاں ظہور ہو گیا تو بادشاہ نے اپنے خزانے میں سے ایک صندوق نکالا صندوق میں ریشم کے کپڑے میں سے کچھ تصویریں نکالیں ان کے سامنے رکھیں اور کہا کیا یہ ہیں تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا یہ نہیں ہیں دوسری پھر تیسری تصویر دکھائی کہ کیا یہ ہیں وہ کہنے لگے نہیں بادشاہ نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ یہ نہیں ہیں بلکہ یہ آدم علیہ السلام ہیں اور یہ نوح ہیں اور یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں پھر ایک اور تصویر نکال کر دکھائی کہ کیا یہ ہیں انھوں نے کہا ہاں یہی ہیں اس کے بعد بادشاہ نے بتایا کہ دیکھو ان کی وفات کے بعد یہ خلیفہ ہوں گے پھر یہ۔ اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی تصویریں دکھائیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے پاس خزانۂ دانیال علیہ السلام سے یہ تبرکات چلے آرہے تھے۔ نقلہ السیوطی فی الخصائص الکبریٰ۔

خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کتب سابقہ میں

ارشاد فرمایا کہ آج کے سبق (مشکوٰۃ الآثار) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کرتے کا تذکرہ آیا

جو آپ کے علم میں ہے اور یہ بھی کہ ان لوگوں نے بیت المقدس کا دروازہ بند کر دیا تھا اور یہ مطالبہ کیا تھا کہ مسلمان اپنے امیر المؤمنین کو بلائیں ہم اپنی کتابوں سے ملائیں گے ہماری کتابوں میں انکا حال لکھا ہوا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسکی اطلاع کی گئی تو وہ چلے اپنے غلام کو بھی ساتھ لیا غلام نکیل پکڑ کر آگے چلتا رہا ایک منزل کے بعد غلام کو سوار کیا اور خود نکیل پکڑ کر آگے آگے چلے اسی طرح چلتے رہے بیت المقدس کے قریب پہلے ہی سے اسلامی فوجوں کے جرنیل جمع تھے ان سے ملاقات کی انھوں نے عرض کیا کہ لباس بدل لیں نیا کرتہ پہن لیں پیوند والا پرانا کرتا اتار دیں فرمایا :۔ اگر تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شخص یہ بات کہتا تو اسکو سخت سزا دیتا اسلام کی بدولت ہمیں عزت ملی اب کیا اس نئے کرتے سے حاصل کرینگے اب غلام کی باری تھی کہ وہ سوار ہو اسلئے عرض کیا گیا کہ آپ سوار ہو کر چلیں فرمایا :۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ باری غلام کی ہو اور میں سوار ہوں ایسا نہیں ہو سکتا عرض کیا گیا کہ غلام کے لئے دوسرے اونٹ کا انتظام کر دیا جائیگا فرمایا :۔ جب میں سوار تھا تو غلام پیدل چل رہا تھا اب یہ سوار ہوگا تو میں پیدل چلونگا غرض اس حال میں داخل ہوئے کہ غلام سوار تھا اور امیر المؤمنین اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے تھے کرتے میں سترہ پیوند تھے انھوں نے دیکھا تو پہچانا اور بیت المقدس کی چابیاں ان کے حوالے کردیں انکی کتابوں میں لکھا تھا کہ امیر المومنین کے کرتے میں سترہ پیوند ہونگے ان کا غلام اونٹ پر سوار ہوگا اور وہ نکیل پکڑے ہوئے ہونگے اسحال میں بیت المقدس پہنچیں گے اہل کتاب کی کتابوں میں اور بھی بہت سی باتیں لکھی ہوئی ہیں ۔

مہابھارت میں معجزہ شق القمر کا تذکرہ

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک پنڈت سے گفتگو ہوئی حضرت نے شق القمر (چاند کے دو ٹکڑے ہونے) کا معجزہ بیان کیا پنڈت نے کہا :۔ شق القمر کا معجزہ آپکی مذہبی کتابوں میں ہے جن کو آپ مانتے ہیں دنیا نہیں مانتی میری تاریخ اس سے خالی اور انگریز کی تاریخ بھی اس سے خالی دوسرے شخص کو آپ کیسے منوائیں گے کہ شق القمر کا معجزہ ہوا

مولانا نے فرمایا "شق القمر کا معجزہ" مہا بھارت میں ہے اسمیں لکھا ہے رانااددے پور کا واقعہ کہ وہ اٹھارات کو پیشاب کرنے کیلئے اس نے دیکھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اس نے اپنے وزیروں سے ذکر کیا اور وزیروں کو عرب تحقیق کیلئے بھیجا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب نہیں پہنچ سکے بعد میں پہونچے ! رہا آپ کا یہ کہنا کہ اور تاریخوں میں نہیں تو اس پر غور کرو کہ جس وقت یہ شق القمر کا معجزہ ہوا ہندوستان میں وہ آدھی رات کا وقت تھا اور سخت ترین سردی کا زمانہ تھا لوگ لحاف کے اندر منھ دیئے سو رہے تھے کون دیکھ رہا تھا کہ آسمان کا کیا حال ہے ؟ چاند کے دو ٹکڑے ہوئے ہیں اس کے باوجود موجود ہے کہ مہاراجہ اودے پور اٹھے تھے انھوں نے دیکھا تھا اودے پور راجستھان میں ہے وہ اس کے راجہ تھے ۔ اور انگریزی کی تاریخ اس واقعہ کے تذکرہ سے کیوں خالی نہ ہو کیونکہ جس وقت یہ واقعہ ہوا تو وہاں دن کا وقت تھا دن کے وقت چاند نظر ہی نہیں آتا آفتاب کی روشنی کی وجہ سے اسوقت کون دیکھ رہا تھا کہ چاند کا کیا ہوا ؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور علامات سابقہ کتابوں میں

یہاں تک لکھا تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوں گے تو جو بت خانہ کعبہ کے اندر رکھے ہوئے ہیں اوندھے منھ گر جائیں گے شاہ فارس کے محل کے کنگرے گر جائیں گے آتش کدۂ ایران میں جو آگ کہ ہزار سال سے روشن ہے بجھ جائے گی دریائے ساوی جو کبھی خشک نہیں ہوتا تھا خشک ہو جائے گا یہ چیزیں پیش آئیں گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے ساتھ ہی یہ سب چیزیں پیش آئیں گی ۔

سرد آتش بت بسجدہ آب ساوی شد سراب ؛ شاہ عالم چوں زبطن آمنہ آمد پدید

شام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی اطلاع

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ملک شام میں تھا

مغرب کے بعد ایک شخص نے آواز دے کر کہا ھذا کوکب محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ستارہ ہے آپؐ آج پیدا ہو رہے ہیں (گویا کہ پہلے سے کسی طرح علم تھا)

اُمِّ معبدؔ اور انؔ کے شوہر کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے جنگل میں خیمہ لگانا

ام معبد اور ان کے شوہر کو معلوم ہوا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ جائیں گے اور اس راستہ سے گذریں گے۔ یہاں تک ان کو معلوم تھا چنانچہ وہ اپنا خیمہ لگا کر وہاں ٹھہر گئے کہ مدینہ طیبہ جانے سے پہلے پہلے ہم ان کے ہاتھ پر ایمان لائیں گے اور ان کے ساتھ ساتھ رہیں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے ساتھ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے (ہجرت کے سفر میں) اس خیمہ پر پہنچے ام معبد موجود تھی شوہر ام معبد کے موجود نہیں تھے کہیں گئے ہوئے تھے وہ مفلس تھی حضرت ابو بکرؓ نے پوچھا تمہارے یہاں کچھ کھانے پینے کو ہے؟ کہا کچھ نہیں ہے ایک بکری کھڑی ہوئی ہے بالکل سوکھی ہوئی اس کے اندر دودھ کچھ نہیں یہ بکری جنگل جا ہی نہیں پاتی تھی نہ کوئی کھلانے پلانے والا۔ یہاں گھر میں بھی کچھ کھانے کو نہیں ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں اجازت ہو تو اس کا دودھ دوہ لیں اس نے کہا دودھ ہے کہاں؟ اگر ہے تو دوہ لیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہلے بکری کے تھنوں کو پانی سے دھویا اس پر بکری نے باکھ کر لی منہ چلانا شروع کیا۔ جیسے خوب کھا رکھا ہو کوکیں پھول گئیں اسکی پھر دودھ دوہا تو اتنا دودھ اس کے تھنوں سے نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا حضرت ابو بکرؓ نے پیا۔ ام معبد نے پیا اور اس کے برتن میں بھی بھر کر رکھدیا۔ شام کو ام معبد کے شوہر گھر آئے تو خیمے میں آثار نبوت دیکھے انوار و برکات کا احساس ہوا تو پوچھا کیا یہاں کوئی آیا تھا؟ اور یہ دودھ کیسا کہا کہ دو مہمان مسافر آئے تھے تو وہ سمجھ گیا اور کہا :- ارے ان ہی کی خاطر تو ہم یہاں پر ٹھہرے ہوئے ہیں ایسے مبارک مہمانوں کو تم نے یہاں ٹھہرایا

کیوں نہیں ؟ ایسے مبارک مہمان آئے تھے انکو روکنا چاہئے تھا جانے کیوں دیا ؟ چنانچہ خیمہ اٹھا کر وہاں سے چل دیئے اور مدینہ طیبہ پہونچ گئے ۔

یہودی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیامگاہ کا علم

ایک یہودی کو معلوم تھا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے آئیں گے تو اس مکان پر ٹھہریں گے (مسجد نبوی کے قریب) اس یہودی نے اس مکان کو خرید لیا اور کہا کہ سب سے پہلے میں ان پر ایمان لاؤں گا اور ان کو اپنا مہمان بناؤں گا مگر اسکی قسمت میں نہیں تھا وہ مکان پھر حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے لیا اور انھیں کے مکان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کیا ۔

یہودیوں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہچان لینا

دو شخص (یہودی) جارہے تھے انھوں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آرہے ہیں دیکھکر تاڑ لیا کہ یہ شخص ہمیں جزیرۃ العرب سے نکال دیگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ جس وقت آپ یہاں کے بادشاہ بنیں گے اسوقت آپ ہمیں عرب سے نہ نکالنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں کہاں اور عرب کی بادشاہت کہاں ؟ اونٹ چرانے والا آدمی ہوں کیا باتیں کرتے ہو کہا نہیں نہیں ہمیں امن کی تحریر لکھ دیجئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحریر لکھدی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے پھر ہجرت ہوئی آپ کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انکی وفات ہوئی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انھوں نے حکم کیا کہ جزیرۃ العرب سے یہودیوں کو نکال باہر کرو اسوقت وہ دو شخص وہ تحریر لے کر آئے کہ حضرت یہ آپکی تحریر ہے ۔

یہودی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچپن میں پہچانتے ہی جھپٹا مارنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ آپ کو گود میں لئے ہوئے تھی (شیر خوارگی کے زمانے میں) ایک جگہ دیکھا

کہ ایک یہودی بیٹھا ہے اس کے ارد گرد لوگ بیٹھے ہیں وہ انکو کچھ سنا رہا تھا دایہ بھی ایکطرف کو بیٹھ گئیں اس یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا آپؐ کی آنکھوں میں سرخی تھی۔ یہودی نے پوچھا کہ اس بچے کی آنکھیں دکھ رہی ہیں؟ (تکلیف ہے کیا؟) آشوب ہے کیا؟ دایہ نے کہا آشوب تو نہیں یہ سرخ ہی رہتی ہیں اس یہودی نے فوراً جھپٹا مارا جیسے بلی جھپٹا مارتی ہے اور کہا کہ یہ نبی آخرالزماں ہیں اللہ پاک نے حضورؐ کو بچایا کہ اس یہودی کا ہاتھ آپ تک نہیں پہونچا اس کے بعد دایہ آپکو وہاں سے واپس لے آئیں۔

پُرحیا دسرگیں آنکھوں میں ڈورے سرخ ہیں ٭ نرم ریشم سے ہتھیلی بے نمونہ تن بدن

درخت کے سایہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف جھکنا

وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ابھی آنی شروع نہیں ہوئی تھی کہ آپ کہیں تشریف لے جارہے تھے ایک مقام پر ایک راہب ایک گرجا میں رہتا تھا اس کے مکان کے قریب پہونچے وہاں ایک درخت تھا اس درخت کے نیچے بیٹھے اس راہب نے دیکھا تو گرجا سے باہر آیا کہا بے شک ان میں کوئی نبی ہے اسواسطے کہ درخت کا سایہ نبی کیطرف جھکتا ہے کسی اور کیطرف نہیں جھکتا وہ پہچانتا تھا اس درخت کا سایہ آپؐ کیطرف جھکا ہوا تھا (یہ روایت اسد الغابہ میں ہے)

تصوف وسلوک

دل میں روشنی کا ذریعہ

دل روشن ہونیکا ذکر آیا تو ایک صاحب نے پوچھا حضرت دل میں روشنی کیسے پیدا ہوتی ہے؟ جواب:۔ طاعات سے دل میں روشنی آتی ہے معاصی (گناہوں) کو آدمی چھوڑ دے طاعات (نیکیوں) کو اختیار کرے روشنی آجائے گی مگر وہ روشنی نظر نہیں آتی اس روشنی سے سب کچھ نظر آتا ہے جیسے کہ آنکھ کے اندر روشنی ہے وہ روشنی نظر نہیں آتی ہاں اس روشنی سے سب کچھ نظر آتا ہے اور یہ کام محنت اور ہمت سے ہوتا ہے بغیر اس کے نہیں ہوسکتا۔

خشوع خضوع کیسے پیدا ہو

سائل:۔ نماز میں خشوع خضوع کیسے پیدا ہوتا ہے؟ جواب:۔ نماز میں آدمی اس بات کا لحاظ رکھے ان تعبد اللہ کانک تراہ اللہ کی عبادت اس طرح سے کرو جیسے تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اسکی کوشش کرنی چاہئے جسقدر یہ تصور غالب ہوگا اسی قدر خشوع خضوع آجائے گا۔ سائل:۔ اس تصور کا غالب آنا تو اپنے بس میں نہیں؟ جواب:۔ ہمت کرنی ہے کیا ہمت بھی اپنے بس میں نہیں؟ جس چیز کی رغبت ہوتی ہے اسمیں کبھی آدمی یہ نہیں کہتا کہ اپنے بس میں نہیں بلکہ کہتا ہے کہ ہاں! کرلوں گا ضرور کرلوں گا۔ دیکھو! اگر تمہارے والد یا کوئی اور بزرگ رات کی گاڑی سے آئیں

اور آپ کو اطلاع دیں کہ میں فلاں وقت اسٹیشن پہونچ جاؤں گا آپ اسٹیشن پر پہونچنے کا انتظام کریں گے سردی ہوگی تو سردی کے کپڑے، اندھیرا ہوگا تو روشنی کا انتظام کریں گے پیدل نہ جاسکتے ہوں تو سواری کا انتظام کریں گے آنکھ کھلنے میں دقت ہوگی تو گھڑی کا الارم بھی لگائیں گے غرض جو دشواریاں ہیں ہر دشواری کو رفع کرنیکی کوشش کریں گے۔

اگر نہیں جانا ہے تو کہیں گے ارے بھائی اندھیری رات ہو رہی تھی میں کیسے جاتا؟ سواری نہیں تھی کیسے جاتا سو بہانے بنا لیں گے یہ بات ہے یا نہیں؟ سائل:- جی ہاں بالکل

حضرت:- آدمی کو کوئی کام کرنا ہو تو ہمت اور محنت کرنے کیلئے تیار رہے کہ جتنی راستہ میں رکاوٹیں آئیں گی سب کو لات مار کر ہٹائیں گے اور اگر نہیں تو ذرا سا روڑا بھی راستہ میں دیکھ لے گا تو بیٹھ جائے گا۔

اسود عنسی کا واقعہ جب ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں یا دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس لشکر کم ہتھیار کم اسکے مقابل دشمن کے پاس لشکر زیادہ طاقت زیادہ ہتھیار بے شمار لیکن جب مقابلہ ہوتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور دشمن پیچھے ہٹتا چلا جاتا ہے یہ کیا بات ہے؟ کیا نکتہ ہے اسمیں؟

ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا مقصود ہے اللہ کے راستہ میں اپنی جان کو ختم کر دینا قربان کر دینا اسلئے کہ میرا محبوب مجھ سے راضی ہوجائے میری جان اسکے کام آجائے اس نیت سے مسلمان آگے بڑھتا ہے اسکو نظر آتا ہے کہ میرا مقصد آگے بڑھنے میں حاصل ہوگا جس قدر آگے بڑھوں گا اسی قدر جلدی شہید ہو جاؤں گا اس لئے وہ مقصود کو آگے دیکھ کر اسکی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے اور دشمن یوں سمجھتا ہے کہ میں کسی طرح سے بچ جاؤں اور لوگ چاہے مرجائیں مگر میری جان بچ جائے وہ اپنا مقصود پیچھے کیطرف دیکھتا ہے لہذا وہ پیچھے کو بھاگتا چلا جاتا ہے دونوں کا مقصود الگ الگ ہے۔

اسود عنسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں دعویٰ نبوت کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک شخص کو مقرر فرمایا جنکا نام فیروز دیلمی تھا وہ اسود عنسی کو ختم کرنے کیلئے چلے وہ ایک قلعے میں رہتا تھا مستقل فوج اسکے ساتھ اس کے قلعے میں تھی انھوں نے سرنگ کھودنی شروع کی اور قلعے کی دیوار کی بنیاد کے نیچے سے کھود کر اندر داخل ہوئے غور کرو مشین نہیں تھی کھودنے کی کس مصیبت سے انھوں نے کھودا ہوگا کس طرح سے مٹی نکال نکال کر باہر کی ہوگی اور قلعے کی دیوار کے نیچے سے چل کر اندر پہونچے اسکی بیوی سے بات چیت کی بیوی اس سے خوش نہیں تھی فوج ساری بالاخانے کے اوپر کی منزل میں تھی باہر سے سب راستے بند کر دیئے اور وہ قتل کر دیا گیا قتل کرنے کے بعد دیر تک اسکی آواز آتی رہی جیسے گائے کو ذبح کرکے سانس کی آواز اس سے آتی رہتی ہے اوپر والوں نے آواز سنی نیچے آنا چاہتے تھے لیکن دروازے بند تھے اوپر سے ہی پوچھا کیا بات ہے کس کی آواز ہے؟ بیوی نے جواب دیا:- نبی کو وحی آرہی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ علم ہو گیا کہ اسود کو قتل کر دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاز فیروز، فیروز کامیاب ہو گیا ان کو جو کام کرنا تھا کر دیا اگر محنت نہ کرتے محنت نہ کرتے تو کچھ بھی نہ کر پاتے۔

گوشت کا ترک کرنا

سائل:- حضرت! بعض مشائخ پرہیز کے طور پر اپنے مریدین کو گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ جواب:- یہ کوئی شرعی چیز نہیں ہے طبی چیز ہے یہ یقین ہے کہ خدا نے یہ چیز حلال کی ہے اسکو حرام نہیں سمجھتا پھر نہیں کھاتا جیسے حکیم کبھی مریض کو کہتا ہے گوشت مت کھانا اسی طرح یہ صورت ہے تو جائز ہے۔ سائل:- اگر وہ گوشت نہ کھائے تو گنہگار تو نہیں ہوتا؟ جواب:- گنہگار نہیں ہے یوں سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اس چیز کو میرے لئے حلال کیا تھا میری قسمت میں کیا کروں اللہ نے تو حلال کر دیا تھا لیکن میرے لئے مضر ہو گیا جسکی بنا پر پیر و مرشد نے منع کر دیا اور اسکے کھانے سے محروم ہو گیا حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے گوشت روزانہ نہ کھائے بہت سے بہت ہفتہ میں ایک دو دفعہ اس سے قلب

میں قساوت پیدا ہوتی ہے المداومۃ علی اللحم تورث القساوۃ فی القلب۔ سائل۔ مرشد کے کہنے پر گوشت وغیرہ ترک کرنا یا نہ کرنا اسکے متعلق حدیث میں کچھ ہے؟ جواب میرے علم میں نہیں۔

خود اپنے لئے بددُعا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص کسی کے یہاں مہمان گیا وہاں جاکے چوری کرلی صبح کو معلوم ہوا کہ چوری ہوگئی اب سب گھر والے پریشان وہ خود بھی بددعا کررہا ہے کہ اے اللہ چور کا ہاتھ کٹے بڑا ظالم تھا کوئی (خود ہی چوری کی تھی خود ہی یہ کہہ رہا تھا) جب اسکا پتہ چلا تو اسکو پکڑا گیا اس کا ہاتھ کٹا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے اپنے حق میں بددعا کی اسی وجہ سے اسکا ہاتھ کٹا ورنہ پتہ بھی نہ چلتا اپنے حق میں اور اپنے متعلقین کے حق میں بددعا کرنے کی ممانعت آئی ہے کہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ حکم ہوتا ہے جو بندہ مانگے وہ دو۔

انفرادی حالات قانون نہیں بنتے

پھر فرمایا:۔ دیکھئے کسی شخص پر خاص حالات طاری ہوں اسکو کسی حد تک معذور سمجھا جاسکتا ہے لیکن اسکے عمل کو شرعی قانون نہیں بنایا جاسکتا اب اگر کوئی بزرگ تنہائی میں ہیں چالیس روز تک اکیلے رہتے ہیں کوٹھری میں کھانا پانی ان کے پاس پہنچ جاتا ہے کچھ نہیں عبادت ریاضت کرتے رہتے ہیں ان کا معاملہ ان کے ساتھ ہے اور انکی بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے ہم ان کے متعلق کوئی بُرا لفظ نہیں بولتے لیکن ان کا اکیلا رہنا اس طرح سے جماعت کا چھوڑ دینا مسلمانوں سے ملنے کو چھوڑ دینا یہ شرعی قانون نہیں ہے کوئی شخص اجازت مانگے گا تو اسے ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی رہا ان بزرگ کے متعلق کچھ کہنا ہم ان کے ذمہ دار نہیں نہ انکو برا کہتے ہیں نہ انکی اتباع کی اجازت دیتے ہیں۔

شیخ یا پیر مقرر کرنا

سائل:۔ شیخ یا پیر کی ضرورت کیوں ہے؟ جواب:۔ انسان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے ظاہر کی بھی اصلاح ضروری ہے اور باطن کی بھی اصلاح ضروری ہے کچھ احکام ظاہر سے متعلق ہیں اور کچھ احکام باطن سے

متعلق ہیں مثلاً نماز پڑھے روزہ رکھے زکوٰۃ دے حج کرے یہ سب امور ظاہر سے متعلق ہیں اسی طرح آدمی تواضع عاجزی اختیار کرے اپنے آپکو دوسروں سے چھوٹا سمجھے دوسروں کے پاس اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ہیں انکو دیکھ کر حسد نہ کرے یہ چیزیں باطن سے متعلق ہیں جسطرح ظاہری احکام کی پابندی لازمی ہے ضروری ہے اسی طرح باطنی احکام کی پابندی لازمی ہے پھر ظاہری چیزیں تو ایسی ہیں کہ عامۃ المسلمین یعنی سارے ہی مسلمان سمجھتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز کا حکم ہے ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھنے کا حکم ہے باطنی چیزیں ایسی ہیں کہ وہ نہ نظر آتی ہیں اور نہ ہر شخص کی سمجھ میں آتی ہیں جسطرح ظاہری احکام کیلئے عالم کی ضرورت پیش آتی ہے جو چیزیں معلوم نہ ہوں ان سے معلوم کیجائیں اور اس کے لئے کسی ایک شخص کو متعین کیا جائے تو زیادہ اچھا ہے اسمیں زیادہ سہولتیں ہیں اسی وجہ سے ائمہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید کرنے کیلئے کہا جاتا ہے جو جو مسائل پیش آئیں حنفی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کریں شافعی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کریں۔ مالکی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور حنابلہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ سے دریافت کریں۔ اسی طریقے پر باطن کی اصلاح کیلئے نیز ان احکام پر عمل کرنے کیلئے جن کا تعلق انسان کے قلب اور باطن سے ہے ضرورت پیش آتی ہے کہ کسی کو اپنا بڑا بنائیں جو ان سب چیزوں سے واقف ہو اس سے دریافت کرنے میں سہولت رہتی ہو وہ اسکے مزاج کے مطابق علاج تجویز کرے۔ پہلے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت ایسی تھی کہ جس چیز کی ضرورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیش آئی آپ سے دریافت کرلیا اسکے بعد خلفائے راشدین کا حال ایسا ہی رہا لیکن آہستہ آہستہ اس چیز میں کمی آتی گئی دنیا کی طرف لوگوں کا میلان زیادہ ہوتا گیا تو ضرورت پیش آئی کسی کو شیخ تجویز کرنے کی چنانچہ اس زمانے میں (تابعین اور تبع تابعین کے دور میں) مشائخ بہت اونچے اونچے گذرے ہیں انھوں نے اسکے ضوابط اور قواعد بیان کئے جو باتیں اسکی تھیں ان کو لکھا خود امام غزالیؒ نے احیاء العلوم چار جلدوں میں لکھی اسی طرح سے رسالہ تصوف کیمیائے سعادت وغیرہ اس چیز کیلئے لکھی

سائل:- کیا پیری اور مریدی قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟ جواب:- پیری اور مریدی کچھ نہیں چیز دوسری ہے عنوان آپ بدل دیجئے ہر مسلمان کے ذمے ضروری ہے کہ عقائد صحیحہ کو اختیار کرے اخلاق صالحہ کو اختیار کرے اخلاق سیئہ سے محفوظ رہے اعمال صالحہ کو اختیار کرے اقوال سدیدہ کو اختیار کرے اب ہر شخص کے پاس اتنا علم نہیں ہے کہ وہ قرآن وحدیث سے یہ چیزیں خود نکال سکے لامحالہ اسے کسی بتانے والے سے معلوم کرنا پڑے گا یہی ثبوت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جو بیعت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ صرف سیاست اور امور ظاہرہ کیلئے ہی نہیں تھی بلکہ تزکیہ باطنی کیلئے بھی تھی قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ باطن سے اخلاق رزیلہ کو نکالتے تھے حسد کو دور کرتے تھے بُرے عقائد کو دور کرتے تھے بخل کو دور کرتے تھے کیا بات ہے اسلام لانے سے پہلے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ڈاکوؤں کے سردار تھے ساری بستی انکی ڈاکوؤں کی تھی حال یہ تھا کہ کسی کے پاس پیسہ دیکھتے تھے تو چھین لیتے تھے لیکن ایمان لانے کے بعد حضور اکرمؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر کیا ہوا کسی کے پاس پیسے دیکھتے تو فرماتے تھے کہ خدا کے راستہ میں خرچ کیوں نہیں کرتے ہو یہ تزکیہ نفس تھا چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء میں بیان کیا ہے کہ امور باطنہ اور اخلاق فاضلہ کو حاصل کرنے کیلئے کس کس طریقہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کام کئے کیسے کیسے راستے اختیار کئے اب مثال کے طور پر سمجھئے کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس تھے شیخ وقت بھی تھے ان کے ایک مرید نے لکھا کہ ہم آپ سے بیعت ہوئے ہم سنتیں گھر جاکر پڑھتے ہیں مسجد میں نہیں پڑھتے مسجد میں لوگوں کے سامنے پڑھنے سے حیا معلوم ہوتی ہے جواب میں فرمایا کہ آپ مسجد میں لوگوں کے سامنے ہی پڑھا کیجئے حیا کیلئے اور بہت سے کام ہیں اگر ہر شخص اپنا علاج خود کرتا تو جسمانی امراض کے معالجہ کیلئے جو حکیم ڈاکٹر پھیلے

ہوئے ہیں کسی کی بھی ضرورت نہ پڑتی سب کے سب خود علاج کر لیا کرتے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کتنے زبردست عالم تھے انھوں نے اپنے پیر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رح پوچھا (حالانکہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فارغ شدہ عالم نہیں تھے) ان سے پوچھا کہ میں ملازمت چھوڑ دوں ؟ بظاہر یہ توکل کے خلاف ہے تو انھوں نے بہت مختصر جواب دیا کہ جسوقت پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آئے اسوقت چھوڑ دینا پوچھنا دلیل ہے تذبذب کی تردد کی تردد منافی ہے توکل کے جب توکل اس شان پر پہونچ جائے گا تو تردد ختم ہو جائے گا پوچھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ سناتے تھے کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھاول پور میں ملازم تھے وہاں سے انھوں نے حضرت گنگوہی کو خط لکھا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ ملازمت چھوڑ دوں اور اپنے گھر آکر یکسوئی اختیار کر دوں حضرت مولانا مدنی رح فرماتے تھے کہ حضرت گنگوہی رح نے میرے بڑے بھائی کے ذریعہ جواب لکھوایا کہ مت چھوڑو وہیں رہو کام کرتے رہو۔ مولانا مدنی رح کے بھائی نے عرض کیا کہ حضرت آپ کیوں اجازت نہیں دیتے انکو نفع ہوگا تو حضرت گنگوہی رح نے فرمایا:۔ نفع ہوگا تو پوچھیں گے نہیں خود بخود آبیٹھیں گے۔

صوفیاء کا کام

سائل:۔ صوفیا کا کیا کام ہے ۔؟ جواب:۔صوفیا اپنے اصلی وطن کو یاد دلاتے ہیں انسان اپنے اصلی وطن کو بھول گئے یہاں کی مادیات میں لگ گئے روح اس جسم پر عاشق ہے ہر وقت اسی کی سدھار کی فکر میں لگی رہتی ہے ذرا بیمار ہو جائے تو دوا کرو تھک جائے تو آرام کرو بھوک لگے تو کھانا کھاؤ پیاس لگے تو پانی پیو سردی لگے تو لحاف اوڑھو گرمی لگے تو پنکھا جھلو اسی جسم کو راحت پہنچانے میں لگی رہتی ہے چہرے کو درست کرنے کیلئے کریم ملو کاجل ڈالو خوشبو لگاؤ اچھے کپڑے پہنو مگر جو اصل کام ہے وہ بھول گئے یہ تو عارضی طور پر وطن تھا جہاں جانا ہے اصل میں وطن وہ ہے یہاں تو راستہ ہے سفر میں ٹھہرے ہیں صوفیا اصل مقصد کو یاد دلاتے ہیں اصل مقام کو یاد دلاتے ہیں ۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کپڑے بدلکر نماز کیلئے جارہے تھے ایک جگہ ان کا گذر ہوا چھت پر سے کسی نے راکھ کا ایک ٹوکرا پھینکا راکھ انکے اوپر گری فرمایا :- اے اللہ تیرا شکر ہے اے اللہ تیرا شکر ہے کہ راکھ ہی گری ہیں تو اس قابل تھا کہ میرے اوپر آگ برستی اپنے گناہوں کو فوراً یاد کیا کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ راکھ ہی تھی اپنے نفس کی معرفت حاصل ہوتی ہے تو اپنے رب کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اللہ کی نعمتوں کو سوچ کر انکا شکر ادا کرنا چاہئے ہم ادا نہیں کررہے ہیں رات دن اسکی نعمتوں کو استعمال کرتے ہیں کبھی دل میں خیال نہیں آتا کہ انکا حساب دینا ہے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں حجرہ مبارکہ سے دوپہر کے وقت مسجد میں تشریف لائے ایک صحابی حاضر ہوئے آپ نے فرمایا اس دوپہر میں کیسے آنا ہوا عرض کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھوک بہت لگی بے تابی بے قراری تھی آیا ہوں کہ چہرہ انور کو دیکھ کر سکون محسوس کروں اسکے بعد پھر دوسرے آئے ان سے دریافت فرمایا کہ کیسے آنا ہوا کہنے لگے کہ بھوک بہت لگ رہی تھی اس لئے آیا ہوں کہ شاید آپ کے پاس کچھ کھانا ملجاوے آپنے فرمایا بَیْنَکُمَا لَمَا بَیْنَ جَوَابَیْکُمَا تم دونوں کے درمیان اتنا ہی فرق جتنا تمہارے جواب میں فرق ہے ایک کا نقطۂ نظر یہ کہ چہرہ مبارک کو دیکھ کر سکون محسوس ہو دوسرے کا یہ کہ آپ سخی ہیں کریم ہیں، آپ کے پاس کچھ کھانے کو ہوگا ملے گا ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے سخت ترین گرمی تھی پھل پکنے کا زمانہ تھا وہ لوگ ایسے موسم پر اپنے بچوں کو بھی باغ میں لے جاتے تھے اور کھجوروں کی شاخوں کی دیواریں بناکر ایک مکان کی سی شکل بناتے تھے جب وہاں تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ انصاری میٹھا پانی لانے کیلئے گئے ہوئے ہیں - یہ حضرات جاکر ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اتنے میں وہ پانی لے کر آگئے بہت خوش ہوئے کہ انکے باغ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اس سے بڑی سعادت کیا ہوگی جب ہی کھجوروں کا بڑا گچھا توڑا لاکر سامنے رکھا اور کہا کہ نوش فرمائیے اس میں کچھ کھجوریں تو بالکل پکی ہوئی تھیں اور کچھ کچی پکی تھیں یعنی آدھی کچی آدھی پکی آپ نے فرمایا

کہ یہ آدھی پکی اور آدھی کچی کیوں توڑ لائے عرض کیا حضرت میں دونوں قسم کی لایا بعض لوگ کچی پکی پسند کرتے ہیں اور بعض لوگ بالکل پکی پسند کرتے ہیں اب حضور کو جو بھی مرغوب ہو وہ نوش فرمالیں کھجور نوش فرمائیں پانی پیا پھر ارشاد فرمایا ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ قیامت کو سوال ہوگا نعمتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ ہمارے پیدا کئے ہوئے درخت کے سایہ میں بیٹھے تازہ پانی پیا کھجور کھائیں بتاؤ کیا شکر ادا کیا ان نعمتوں کا ایک روایت میں ہے کہ خدا جانے کئے روز کے فاقے کے بعد کھجور ملی اسکے لئے یہ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن حساب دینا ہوگا اسکے متعلق سوال ہوگا۔ ہم لوگ بھی حق تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں استعمال کرتے ہیں کبھی خیال بھی آتا ہے کہ اسکا سوال ہوگا اس کا حساب دینا ہے اصل میں تصوف یہی سکھاتا ہے کہ یہ زندگی جانوروں والی زندگی نہ ہو بلکہ انسانوں کی زندگی ہو اور یہ تصور ہو کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ کے یہاں جانا ہے اور حساب دینا ہے صوفیاء اسی چیز کو یاد دلاتے ہیں۔

آخرت کا استحضار اور گناہوں سے بچنے کی ترکیب

سائل:۔ آخرت کا استحضار اور گناہوں سے بچنے کی ترکیب بتائیں؟ جواب:۔ سونے سے پہلے مراقبۂ موت کیا کریں سوچیں کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے پھر اس طرح لیٹیں جیسے کہ اب موت آرہی ہے گردن دبا رہی ہے رگ رگ سے جان نکل رہی ہے کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر توبہ کریں الٰہی سب گناہوں سے توبہ معاف فرمادے کچھ رونا خدا کے سامنے ہوسکے رولیں یہ غور کریں کہ اب مجھے غسل دیا جا رہا ہے کفن پہنایا جا رہا ہے جنازہ لیکر چل رہے ہیں جنازہ کی نماز پڑھی جا رہی ہے اب مجھے لیجا کر قبر میں رکھا جا رہا ہے وہاں کیسی ہیبت ناک شکلیں ہیں فرشتے آئیں گے سوال وجواب کریں گے بٹھایا جائے گا کیسی کڑکتی ہوئی آواز سے پوچھیں گے کیسے شعلے انکی آنکھوں سے نکلتے ہوں گے وہ کیسے وحشت ناک ہوں گے وحشت ناک منظر کیسے برداشت ہوگا کوئی دوسرا وہاں نہیں

جس سے اپنی بات کہہ سکوں بتا سکوں جس سے فریاد کر سکوں وہاں پر کیا گذرے گی اسی طرح سے سوچتے سوچتے میدان حشر کو سوچیں کہ وہاں سورج اتنا قریب ہوگا کہ لوگ پسینے میں غرق ہوں گے سخت ترین تکلیف میں مبتلا ہوں گے پھر اعمال کا وزن ہوگا ترازو میں تولا جائے گا۔ غرض مابعد الموت کے جو احوال قرآن وحدیث میں مذکور ہیں ان پر غور کریں انکو اتنا مستحضر کر لیں کہ غور کرتے کرتے سو جائیں صبح جب آنکھ کھلے تو الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندگی عطا فرمائی یہ اس کا کرم ہے پھر جن لوگوں کے حقوق اپنی زندگی میں ادا نہیں ہوئے ان کو ادا کرنیکی فکر کریں حق تعالیٰ شانہ کے احکام میں جو کوتاہی ہوئی ہو اسکی تلافی کی کوشش کریں یہ سمجھیں کہ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے سب سے اپنا کہا سنا معاف کرالیں یہانتک کہ یہ دن ختم ہو تو جس طرح سے کل غور کیا تھا اسی طرح سے غور کرلیں۔

خانقاہ اور مسجد کے حکم میں فرق

سائل:۔ حضرت! مسجد اور خانقاہ کے حکم میں کیا فرق ہے؟ جواب:۔ مسجدیں وقف ہوتی ہیں کسی کی ملک نہیں ہوتیں ہر شخص کا انمیں آنا نماز پڑھنا درست ہوتا ہے خانقاہ کیلئے ضروری نہیں کہ وقف ہی ہو اپنے مکان کو بھی آدمی خانقاہ بنالے وہاں تربیت کرے وہ بھی خانقاہ بن جائے گی سائل:۔ خانقاہ میں نماز پڑھنے پر ثواب کا حکم؟ جواب:۔ وہ مسجد نہیں ہے جو مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب ہے وہ خانقاہ میں نماز پڑھنے سے نہیں ملے گا۔

مسجد نزدیک ہونیکے باوجود خانقاہ میں نماز پڑھنا

سائل:۔ بعض لوگ خانقاہوں میں جماعت کی نماز پڑھتے ہیں باوجودیکہ مسجد قریب ہوتی ہے وہاں نہیں جاتے کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ جواب:۔ ان کو منع کرنا چاہئے یہ غلط طریقہ ہے مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنی چاہئے۔

تاریخ و تذکرہ

تذکرہ مجدد الف ثانیؒ

سائل :- ہندوستان میں بڑے اولیاء اللہ گذرے ہیں ایک بڑے ولی حضرت مجدد الف ثانی ہیں ان کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔ حضرت :- ایک رسالہ نکلتا ہے الفرقان مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کا اس کا ایک مستقل نمبر مجدد الف ثانی نمبر شائع ہوا تھا اس میں بہت حالات درج ہیں اور لوگوں نے بھی لکھے ہیں فارسی زبان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات تین جلدوں میں ہیں ان کا ترجمہ بھی ہوا ہے وہ منگا لیجئے اکبر بادشاہ کے زمانے میں تھے اس کے زمانے میں ماحول ایسا تھا کہ اس نے لوگوں کو بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس دین کو لیکر آئے تھے اس دین کی مدت ختم ہو گئی ہے اب دوسرے دین کی ضرورت ہے چنانچہ ہر دین سے تھوڑی تھوڑی چیزیں لے کر ایک مجموعہ دین تیار کر کے اسکو دین قرار دیا گیا ایک شخص تھا مبارک علی اور اس کے دو بیٹے ابو الفضل اور فیضی شیعہ اکبر کے دربار میں حاضر تھے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متعلق خبر ملی کہ ایک شخص شیخ احمد سرہندی کے نام سے پیدا ہوا ہے وہ حکومت کا مخالف ہے علامت اسکی یہ ہے کہ بادشاہ اور درباریوں کو وہ سجدہ نہیں کریگا اکبر بادشاہ سجدہ کراتا تھا اور اسکی انگوٹھی کے نگ میں لکھا ہوا تھا اللہ اکبر۔ مجدد صاحب کو طلب کیا گیا

وہ تشریف لائے اور سنت کے مطابق انھوں نے السلام علیکم کہا بادشاہ کو ناگوار ہوا کہ شاہی دربار کے آداب میں سجدہ کرنا ہے اور انھوں نے سجدہ نہیں کیا جو اکبر کے ذی علم لوگ تھے مقابلہ کرنے کیلئے سامنے موجود تھے حضرت مجدد صاحب نے وہ آیات اور احادیث پڑھنا شروع کیں جن میں غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی ممانعت ہے اور سلام کرنے کا مسنون طریقہ مذکور ہے ان کے سامنے اکبر کے لوگوں کی نہیں چل سکی اسکے بعد مجدد صاحب کو واپس کر دیا گیا اور آپس میں سازش کی کہ انکو قتل کرادیا جائے لیکن وہاں بادشاہ کا ہی انتقال ہو گیا اکبر کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر آیا لوگوں نے سنانا شروع کیا کہ یہ تمہاری حکومت کے خلاف ہیں تمہارے باپ کے مخالف ہیں تمہاری حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں اس پر جہانگیر نے جیل میں ڈال دیا علماء نے لکھا ہے کہ جیل میں ان پر بڑی سختی کی گئی ایک روز اس نے خواب میں دیکھا کہ میدان حشر ہے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر تشریف فرما ہیں اور دندان مبارک میں انگلی دبا کر فرمارہے ہیں کہ جہانگیر کتنے بڑے آدمی کو تم نے جیل میں ڈال رکھا ہے اسکے بعد آنکھ کھل گئی اپنی غلطی پر نادم ہوا توبہ کی اور معافی مانگی پھر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوا۔
شیعیت کا اس زمانے میں زور تھا اس زور کی وجہ یہ تھی کہ اکبر کا باپ ہمایوں جب دہلی میں تخت پر بیٹھا تو اس کا جرنیل تھا شیر شاہ سوری اس نے ہمایوں سے بغاوت کی ہمایوں نے ہندوستان سے بھاگ کر ایران میں پناہ لی وہاں دیر تک رہا پھر وہاں سے ایک زبردست فوج لے کر ہندوستان پر چڑھائی کی یہاں شیر شاہ سوری کا انتقال ہو چکا تھا اسطرح دوبارہ ہندوستان پر قبضہ کیا اس روز سے ہندوستان میں جماعتی حیثیت سے غلبہ پاکر شیعہ آئے ہمایوں کے دربار میں وہ لوگ صحابہ کو بہت سخت سب وشتم کرتے تھے ہمایوں نے علامہ ابن حجر مکی کے پاس خط لکھا کہ آپ حضرت امیر معاویہ کے مناقب میں ایک کتاب لکھ کر بھیجیں انھوں نے ایک کتاب لکھ کر بھیجی

تطہیر اللسان والجنان عن مثالب معاویۃ ابن ابی سفیان خود ابن حجر مکی رح نے اس کے دیباچے میں لکھا ہے کہ یہ کتاب میں نے ہمایوں کے کہنے سے ترتیب دی ہے پھر شیعوں کے رد میں دوسری کتاب لکھی الصواعق المحرقہ غرض ہمایوں کے ساتھ وہ شیعہ آئے تھے اس لئے اکبر پر بھی تسلط تھا مبارک علی اور اس کے لڑکے فیضی اور ابوالفضل بھی شیعہ تھے اس وقت جہاں گیر کے گھر میں نور جہاں تھی وہ بھی شیعہ تھی لیکن جب مجدد صاحب کو جیل سے نکالا تو ان کے ہاتھ پر بیعت کی اس وقت شیعیت کو ترک کیا مجدد صاحب نے اس وقت شیعیت کے رد میں ایک مستقل رسالہ لکھا اور خطبہ میں منبر پر علی الاعلان صحابہ کرام کے مدح کو اہل سنت والجماعۃ کے شعائر میں سے بیان فرمایا حضرت مجدد صاحب حضرت خواجہ باقی باللہ کے خاص مصاحب تھے سائل:- ان کو مجدد الف ثانی کیوں کہتے ہیں ؟ حضرت:- حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر ایسا شخص پیدا فرمائیں گے جو دین کی ملت کی تجدید کرے گا جو چیزیں سنت کی لوگوں سے ختم ہو چکی ہوں گی مردہ ہو چکی ہوں گی انکو زندہ کرے گا جو بدعات پھیلی ہوئی ہوں گی ان کو مٹائے گا یہ ہر صدی کے شروع میں ہوتا ہے اور چونکہ ایک ہزار سال کے بعد دوسرے ہزار کے شروع میں مجدد صاحب تشریف لائے تھے اسلئے مجدد الف ثانی کہا گیا ایک ہزار سال کے اندر جتنی بدعات پیدا ہوتیں تھیں ان کو مٹایا جتنی سنتیں مردہ ہو چکی تھیں ان کا احیا کیا غرض ان سے اللہ نے یہ کام لیا افغانستان کے لوگ حضرت مجدد الف ثانی رح کے بہت زیادہ معتقد تھے کہتے ہیں کہ مولانا عبدالحکیم صاحب سیالکوٹی رح نے سب سے پہلے ان کو مجدد الف ثانی کہا مولانا شاہجہاں کے بڑے مقرب تھے اسکو ان پر بڑا فخر تھا کہ میرے دربار میں ایسے زبردست عالم ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رح کا دلچسپ واقعہ

حضرت امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی شخص کبھی

دھوکا دینے میں کامیاب نہیں ہوا سوائے ایک بڑھیا کے وہ اسطرح کہ میں جارہا تھا ایک مکان کے دروازے کے قریب کوئی بوڑھی عورت کھڑی ہوئی تھی اور سڑک پر ایک پوٹلی (گٹھری) پڑی تھی میں ادھر سے گذرا تو اس بوڑھی نے کہا۔ اوں اوں (سر سے اشارہ کیا) جس سے میں سمجھا کہ یہ گونگی ہے یوں کہہ رہی ہے کہ میری پوٹلی مجھے اٹھادے میں نے وہ پوٹلی اس کو دینے کیلئے اٹھالی تو فوراً اس نے کہا لقطة عرفها واوصلها الى اصاحبها یہ تو لقطہ (کسی کی گری پڑی چیز) ہے اس کا مالک تلاش کرکے اس کے پاس پہنچاؤ۔ میں نے کہا۔ خدا تجھے ہدایت دے بڑھیا۔ کذا فی الاشباہ والنظائر۔

تذکرہ حضرت گنگوہیؒ

سائل:۔ حضرت گنگوہیؒ کا زمانہ آپ نے پایا یا نہیں؟ حضرت:۔ میں ان کے زمانے میں نہیں تھا دو سال بعد پیدا ہوا حضرت گنگوہیؒ کی وفات ۱۳۲۳ھ ماہ جمادی الثانیہ میں ہوئی اور میری پیدائش جمادی الثانیہ ۱۳۲۵ھ میں ہوئی ان کی وفات کے دو سال بعد البتہ واقعات بہت سارے معلوم ہیں کچھ کتابوں میں پڑھے ہوئے کچھ بڑوں سے سنے ہوئے۔

حضرت گنگوہیؒ کی مجلس کا کیف

سائل:۔ کیا حضرت کی مجلس خاموش ہوتی تھی؟ حضرت:۔ عامةً خاموش ہی ہوتی تھی آپس میں علماء کچھ باتیں کر لیتے ایک مرتبہ مجلس میں علماء گفتگو کر رہے تھے کہ فلاں شخص نے فلاں شخص پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے اور فلاں نے فلاں پر تھوڑا سا وقت اس میں خرچ ہو گیا حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کس خرافات میں مبتلا ہو گئے قیامت کو جو بخشش ہوگی وہ تمہارے فتوؤں سے پوچھ کر نہیں ہوگی ایسے لوگ بھی ہوں گے جنکو تم پکا کافر کہتے ہو خدا کی قسم وہ کھلے جنت میں جائیں گے البتہ نظام شرعی کو قائم و برقرار رکھنے کیلئے کبھی فتوی کی ضرورت بھی پڑتی ہے زیادہ وقت اس میں ضائع نہ کرو، اپنا کام کرو!

خواب میں غلطی پر تنبیہ کرنا

ایک صاحب کی عادت تھی کہ مغرب کے بعد کھانا کھا کر سو جاتے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھتے پھر کسی وقت رات کو اٹھ کر پڑھ لیتے ایک مرتبہ گنگوہ آئے وہاں بھی یہی کیا مغرب کے بعد کھانا کھا کر سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ایک ٹھوکر ماری کہ بغیر نماز پڑھے سو گیا گھبرا کر آنکھ کھل گئی دیکھا تو حضرت نہیں لیکن اس کے بعد پھر کبھی زندگی بھر مغرب کے بعد (عشاء سے پہلے) سونے کی ہمت نہیں ہوئی۔

بدعات سے نفرت اور وجد والے کا علاج

ارشاد فرمایا کہ بدعات سے حضرت کو سخت نفرت تھی اسی وجہ سے شیخ عبد القدوس گنگوہی رح کے مزار پر ہونے والے عرس کے ایام میں مہمانوں کی آمد و رفت بالکل بند رہتی تھی کسی سے مصافحہ تک نہ کرتے تھے جبکہ وہ عرس میں شرکت کیلئے نہ آتے تھے جیسا کہ حضرت شیخ الہند رح کا واقعہ بالتفصیل قسط اول ص ۱۰۷ پر آچکا ہے اسی سلسلہ کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک روز تشریف لائے عشاء کی نماز کے وقت قوالی جاری تھی حضرت نے پوچھا! قوالی کیوں ہو رہی ہے کیا اذان نہیں ہوئی؟ کہا گیا حضرت اذان تو ہو چکی فرمایا:۔ پھر قوالی کیوں بند نہیں ہوئی؟ (اسواسطے کہ عرس والے اتنا خیال ضرور کرتے تھے کہ اذان سے لیکر فرضوں کے بعد کی سنتوں تک قوالی بند رکھتے تھے اور وہ صرف تین روز ہی کیلئے بدعتی بنتے تھے ورنہ ہر کام حضرت سے پوچھ کر کرتے تھے حتی کہ تہجد میں حضرت کی اقتدار کرتے تھے) کہا گیا:۔ کہ فلاں صاحب فلاں علاقے سے آئے ہیں ان کو حال آرہا ہے وجد آرہا ہے فرمایا:۔ چار آدمی اٹھو اس کے ہاتھ پیر پکڑ کر اسکو تالاب[۵] کے کنارے پر رکھدو فوراً چار آدمی اٹھے ایک نے ایک ہاتھ پکڑا دوسرے نے دوسرا ایک نے ایک پیر دوسرے نے دوسرا پیر پکڑا پکڑ کر تالاب کے کنارے پر رکھدیا کہ وہیں حال کرتے رہیں گے اس پر وہ سخت ناراض تھے۔

[۵] یہ تالاب اب بند ہو گیا وہاں مکانات بن گئے۔

یہ مجھے کافر بنا کر رہیں گے

ارشاد فرمایا کہ ایک صاحب کہتے تھے کہ یہ مولوی رشید صاحب مجھے کافر بنا کر رہیں گے ان سے پوچھا گیا کیوں؟ انھوں نے کہا:- اس واسطے کہ مولانا ممبر پر آکر کہتے ہیں کہ قوالی حرام ہے میرا دل چاہتا ہے کہ ممبر پر چڑھوں اور یہ کہوں کہ قوالی جائز ہے تم ہی بتلاؤ جب میں ممبر پر چڑھکر نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تردید کرونگا تو میرے کافر ہونے میں کیا شبہ رہے گا پھر فرمایا کہ حضرت گنگوہی کی تردید اور مخالفت کو وہ حضرات اتنا خطرناک سمجھتے تھے۔

خاندانی یادگاریں

سائل:- حضرت کے خاندان سے اب بھی کوئی موجود ہے؟

حضرت:- ہاں! ان کے دو پوتے ابھی گنگوہ میں موجود ہیں اور بھائی جی سعید گنگوہی دارالعلوم دیوبند میں جو مدنی دروازہ ہے اس کے اوپر کمرے میں رہتے تھے وہ بھی حضرت گنگوہی کے پوتے تھے اب ان کا انتقال ہوگیا ان کے انتقال کا واقعہ بھی عجیب ہے ان کو بیماری کی وجہ سے مولانا ارشد صاحب مدظلہ (مولانا اسعد صاحب مدظلہ کے برادر خورد) اپنے مکان پر لے گئے تھے چند روز غفلت و بیماری کی حالت میں وہاں رہے ایک روز ہوشیار ہو کر پوچھا کہ عصر کی اذان ہوگئی کہا گیا کہ ہاں ہوگئی فرمایا مجھے وضو کراؤ عرض کیا گیا کہ آپ وضو نہیں کر سکتے فرمایا تو تیمم کرادو اور لنگی بدل دو تیمم کرایا گیا لنگی بھی بدل دی گئی اس کے بعد فرمایا مجھے اٹھا کر بٹھادو بٹھادیا گیا تو نماز کی نیت باندھ لی بس نماز ہی میں انتقال ہوگیا حضرت گنگوہی کے دو بیٹے تھے ایک کا نام محمود تھا بھائی سعید انھیں کے بیٹے تھے دوسرے بیٹے کا نام مسعود تھا ان کے دو بیٹے ابھی گنگوہ میں موجود ہیں ایک تو دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہیں جن کا نام حکیم عبدالرشید محمود ہے دوسرے فارغ نہیں انکا نام مصطفیٰ کامل ہے وہ پیر ہیں حضرت کے حجرے ہی میں رہتے ہیں ان کے پاس مکان نہیں اپنا

حج میں درویش کی ہدایت

ایک مرتبہ حضرت گنگوہی حج کو تشریف

لے گئے طواف کر رہے تھے مطاف کے کنارے پر کوئی نابینا درویش مجذوب بیٹھے ہوئے تھے جب حضرت ان کے قریب پہونچتے تو وہ کہتے البس لباس الصالحین کہ صالحین کا لباس پہنو ایک دفعہ دو دفعہ یہی کہا حضرت طواف کرنے کے بعد ان کے پاس گئے پوچھا کیا مجھ سے کچھ ارشاد ہے؟ انھوں نے کہا خَشِن خَشِن اور کھدر کا کرتا دکھلایا اشارہ کیا اس طرح کہ موٹا کپڑا پہنو جب اللہ نے باطن کو صالح بنایا ہے تو یہ عمدہ لباس پہن کر اپنے باطن کو کیوں چھپاتے ہو صالحین کا لباس اختیار کرو۔

لباسِ صالحین

سائل:۔ لباس صالحین کی کچھ تشریح فرمائی جائے اس سے انکی کیا مراد تھی؟ حضرت:۔ مطلب یہ تھا کہ زیادہ چمک دمک کا لباس انکو نہ پہننا چاہیے بلکہ سیدھا سادہ لباس پہنیں باقی اللہ تعالیٰ جسے عمدہ لباس پہنائے اس کا لباس کون اتار سکتا ہے۔

سید احمد شہید کا لباس

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ روزانہ کپڑے بدلتے بالکل نیا جوڑا پہنتے یہ نہیں کہ دھوبی کے یہاں دھلوالیتے بلکہ نیا جوڑا ہوتا وجہ یہ تھی کہ ایک نواب صاحب تین سو ساٹھ جوڑے بنا کر ان کو سالانہ دیتے تھے ان کی درخواست تھی کہ ہر روز نیا جوڑا پہنا کریں جو جوڑا پہنتے اگلے روز اس کو اتار کر کسی غریب کو دیدیتے غریب کا فائدہ ہوتا تھا اسواسطے اسکو منظور فرما رکھا تھا اس طرح تین سو ساٹھ جوڑے غریبوں کو دیتے تھے۔

حضرت گنگوہی کا جبہ

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کوئی مہمان آئے دیکھا کہ حضرت نے ایک جبہ پہن رکھا ہے جو بہت بوسیدہ ہے اس نے خیال کیا کہ شاید حضرت کے پاس دوسرا جبہ نہیں ہے میں عمدہ جبہ حضرت کے واسطے خرید کر لاؤں گا۔ جمعہ کا دن تھا حضرت نے کپڑے بدلے نہایت عمدہ جبہ پہنا جس میں سونے کا کام ہوا تھا حجرے سے نماز پڑھنے کیلئے نکلے

توحسب دستور مہمان اسطرح دو رُو کھڑے ہوتے کہ راستہ درمیان میں تھا جب حضرت انکے قریب پہنچے تو چپکے سے ان کو کچھ کہا لوگوں نے اتنا تو محسوس کیا کہ انکو کچھ کہا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ کیا کہا ان سے پوچھا گیا کہ حضرت نے کیا فرمایا تو بتایا کہ حضرت نے یہ فرمایا کیا یہ جبہ آپ کو پسند ہے؟ (وہ جو جی میں تھی کہ میں حضرت کے واسطے خرید کر لاؤنگا اس پر مطلع ہو کر ایسا فرمایا۔)

حضرت سہارنپوریؒ کا لباس

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ نہایت صاف شفاف لباس پہنتے تھے مگر ہوتا تھا بالکل سادہ لٹھے کا پاجامہ اور ململ کا کرتا نہایت سفید خوشبو میں مہکتے ہوئے جس گلی سے گذرتے وہ گلی خوشبو سے مہکتی تھی سفید کرتا سفید پاجامہ سفید عمامہ سفید داڑھی سفید ابرو سفید رنگ جس میں سرخی چمکتی تھی شاندار لباس پہننے سے انکا مقصد یہ ہوتا تھا کہ کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ان کے پاس ہے نہیں جس سے شکایت کا اظہار ہو کہ حق تعالیٰ نے دیا نہیں انکی غیرت اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ مالک الملک کی شکایت ان کے لباس سے ظاہر ہو ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ جب میں مظاہر علوم میں پڑھتا تھا تو ایک روز پیالہ لے کر حضرت کے مکان پر گیا دروازہ کھٹکھٹایا حضرت کے سالے آئے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا کہ تھوڑا سا سالن دیدو انھوں نے کہا سالن تو ہے نہیں میں نے کہا:۔حضرت کے سالن ہی میں سے دیدو انھوں نے کہا حضرت کیلئے بھی سالن نہیں میں نے پوچھا وہ کیا کھائیں گے انھوں نے بتلایا حضرت کا فاقہ ہے میں نے کہا:۔ میں لاؤں گا بازار سے حضرت کیلئے انھوں نے فوراً میرے پیر پکڑ لئے کہ اللہ کے واسطے ایسا نہ کرنا ورنہ میری آفت آجائے گی کہ گھر کا راز کیوں ظاہر کیا۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کے پاس ایک سوٹر (دادی بنیان) تھا سولہ برس تک اسی کو استعمال کیا۔

حضرت رائپوری ثانیؒ کا حال و لباس

مولانا عبدالقادر صاحبؒ رائپور گئے تو بجائے روٹی کے درختوں کے پتے کھاتے ایک مرتبہ کسی نے گھر کی صفائی کی اور گھر کا پھٹا پرانا کمبل بالکل بے کار کوڑے کباڑ میں ڈال دیا وہ مولانا عبدالقادر صاحب نے اٹھالیا اور دھوکر پاک کرکے اس کو پندرہ برس تک استعمال کیا اسی کو بچھاتے اسی کو اوڑھتے اور اسی کو مصلیٰ بناتے۔

حضرت شیخ الہندؒ کا لباس

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کانپور میں مدرس تھے وہاں دستار بندی کا جلسہ کرنا چاہا تو اپنے اساتذہ حضرت شیخ الہند اور مفتی عزیز الرحمٰنؒ وغیرہ کو دیوبند خط لکھا اور حضرت شیخ الہندؒ کو یہ بھی لکھا کہ حضرت میں ایک بات عرض کرتا ہوں ہے تو حماقت جو میں عرض کرتا ہوں مگر بڑے چھوٹوں کی بے وقوفی کو بھی برداشت کر لیتے ہیں حضرت! عرض یہ ہے کہ آپ ذرا دھلے ہوئے کپڑے پہن کر تشریف لاویں ان کے پاس ایک کرتہ ایک پاجامہ ایک ٹوپی ایک لنگی تھی دو کرتے دو پاجامے دو لنگی دو ٹوپی نہیں تھیں اس وقت کپڑا دھونے کی مشینیں نہیں تھیں قسم قسم کے مسالے قسم قسم کے صابون نہیں تھے ہاتھ سے دھوتے تھے اس لئے کیا صاف ہوتے پھر کپڑا بھی کھدر کا ہوتا حضرت تھانویؒ نے اسی لئے ایسا لکھا تھا حضرت شیخ الہندؒ نے جواب بھی دیا تھا کہ تمہارے خط کی رعایت کی جائیگی حضرت تھانویؒ نے سب لوگوں کو خوش خبری سنائی کہ میرے استاذ (حضرت شیخ الہندؒ) دیوبند سے آنے والے ہیں جو اتنے اتنے کمالات کے جامع ہیں جب ان حضرات کی آمد کی اطلاع پہونچی تو حضرت تھانویؒ ان کو لینے کیلئے اسٹیشن گئے وہاں ان کے اپنے ہاتھ کے دھلے ہوئے کپڑے تھے ایک لنگی کندھے پر تھی اور جو وہاں کے علماء تھے وہ بڑے بڑے جبّے پہنے ہوئے تھے یہاں ان کو کوئی صورت سے بھی نہیں پہچانتا تھا کہ یہ کوئی چار حرف بھی جانتے ہوں گے۔ تقریر کیلئے وعظ کیلئے درخواست کی حضرت

شیخ الہندؒ سے۔ حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا:۔ میں اور وعظ! کیا تمہاری بھد نہیں ہوگی کہ ایسے کے شاگرد ہیں جنکو بولنا بھی نہیں آتا۔ تمہارا وعظ تو ماشاء اللہ وعظ ہوتا ہے حضرت تھانویؒ نے عرض کیا کہ نہیں نہیں آپ وعظ فرمائیں فرمایا اچھی بات ہے وعظ کہونگا تاکہ سامعین کو معلوم ہوجائے کہ شاگرد استاذ سے بڑھا ہوا ہے وعظ شروع فرمایا جس میں فقہ کے مسائل خوب بیان فرماتے وہاں کے علماء یہ سمجھتے تھے کہ دیوبند اور سہارنپور کے علماء معقولات نہیں جانتے فقہ خوب جانتے ہیں اسی اثنا میں مفتی لطف اللہ علی گڑھی بھی آگئے مولانا تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے جی میں سوچا کہ یہی قدر کرینگے ان علوم کی اسواسطے کہ یہ مفتی ہیں مگر حضرت شیخ الہندؒ نے انکے آتے ہی وعظ بند فرمادیا۔ بعد میں حضرت شیخ الہندؒ سے عرض کیا گیا کہ حضرت وہ ہی تو وقت تھا وعظ فرمانے کا مگر آپ نے ان کے آتے ہی وعظ بند فرمادیا وہ مفتی لطف اللہ صاحب تھے قدر کرتے ان علوم کی حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ مجھے بھی یہی خیال آیا تھا مگر میں نے سوچا کہ اب جو کچھ وعظ ہوگا وہ ان کے واسطے ہوگا اللہ کے لئے تھوڑا ہی ہوگا اسی لئے بند کردیا۔

لباسِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سائل:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لباس کی وضع کیا تھی؟ حضرت:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لباس عامۃً لنگی پہننا اور چادر اوڑھنا تھا چادر اس طرح اوڑھتے کہ جب دعا کیلئے ہاتھ اٹھاتے تو بغل کی سفیدی نظر آتی بغل کی سفیدی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے چادر ہی میں نظر آسکتی ہے کُرتے میں نہیں۔ سائل:۔ کیا اس زمانے میں بھی کرتا اور پاجامہ ہوا کرتا تھا؟ حضرت:۔ کُرتا تو بہت پہلے سے رائج ہے قرآن پاک میں ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعے میں فلما رای قمیصہ قد من دبر البتہ آپ کے ہندوستان میں جو کرتا ہے عرب میں

اس کا دستور نہیں۔ عرب کا کرتا عامۃً ٹخنوں تک نیچا اور گول ہوتا ہے یہ جو دونوں طرف چاک ہمارے کرتے میں ہوتے ہیں یہ اس میں نہیں ہوتے۔ ٹوپی اور عمامہ عام عادت تھی مگر خالی ٹوپی بھی ثابت ہے اور صرف عمامہ بھی ثابت ہے عام طور پر ٹوپی پر عمامہ معزز لباس تھا پاجامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرما کر خریدا اور فرمایا ھذا استر اس میں زیادہ پردہ پوشی ہے بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صاحب کو ہدیۃً دیا تھا ایک کملیہ یا چادر یہ کہتے ایک عورت نے اپنے ہاتھ سے بُنی پھر وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو استعمال فرمایا کسی شخص نے آکر کہا کہ حضرت یہ تو مجھے عنایت فرمادیں حضورؐ نے اسکو نکالا اور تہہ کرکے اس آدمی کو دیا لوگوں نے ان سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اسکی حاجت تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت نہیں ہے انکار کرنے کی اسلئے تم نے مانگا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدیا اسنے کہا کہ میں تو اپنے کفن کیواسطے لیا ہے کفن بناؤنگا۔

لطیفہ

دیکھو بھئی! ہمارے دوست یہ تو پوچھتے ہیں کہ کیا کیا کپڑے پہن سکتے ہیں اور دینے کا تذکرہ تک نہیں پوچھتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنی سخاوت کرتے تھے کہ اپنا لباس تک دوسروں کو دیدیتے تھے اسکا اپنی مجلس میں تذکرہ بھی نہیں آنے دیتے۔

اچھے لباس سے اکڑ پیدا ہوتی ہے

اچھا لباس پہننے سے اکڑ بھی پیدا ہوتی ہے ایک صاحب جہاد میں شریک نہیں ہوسکے ان پر کسی نے تبصرہ کیا کہ ان کے پاس چادر بڑھیا (عمدہ) تھی اسکو پکڑ کر اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں یہ اکڑ پیدا ہوتی ہے اچھے لباس سے۔

اصحاب صفہ کا لباس

اصحاب صُفہؓ جو مسجد نبوی میں رہتے تھے ان میں سے کسی کے پاس صرف لنگی تھی کسی کے پاس صرف چادر تھی کوئی دوسرے کے کپڑے سے اپنے بدن کو چھپائے ہوتے تھا ایسی حالت تھی

ان حضرات کی اس لباس کو نہیں پوچھتے آپ حضرات ؟

لیث بن سعد کی سخاوت

لیث بن سعد کا حال یہ تھا کہ اسی ہزار اشرفی سالانہ آمدنی تھی اور ان پر کبھی زکوٰۃ فرض نہیں ہوئی تین سو ساٹھ غربا کو روزانہ کھانا کھلاتے تھے ہمارے دوست اسکو تو دیکھیں گے کہ ایسے مالدار تھے کہ اسی ہزار اشرفی آمدنی تھی اس میں تو اتباع کرنے کو تیار ہیں تین سو ساٹھ غربا کو کھانا کھلائیں اس میں اتباع کرنے کیلئے تیار نہیں۔

ٹخنوں سے نیچا کرتا پاجامہ اور حضرت مدظلہم کا ایک واقعہ

سائل:- ٹخنوں سے نیچے پاجامہ یا کرتا پہننا کیسا ہے ؟ بعض دفعہ چلنے سے اٹھنے بیٹھنے سے نیچے ہوجاتا ہے ؟ حضرت:- اس کو بالکل صاف منع فرمایا ہے ما اسفل من الازار من الکعبین فی النار سے وعید ارشاد فرمائی ہے اسلئے سنبھل کر رہنا چاہئے اتنا نیچا نہ بنائے کہ ٹخنوں سے نیچے رہے بلکہ خوب اونچا بنائے پھر نیچے آئیگا تو کہاں تک میں نے ایک دفعہ پاجامہ بنوانے کے لئے گنگوہ کہلوادیا کسی عارض کی وجہ سے درزی سے اسکو سلوالیا (ورنہ گھر ہی میں کپڑے سلوائے جاتے تھے) میں نے دیکھا تو وہ ٹخنوں سے نیچے تک آرہا تھا میں نے اٹھا کے رکھدیا اور عہد کرلیا کہ آئندہ درزی سے کپڑے نہ سلواؤں گا پھر جب کسی موقع پر گنگوہ گیا اور وہاں کپڑے بدلے تو اسکو ٹخنے سے جتنا نیچا تھا کاٹ کر اہلیہ کے سامنے ڈال دیا کہ اسکو تم پہن لینا اور خود چل دیا باہر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اس پر گوٹ تو لگانے دو میں نے کہا مجھے ضرورت نہیں انھوں نے کہا آپ کو ضرورت نہیں ہمیں تو ضرورت ہے آپ کو تھوڑا ہی کوئی کچھ کہے گا وہ تو ہمیں کہے گا۔ سائل! بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ تکبر کے طور پر ہو تب یہ وعید ہے حضرت- جی ہاں تکبر کے طور پر ہو تو وعید ہے اصالۃً اور اگر تکبر کے طور پر نہیں ہے تو اسمیں مشابہت ہے تکبر کرنیوالوں کیساتھ پس وعید ہے تبعاً، اور من تشبہ بقوم فھو منھم تو معلوم ہے۔

حضرت امام مالکؒ کا لباس

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نہایت عمدہ لباس پہنتے تھے صاف ستھرے رہتے تھے انکی عادت یہ تھی کہ راستہ میں کوئی حدیث بیان نہیں فرماتے تھے بلکہ اپنی جگہ مسند پر بیٹھ کر ہی بیان فرماتے ڈاڑھی میں کنگھا کرتے عطر لگاتے اور یہ سب حدیث شریف کے احترام میں کرتے ایک مرتبہ حدیث پڑھانے بیٹھے کمر میں کسی چیز نے کاٹا مگر حدیث شریف کے احترام میں اسی طرح سے بیٹھے رہے متحرک نہیں ہوئے ہاں چہرے کا رنگ ضرور متغیر ہوا جس سے بعض طلبہ نے سمجھا کہ حضرت کو کسی زہریلے جانور نے ڈسا ہے جب سبق ختم ہوا تو دریافت کیا گیا معلوم ہوا کہ بچھو نے کاٹا ہے اور سولہ دفعہ کاٹا ہے اسکے باوجود حدیث کے احترام میں آپ نے حرکت نہیں کی حدیث شریف کے احترام کے مقابلہ میں اپنا کچھ خیال نہ فرمایا۔

لیث بن سعد نے ایک تحریر اشکالات کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ان کے اچھے لباس وغیرہ کے متعلق بھیجی تو فرمایا نفعل ونستغفر ہم ایسا کرتے ہیں اور استغفار بھی کرتے ہیں اپنے طرز عمل کو اچھا نہیں سمجھتے نیز فرمایا کہ آئندہ بھی آپ ہمیں اپنی نصیحت سے محروم نہ فرمائیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا رنگ

سائل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے رنگ کا لباس پسند تھا اور عمامہ کیسا تھا؟ حضرت:- سفید رنگ زیادہ پسند تھا سبز رنگ بھی پسند فرماتے البتہ عمامہ آپؐ نے سیاہ رنگ کا بھی استعمال فرمایا ہے۔

شاہ عبدالرحیمؒ کے شیخ کا کشف

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے حج کو جانے کا ارادہ کیا کراچی پہونچکر ٹکٹ لیا اور جہاز میں سوار ہونے کیلئے چلے تو دیکھا کہ ڈاکیہ ان کو تلاش کرتا پھر رہا ہے لوگوں سے پوچھ رہا ہے عبدالرحیم کون ہے بتایا گیا کہ یہ ہیں تو اس نے

ایک خط دیا جس میں ان کے شیخ نے لکھا تھا" میرا جانداس جہاز سے مت جانا" دیراکے شیخ کا تکیہ کلام تھا) چنانچہ رُک گئے اس جہاز سے نہیں گئے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ جہاز طغیانی میں آگیا تھا اور جو اس جہاز سے گئے تھے ان کا حج فوت ہو گیا تھا۔

شاہ عبدالرحیمؒ حضرت گنگوہیؒ کی خدمت میں

شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ کو پہلے شیخ میاں عبدالرحیم سہارنپوری سے اجازت وخلافت حاصل ہوگئی تھی اسکے باوجود انکے انتقال کے بعد کلیر شریف حضرت خواجہ علاءالدین مخدوم صابر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے۔ وہاں سے ان کو محسوس ہوا کہ ہمارے سلسلے کا نور تو اب گنگوہ میں ہے وہاں سے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے یہاں گنگوہ آئے اور بیعت کی درخواست کی اس پر حضرت نے فرمایا آپ تو ماشاء اللہ خود پیر ہیں اب کسی سے بیعت ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ انکے دل پر اسکی بڑی چوٹ لگی اس لئے جائے قیام پر واپس آئے اور جن جن کو بیعت کیا تھا ان کو کہا کہ بھائی! تم کو اب تک اندھیرے میں رکھا اللہ کے واسطے میری خطا معاف کردو کسی دوسرے مرد خدا سے بیعت کرلو اسطرح ان کی بیعت کو فسخ کیا۔ تب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بیعت فرمایا۔

کرامات اور تربیت

ایک مرتبہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو طلب فرمایا دریائے جمنا کے قریب ایک بستی میں رہا کرتے تھے وہاں سے چلے دریا تک پہونچے تو کشتی نہیں تھی اور جمنا طغیانی پر تھی جو خادم خاص ساتھ تھا اس سے فرمایا کسی سے کہو گے تو نہیں؟ اس نے کہا:۔ کیا؟ فرمایا:۔ جو ابھی ہوگا عرض کیا:۔ نہیں! بس اپنا رومال پانی پر بچھایا اور اس پر بیٹھ گئے خادم ڈرا بھاگا گھبرایا ہوا ہاتھ پکڑ کر کھینچ کر بٹھالیا رومال چلنا شروع ہو گیا دوسرے کنارے پر آکر رومال سے اتر کر رومال کو جھاڑ دیا اس کے بعد گنگوہ پہونچے

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے یہاں بیٹھے ہوئے اس کا احساس ہوا تو چہرے کا رنگ غصہ کے مارے متغیر ہوگیا جس وقت یہ خانقاہ کے دروازے کے قریب پہنچے تو غصہ سے فرمایا کہ کہدو جادو گروں کو یہاں آنے کی اجازت نہیں ہے عبد ذلیل بن کر حاضر ہوں تو اجازت ہو سکتی ہے اس پر انھوں نے معافی مانگی کہ آئندہ کبھی ایسا نہیں کریں گے تب حاضری کی اجازت دی - اس قسم کے تصرفات کثرت سے عوام کے عقائد خراب کرنے والے ہیں اسواسطے تنبیہ کی ۔

سادھو اور گنگوہ

ایک سادھو کوہ ہمالیہ کی چوٹی پر رہتا تھا بڑی ریاضت کر رہا تھا وہاں سے گنگوہ آیا حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی مسلمان ہوا پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں نے ہمالیہ کی چوٹی سے دیکھا کہ نور کی بہت بڑی لاٹھ اٹھ رہی ہے جو آسمان تک جا رہی ہے میں نے اسکی سیدھ پکڑی کہ دیکھوں کہاں سے اٹھ رہی ہے اس نیت سے وہاں سے چلا معلوم ہوا کہ یہاں (گنگوہ میں) حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ سے اٹھ رہی ہے ۔

پھر فرمایا کہ بنارس میں ایک سادھو رہتا تھا وہ بڑی ریاضت کئے ہوئے تھا سال بھر میں صرف ایک دن اپنی جگہ سے اٹھتا بقیہ سال ایک ہی جگہ بیٹھا رہتا کھانا پینا ضروریات بشریہ یہ سب غائب۔ ایک مولانا صاحب حضرت گنگوہی رح سے بیعت تھے انھوں نے سنا کہ آج وہ سادھو اپنی جگہ سے باہر نکلے گا یہ بھی گئے دیکھنے کیلئے دیکھا بالکل کوئلہ سیاہ ہے سوکھی سوکھی ذرا ذراسی ہڈیاں اور کھال لگی ہوئی بھویں لٹکی ہوئی نیچے تک آرہی ہیں یہ اسکی حالت تھی جب ان مولانا صاحب اور اس سادھو کا آمنا سامنا ہوا تو ان کا تمام جسم آئینہ کی مانند ہوگیا کہ ہر چیز کا عکس اس میں پڑ رہا ہے ہر چیز نظر آرہی ہے یہ گھبرائے کہ یہ کیا ہوا فوراً حضرت گنگوہی رح کا تصور کیا تو ان کی حالت ٹھیک ہوگئی جیسے پہلے تھے ویسے ہی ہوگئے اس سادھو نے دونوں

ہاتھوں سے اپنے ابرو اوپر اٹھائے اور پوچھا تمہارا گرو کون ہے؟ کہا:۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحؒ سادھو نے کہا:۔ ہاں گنگوہ میں مسجد ہے مسجد کی پشت پر صحن ہے گولر کا درخت کھڑا ہے چارپائی بچھی ہوئی ہے اتنے مونڈھے ہیں ان پر اتنے آدمی بیٹھے ہیں بہت تگڑا گرو ہے۔

حضرت گنگوہیؒ کا انداز تربیت

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کوئی اپنے حالات جو اسکو پیش آتے لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرسکتا تھا بلکہ جب حضرت وضو کرنے کیلئے بیٹھتے دہیں آکے چپکے چپکے کہدیا کہ میرا یہ حال ہے حضرت نے چپکے چپکے جواب دیدیا اسی طرح نماز کے لئے جارہے ہیں راستہ ہی میں کسی نے اپنے حالات بتلا دیئے حضرت نے جواب ارشاد فرمادیا غرض یہ کیفیت تھی ۔ ایک مرتبہ مجلس میں بیٹھے بیٹھے ایک صاحب کو کشف شروع ہوا دور دور تک کی چیزیں نظر آنے لگیں چند منٹ اس میں گذرے حضرت نے اپنے مقام سے بیٹھے بیٹھے فرمایا کس خرافات میں مبتلا ہو گیا یہاں ان کاموں ہی کیلئے آئے ہو؟ کسی کو معلوم نہوا کہ کس کو ڈانٹا کسی کو پتہ نہیں چلا مگر انکا کشف ختم ہوگیا ایک دفعہ ایک صاحب کو خیال آیا کہ بزرگوں کا قلب کیسے جاری ہوتا ہوگا یہ خیال آتے ہی ان کا قلب جاری ہوا دیر تک جاری رہا اسکو خیال آیا جب میرے قلب کا یہ حال ہے تو حضرت کے قلب کا کیا حال ہوگا؟ فوراً قلب بند ہوگیا جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے (حضرت دام مجدہ نے فرمایا) بتا یہ ہے کہ تمکو اپنے قلب سے مطلب دوسرے کے قلب سے کیا مطلب؟

بے ادبی پر عتاب

ارشاد فرمایا کہ جس زمانے میں حضرت گنگوہیؒ نے کوے کی حلت کا فتویٰ دیا تو جگہ جگہ شور ہوا پورب کے علاقے میں کوئی بزرگ صاحب نسبت تھے جن کا قلب روشن تھا انکو جب یہ خبر ملی کہ مولانا گنگوہی نے یہ فتویٰ دیا ہے تو کہا " ہاں آج کوا حلال ہوا ہے کل کو چیل بھی حلال ہوجائیگی" یہ فقرہ

کہتے ہی ان کے قلب میں تاریکی آگئی روشنی ختم ہوگئی بہت پریشان ہوئے خوب ضربیں لگائے ہیں مگر کچھ نہیں ہوتا ایک اور بزرگ صاحب نسبت تھے انکے پاس گئے ان سے کہا کہ میرا یہ حال ہے تو انھوں نے مراقبہ کیا اور اس کے بعد فرمایا کہ کسی اونچی شخصیت کی شان میں تم نے گستاخی کی ہے عرض کیا کچھ نہیں کیا انھوں نے کہا :- سوچو یاد کرو - سوچ کر کہا کہ ہاں مولانا گنگوہیؒ کے فتوی کے بارے میں تو ایسا کہا تھا انھوں نے کہا بس یہی بات ہے اب اس کا حل یہ ہے کہ یہاں سے گنگوہ پیدل جاؤ اور مولانا سے معافی مانگو اس پر وہ گنگوہ کی نیت سے چلے سہارنپور پہونچے وہاں رات کو ایک مسجد میں قیام کیا تو خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے ہیں "میں نے معاف کیا" اب جو بیدار ہوئے تو قلب روشن تھا تاریکی ختم تھی جسطرح پہلے تھا ویسے ہی ہوچکا تھا چونکہ مقصود حاصل ہوچکا تھا اسلئے گنگوہ کے قریب جاکر بھی وہیں سے واپس ہوگئے یہ نہ سوچا کہ ملاقات کرتا جاؤں۔

حضرت نانوتویؒ اور پادری

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ روڑکی تشریف لے گئے- انگریز پادریوں سے مناظرہ تھا حضرت نانوتویؒ نے تقریر فرمائی جسمیں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا معجزہ ذکر فرمایا کہ اونٹنی پتھر سے نکلی اس پادری نے کہا :- آپ اپنی بھی بتلایئے وہ تو صالح علیہ السلام تھے آپکے پاس بھی کچھ ہے ؟ حضرت نانوتویؒ نے جواب دیا :- معجزہ تو نبی کے پاس ہوتا ہے، ہم تو نبی نہیں ہماری حیثیت ہی کیا ہے ؟ تاہم ہماری حیثیت کے مطابق ہمارے پاس بھی ہے کہو کیا چاہتے ہو ؟ اس پر پادری نے کہا :- اگر درخت سے آواز آئے اور یہ آپ کی تصدیق کرے تو مان لیں گے آپ نے کہا :- درخت سے کیا آپکے قلب سے آواز آئے گی تب بھی آپ ایمان نہیں لائیں گے پادری نے کہا اس بات کو سن کر تو یہ بھنگی بھی ایمان لے آئیں گے ؟ حضرت نے فرمایا :- کہ ہاں یہ بھنگی چمار تو ایمان لے آئیں گے مگر تم نہیں ایمان لانیکے پادری نے کہا :- کیا ہم

جھنگ ماریں گے ؟ انھوں نے کہا :- ہاں ! جھک ہی مارو گے پھر حضرت نے فرمایا اچھا خاموش ہو جایئے سب خاموش ہو گئے آواز آئی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مولانا نے مجمع سے فرمایا سنا بھائی تم نے اس آواز کو سارے مجمع نے کہا ہاں جی سنا مولانا نے پوچھا کہاں سے آواز آئی ؟ تو سب خاموش رہے اس پر مولانا نے پوچھا کون ہے کہاں سے بول رہا ہے ؟ آواز آئی :- میں فلاں پادری کا قلب اس کے سینے کے اندر سے بول رہا ہوں پوچھا میں کون ہوں ؟ کہا مولانا محمد قاسم پوچھا میں کیا کہتا ہوں ؟ کہا کہ آپ کہتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بھی پادری مسلمان نہیں ہوئے دوسرے لوگ مسلمان ہو گئے -

حضرت نانوتوی رحؒ اور دیانند کا مکالمہ

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحؒ رڑکی میں بیٹھے ہوئے تھے

گرمی کا موسم تھا سخت ترین گرم ہوا چل رہی تھی پنڈت دیانند نے کہا :- دیکھو یہ ہوا مدینہ سے آرہی ہے کیسی گرم ہے اگر کاشی جی سے آتی تو ٹھنڈی ہوتی مولانا نے فرمایا :- ہاں صحیح ہے مدینہ طیبہ سے ہوا کو حکم ہوا کہ ہندوستان (دارالکفر) جاؤ یہاں آئی جل بھن گئی کہ کس کفرستان میں بھیج دیا کاشی سے ہوا کو حکم ہوتا مدینہ طیبہ جانے کے لئے تو خوش ہوتی ٹھنڈی ہو جاتی کہ میں جہنم سے نکل گئی -

مناظرانہ جواب

سائل :- حضرت اگر اہل کتاب کی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علامات لکھی ہوئی ہیں تو ایمان کیوں نہیں لاتے ؟

حضرت :- مناظرہ کی بات چل رہی ہے مناظرانہ جواب دونگا قرآن پاک میں گناہوں کی ممانعت ہے لیکن موجودہ مسلمان کیوں نہیں مانتے کیوں گناہوں سے نہیں رکتے قرآن میں نماز کا حکم ہے مسلمان کیوں نماز نہیں پڑھتے قرآن میں شراب کو حرام قرار دیا مسلمان کیوں شراب پیتے ہیں جھوٹ کو منع کیا گیا ہے کیوں جھوٹ بولتے ہیں

زنا کو منع کیا گیا ہے کیوں زنا کرتے ہیں ؟ آپ ان پر تو الزام عائد کرتے ہیں اپنے آپ پر کیوں نہیں کرتے ؟

مسئلہ متکلمین پر اعتراض کا جواب

سہارنپور میں ایک پادری آیا کرتا تھا عیسائیت کی تبلیغ کے لئے پہلے مسلمان تھا پھر مرتد ہو کر عیسائی ہوا عبدالحق اس کا نام تھا ہمارے استاذ مولانا اسعد اللہ صاحب رح مناظرہ کیلئے جاتے تھے ہم لوگ بھی ساتھ جاتے تھے ایک مرتبہ اس عیسائی نے متکلمین کے مسئلہ پر اشکال کیا کہ یہ کیا مسئلہ ہے متکلمین کا کہ اللہ کی صفات کے متعلق وہ کہتے ہیں "لاعین ولاغیر" یہ تو ارتفاع نقیضین ہے جو محال ہے ۔ حضرت نے جواب دیا :- کہ بتائیے آپکا ہاتھ آپکا عین ہے یا غیر اگر عین ہے تو چاہئے تھا کہ اس کے کاٹنے سے آپ ختم ہو جائیں اور اگر غیر ہے تو چاہئے کہ اس کے کاٹنے سے آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو حالانکہ ایسا نہیں لامحالہ آپ کہیں گے کہ یہ نہ عین ہے نہ غیر اسی پر مناظرہ ختم ہوگیا یہ مناظرہ ایک کالج میں تھا کالج کے سب استاد و طلبہ موجود تھے ۔

اس پر کسی سائل نے مزید مناظرہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا مناظرہ کی باتیں کیا پوچھتے ہو ؟ یہ لڑائی ہے آپنے دھکا مارا اس نے ادھر سے حملہ کیا آپ نے اس وار کو ادھر سے رد کا یہ ہوتا ہے مناظرہ میں ۔

مولانا محمد الیاس صاحب رح کی شفقت

ایک دفعہ حضرت مولانا الیاس رح کے ساتھ میوات جانا ہوا ۔ سخت ترین گرمی کا زمانہ تھا پھر دوپہر کا وقت پہاڑ اور پتھر کے مکان تھے ایک مکان میں لے جاکر ٹھہرا دیا ایک چارپائی پر مولانا الیاس رح اور دوسری چارپائی پر ہم تین آدمی ۔ ایک بڑا مجمع مصافحہ کے لئے آگیا میں نے (مولانا کی تکلیف کی وجہ سے) ان لوگوں کو روکنا چاہا مولانا کی آنکھ کھل گئی تو فرمایا رد کو مت ! رد کو مت ! اور فرمایا برداشت

کرو آنے دو آنے دو پھر فرمایا مولوی محمود! جب تک طالب کے قلب میں اپنی اتنی قدر پیدا نہ کردو کہ وہ تمہاری جوتیوں کو چپاتی سمجھنے لگیں تب تک ان پر سختی کرنیکا حق نہیں ہے اسکے بعد آنے والوں سے مصافحہ کیا۔

ہمکو صرف اتنی بات کہنی ہے

ایک جگہ پر جانا ہوا درمیان میں جمعہ کا دن آیا جمعہ کی نماز راستے میں ایک بستی میں پڑھنی تھی وہاں ٹھہرنا نہیں تھا صرف جمعہ کی نماز پڑھنی تھی مگر وہاں پہلے سے خبر پہونچ گئی کچھ بھائی لوگ (مخالفین) بھی وہاں تھے انھوں نے جب (ہم لوگوں کو) دیکھا تو کہنے لگے اوہو! یہ آرہے ہیں شور کرنا شروع کیا کہ تقریر نہیں ہوسکتی (مولانا الیاسؒ اور ہم لوگوں کی) کسی نے کہا ضرور ہوگی کسی نے کہا نہیں ہوگی مسجد میں پہونچے تو یہی ہنگامہ وہاں کے امام صاحب کہنے لگے "آج مولانا صاحب آئے ہیں یہ تقریر کریں گے اور نماز پڑھائیں گے تو اس سے انکی شان بڑھ نہیں جائے گی انکے جانیکے بعد تو میں ہی ہوں جو کچھ ہوں ٹوٹا پھوٹا قاضی اس پر بھی کسی نے کہا تقریر نہیں ہوگی کسی نے کہا ہوگی میں نے (حضرت مفتی صاحب نے) کھڑے ہو کر کہا تقریر نہیں ہوگی مولانا تقریر کرنے کیلئے تشریف نہیں لائے ہیں اور امام صاحب سے کہا کہ نماز آپ پڑھائیں گے مولانا (الیاس صاحبؒ) نہیں پڑھائیں گے بلکہ وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

اسکے بعد امام صاحب نے نماز شروع کی نماز کے بعد فوراً کسی نے کہا کہ مولانا کا وعظ ہوگا ادھر سے کسی نے کہا ہرگز نہیں ہوسکتا اسطرح شور وشغب مسجد میں ہوتا رہا مولانا (الیاس صاحبؒ) بڑے اطمینان سے سنتیں پڑھتے رہے سنتوں سے فارغ ہوکر مولانا (الیاس صاحبؒ) کھڑے ہوئے اور ہم سے خطاب فرمایا "کیوں بھئی! تمہیں تقریر کرنے پر اتنا اصرار کیوں ہے؟ کیا تم لوگوں کا کام تقریریں کرنا ہے"

میں نے کہا "حضرت بالکل نہیں یہاں تقریر نہیں ہوگی ہم تقریر کرنے نہیں آئے

ہمارا کام صرف تقریریں کرنا نہیں ہے" اس پر مولانا نے فرمایا ہاں بالکل نہیں ہمارا کام تقریریں کرنا نہیں ہے اور نہ ہم تقریر کرنا جانتے ہیں ہم تو صرف اتنی سی بات کہتے ہیں اور اتنی سی بات ہمکو کہنی ہے وہ یہ کہ --- اور اس "اتنی سی بات" کو ڈیڑھ گھنٹہ میں بیان فرمایا لوگ موجود تھے پولیس بھی موجود تھی مگر جو جہاں تھا اسی حالت میں ہکا بکا اور ساکت رہ گیا ڈیڑھ گھنٹہ بیان فرمانے کے بعد کہا "بس اتنی سی بات کہنی تھی اور کچھ نہیں کہنا ہم جا رہے ہیں السلام علیکم"

پنچ کوسہ

ایک چیز ہوتی ہے دھونس (بڑا نقارہ) جسکی آواز پانچ کوس تقریباً آٹھ میل تک جاتی ہے ہر پانچ کوس پر میوات کے علاقے میں دھونس رکھی ہوئی ہوتی تھی جس وقت ان لوگوں کی عالمگیر جنگ ہوتی تھی تو ایک جگہ دھونس بجائی جاتی اس دھونس کی آواز سن کر دوسرا پانچ کوس کے فاصلے والا دھونس بجاتا اسکی آواز پر تیسرا اسی طرح چوتھا پانچواں یہاں تک کہ سارے علاقے میں آواز پہنچ جاتی اس کی آواز سنتے ہی ہر ایک اپنے اپنے ہتھیار لیکر نکلتا بغیر اس بات کے سمجھے کہ لڑائی کس کی ہے کس سے ہے۔

ہندو مسلم کا فرق

ایک مرتبہ مولانا الیاسؒ ایک بستی میں پہنچ گئے دریافت کیا یہاں کون لوگ رہتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ مسلمان لوگ رہتے ہیں پوچھا اس دوسرے گاؤں میں کون رہتے ہیں انھوں نے کہا کہ ہندو رہتے ہیں فرمایا ، ۔ تم میں اور ان میں کیا فرق ہے کہنے لگے فرق صرف یہ ہے کہ ان کا نکاح پنڈت پڑھاتا ہے ، ہمارا نکاح قاضی پڑھاتا ہے بس ۔ غرض کوئی چیز ان میں ایمان و اسلام کی نہیں رہی تھی نام ان لوگوں کے گنگا داس جمنا داس تھے گھروں میں بت رکھے ہوئے تھے کسی کسی گاؤں میں مسجد بھی تھی لیکن اس مسجد میں بھیڑ بکریاں بندھتی تھیں مینگنیوں کے ڈھیر تھے ایسے علاقوں میں کام کیا ہے مولانا الیاسؒ اور ان کی جماعتوں نے جگہ جگہ پر مکتب قائم کئے پنچ کوسہ نام رکھ رکھ کر علاقہ تقسیم کر دیا گیا

دینی محنت کے نتائج

پچیس برس وہاں محنت کی اور پانچ کوس کو ایک علاقہ تجویز کر دیا اپنے مبلغ وہاں چھوڑے پچیس سال بعد جب اس علاقہ کا جائزہ لیا تو دریافت فرمایا کہ اس پانچ کوس کے علاقے میں کیا کام ہوا ہے تو بتلایا گیا کہ حضرت! ہمارے اس پانچ کوس کے علاقے میں تین یا چار آدمی ایسے ہیں جو جماعت کے پابند نہیں باقی سب جماعت کے پابند ہیں جن کو نماز نہیں آتی تھی اور نماز پڑھنے کو جن بھوت کے اثر کی حرکتیں سمجھتے تھے سب نماز سیکھ گئے مکتب میں کلام پاک نماز وغیرہ کا پڑھنا پڑھانا سیکھنا سکھانا جاری ہے۔

دوسرے پانچ کوس کے علاقے میں جاکر دریافت فرمایا بتاؤ یہاں کیا کام ہوا؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے پانچ کوس کے علاقہ میں تین چار آدمی ایسے ہیں جو تہجد کے پابند نہیں ورنہ سب تہجد کے پابند ہیں۔

دوسرے پانچ کوس کے علاقے میں جاکر دریافت کیا تو بتلایا کہ ہمارے اس پانچ کوس کے علاقے میں کوئی دو شخص ایسے نہیں جنمیں لڑائی ہو سب بھائی بن کر رہتے ہیں۔

حضرت (زادمجدہٗ) نے فرمایا:۔ یہ معمولی چیز نہیں ہے بہت بڑا کام ہے انگریز نے اپنی حکومت کے زمانے میں ان لوگوں کے جرائم چھڑانے کیلئے سخت سے سخت حاکموں کو بھیجا مگر وہ لوگ شراب پینا زنا کرنا مارپیٹ قتل وغارت وغیرہ کام ان سے نہیں چھڑوا سکے لیکن اس تبلیغ کی محنت کے بعد!

دانت کا بدلہ دانت ہے

دو شخصوں کی آپس میں لڑائی ہوئی ایک نے دوسرے کو گھونسہ مارا اس کا دانت ٹوٹ گیا اب اُسے ندامت ہوئی کہ افسوس میرے ہاتھ سے اس کا دانت ٹوٹ گیا میانجی کے پاس گئے (میانجی امام وغیرہ کو کہتے تھے) کہا کہ میانجی لڑائی میں دانت ٹوٹ گیا بتاؤ کیا بدلہ ہو سکتا ہے؟ قرآن سے بتاؤ میانجی ماشاء اللہ قرآن کا ماہر کیا کہنا اس نے

مطالعہ کیا اور کہا کہ قرآن میں آیا ہے اَلسِّنَّ بِالسِّنِّ دانت کے بدلے دانت پس یہ شخص (جس نے دوسرے کا دانت توڑا تھا) لیٹ گیا اور اس سے (جس کا دانت توڑا تھا) کہا لے بدلہ میرا دانت توڑ دے اس شخص نے دانت پکڑ کر زور سے ہلایا دانت مضبوط تھا اس کے قابو میں نہیں آیا توڑنے کی کوشش کر رہا تھا پھر دیں سے بیٹھے بیٹھے پوچھ رہا ہے میاں جی معاف کرنا کیسا ہے؟ انھوں نے جواب دیا:۔ معاف کرنا بہت ہی اعلیٰ بات ہے وان تعفوا اقرب للتقویٰ یہ سنتے ہی معاف کر دیا اور اسکو چھوڑ دیا۔

ہندو تھانیدار اور چلّہ

ایک ہندو تھانے دار نے ایک چور کو پکڑا جیل میں ڈالا پٹائی کی وہ چور میواتی مسلمان تھا ہندو تھانیدار نے اس سے پوچھا تو نے جماعت (تبلیغ) میں چلّہ دیا ہے اس نے کہا کہ "نہیں دیا" تھانیدار نے خوب پٹائی کی اور اس شرط پر چھوڑا کہ چلّہ دے۔ تھانے دار جانتا تھا کہ اس چلہ (چالیس دن کے لئے تبلیغ کی محنت میں چلت پھرت) کے ذریعہ یہ جرائم ختم ہو جاتے ہیں۔

مولانا الیاسؒ کا خواب اور تڑپ

ایک رات (مولانا الیاسؒ) اٹھے اور سارے گھر میں گھوم رہے ہیں کہہ رہے ہیں ہائے میں کیا کروں ہائے میں کیا کروں بیوی کی آنکھ کھلی یہ حال دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے کچھ تکلیف ہے کہیں درد ہے؟ فرمایا:۔ اللہ کی بندی! پڑی سو رہی ہے تو بھی اٹھ جا رونے والی چار آنکھیں ہو جائیں گی (دو مولانا کی اور دو انکی اہلیہ کی) اللہ کے سامنے روئیں گی اسواسطے کہ میں نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کی دو نہریں دیکھیں ان کا قتل عام ہوگا بس اس واقعہ کے بعد ان کا پنپنا مشکل ہو گیا روز بروز انکی طبیعت گرتی چلی گئی یہاں تک کہ ۱۳۶۳ھ میں ان کا انتقال ہو گیا رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا تنخواہ کو طلبہ پر صرف کرنا

حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ مدرس تھے

دارالعلوم {دیوبند} کے جتنی تنخواہ ملتی تھی ابتداءً وہ تنخواہ طلبہ میں صرف کرتے تھے خود استعمال نہیں کرتے تھے انکے والد صاحب حیات تھے وہ بھیجا کرتے تھے فرماتے تھے میرے پاس وہاں {والد صاحب کے پاس} سے آئیں گے اسطرح گھر کے بھیجے ہوئے پیسے استعمال میں لاتے تھے اور مدرسہ کی دی ہوئی تنخواہ غریب طلبہ میں تقسیم فرمادیتے۔

دوست جہاں چاہے لیجائے

حضرت گنگوہیؒ کے پوتے حکیم عبدالرشید محمودؒ کا تذکرہ آیا تو حضرت نے فرمایا:۔ میں موصوف سے ملاقات کیلئے گیا تھا انھوں نے میرے کثرتِ اسفار کی وجہ سے کہا کیا آپ کا دل سفر سے گھبراتا نہیں؟ میں نے کہا۔

رشتۂ درگردنم افگندہ دوست {مالک الملک}
می برد ہر جا کہ خاطر خواہِ اوست

میری گردن میں یار {اللہ تعالیٰ} نے رسی ڈالدی ہے جہاں اسکا جی چاہتا ہے لیجاتا ہے۔

محمود غزنوی کے والد کا عالم کا احترام کرنا

محمود غزنوی کے والد کا نام سبکتگیں تھا یہ معمولی درجے کا سپاہی تھا ایک دن اس کے یہاں ایک عالم مہمان ہوئے اس نے اس عالم کا بہت اکرام کیا اس کے احترام میں یہ سات قدم پیچھے چلتا تھا اس اکرام واحترام کا اللہ تعالےٰ نے یہ بدلہ دیا کہ بادشاہت ان کے گھر میں آئی اور سات پشتوں تک یہ بادشاہت کرتے رہے۔

تاریخ کا مسخ اور محمود غزنوی کے حملے کی حقیقت

لوگوں نے تو تاریخ کو مسخ کردیا ہے بات یہ ہے کہ سبکتگیں غزنی کا حکمران تھا ہندوستان میں راجہ جے پال حکمران تھا ایک دفعہ راجہ جے پال کو کسی دشمن کے خطرے کا اندیشہ تھا اس نے سبکتگیں کو فوج کے لئے لکھا اس نے فوج بھیجی وہ کچھ عرصہ یہاں رہی

اور اندیشہ رفع ہونے پر واپس چلی گئی اس کے بدلے شکریہ میں راجہ جے پال نے الٹا سبکتگین پر حملہ کر دیا انھوں نے جوابدیا اور کوشش کی کہ راجہ کو زندہ گرفتار کریں چنانچہ زندہ ہی گرفتار کرلیا جے پال نے گرفتار ہو کر معافی چاہی سبکتگین نے معاف کر دیا لیکن جے پال نے دوبارہ حملہ کیا اب کے وہ پھر گرفتار ہوا اس نے معافی مانگی اور عہد کرا کے کہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے گا معافی دیدی گئی اسی دوران جے پال مرگیا اُدھر سبکتگین کا بھی انتقال ہوگیا جے پال کی جگہ آنندپال راجہ ہوا اور اُدھر محمود کو بادشاہت ملی۔

آنندپال کے پاس لوگ آتے اسکو اُکسایا کہ تمہارے باپ نے دومرتبہ ان پر حملہ کیا تم کو بھی ہمت کرنی چاہیے۔ وہ آمادہ ہوا تیاری کر کے جو حملہ کیا تو خود گرفتار ہوا اس نے معافی چاہی محمود نے کہا تیرے باپ نے بھی معافی چاہی تھی پھر وعدہ خلافی کی اور مجھے یقین ہے کہ تو بھی ایسا ہی کرے گا خیر تو اپنے باپ کا طریقہ اختیار کر میں بھی اپنے باپ کے ہی اچھے طریقے پر رہونگا۔ آنندپال چھوٹ کر آیا تو دوبارہ حملہ کیا اس مرتبہ انھوں نے خوب مارکاٹ کی اس حملہ میں آنندپال اپنے تمام قرب وجوار کے راجوں کو ساتھ لیکر گیا تھا وہ سب اس کے ساتھ تھے اس بار محمود بھی پیچھے گھستا آتا اور چھکے چھڑا دیئے یہانتک کہ اندر تک چلا آیا پھر اچھی طرح جغرافیائی حالات کو دیکھ کر نظام بنایا کہ جتنے راجے آئے تھے سب سے انتقام لیکر رہوں گا اب وہ ہر مرتبہ آکر ایک دو راجوں کو صاف کر جاتا تھا اسی کو اس کے سترہ حملوں سے تاریخ میں تعبیر کیا جاتا ہے۔

اور جو تاریخ کی کتابوں میں اب اس کے پہلے حملے کا سن درج کیا جاتا ہے وہ اصل میں اس کا انتقامی حملہ تھا جو وہ چوتھی مرتبہ کے دفاع پر انتقام لینے آیا وہ خود حملہ کرنے نہیں آیا۔

محمود کی دعا کا اثر

ایک دفعہ راجپوتوں سے محمود کی لڑائی تھی راجپوت بہت بہادر تھے وہ پہلے اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دیتے پھر جنگ کیلئے نکلتے اور بہادری سے لڑتے مسلمانوں کا کافی نقصان ہوا آخر کار محمود گھوڑے سے اُترا

دعا میں مشغول ہوا کہ اے اللہ مسلمانوں کا مسئلہ ہے آنسو کے قطرے گرے اور اٹھا بس پانسہ پلٹ گیا راجپوت میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

ایک رات میں مسجد کی تعمیر

کہتے ہیں کہ جب محمود غزنوی گجرات پہنچا تو یہ جمعرات کا دن تھا اس نے حکم دیا کہ کل کو جمعہ کی نماز جامع مسجد میں ادا کی جائے گی کام شروع ہوا تو صبح کو مسجد نماز کے وقت تیار تھی صاحب مجمع البحار اسی جگہ کے تھے۔

ہندوستان میں صحابہؓ

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بہت سے صحابہ ہندوستان پہنچے ہیں قنوج بھوپال گجرات وغیرہ میں اسد الغابہ میں بھی روایت ہے کہ ہند کا ایک راجہ رات میں پیشاب کے لئے اٹھا تو شق القمر کا معجزہ دیکھا صبح کو اپنے وزیر سے کہا کہ اس معاملہ کی تحقیق کرو کیا قصہ ہے وہ تحقیق کرتے کرتے عرب پہونچا لیکن ایسے وقت کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو چکا تھا۔

مندر توڑنے کے واقعات

ایک سوال کے جواب میں جس میں یہ پوچھا گیا کہ کیا مسلمان بادشاہ اپنے دور حکومت میں مندر توڑ ڈالتے تھے فرمایا:- وہ مندر نہیں توڑتے تھے البتہ عوام میں خصوصاً ہنود میں بعض جگہ خطرناک ڈاکو تھے جو ڈاکے ڈالتے تھے عوام ان سے پریشان ان کا پتہ نہیں چلتا کہ کہاں چھپتے ہیں ان کی سرکوبی کے لئے کارروائی کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ ڈاکہ ڈال کر آتے تو مندر میں بیٹھتے اور وہیں ڈاکہ کا مال تقسیم کرتے تھے ان ڈاکوؤں کو ختم کرتے کرتے کچھ مندر بھی ٹوٹ گئے بس یہ ہے (انھوں نے مندروں کو نہیں توڑا ڈاکو جن جگہوں کو بطور پناہ گاہ استعمال کرتے تھے ان کو توڑا) علامہ شبلی نعمانی نے اس سلسلے میں ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام ہے اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر مسلمان بادشاہوں کو تو متعصبین نے بدنام کیا ہے ورنہ مندروں کو تو کافر لوگ مسلمان ہونے کے بعد خود ہی توڑ دیتے تھے

مُسلمانُ یہاںؔ بھی بے حسابُ وہاںؔ بھی بے حسابُ

امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک جگہ تقریر کررہے تھے جلسے میں ہندو مسلمان سبھی شریک تھے تقریر کے دوران ہندو مسلمان کا تذکرہ آیا مولانا نے کہا کہ مسلمان حساب میں کمزور ہوتا ہے اور اپنی اس بات کو ابھی ثابت کرتا ہوں اور اسی وقت ایک سوال پوچھ کر کہا کہ ہندو بھائی خاموش رہیں صرف مسلمان ہی اس کا جواب دیں کوئی بھی مجمع میں سے نہیں بولا کہا کہ میں دس منٹ خاموش رہتا ہوں سوچ کر جواب دو پھر بھی کوئی نہ بولا پھر کہا اب ہندو بھائی اس سوال کا جواب دیں تو ایکدم ایک ہندو لونڈا (لڑکا) کھڑا ہوا اور سوال کا جواب فوراً بتادیا۔ مولانا نے کہا ہاں جواب بالکل صحیح ہے۔ البتہ صاحبزادے ایک بات بتادوں مسلمان یہاں بھی بے حساب وہاں بھی بے حساب اور تم یہاں بھی حساب کے چکر میں اور وہاں بھی حساب کے چکر میں رہو گے۔

اسکے بعد حضرت نے فرمایا:۔ ویسے مسلمانوں میں بھی حساب کے بڑے بڑے ماہر ہوتے ہیں مثلاً ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب حساب کے بڑے ماہر تھے۔

متفرقات

کیا ہندوستان میں انبیاء آئے؟

سائل:- کچھ لوگوں سے سنا ہے کہ ہندوستان میں بھی انبیاء آئے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض صحابہ کی قبریں جنوبی ہند میں پائی جاتی ہیں۔ جواب:- آپ کی ذمہ داری تو صرف اتنی ہے کہ جتنے انبیاء اللہ تعالیٰ نے بھیجے ان سب پر ایمان لائیں چاہے وہ ہندوستان میں ہوں چاہے کہیں اور ہوں آپ ایمان لے آئیں بس آپکی ذمہ داری پوری ہوگئی اب یہ تفتیش کہ یہاں کون آیا وہاں کون آیا یہ آپ کے ذمہ شرعاً لازم نہیں۔ باقی مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات میں اس کا تذکرہ ہے پنجاب میں برسہ نامی ایک گاؤں ہے کہتے ہیں کہ یہاں پر انبیاء آئے ہیں مجدد صاحب کے مزار سے چند میل کے فاصلہ پر ٹیلے کے مانند ہے میں بھی وہاں حاضر ہوا ہوں اچھی خاصی بڑی جگہ ہے بڑا ہال ہے چہار دیواری بنی ہوئی ہے لیکن قبر کا کوئی نشان نہیں کہتے ہیں کہ اسی حصے میں انبیاء علیہم السلام مدفون ہیں۔ جب ہم گئے تو ہمارے ساتھ ایک صاحب کشف بھی تھے جنکو کشف قبور ہوتا ہے انھوں نے بتایا کہ یہاں چھ انبیاء سے میری ملاقات ہوئی جوان کے بتلانے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کئی سو سال پہلے فلاں راجہ کے زمانۂ حکومت میں آئے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ قوم کا معاملہ کیا رہا انھوں نے جواب دیا ہم نے تبلیغ کی لوگوں نے نہیں مانا پھر وہ ہوا جو ہوا کرتا ہے بستی الٹ گئی چنانچہ دیکھنے سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ الٹی ہوئی بستی ہے وہاں کے لوگ بتاتے ہیں کہ کبھی کبھی اس ٹیلے میں سے اینٹیں ہٹتی ہیں تو لاشیں نکلتی ہیں شاید یہ اسی کا اثر ہو واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

مکتوبات امام ربانی ج ۲ ص ۱۰

جنات میں پیغمبر

سائل: حضرت! کیا جنات میں بھی پیغمبر آئے ہیں ؟ جن یا انسان کیا ان میں سے صحابہ بھی ہیں ؟ جواب:۔

کئی برس ہوئے مظفر نگر کے ایک صاحب نے ایک اخبار میں شائع کیا تھا جس کا نام تھا "روحانی عالم" اسمیں لکھا تھا کہ ایک جن صحابی مظفر نگر میں موجود ہیں اور حکیم احسان الٰہی صاحب سے انکی ملاقات ہے اس جن نے انھیں بتلایا ہے کہ میری پیدائش عرفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہوئی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر میں ایمان لایا اس کے بعد ہر جہاد میں، ہر غزوے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ شریک رہا اور پھر مجھکو ہندوستان میں جنات کا بادشاہ بنادیا گیا ایک مرتبہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے بھائی شاہ اہل اللہ صاحبؒ کا بھی میرے یہاں مقدمہ پیش ہوا تھا میری عدالت میں انکو مجرم بناکر لائے تھے اسواسطے کہ انھوں نے کسی سانپ کو مار دیا تھا یہ بھی اسمیں تحریر تھا کہ چودھویں صدی کے ختم پر پندرھویں صدی کی ابتدا میں ان جن کا ظہور ہوگا گیارہ برس تو ہو گئے ابتک تو ظہور ہوا نہیں انھوں نے اپنے اخبار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر یہ بات غلط ہوئی تو انھیں صفحات میں اسکی تردید کیجائے گی اس میں یہ بھی تھا کہ ان جن صحابی نے حکیم احسان الٰہی کو اپنا مجاز اور خلیفہ بنایا ہے مگر چونکہ وہ عالم نہیں اسواسطے مولانا حنیف اسلم صاحب کو انکے ساتھ لگادیا ہے تاکہ تبلیغ میں سہولت رہے ۔ یہ قصہ ایک استفتاء کی شکل میں میرے پاس آیا تھا میں نے اسکے جواب میں لکھا تھا کہ اتنی بات تو صحیح ہے کہ جنات ایک مخلوق ہے قرآن میں سورۂ جن مستقل ایک سورت ہے یہ بھی صحیح ہے کہ انکی عمریں زیادہ ہوتی ہیں یہ بھی صحیح ہے کہ حضورؐ بغرض تبلیغ جنات میں تشریف لیگئے اور جنات انکے ہاتھ پر ایمان لائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جن کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا اور نہ کسی کو امام ہی بنایا علماء نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنے غزوات کئے کسی غزوے میں کسی جن کو امیر نہیں بنایا ایسا بھی ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو اپنی جگہ نماز پڑھانے کیلئے کسی کو مقرر کر گئے لیکن کسی جن کو کبھی مقرر نہیں کیا حق تعالےٰ شانہ نے انسانوں کو جنات کے تابع نہیں کیا بلکہ انسان کو اشرف المخلوقات ہونے کیوجہ سے جنات کی ماتحتی سے آزاد رکھا ہے اسی واسطے جن کسی انسان سے حدیث کی روایت کرے تو درست ہے لیکن کوئی

انسان کسی جن سے حدیث کی روایت کرے تو درست نہیں کیا اعتماد ہے کس سے کہا کس نے کہا غرض انسان کو جنات سے ہر طرح آزاد رکھا گیا ہے۔

بس روایت کو ظہور صحابی کے نام سے درج کیا گیا تھا اس کے سیاق سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ چودھویں صدی کے آخر میں طویل العمر جن صحابی کا ظہور ہوگا اور امت کے تہتر فرقے ہوں گے ایک فرقہ اس طویل العمر کی اطاعت کرے گا اور صرف وہی نجات پائے گا باقی بہتر فرقے اسکی اطاعت نہیں کریں گے اگرچہ وہ قرآن کریم اور صحیح سند سے ثابت شدہ احادیث پر عمل کریں گے لیکن سب جہنم میں جائیں گے حالانکہ تہتر فرقوں کی تفصیل اکابر اسلاف کی کتابوں میں صدیوں پہلے سے مذکور ہے یہاں صرف ایک شخص کے اتباع پر نجات کو منحصر کر دیا گیا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب موطا تصنیف کی ستر علماء نے اسکی صحت پر اتفاق کیا اس زمانے کے خلیفۂ وقت نے چاہا کہ اسکو بیت اللہ پہ آویزاں کر دیا جائے تاکہ سب لوگ اس پر عمل کریں امام مالکؒ نے منع کیا فرمایا ایسا نہ کیا جائے صحابہ دور دراز ملکوں میں پہونچے ہیں احادیث لیکر گئے ہیں جو حدیثیں انھوں نے براہ راست حضورؐ سے سنی ہیں ان پر عمل کرینگے انکو اس پر کیوں مجبور کیا جاوے لہذا ایک روایت لیکر ساری امت کو اس پر مجبور کیا جائے یہ غلط طریقہ ہے لہذا قوت کیساتھ میں نے اسکی تردید کر دی۔

پھر جو دستخط اور مہر ہے اس میں لکھا ہے "سلطان الاجنۃ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عربی سے بھی واقف نہیں عرفات میں کیا پیدا ہوئے اسواسطے کہ اجنۃ جنین کی جمع ہے جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے وہ جنین کہلاتا ہے جن کی جمع اجنۃ نہیں آتی قرآن میں موجود ہے وإذ أنتم أجنة في بطون أمهاتكم۔

ایک مرتبہ یہ صاحب (اخبار والے) کسی ضرورت سے دیوبند آئے میں نے کہا:- یار تم نے اخبار میں شائع کیا تھا کہ یہ مضمون غلط ہوگا تو اسکی تردید کیجائے گی مگر اب تک کچھ بھی نہیں انھوں نے کہا:- چھوڑ دا سے۔ میں نے کہا یہ بات چھوڑنے کی نہیں اخبار میں شائع کرکے تم نے لوگوں کو متوجہ کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ اگر یہ بات غلط ہوئی تو ان ہی صفحات میں تردید کی جائے گی لہذا

آپ کے ذمہ واجب ہے کہ اسکی تردید کریں لیکن اسکے باوجود انھوں نے کچھ تردید نہیں کی اب تو شاید ان کا اخبار بھی ختم ہوگیا ہے ہاں عملیات کے سلسلے میں جگہ جگہ علاج کے لئے جاتے ہیں افریقہ بھی اسی سلسلے میں گئے تھے ان سے وہاں بھی ملاقات ہوئی تھی البتہ وہ صاحب جنکے پاس صحابی جن آتے ہیں اور جن کو صحابی نے خلیفہ بنایا تھا ان سے براہ راست ملاقات نہیں ہوئی وہ چونکہ عالم نہیں اس لئے انکے ساتھ دوسرے کو لگایا تھا کہ خلافت کا کام اچھی طرح انجام دیں کمیشن کا حال ہمکو معلوم نہیں کہ کیا کیسا کیا طے پایا۔ سائل:۔ جب جنات سے انسان کا روایت کرنا درست نہیں تو پھر بعض کتب مثلاً تذکرۃ الرشید میں شاہ اہل اللہ صاحب کے تذکرہ والی روایت کو کیوں نقل کیا ہے؟ جواب:۔ بعض اکابر کا جو کسی روایت کا جنات سے نقل کرنا بعض کتب میں مذکور ہے وہ بطور عجوبہ اور غریبہ نادرہ ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ "النوادر" میں نقل فرمایا تھا اسی وجہ سے حضرت شاہ صاحبؒ نے اس رسالہ کا نام ہی "النوادر" رکھا ہے اس پر کسی عقیدہ یا عمل کی بنیاد نہیں یہ مقصود نہیں کہ اس سے کچھ مسائل ثابت کریں بلکہ جو روایت بیان کی ہیں وہ لطائف وظرائف کی حیثیت بیان کی ہیں

واقعہ حضرت شاہ اہل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سائل:۔ حضرت شاہ اہل اللہ صاحبؒ کا واقعہ کیا ہے؟ حضرت:۔ ایک روز حضرت شاہ اہل اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سرکاری سپاہی آیا کہ آپ کو بادشاہ نے طلب کیا ہے وہ سمجھے کہ بادشاہ بھی مسئلہ پوچھنے کیلئے بلاتے ہیں اسلئے انکے ساتھ چلے سپاہی بجلئے بادشاہ کے مکان کے جنگل کی طرف لیکر چلا یہ سمجھے کہ شاید بادشاہ جنگل کی طرف شکار وغیرہ کیلئے گئے ہوں گے مگر انداز سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ سپاہی انسان ہی نہیں غرض یہ انکو کسی جگہ لے گیا وہاں دیکھا ایک دربار ہے قاضی صاحب بیٹھے ہوتے ہیں اور ایک جنازہ رکھا ہوا ہے اس کے سرہانے ایک شخص بیٹھا ہوا ہے ان سے کہا گیا کہ یہ شخص آپ کے خلاف مدعی ہے کہتا ہے کہ آپ نے اسکے بیٹے کو قتل کیا ہے کیا آپ نے ایسا کیا ہے؟ انھوں نے کہا:۔ میں نے تو ایسا نہیں کیا پوچھا گیا کہ کسی کو قتل بھی کیا؟ کہا:۔ ہاں ایک سانپ نکلا تھا میں نے اسکو مارا کہا گیا:۔ وہ اسی کا بیٹا تھا سانپ کی شکل میں

اس پر قاضی صاحب نے کہا کہ میں نے سنا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

من تزیا بغیر زیہ فقتل فدمہ هدر (مسلسلات) جو (جن) اپنی صورت بدل دے اور مارا جائے تو اس کا خون معاف ہے

اس جن نے سانپ کی شکل اختیار کی اور سانپ انسان کا دشمن ہے پس انھوں نے اپنے دشمن کو ملا جسکی اجازت ہے ۔ شاہ صاحب نے پوچھا :- یہ آپ نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ؟ قاضی صاحب نے کہا :- ہاں ! پوچھا :- کیا آپ صحابی ہیں ؟ انھوں نے جواب دیا ہاں ! اس پر شاہ اہل اللہ صاحب نے ان سے معانقہ کیا اس کے بعد انکو واپسی کی اجازت دیدی یہ چلے آئے یہ ہے وہ قصہ جو تذکرۃ الرشید میں بھی ہے ۔

جنات کا اثر انسانوں پر

سائل :- بعض لوگ الٹی سیدھی باتیں کرتے ہیں کہاجاتا ہے اس پر جن کا اثر ہوا ہے یہ کہاں تک درست ہے ؟ جواب :- ایسا ہوتا ہوگا اس میں کیا اشکال ہے ؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کی موت زیادہ تر طعن اور طاعون سے ہوگی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضرت طعن تو ہم جانتے ہیں نیزہ بازی تلوار سے لڑنا ۔ یہ طاعون کیا چیز ہے ؟ فرمایا وخز اعداءکم من الجن جو جنات تمہارے دشمن ہیں ان کا چوکا ۔ وہ چوکا مارتا ہے جس کو پلیگ کہتے ہیں آپ کے یہاں گلے میں گلٹی نکلتی ہے بغل میں نکلتی ہے ران میں نکلتی ہے یہ بھی جنات کے اثر سے ہوتا ہے اس کے علاوہ جن آدمی کو اٹھا کے پٹک بھی دیتا ہے بے ہوش بھی کردیتا ہے دماغ بھی خراب کرسکتا ہے یہ سب قدرت حق تعالیٰ نے انکو دی ہے ہمارے ایک دوست کہا کرتے تھے کہ کیا جن بھی انسان کو ستا سکتا ہے ؟ میں نے کہا کہ ہاں ! ستا سکتا ہے انھوں نے کہا :- انسان تو اشرف المخلوقات ہے اسکو کون ستا سکتا ہے میں نے کہا :- اس کے چہرے پر ایک بھڑ کاٹ لے پھر دیکھئے اس اشرف المخلوقات کا حلیہ کیسا بنتا ہے اس کی صورت کیسی ہوجاتی ہے ۔

جنات سے بچاؤ کی صورت

سائل:۔ ان جنات سے بچاؤ کی کیا صورت ہے؟ حضرت:۔ سورۂ فلق سورۂ ناس الحمد شریف آیۃ الکرسی ایک ایک دفعہ اول آخر درود شریف گیارہ گیارہ دفعہ ہر نماز کے بعد پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلیا کریں اسی طرح سوتے وقت بھی انشاء اللہ حفاظت رہے گی۔

شب جمعہ کی فضیلت

سائل:۔ اگر جمعہ کی رات میں کسی کا انتقال ہوجائے تو کیا کوئی خاص حکم ہے؟ حضرت:۔ جمعہ کی رات میں کسی کا انتقال ہوجاتے تو انشاء اللہ اس سے قبر میں سوال نہیں ہوگا۔ سائل:۔ اس رات کی کچھ اور فضیلت بیان فرمائیں؟ حضرت:۔ جو اور راتوں کا حال ہے وہی اس رات کا حال ہے دیکھو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو کسی عبادت کے ساتھ خاص کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں منع فرمایا ہے اسی وجہ سے فقہاء نے لکھا ہے کہ کوئی شخص پورے ہفتہ میں صرف جمعہ کو روزہ نہ رکھے یہ مکروہ ہے اسواسطے کہ سب دن اللہ کے بنائے ہوئے ہیں باقی جمعہ کے دن نہانا کپڑے بدلنا خوشبو لگانا درود شریف کی کثرت رکھنا اور سورۂ کہف پڑھنا وغیرہ امور مسنون ہیں حدیث شریف سے ثابت ہیں سہارنپور میں ہمارے شیخ (مولانا محمد زکریاؒ) تو رمضان میں جمعہ کی شب میں سحری نہیں کھاتے تھے البتہ ادائے سنت کیلئے ذرا سا گھونٹ پانی کا پی لیتے تھے اس طرح جمعہ کا احترام بھی ہوجاتا اور اتباع سنت بھی ہاتھ سے نہ جاتا۔

زیارت قبور

سائل:۔ کوئی آدمی جمعرات یا جمعہ کو دعائے مغفرت کیلئے قبرستان جائے تو کیا بدعت ہے؟ حضرت:۔ اس میں کوئی حرج نہیں البتہ دو باتیں یاد رکھے ایک تو یہ کہ ان دنوں میں جانے کو لازم اور واجب نہ سمجھے یعنی یہ نہ سمجھے کہ نہیں جاؤں گا تو گنہگار ہوں گا۔ ایک یوں نہ سمجھے کہ ان دو دنوں کے علاوہ جانے میں کوئی ثواب نہیں یا گناہ ہے اس لئے کہ ثواب تو ہمیشہ ملتا ہے۔ سائل:۔ اگر قبرستان میں دعائے مغفرت کیلئے گیا تو والدین کی قبر پر جائے یا قبرستان کے باہر ہی رہے۔ حضرت:۔ قبر کے پاس

جانا زیادہ اچھا ہے ماں باپ کی قبر پر بھی اوروں کی قبروں پر بھی عزیزوں کی قبر پر بھی اور وہاں جا کر یہ سوچنا چاہئے کہ کیسے کیسے اونچے آدمی تھے کسی کے پاس مکانات تھے بلڈنگیں تھیں باغات تھے کسی کے پاس گاڑی تھی کسی کے پاس اولاد بہت تھی کسی کا علم بہت تھا آج سب قبروں میں پڑے ہوئے ہیں کوئی چیز دنیا سے اپنے ساتھ نہیں لے گئے صرف اپنے اعمال ساتھ لے گئے ہیں اچھے اعمال ہیں تو خیر کی حالت میں ہیں برے اعمال ہیں تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ان چیزوں کو سوچیں تاکہ دنیا کی محبت کم ہو وہاں جاکر قرآن شریف پڑھ کر ایصال ثواب کریں ان کیلئے بھی دعا کریں اپنے لئے بھی دعا کریں۔ سائل:۔ کسی بزرگ کی قبر یا عام قبرستان پر جانے کا مسنون طریقہ کیا ہے کیسے بیٹھے حضرت:۔ جسطرح زندگی میں بڑوں کا ادب ولحاظ رکھتا تھا اسی طرح قبر پر بھی اسکی رعایت رکھے۔
سائل:۔ اگر وہاں کچھ پڑھکر اللہ سے دعا مانگے اور ہاتھ بھی اٹھائے مگر صاحب قبر سے مانگنے کی نیت نہو تو ٹھیک ہے؟ حضرت:۔ ٹھیک ہے اسواسطے کہ صاحب قبر سے تو نہیں مانگ رہا ہے اللہ سے مانگ رہا ہے جسطرح اللہ سے دعا کرنا صحیح ہے اسکے سامنے ہاتھ پھیلانا بھی درست ہے لیکن اپنا عقیدہ صحیح ہو اور جو دیکھنے والے ہیں ان کا بھی عقیدہ درست ہو عقیدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو اگر خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو پھر ہاتھ نہ اٹھائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو دفن فرمایا دفن کرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی لیکن قبلہ کی طرف منھ کر کے حالانکہ وہاں اس کا احتمال بھی نہ تھا کہ کوئی شخص یہ سمجھے گا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب قبر سے مانگ رہے ہیں پھر بھی آپ نے اتنی احتیاط برتی۔

ایصال ثواب کیسے کریں؟

سائل:۔ ہمارے آباء واجداد کے ہم پر احسانات ہیں جی چاہتا ہے کہ کوئی عمل ایسا کروں کہ اگر خدانخواستہ ان پر عذاب ہو یا کسی طرح کی کچھ تکلیف ہو تو وہ رفع ہوجائے یا اس میں تخفیف ہوجائے اس کے لئے کیا کرنا چاہئے؟ حضرت:۔ بے شمار اعمال ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنواں کھودو جب تک مخلوق خدا اس کنویں سے

فائدہ اٹھاتی رہے گی اس کا ثواب ملتا رہے گا یا باغ لگایا پھر اسکو غرباء و مساکین کیلئے وقف کردیا تو جتنے لوگ اس سے پھل کھاتے رہیں گے نفع اٹھاتے رہیں گے میت کو ثواب ہوتا رہے گا اسی طرح مسجد بنادی یا اس میں صف بچھادی تو جب تک اس مسجد کے اندر لوگ نماز پڑھتے رہیں گے میت کو ثواب ملتا رہے گا یا طلباء دینی کتابیں پڑھنے والے ہیں کتابیں لیکر مدرسہ میں وقف کردیں جبتک طلبہ پڑھتے رہیں گے جتنا پڑھتے رہیں گے میت کو ثواب ہوتا رہے گا اور پڑھنے کے بعد جن جن کو وہ پڑھاتے رہیں گے ان کا ثواب بھی ہوتا رہے گا پھر وہ بھی جن جن کو پڑھاتے رہیں گے ان کا ثواب بھی پہونچتا رہے گا اسی طرح اور بھی بے شمار راستے ہیں۔ سائل:۔ اگر نوافل پڑھکر ثواب پہونچائیں یا قرآن شریف پڑھیں یا کسی وقت یہ خیال کرکے حضرات علماء کی دعوت کی اور کچھ پکایا تاکہ وہ حضرات آئیں تہلیلات یا قرآن پاک پڑھیں تو کیا ثواب پہنچے گا؟ حضرت:۔ ہاں ثواب ضرور پہنچتا ہے مگر اس میں ایسی صورت ہو کہ جن کو قرآن شریف پڑھنے کیلئے بلایا ہے وہیں سے انھوں نے اپنے ذہن میں تجویز کرلیا کہ قرآن شریف پڑھنے کے لئے بلایا ہے کھانا ملے گا وہاں یہ غلط ہے اس نیت کے ساتھ پڑھنے والے ہی کو ثواب نہ ملے گا تو میت کو کیا ثواب پہونچے گا غرض قرآن پاک کی تلاوت کا ثواب پہونچائیں نفلیں پڑھکر ان کا ثواب پہونچائیں سب طرح درست ہے حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ کوئی شخص فلاں مسجد میں جائے دو رکعت پڑھکر مجھ کو ثواب پہونچادے کہ یا اللہ ابو ہریرہ کیلئے ہے یہ۔

ایک صاحب کشف کا واقعہ

ایک صاحب ایک مرتبہ قبرستان سے گذرے تو دیکھا کہ وہاں موتی بکھرے ہوئے ہیں اور مردے قبروں سے باہر ہیں بکھرے ہوئے موتیوں کو اکھٹا کررہے ہیں ایک مردہ قبر سے نکل کر اپنی قبر پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھا ہے وہ موتی اکھٹا نہیں کررہا ہے انھوں نے اس سے پوچھا یہ کیا قصہ ہے وہ بولا:۔ ان سب مردوں کو ان کے عزیزوں جاننے والوں نے ثواب پہونچایا ہے وہ ان موتیوں کی صورت میں ان تک پہنچا ہے یہ اکھٹا کررہے ہیں اس نے

پوچھا:۔ اور تم کیوں اکٹھا نہیں کررہے ہو؟ اس نے کہا:۔ مجھے ضرورت نہیں میں نے اپنے بیٹے کو قرآن شریف حفظ کرادیا تھا وہ ایک قرآن روزانہ پڑھکر مجھے ثواب پہونچاتا ہے تو میں ان کے ثواب میں کیوں شریک ہوں؟ مجھے کیا ضرورت ہے؟ انھوں نے پوچھا: تمہارا بیٹا کون ہے کیا کرتا ہے؟ کہا:۔ حلوا بیچتا ہے یہ نام ہے اس کا فلاں بازار میں بیچتا ہے! یہ صبح کو اس بازار میں گئے دیکھا ایک جوان ہے حلوا بیچ رہا ہے اور ہونٹ اسکے برابر ہل رہے ہیں۔ انھوں نے اس جوان سے پوچھا:۔ بھئی کیا بات ہے؟ ہونٹ کیوں ہل رہے ہیں؟ اس نے کہا: میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے انھوں نے مجھے قرآن پاک حفظ کرایا تھا میں ایک قرآن روزانہ پڑھکر ان کو ثواب پہونچاتا ہوں۔ چند روز بعد یہ پھر اسی قبرستان میں پہونچے دیکھا پھر اسی طرح مُردے موتی چن رہے ہیں آج وہ شخص بھی اپنی قبر سے نکل کر موتی چن رہا ہے اس سے پوچھا اب کیا بات ہے؟ اس نے کہا: میرے بیٹے کا انتقال ہوگیا اب وہ ثواب پہونچانیوالا نہیں رہا یہ پھر صبح کو بازار میں آئے اور معلوم کیا کہ بھئی ایک شخص حلوا بیچا کرتا تھا وہ کہاں ہے؟ کہا گیا کہ اسکا انتقال ہوگیا۔

والدہ کو روزانہ ایصال ثواب اور صاحب کشف

ارشاد فرمایا:۔ کہ ایک عورت کا انتقال ہوا اس کا بیٹا روزانہ قبر پر جاتا قرآن شریف پڑھتا ایک صاحب کشف وہاں پہونچے تو ان سے اس عورت نے کہا کہ میرے بیٹے کو کہدو کہ جب وہ میری قبر پر آئے تو ذرا تھوڑی دیر ٹھہر جایا کرے اس کے بعد قرآن پڑھے میرا جی چاہتا ہے کہ اسے ایک نظر دیکھ لوں لیکن جب وہ آتا ہے تو آتے ہی قرآن شریف پڑھنا شروع کردیتا ہے جس سے اس کے منھ سے اتنا نور نکلتا ہے کہ میری آنکھیں چکاچوند ہوجاتی ہیں اور میں اس کو دیکھ نہیں پاتی۔

میّت کا قبر میں قرآن شریف کی تلاوت کرنا

ایک جگہ پر قبر کھودی جارہی تھی کھودتے کھودتے ایک پتھر آگیا پتھر کو اٹھایا تو اس کے نیچے کوئی اور قبر تھی پتھر اٹھا کر دیکھا گیا تو اس میں ایک صاحب سنہری حرفوں کا قرآن شریف

لئے ہوئے تلاوت کررہے ہیں۔ پتھر کے ہٹنے سے روشنی اندر پہونچی ان صاحب نے سر اٹھایا اور پوچھا کہ کیا قیامت آگئی ہے؟ انھوں نے کہا:۔ نہیں۔ ان صاحب نے کہا:۔ اچھا بھائی یہ پتھر دہیں رکھدو! ان کے کہنے سے پتھر اسکی جگہ رکھدیا گیا تو وہ پھر تلاوت میں مشغول ہوگئے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو وہاں بھی قرآن شریف پڑھنے کی اجازت دیدیں تو ان کا کرم ہے۔

قبر سے سورۂ ملک پڑھنے کی آواز سُنی گئی

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک جگہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جہاد میں گئے ہوئے تھے آرام کیلئے خیمے قائم کئے وہاں زمین کے نیچے سے سورۂ تبارک الذی پڑھنے کی آواز آئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ آواز سنی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی آپ نے فرمایا کہ ہاں:۔ یہ شخص اپنی زندگی میں سورۂ ملک پڑھا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد بھی اس کو پڑھنے کی اجازت دی جس کو کبھی کبھی باہر والے بھی سن لیتے ہیں۔

آخرت میں عذاب سے بچنے اور اللہ پاک کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرنے کیلئے تدبیریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت بیان فرمائی ہیں مگر ضرورت ہے ہمت کرنیکی اگر ہم لوگ ہمت کریں اللہ سے توفیق مانگیں اور عمل کریں تو انشاء اللہ نجات ہی نجات ہے۔

عذابِ قبر سے متعلق ایک واقعہ

تقریباً پچیس تیس سال پہلے کی بات ہے کہ ایک عورت کا پاکستان میں انتقال ہوا اس کا جنازہ قبرستان لایا گیا جب قبر میں رکھنے لگے تو دیکھا کہ قبر میں سانپ ہے لوگ ڈر گئے گھبرا گئے دوسری قبر کھودی گئی دیکھ لیا کہ قبر صاف ہے جب میت کو رکھنے لگے تو دیکھا کہ اس میں بھی وہی سانپ ہے جو پہلی قبر میں تھا تیسری قبر بنائی اس میں دیکھا تو وہی سانپ ہے جو پہلی قبر میں تھا کہنے لگے یہ چھوڑے گا نہیں اسلئے میت کو رکھنے کیلئے لائے سانپ ایکطرف کو ہٹ گیا اور میت کو رکھنے کیلئے جگہ دیدی جب میت کو رکھدیا گیا تو فوراً سانپ اٹھا اور کفن ہٹا کر اس میت کی

زبان پکڑی سارے مجمع نے دیکھا سب پریشان ہو گئے کہ کیا بات ہے ؟ اس کا شوہر بھی موجود تھا اس سے پوچھا یہ کیا بات ہے ؟ اس نے کہا ۔ کہ مجھے برا کہا کرتی تھی میں صبر کرتا تھا کبھی میں نے کوئی بدلہ نہیں لیا جواب نہیں دیا سب مجمع نے کہا کہ بھائی اسکی خطا کو معاف کر کے دعائے مغفرت کرو سب نے دعائے مغفرت کی شوہر نے بھی اسکی خطا معاف کر کے دعا مغفرت کی اب جو دیکھتے ہیں تو سانپ نہیں ہے ۔ اس کے بعد فرمایا ۔ کہ کبھی کبھی اللہ تعالیٰ عالم قبر کا منظر بندوں کو دکھلا بھی دیتے ہیں تاکہ وہ ڈریں اور معاصی سے بچیں ۔

قبولیتِ دعا کے آداب و شرائط

سائل ۔ والدین کی دعا اولاد کے بارے میں قبول ہوتی ہے اسکی تفصیل کیا ہے ؟ حضرت ۔ مومن کی دعا کبھی بیکار نہیں جاتی دعا ضرور قبول ہوتی ہے باقی ہر چیز کیلئے شرائط ہوتی ہیں جیسے کوئی آدمی نماز پڑھے تو تب قبول ہوتی ہے کہ بدن پاک ہو کپڑے پاک ہوں جگہ پاک ہو قبلہ رو ہو اسی طرح قبولیت دعا کی بھی کچھ شرائط ہیں مثلاً ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذاتِ عالی کے ساتھ پورا حسن ظن ہو کہ وہ میری دعا ضرور قبول کریگا اس کے باوجود اگر وہ چیز میرے حق میں مناسب نہ ہو تو میں اس پر بھی راضی ہوں ۔ اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک آدمی سفر میں ہے بال بکھرے ہوئے ہیں بال سدھارنے کی فرصت نہیں ہے وہاں کوئی جاننے والا بھی نہیں ہے وہ کہتا ہے یا رب ، رب ، رب ، مگر ماکلہ حرام ومشربہ حرام وملبسہ حرام انّیٰ یُستَجاب کھانا اس کا حرام پینا اس کا حرام پہننا اس کا حرام تو دعا کیسے قبول ہوگی معلوم ہوا کہ کھانا حلال ہو پینا حلال ہو لباس حلال ہو تب دعا قبول ہوگی ورنہ نہیں ۔ نیز ایک حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتے زبان سے تو کہہ رہا ہے مگر دل کہیں اور ہے اسکی دعا قبول نہیں ہوتی ایک اور حدیث میں ہے کہ مومن کی دعا قبول ہوتی ہے جبکہ وہ جلدی نہ مچائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جلدی مچانے کا کیا مطلب ؟ تو آپ نے فرمایا ۔ جلدی یہ !

کہ کہے میں دعا کرتا ہوں قبول نہیں ہوتی ۔

قبولیت دُعا کی متعدد صورتیں

قبولیت دعا کی متعدد صورتیں ہیں پھر کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز بندے نے مانگی وہی چیز مل گئی اور جلدی مل گئی اس کو تو بندہ سمجھتا ہے کہ میری دعا قبول ہو گئی ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ملی تو وہی چیز جو مانگی مگر دیر میں ملی بعض دفعہ اتنی دیر ہوتی ہے کہ بندے کو یاد بھی نہیں رہتا کہ میں نے فلاں چیز مانگی تھی مصلحۃً ایسا کیا جاتا ہے مثال کے طور پر آپ کا بچہ ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے بندوق دے دیجئے آپ اس کو تسلی دیتے ہیں کہ ہاں، ہاں کیوں نہیں لیکن جانتے ہیں کہ چھوٹا ہے اس کا نشانہ ٹھیک نہیں ہے اسلئے فوراً نہیں دیں گے بلکہ جب جوان ہو جائے گا طاقت آجائے گی نشانہ ٹھیک ہو جائے گا تو دیدیں گے ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز مانگی وہ تو نہیں ملی اس سے بہتر چیز یا اس جیسی چیز ملی جو مانگی بھی نہیں تھی ۔ جیسے بچہ پیسے مانگتا ہے مجھے دس روپے دیجئے آپ پیسے نہیں دیتے بلکہ دس روپے کی کتابیں خرید کر اُسے دیدیتے ہیں یا کپڑا بنا دیتے ہیں حالانکہ بچے کا مطالبہ کتاب یا کپڑے کا نہیں تھا نقد رقم کا تھا آپ نے سوچا کہ کہیں ضائع کر دیگا اچھی چیز ہونی چاہیئے جو کار آمد ہو بالکل اسی طرح یہاں ہوتا ہے کہ جو چیز مانگی وہ تو ملی نہیں ہاں اس سے بہتر یا اس جیسی کوئی چیز ملی ۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اسکو کوئی مصیبت پیش آنے والی ہوتی ہے جسکی اسکو کوئی خبر نہیں ہوتی اس دعا کے طفیل میں اس سے نجات مل جاتی ہے یہ بھی قبولیت دعا کی ایک صورت ہے ۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دنیا میں اسکی دعا کی قبولیت کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا قیامت کے روز کہا جائے گا کہ تم نے فلاں دعا کی تھی ۔ فلاں دعا کی تھی فلاں فلاں چیز مل گئیں وہ قبول کی گئیں .... لیکن فلاں فلاں دعا کی تھی جن کی قبولیت کا اثر دنیا میں نہیں دیکھا ان کا یہ اجر و ثواب ہے اتنا اجر و ثواب ہوگا کہ جس کو دیکھ کر بندہ تمنا کریگا کاش دنیا میں میری کوئی دعا قبول نہ ہوتی بلکہ ہر دعا کا بدلہ یہاں ہی مل جاتا غرض ہر ایک دعا قبول ہوتی ہے مگر اس کا اثر کس طرح ظاہر ہوتا ہے اسکو ہم نہیں جانتے ۔

دُعاسے تقدیر بدل جانیکا مطلب

سائل:۔ حضرت یہ جو کہا جاتا ہے کہ دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ حضرت:۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ تقدیر کو کوئی چیز نہیں بدل سکتی اگر بدل سکتی تو دعا بدل دیتی مگر وہ بدلنے والی نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسے حدیث میں ہے کہ اگر عمر بڑھتی تو نیک عمل کرنے سے بڑھتی لیکن وہ جتنی لکھی ہوئی ہے اتنی ہی ہوتی ہے بڑھتی نہیں ولن یؤخر اللہ نفسا اذا جاء اجلہا اور اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ اس قسم کی چیزوں کا حاصل یہی بیان کیا گیا ہے۔

نحوست کس چیز میں ہے؟

جیسے کہتے ہیں کہ شوم (نحوست) اگر ہوتی تو تین چیزوں میں ہوتی عورت میں، جانور میں، گھر میں دوسری روایت میں یہ ہے کہ اگر ہوتی تو ان تین میں ہوتی مگر ان میں بھی نہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ شوم اس امت سے اٹھا دی گئی ہے۔

والدین کا اولاد کیلئے بددُعا

سائل:۔ والدین کا غصے میں اپنے بچے کو بددعا کرنا کیسا ہے؟ حضرت:۔ اس کی ممانعت آئی ہے اولاد تو اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت ہے اس کے واسطے بددعا کرتا ہے بعض وقت ایسا آتا ہے کہ بددعا قبول ہو جاتی ہے تو پھر پریشان ہوتا ہے حالانکہ خود ہی بددعا کی تھی۔ ہمارے یہاں ایک عورت تھی اپنے بچے پر ناراض ہو کر اسے کوستی کہ خدا کرے تو مر جائے تجھے موت آئے یہ ہو جائے وہ ہو جائے جب غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تو کہتی اے اللہ مانئے نہ میری بات میں نے غصہ میں کہا تھا۔

غیر اللہ کیلئے سجدہ کے جواز پر سجودِ ملائکہ وغیرہ سے استدلال کا جواب

سائل:۔ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا اس زمانے

میں اس سجدہ کی اصل کیا تھی وہ کیوں کیا جاتا تھا؟ اسی طرح ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا بعض لوگ کہتے ہیں کہ جسطرح آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا یا یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے سجدہ کیا اسی طرح ہم بھی کسی درگاہ پر جاکر یا پیر مرشد کو تعظیم کیلئے سجدہ کرلیں یہ ہمارے لئے جائز کیوں نہیں ہے جبکہ ان کیلئے جائز تھا؟ حضرت :۔ حضرت آدم علیہ السلام کے یہاں صبح کو لڑکا پیدا ہوتا تھا شام کو لڑکی پیدا ہوتی تھی جو لڑکی آج پیدا ہوئی اس کا نکاح اس لڑکے سے کیا جاتا جو کل پیدا ہوا اگر کوئی کہے کہ صاحب! بہن بھائی کا نکاح جسطرح ان کیلئے جائز تھا ہمارے لئے بھی جائز کیا جائے تو کیا کہا جائے گا یہی کہ ان کے لئے جائز تھا ہمارے لئے نہیں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جس نبی کیلئے جو حکم چاہا صادر کیا یہ بات نہیں کہ انھوں نے کیا تھا ہم بھی کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے یہ بھی بتادیا کہ میں نبی ہوں میرے اوپر اللہ کا کلام نازل ہوا اس بات پر ہم نے یقین کیا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا تو اس پر بھی یقین کرنا ضروری ہے اس پر یقین کیوں نہیں کرتے حدیث شریف میں ہے ایک صحابی عرب سے باہر گئے وہاں دیکھا کہ ان لوگوں کا جو بادشاہ ہے چودھری ہے وہ اسکو سجدہ کرتے ہیں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور! آپ زیادہ مستحق ہیں اس بات کے کہ ہم آپ کو سجدہ کیا کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اگر میرا انتقال ہوجائے تو میری قبر کو کیا تم سجدہ کروگے؟" عرض کیا :۔ نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ سجدہ اللہ کے سوا کسی کو جائز نہیں اگر غیر اللہ کو سجدہ جائز ہوتا تو میں بیوی سے کہتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا" اسی طرح قبروں کو سجدہ کرنے والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور اپنی اخیر حیات میں فرمایا اور صاف صاف فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ — اے اللہ میری قبر تیرے حوالے ہے اسکو بت نہ بنادیجئے کہ لوگ اسے سجدہ کیا کریں

جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی شدت سے منع فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی، کہے کہ ہم یہی کریں گے، کہاں تک اس کے امتی ہونے کا تقاضا ہے؟ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ پچھلی امتوں میں جائز تھا ہماری اس امت میں کیوں جائز نہیں؟ تو اس سے کہا جائیگا کہ پچھلی امتوں میں جائز ہونا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا یا کسی اور نے بتایا؟ ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہمیں یہ خبر دی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر تو وہ شخص اعتماد کر رہا ہے کہ پچھلی امتوں میں جائز تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو اس امت کو خطاب کر رہے ہیں خاص طور پر منع فرما رہے ہیں اس پر اعتماد نہیں؟ تعجب ہے!

ملائکہ کے سجدہ کی نوعیت

پھر علماء نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمانے سے پہلے ملائکہ کے سامنے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔

واذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة	وہ وقت یاد کرو جب کہ تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنا رہا ہوں۔

ملائکہ نے عرض کیا۔

اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء	کیا آپ زمین میں ایسوں کو خلیفہ بنائیں گے جو وہاں فساد کریں گے اور خوں ریزی کریں گے۔

چونکہ وہ پہلے جنات کو دیکھ چکے تھے کہ انھوں نے فساد فی الارض کیا اسی لئے کہا کہ ایسی مخلوق آپ پیدا کرنا چاہتے ہیں جو فساد کرے گی ان کو حکمت و مصلحت معلوم نہیں تھی اس لئے حق تعالے نے انکو ڈانٹ دیا اور فرمایا۔

انى اعلم ما لا تعلمون	تم نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں

اس کے بعد آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اپنے علم خاص سے نوازا پھر دونوں کا امتحان لیا جس میں آدم علیہ السلام کامیاب ہوئے اس سے ملائکہ جان گئے کہ آدم علیہ السلام کے پاس ایسا علم ہے جو ان کے پاس نہیں جسکی بنا پر وہ فرشتوں سے فائق ہیں پھر ان کی اس فوقیت اور فضیلت کے اظہار کیلئے کہا "اُسجدوا لآدم" علماء نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے "آدم کی وجہ سے سجدہ کرو" یعنی آدم کے پیدا کرنے پر تم نے اعتراض کیا تھا اب تم نے دیکھ لیا کہ اسکو کتنی بڑی فوقیت وفضیلت حاصل ہے اس کے پاس کتنا بڑا علم ہے اسکی وجہ سے اب تم سجدہ کرو یہ نہیں کہا کہ آدم کو سجدہ کرو بلکہ آدم کی وجہ سے سجدہ کرو۔ جیسے بیت اللہ کی طرف منھ کرکے سجدہ کیا جاتا ہے تو وہ سجدہ خانہ کعبہ کو نہیں کیا جاتا سجدہ تو اللہ تعالیٰ کو کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ علماء نے لکھا ہے جو شخص بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتا ہے اور نیت کرتا ہے بیت اللہ کو سجدہ کرنے کی تو وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کیلئے ان کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا۔

نماز میں دو سجدوں کا ثبوت

سائل:۔ سنا ہے کہ ابلیس نے سجدہ نہیں کیا ملائکہ سجدہ سے اٹھے تو انھوں نے ابلیس کو کھڑا دیکھا اسلئے دوبارہ سجدے میں گرے اسی لئے نماز میں دو سجدے ہیں؟

حضرت:۔ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک سجدہ تو قرآن پاک سے ثابت ہے اور دوسرا سجدہ اجماع سے ثابت ہے۔ ابلیس نے تو صاف صاف مقابلہ کیا اور کہا

انا خیر منه خلقتنی من نار وخلقته من طین — کہ میں آدم سے بہتر ہوں مجھے تو تو نے آگ سے پیدا کیا اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے

پیدا کیا آگ افضل ہے مٹی سے میں کیسے سجدہ کروں اس طرح حکم خداوندی کے مقابلہ میں دلیل لایا جو کفر ہے گویا ابلیس یہ دلیل اس حکم کو توڑنے کیلئے لایا اسی لئے کہتے ہیں۔

اَوّلُ مَنْ قَاسَ اِبْلِیْسُ سب سے پہلے جس نے خدا کے حکم کے مقابلہ میں دلیل پیش کی وہ ابلیس ہے۔

شرعی احکام میں دلیل ہوتی ہے حکم کو مضبوط کرنے کیلئے اسکو دوسری جگہ تک متعدی کرنے کے لئے ابلیس نے دلیل حکم توڑنے کیلئے پیش کی اس لئے یہ کفر ہے۔

سجدۂ سہو کا محل

سائل:۔ سجدۂ سہو التحیات پڑھکر کرنا چاہئے یا التحیات درود شریف اور دعا پڑھکر؟ حضرت:۔ التحیات میں تشہد عبدہ ورسولہ تک پڑھکر پھر سلام پھیر کر سجدہ کرنا چاہئے اس کے بعد پوری التحیات درود شریف اور دعا پڑھکر سلام پھیرنا چاہئے!

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات

سائل:۔ آپ نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ یا ان سے کچھ پڑھا ہے؟ حضرت:۔ جی ہاں زیارت کی ہے جس زمانے میں، میں دار العلوم دیوبند پڑھنے کے لئے گیا تھا حضرت شاہ صاحب وہاں پر نہیں تھے ڈابھیل تشریف لے گئے تھے البتہ درمیان سال میں کبھی کبھی تشریف لاتے تو ہم لوگ مکان پر حاضر ہوتے۔ ایک مرتبہ کسی فتوے پر دستخط کرانے کیلئے حضرت شاہ صاحبؒ کے پاس گیا فتویٰ لکھا تھا مولانا (حسین احمد صاحب) مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اور دستخط کرانے کیلئے میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا حضرت شاہ صاحب اسوقت کھانا تناول فرمارہے تھے میں باہر بیٹھ گیا کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے فتویٰ پیش کر دیا حضرت شاہ صاحب یوں بیٹھے (یہاں پر حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹھنے کی ہیئت دکھلائی) فتویٰ دیکھا اور فرمایا کہاں سے لکھا ہے مولوی صاحب نے پھر خود ہی فرمایا ہاں. بحر الرائق (کتاب کا نام) کی روایت ہے پھر تحریر فرمایا "الجواب صحیح محمد انور" ساری عمر میں بس اتنی بات کی نوبت آئی تھی وعظ ان کا میں نے سنا ہے ایک دفعہ جامع مسجد میں وعظ فرمایا ایک جلسے میں بھی وعظ فرمایا طلباء سب جاتے تھے مکان پر بھی حاضری کی نوبت آئی۔ سائل:۔ حضرت شاہ صاحب کا وعظ عام فہم

ہوتا تھا یا نہیں ؟ حضرت :- گفتگو بھی انکی عام فہم نہیں ہوتی تھی حضرت وعظ میں احادیث پڑھتے اور فرماتے کہ یہ صحیح ابن ماجہ کی ہے۔

مدارس میں سود کا چندہ

استفسار کیا گیا کہ حضرت ! سودی رقم مدارس میں دینا کیسی ہے ؟ ارشاد فرمایا کہ ایک بازاری عورت پیشہ کرتی تھی ایک مدرسہ کے سفیر صاحب نے اس سے چندہ کیلئے کہا اس نے کہا حضرت ! آپ کو معلوم ہی ہے کہ ہماری کمائی کیسی ہے ؟ وہ کہنے لگا :- ہاں ہاں معلوم ہے طلباء کیلئے بیت الخلاء بنائیں گے استغفر اللہ اللہ جانے یہ لوگ کہاں سے مسائل تلاش کرکے لاتے ہیں کہ یہ بھی جائز وہ بھی جائز ۔

دار الحرب اور سود

سائل :- کیا ہندوستان دار الحرب ہے کہتے ہیں کہ اس سلسلہ میں کسی بزرگ کا فتویٰ بھی ہے کیا ایسے حالات میں سود لے سکتے ہیں ؟ حضرت :- ایک مرتبہ وحید الدین خاں صاحب سے ملاقات ہوئی وہ دیوبند آئے ہوئے تھے پھر دار الافتاء بھی بحیثیت مہمان آگئے وہ فتویٰ پوچھ رہے تھے ہندوستان کے دار الحرب ہونے اور اسمیں سود کے جواز کا انھوں نے کہا کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں اس کو دار الحرب قرار دیا ہے اسی واسطے سود کا لینا دینا جائز قرار دیا ہے ۔ میں نے کہا :- حضرت شاہ عبد العزیزؒ کی کتابیں شیعوں کے ہاتھ لگ گئی تھیں اس میں انھوں نے تحریف کی لہٰذا متعین طور پر یہ کہنا دشوار ہے کہ یہ چیز حضرت شاہ صاحب کی ہے یا کسی اور کی تاہم اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان کے نزدیک ایسا تھا تو انھوں نے صرف اتنا ہی نہیں کہا کہ ہندوستان دار الحرب ہے بلکہ انھوں نے اس کے تقاضے پر بھی عمل کیا جہاد کیا مولانا اسماعیل شہیدؒ کو جہاد کیلئے بھیجا جب کسی جگہ کو دار الحرب قرار دیا جائے گا تو دار الحرب سے متعلق جتنی چیزیں ہوں گی ساری آئیں گی ان سب سے تو آپ حضرات قطع نظر کرتے ہیں اور جہاں

سود کا لین دین شروع ہوا تو دارالحرب ہونے پر نظر گئی انھوں نے کہا: یہ کہ میرا ذہن تو اس طرف کبھی گیا ہی نہیں۔ سائل:۔ کہا جاتا ہے کہ علامہ انور شاہ صاحب بھی ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے تھے۔ حضرت:۔ انگریز کی حکومت کے زمانے میں ایک فتویٰ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا منسوب کیا گیا ہے یہ فتویٰ شائع بھی ہوا فارسی زبان میں تھا اسکی نقل حضرت شاہ صاحب تک پہونچائی گئی درحقیقت وہ فتویٰ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے میں نے بھی اس کی نقل لی ہے ہو سکتا ہے کہ حضرت گنگوہیؒ کے اس فتوے کی روشنی میں حضرت شاہ صاحب نے فتویٰ تحریر فرمایا ہو مگر تحقیق کے ساتھ حضرت شاہ صاحب کی رائے معلوم نہیں کیا تھی؟

رہا مسئلہ سود تو ایک مجلس میں اس کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی حضرت شاہ صاحب بھی موجود تھے دیگر علماء بھی موجود تھے کسی نے حضرت شاہ صاحب سے درخواست کی کہ حضرت ارشاد فرمائیں کہ ہندوستان میں سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

تو حضرت شاہ صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا کہ "دیکھو بھائی بات صاف ہے جسکو جہنم میں جانا ہو جائے راستہ سیدھا ہے مگر ہماری گردنوں کو پُل بنا کر نہ جائے"

حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب کوئی شخص سود کو جائز کہتا ہے تو میرے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حضرت گنگوہیؒ حضرت نانوتویؒ نے دارالحرب ہونے کی بنا پر جہاد کیا ہے سود کو جائز نہیں کہا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے بہت سی چیزیں آئیں

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہما السلام کو جنت میں رکھا اور فرمایا وکلا منہا رغداً حیث شئتما ولا تقربا ھٰذہ الشجرۃ اس شجرہ کے پاس نہ جانا فتکونا من الظالمین ورنہ ظالمین میں سے

ہو جاؤ گے لیکن اسی شجرہ کے پاس جانے کی نوبت آئی وہ کھایا اس کے کھانے کی وجہ سے
اس کا ریشہ دانت میں اٹکا اس ریشے کو دانت سے نکالنے کیلئے لکڑی توڑی اس لکڑی کا خلال
بنایا۔ جو لباس پہنے ہوئے تھے وہ لباس بدن سے گرا لباس سارے بدن پر ایسا تھا جیسے
ناخن جب برہنہ ہو گئے تو حیا معلوم ہوئی اور جس درخت کے پاس جائیں پتے توڑنے
کیلئے وہی پرے کو ہٹ جاتے انجیر کے درخت نے اپنے پتے دیئے ان پتوں کو لیکر ان سے
اپنے بدن کو چھپایا جب شیطان نے وہاں سے پھسلایا تھا تو ایک پتھر پر سہارا لیا تھا
اسی طرح بدن پر جنت کے زیور تھے وہ سب اتر گئے صرف ایک انگوٹھی رہ گئی اسکو منھ میں
دے لیا تھا جب جنت سے زمین پر بھیجے گئے تو وہ پتے بھی ساتھ آئے پتھر بھی آیا
اور لکڑی بھی آئی اور وہاں اس خطا پر سارے درخت روتے تھے سوائے عُود کے تو عود
کی لکڑی بھی آئی یہاں آکر انجیر کے پتوں کو یہاں کی ہوا لگی وہ سوکھ گئے اور بدن سے گر گئے
پھر حضرت آدم علیہ السلام کے بدن سے جو پتے گرے انکو ہرن نے کھایا جس سے مشک پیدا
ہوا اسی واسطے مشک کی مہکتی ہوئی خوشبو مرد کے لئے درست اور جائز ہوئی عورت کے
لئے نہیں حضرت حوا علیہا السلام کے بدن سے جو پتے گرے انکو کیڑے نے کھایا جس سے
ریشم پیدا ہوا اسی واسطے ریشم عورت کے لئے درست ہے مرد کے لئے نہیں جب برہنہ
رہ گئے تو جنت میں ایک دنبہ پرورش کیا جا رہا تھا اسکی اون اتار کر فرشتہ لایا حضرت حوا سے
کہا:۔ اس سے کپڑے تیار کر و اپنے بھی حضرت آدم کے بھی حضرت حوا علیہا السلام نے کہا:۔
میرے اوپر دوہرا کام اپنے واسطے بھی کپڑے بناؤں ان کے واسطے بھی تو عورت کے ذمے شوہر
کی خدمت لازم کی گئی حضرت آدم علیہ السلام سے کہا گیا کماؤ! کمائی کے طریقے بتائے گئے
اپنے لئے بھی حضرت حوا کے لئے بھی انھوں نے کہا میرے ذمے دوہرا خرچ اپنا بھی حضرت
حوا کا بھی کہا گیا ہاں بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے اور مرد کے لئے دوہرا حصہ تجویز ہوا۔
للذکر مثل حظ الانثیین عود جو ساتھ آئی اسکو یہ سزا دی گئی کہ اسکو آگ

میں جلایا جاتا ہے جس سے دھواں نکلتا ہے وہ دھواں خوشبودار ہوتا ہے عود کی لکڑی اور کسی کام نہیں آتی وہ انگوٹھی جس کو منھ میں دے لیا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی بنی اور لکڑی جس سے خلال نکالا تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا بنا جس میں تین ہزار معجزات تھے وہ پتھر جس پر سہارا دیا تھا وہ حجر اسود بنا جس کا استلام کیا جاتا ہے اور اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں پہلے یہ نہایت سفید روشن چمکدار تھا جہاں جہاں تک اسکی شعاع پہونچی وہ حصہ حرم کہلاتا ہے۔

جہاد

سائل:- کیا آجکل مسلمانوں پر جہاد فرض ہے؟ حضرت:- جہاد کے معنیٰ دین کے لئے کوشش جدوجہد کرنا یہ ہر زمانے میں ہر ایک پر اسکی حیثیت کے موافق فرض رہا ہے قرآن پاک میں ہے وَجَاهِدُوا فِي اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ایک جہاد فقہاء کی اصطلاح میں قتال کے معنیٰ میں ہے اس کے لئے کچھ شرائط ہیں وہ شرائط جہاں موجود ہوں گی وہاں اس کا حکم کر دیا جائیگا۔

جی پی فنڈ اور سود

سائل:- مروجہ جی پی فنڈ جس کو تنخواہ سے کاٹا جاتا ہے اور اسمیں اضافہ کرکے رقم دی جاتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔ حضرت:- ایک شخص سرکاری ملازم ہے سرکار اسکی تنخواہ میں سے ہر مہینہ کچھ حصہ کاٹ لیتی ہے جب وہ ملازمت ختم کرتا ہے تو پھر جتنی اسکی تنخواہ کٹی ہے وہ اور اسکے اوپر کچھ اضافہ کرکے اپنی طرف سے اسکو دیتی ہے وہ جائز ہے یہ سود میں داخل نہیں اتنے برس جو اس نے خدمت کی ملازمت کی اس خدمت اور کارکردگی کا انعام اسکو دیا جاتا ہے اگر یہ شخص اپنی تنخواہ وصول کرکے اپنی طرف سے خود داخل کرتا جمع کرتا اور پھر اس پر سود ملتا وہ سود بنتا لیکن جب اس نے اپنی طرف سے اپنی تنخواہ جمع نہیں کی بلکہ حکومت نے اپنے قانون کے ماتحت اسکی تنخواہ سے کاٹ کر زیادہ

کر کے دیا تو یہ اس کے حق میں سود نہیں پہلے بھی مسلمان حکومتوں میں جب ملازم بوڑھے ہوتے اور ملازمت کے قابل نہ رہتے تو کبھی تو ایسا ہوتا کہ انکو یکمشت ایک رقم دیدیتے تھے تاکہ وہ لوگ اپنی بقیہ زندگی میں کسی معمولی کاروبار سے گزارہ کرلیں کبھی ایسا ہوتا کہ انکی پنشن مقرر کردیتے پنشن یا یکمشت جو رقم دیجاتی وہ سود نہ تھی بلکہ انکی خدمات کا انعام اور صلہ تھا تاکہ اپنی بقیہ زندگی اچھی طرح گذار سکیں۔

تنخواہ میں سے کچھ کاٹا اور کچھ اپنے پاس سے ملایا تاکہ آدمی ملازمت ختم ہونے پر پریشان نہو اپنا گذارہ کرسکے یہ سود نہیں ہے یہ انعام ہے۔

تقلید کی تعریف اور اسکا ضروری ہونا

سائل:۔ تقلید کیا چیز ہے کیا یہ ضروری ہے؟

حضرت:۔ تقلید کے معنیٰ ہیں فرعی فقہی جزئیات میں غیر مجتہد کا قولِ مجتہد کو تسلیم کرلینا بغیر اس سے دلیل طلب کئے۔ اس اعتماد پر کہ اس کے پاس اصلی دلیل ہے جو شخص خود مجتہد نہ ہو اور مجتہد کے قول کو فرعی مسائل میں تسلیم کرے اور اس سے دلیل طلب نہ کرے نہ کہے کہ اسکی دلیل کیا ہے بلکہ اعتماد بھروسہ ہو کہ اسکے پاس دلیل موجود ہے یہ تقلید ہے۔

مثلاً ایک شخص نے پوچھا کہ چار رکعت کی نماز تھی دو رکعت پر بیٹھنا چاہئے تھا بھول گئے۔ کھڑے ہوگئے۔ چوتھی رکعت میں یاد آیا کہ دو رکعت پر بیٹھنا بھول گئے تھے اس نے سلام پھیر کر سجدۂ سہو کرلیا تو اسکی نماز ہوگئی یا نہیں آپنے جواب دیا کہ ہوگئی اس نے نہیں پوچھا کہ اسکی دلیل کیا ہے اس اعتماد پر کہ آپ کے پاس دلیل ہے تو یہ تقلید ہے۔ جس شخص کو مسئلہ معلوم نہ ہو اس کے ذمہ لازم ہے کہ جسکو معلوم ہے اس سے مسئلہ پوچھے اور یہ اس واسطے لازم ہے کہ اس کے بتانے کے مطابق عمل کرے قرآن شریف میں ہے فاسئلوا

اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون یعنی اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھو پس جو مسئلہ آدمی کو معلوم نہ ہو اسکو اہلِ علم سے پوچھنا لازم ہے اور پوچھنے کا فائدہ یہی ہے کہ اس کے بتانے پر عمل کرے فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم ہر بڑی جماعت میں سے چھوٹی جماعت ایسی ہونی چاہیے جو تفقہ فی الدین حاصل کرے اور جب اپنی قوم کے پاس پہونچے تو انکو احکام خداوندی سنائے ان کے سنانے سے فائدہ یہی ہے کہ لوگ تسلیم کریں اسی کا نام تقلید ہے۔

تقلید ائمہ اربعہ ہی کی کیوں؟

قرآن شریف میں ہے واتبع سبیل من اناب الیّ اس شخص کی سبیل کا اتباع کرو جو میری طرف منیب و مسیب ہو۔ اتباع سبیل کے لئے علم سبیل ضروری ہے۔ سبیل کیا ہے وہ ائمہ اربعہ کے مذاہب ہیں مجتہد تو اگر چہ بہت سے ہوئے ہیں صحابہ میں بھی تابعین میں بھی تبع تابعین میں بھی لیکن ان میں سے کسی کا مذہب اس تفصیل کے ساتھ مدون نہیں جس تفصیل کے ساتھ ائمہ اربعہ کے مذاہب مدون ہیں کتاب الطہارۃ سے کتاب الفرائض تک ہر باب کے مسائل موجود ہیں بے شمار جزئیات ہیں اس طریقہ پر کسی کے مسائل موجود نہیں مجبوراً انہی کا اتباع کیا جاویگا پھر ان میں سے کسی ایک کا اتباع کرنا چاہیے اگر اجازت دیدی جاوے کہ جس مسئلہ میں جسکی چاہو تقلید کرو تو یہ ہوگا کہ آدمی ایک کے پاس آئے گا مسئلہ پوچھنے کیلئے انکے پاس کچھ تنگی محسوس ہوگی تو دوسرے کے پاس جائے گا انکے پاس بھی تنگی محسوس ہوگی تو کسی اور کے پاس جائے گا اس طرح دین کھلونا بن جائے گا اور انسان اپنی خواہش کا

تبع ہوگا اسکی خواہش کے مطابق جہاں سے حکم ملے گا اس کا اتباع کریگا اور تلفیق بھی ہوسکتی ہے مثلاً ایک شخص نے وضو کیا وضو کے بعد اسکو قے آگئی کسی نے کہا کہ بھئی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جاؤ دوبارہ وضو کرو وہ کہے گا کہ امام شافعیؒ کے یہاں وضو نہیں ٹوٹتا میں ان کے مسلک پر عمل کررہا ہوں اس کے بعد اس نے بیوی کو ہاتھ لگایا تو کسی نے کہا کہ امام شافعیؒ کے نزدیک بیوی کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جاؤ دوبارہ وضو کرو وہ کہے گا کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر عمل کرتا ہوں ان کے نزدیک تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اس وضو سے وہ نماز پڑھیگا تو کسی کے نزدیک بھی نماز نہیں ہوگی نہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نہ امام شافعیؒ کے نزدیک یہی تلفیق ہے ایک مریض کبھی اس ڈاکٹر کی دوا کرے کبھی اُس کی کرے تو اس کا مرض خراب ہوگا اس کیلئے ایک ڈاکٹر متعین ہونا چاہئے۔

تقلید بدعت نہیں

سائل:۔ کیا تقلید بدعت نہیں کہ نئی ایجاد ہے اسی طرح بیعت کرنا جیسے پیر لوگ کرتے ہیں دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ان چار سلسلوں میں بیعت نہیں فرمائی اس لئے بدعت ہے اور بدعت کا نتیجہ حدیث میں جہنم بتایا گیا کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار ! حضرت:۔ اگر کوئی شخص بخار میں مبتلا ہے اور حکیم کے پاس جاتا ہے حکیم نے اسکو نسخہ لکھ دیا بادیان وغیرہ تو کیا اسکو بھی بدعت کہیں گے کہ یہ نئی ایجاد ہے ہرگز نہیں اسی طرح اسکو سمجھ لو۔

قرآن شریف میں ہے یا ایھا النبی اذا جاءک المؤمنٰت یبایعنک علیٰ ان لا یشرکن باللہ ـ الیٰ قولہ ـ فبایعھن واستغفر لھن اللہ الخ یہی تو بیعت میں ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے رہا یہ کہ جو چیز بعد میں آئی وہ مطلقاً بدعت ہے یہ غلط ہے ایسا نہیں کوئی یہ کہے گا کہ تم

حضورؐ کے زمانے میں نہیں تھے بعد میں پیدا ہوئے تو تم بدعت ہو اسی طرح تمہارے باپ دادا بھی اس زمانے میں نہ تھے اس لئے انکو بھی بدعت کہیگا اور تم اسکے لئے تیار نہیں۔

خارق عادت کی اقسام

سائل:۔ معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟

حضرت:۔ جو چیزیں خارق عادت ہوں انکا صدور نبی سے ہوگا یا غیر نبی سے اگر نبی سے ہے تو دعویٰ نبوت سے پہلے ہوگا یا بعد میں ہوگا اگر دعویٰ نبوت سے پہلے ہے تو اسکو کہتے ہیں ارہاص جیسے حضور اکرمؐ نبی بننے سے پہلے سفر میں تشریف لے جاتے تو بادل آپ پر سایہ کرتے ایک درخت کے نیچے جاکر بیٹھے تو درخت کی شاخیں ادھر متوجہ ہوگئیں جھک گئیں پتھرے سلام کرنے کی آواز آئی درخت سے سلام کرنے کی آواز آئی یہ چیزیں ارہاصات کہلاتی ہیں اگر انکا صدور نبی سے بعداز دعویٰ نبوت ہو تاکہ نبوت کی دلیل لوگوں پر آشکارا ہوجائے اسکو کہتے ہیں معجزہ جیسے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے ہاتھ میں کنکری نے تسبیح پڑھی ایک درخت کو بلایا درخت سامنے آکر جھک گیا قضائے حاجت کیلئے کسی جگہ تشریف لے گئے تو درخت کھل گیا درمیان سے وہاں جاکر آپ نے قضائے حاجت کرلی درخت پھر بند ہوگیا یہ معجزات کہلاتے ہیں۔

اور اگر خارق عادت کا صدور غیر نبی سے ہو تو ولی سے ہوگا یا غیر ولی سے ہوگا اگر ولی سے ہو تو اسکو کرامت کہتے ہیں اگر غیر ولی سے ہوگا تو صالح سے ہوگا یا غیر صالح سے ہوگا اگر صالح سے ہو تو اسکو معونت کہتے ہیں اگر غیر صالح سے ہو تو اسکو استدراج کہتے ہیں۔

تبلیغی نصاب میں لفظ "ہلکا پھلکا"

سائل:۔ تبلیغی نصاب کی فضائل نماز میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بڑا قابل رشک ہے وہ مسلمان جو ہلکا پھلکا ہو

(یعنی اہل وعیال کا زیادہ بوجھ اس پر نہ ہو) نماز سے وافر حصہ اسکو ملا ہو روزی صرف گذارے کے قابل ہو جس پر صبر کر کے عمر گذار دے اللہ کی عبادت اچھی طرح کرتا ہو گمنامی میں پڑا ہو جلدی سے مرجائے نہ میراث زیادہ ہو نہ رونے والے زیادہ ہوں کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل وعیال کم کر سکتے ہیں نسبندی وغیرہ سے ؟

حضرت :۔ نہیں یہ مطلب نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب انسان کا ذکر تذکرہ زیادہ ہوتا ہے یعنی لوگوں کی نظروں میں اونچا ہوتا ہے کاروبار پھیلا ہوتا ہے لین دین زیادہ ہوتا ہے تو اس کے ساتھ حقوق بھی زیادہ وابستہ ہو جاتے ہیں اور حقوق کی ادائیگی میں بسا اوقات کوتاہی ہو جاتی ہے اس سے پکڑ بھی ہوتی ہے اور جو شخص زیادہ پھیلاؤ نہ رکھتا ہو زیادہ تعلقات بھی اس سے وابستہ نہوں ہلکا پھلکا ہو اور پھر دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس کا مسئلہ بہت آسان ہوتا ہے اس کا حساب کتاب آسان ہوتا ہے اسی وجہ سے جس شخص کے پاس مال زیادہ ہے اسکو زیادہ دیر تک حساب دینا پڑیگا کیونکہ سوال ہوگا کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جتنا زیادہ مال ہے تو اتنا ہی زیادہ حساب دینا ہے کمانے کا بھی اور خرچ کرنے کا بھی اور جس کے پاس مال زیادہ نہیں تو اس کا حساب بھی زیادہ نہیں یہ مراد ہے حدیث شریف کی نہ وہ جو آپ سمجھ رہے ہیں ۔

طریقۂ حج

سائل :۔ حضرت حج کا طریقہ بیان فرمائیں اجمالی طور سے ؟ حضرت :۔ قرآن میں آیا ہے۔ سائل :۔ حضرت : ذرا تفصیل فرمائیں حضرت :۔ (خاموش رہے) سائل :۔ حج کس طرح کریں ہم لوگ نئے ہیں ذرا آسان ترکیب ذکر فرمادیں حضرت :۔ کس قسم کا حج ؟ اسکی تین قسمیں ہیں (۱) افراد (۲) قران (۳) تمتع سائل :۔ تمتع حضرت :۔ میقات سے تم احرام باندھ کر مکہ آؤ تو طواف کرو اسکے بعد سعی کرو پھر حلق کراؤ اور احرام کھولو اب مکہ میں رہو طواف کرتے رہو ۸ ذی الحجہ کو احرام باندھو

طواف نفل کرو اس کے بعد اگر سعی کرنی ہے تو رمل اور اضطباع بھی ہوگا اب منیٰ جاؤ ظہر سے پہلے وہاں پہونچو اور پانچ نمازیں وہاں پڑھ لو یعنی ۹؍ تاریخ کی فجر تک پانچ نمازیں پوری ہونگی ۹؍ ذی الحجہ کو جب سورج نکلے اور اسکی شعاعیں منیٰ کی پہاڑی پر پڑنے لگیں تو وہاں سے عرفات جاؤ وہاں زوال سے پہلے پہنچیں وہاں لیٹو بیٹھو یہانتک کہ ظہر کا وقت آجائے پھر اگر امام الحج موجود ہے تو اسکے پیچھے نماز ظہر اور عصر اکھٹے پڑھو پہلے ظہر پھر عصر۔ اگر اپنے خیمے میں ہی پڑھو تو صرف ظہر پڑھو پھر وقوف کرو دعا کرو الحزب الاعظم پوری پڑھ لو کلمہ طیبہ کلمہ شہادت کلمہ تمجید استغفار جسقدر ہوسکے پڑھو کھڑے ہوکر تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ عصر پڑھو پھر دعا اور ذکر میں مشغول رہو حتیٰ کہ آفتاب غروب ہوجائے غروب کے بعد مغرب پڑھے بغیر مزدلفہ کیلئے روانہ ہوجاؤ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء اکھٹے پڑھو یہ رات جاگنے کی ہے تسبیح درود شریف استغفار تہجد میں مشغول رہو حتیٰ کہ صبح صادق ہوجائے۔ ۱۰؍ ذی الحجہ۔ آج فجر غلس میں پڑھو پھر وقوف کرو کھڑے ہوکر کچھ دیر دعا کرو پھر منیٰ کیلئے روانہ ہوجاؤ راستہ میں کنکریاں اٹھالو اور سیدھے جمرہ عقبیٰ پر پہنچکر سات کنکریاں مارو واپس ہوکر منیٰ میں قربانی کرکے سر منڈالو احرام کھول لو اسکے بعد کپڑے پہن لو پھر مکہ آؤ اور طواف زیارت کرو یہ رکن ہے (اسمیں نیت شرط ہے) رات کو منیٰ آجاؤ مکہ میں ٹھہرنا چاہو تو ٹھہرو لیکن سنت طریقہ یہ ہے کہ رات کو منیٰ ہی میں ٹھہرو ان ایام کی رات کو مکہ میں ٹھہرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں صبح کو پہلے شیطان کو کنکری مارو اور کچھ فاصلہ سے کھڑے ہوکر دعا کرو پھر دوسرے شیطان کو کنکری مار کر کچھ دور ہٹ کر دعا کرو پھر تیسرے شیطان کو کنکری مار کر بغیر دعا کئے واپس آجاؤ۔ ۱۱؍ ذی الحجہ۔ پہلے روز زوال سے پہلے کنکری مارنا سنت ہے اور دوسرے اور تیسرے روز زوال کے بعد سنت ہے دوسرے روز بھی (۱۲؍ ذی الحجہ میں) ایسا ہی کرو اور غروب سے پہلے مکہ آجاؤ کنکری مارنے میں دس تاریخ کو زوال سے پہلے ورنہ غروب سے پہلے بہتر وقت ہے (زوال سے پندرہ بیس منٹ پہلے بھیڑ کم ہوتی ہے) مغرب بعد وقت مکروہ ہوجاتا ہے دوسرے تیسرے روز بعد زوال کنکری مارے (غروب سے پندرہ بیس منٹ قبل بھیڑ کم ہوتی ہے) عورت اور معذور رات کو کنکری ماریں تو بھی درست ہے۔

سیاسیات

خلافت اسلامیہ کی کوشش

ایک صاحب نے عرض کیا حضرت! بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلامی نہج پر خلافت ضروری ہے اور تبلیغ والوں میں ظاہراً اس کے لئے کوشش نہیں ہو رہی ہے بلکہ مخالف ہیں حضرت نے فرمایا:- اسلامی حکومت کا کون مسلمان مخالف ہو سکتا ہے لیکن وہ حکومت اسلامی چلائیگا کون؟ غیر تربیت یافتہ افراد تو چلا نہیں سکتے اسواسطے اس محنت دعوت و تبلیغ سے افراد کو یہاں تیار کیا جاتا ہے دیکھو جس وقت ہندوستان کو آزاد کرنے کی تدبیریں کی جا رہی تھیں ایک بڑی جماعت کا مطالبہ یہ بھی تھا کہ پاکستان بننا چاہئے وہاں اسلامی حکومت ہونی چاہئے جو لوگ اس مطالبہ سے اتفاق نہیں رکھتے تھے ان کا مطلب یہ تھوڑا ہی تھا کہ اسلامی حکومت نہیں ہونی چاہئے بلکہ وہ سوال کرتے تھے کہ اسلامی حکومت چلائے گا کون؟ اسلام جس کے اندر جتنا ہے اتنا ہی وہ اسلامی حکومت کو چلائیگا اور بغیر تربیت اسلام آئے گا نہیں اسلئے تربیت کا کام ہونا چاہئے اور وہ تبلیغی جماعت کی محنت سے ہو رہا ہے کوشش ہو رہی ہے حق تعالےٰ شانہ کامیابی عطا فرمائے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اپنی شان کے مطابق لکھا کہ ہماری نا اہلیت کی وجہ سے یہ چیز ہم سے چلی گئی اب اسلام کا کام علیٰ سبیل الدعایہ ہوگا نہ کہ علیٰ سبیل السیاسۃ لیکن یہ یاد

رہے کہ یہ حضرات ہم سے بڑے تھے ہمیشہ محاسبۂ نفس کیا کرتے تھے بلند سے بلند مقام پر پہونچ کر بھی اپنے کو نااہل سمجھتے تھے۔

حکمت اور سیاست

سائل:۔ حضرت ذرا حکمت اور سیاست کی تشریح فرمائیں
حضرت:۔ کیا لفظ سیاست کہیں قرآن پاک میں آیا ہے؟ سائل:۔ اس بارے میں ایک لفظ آیا ہے "لا مساس"۔ حضرت:۔ نہیں مساس مس یمس سے ہے چھونے کے معنی میں چھوت چھات۔ سامری نے کہا تھا لا مساس یہ سیاست کے مادے سے نہیں ہے البتہ ایک روایت میں ابلیس کے متعلق آیا ہے کان یسوس الملائکۃ کہ وہ ملائکہ کی سیاست کرتا تھا یعنی تربیت اور دیکھ بھال کرتا تھا اسی سے ابلیس کو معلم الملکوت کہتے ہیں۔ آجکل سیاست کا مفہوم نہایت گندہ ہے یعنی نکما دھوکے باز، جھوٹا، بدمعاش، شریر، لالچی، رشوت خور، موقع پر قوم کو لیجا کے کھڑا کرکے سب کو ہلاک کردینے والا کہتے ہیں "ارے یہ تو فلانے کی سیاست ہے" اور حکمت کے معنی ہیں ماوافق الحق والصواب جو چیز حق اور خلوص کے موافق ہو قرآن پاک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔

(۱) یتلوا علیہم آیاتہ — وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر
(۲) ویزکیہم (۳) ویعلمہم — سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں
الکتاب (۴) والحکمۃ — کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں۔ بیان القرآن

یہاں حکمت سے مراد بہترین سمجھ اور حسن فہم ہے۔ جیسے کہ ائمہ مجتہدین قرآن کریم کی ایک ایک آیت سے ایک ایک لفظ سے اپنے حسن فہم و سمجھ سے استنباط کرتے چلے آئے ہیں۔ سیاست سے ایک لفظ آتا ہے سائس۔ جو شخص گھوڑے کی پرورش کرتا ہے اسکی کمر کو ملتا ہے پیروں کو رگڑتا ہے اسکے کھانے کا انتظام کرتا ہے اسکو دوڑاتا ہے قسم قسم کی رفتار سے اسکو چلاتا ہے وہ سائس کہلاتا ہے۔ اسی طرح جو قوم کی پرورش

کرے تربیت کرے جس طرح کہ سائس گھوڑے کی پرورش کرتا ہے اصل میں سیاست دال وہی ہے لیکن یہ بگڑ گیا اب سیاست کہنے لگے چالاکی کو۔

اسلامی سیاست

حقیقی سیاست وہ ہے جو شاہ فارس کے دریافت کرنے پر اسکو بتائی گئی تھی مسلمانوں کے وفد سے بادشاہ نے پوچھا تھا بتاؤ تمہارا امیر کیسا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا تھا:- امیرنا لا یخدع و لا یُخدع (اس جملہ میں ایک مبتدا ہے اور دو خبریں ہیں) کہ ہمارا امیر کسی کو دھوکہ نہیں دیتا یعنی اعلیٰ درجہ کا دیانتدار امانتدار ہے اور کسی کے دھوکے میں نہیں آتا یعنی نہایت ہی بیدار مغز ہوشیار اور چوکنا ہے۔

دورِ حاضر کی سیاست

۱۹۳۷ء سے پہلے الیکشن میں مسلم لیگ اور کانگریس کا مقابلہ تھا ایک مسلمان لیڈر نے مولانا مدنی رح سے وعدہ کیا کہ اگر آپ ہماری جماعت کا ساتھ دیں تو یہ کریں گے وہ کریں گے بہت وعدے وعید کئے اس پر مولانا نے ان کا ساتھ دیا جسکی بنا پر اس سال اس جماعت کو بہت نمایاں کامیابی حاصل ہوئی چھتیس ممبر انھوں نے اٹھائے تھے ان میں سے چونتیس کامیاب ہوئے اور جب الیکشن جیتنے کے بعد اس جماعت کا پہلا اجلاس لکھنؤ میں ہوا تو مولانا مدنی رح نے ان لیڈر صاحب کی خدمت میں مطالبات کی فہرست پیش کی انمیں ایک مطالبہ مثلاً یہ تھا کہ حکومت کیطرف سے چند مسلمان جج مقرر کئے جائیں جو مذہبی احکامات یعنی نکاح، طلاق وغیرہ کو مذہبی فتوی کے ماتحت ہی فیصل کیا کریں۔ وقف اور حج کے متعلق بھی کچھ چیزیں تھیں ان لیڈر صاحب کو یاد دلایا کہ آپ نے یوں وعدہ کیا تھا لہذا اس وعدہ کو پورا کیجئے۔ ان لیڈر صاحب نے مسکرا کر کہا کہ مولانا! آپ کس ہوا میں ہیں کیا سیاسی وعدے بھی کہیں شرمندۂ ایفا ہوا کرتے ہیں؟ اس پر حضرت مدنی علیہ الرحمہ نے اس جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور ایک شعر بھی تحریر کیا ؎

ما زخوباں چشم نیکی داشتیم خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

سیاسی اتباع سنت

آجکل کے سیاسی لیڈروں کی باتیں تو ایسی ہی ہوتی ہیں ایک صاحب تھے مسٹر عنایت اللہ مشرقی وہ کہتے تھے کہ تیرہ سو برس ہوگئے مولوی لوگ قوم کو دھوکہ دیتے چلے آرہے ہیں کہ اتباع سنت کرو اتباع سنت کرو اس کا یہ مطلب کہاں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات فرمائی ساری عمر بھر کیلئے مانو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے لیڈر کا اتباع کرو اپنے زمانے میں وہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) لیڈر تھے انکی بات کا ماننا اتباع سنت تھا اب جس زمانے میں جو لیڈر ہوگا اس زمانے میں اس کی بات کا ماننا اتباع سنت ہوگا۔

علماء دیوبند اور سیاست

سائل:۔ دیوبند کے اکابرین پہلے سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے بعد میں انھوں نے کیوں چھوڑ دیا؟ حضرت:۔ ذرا تفصیل سے بتایئے کہ کون حصہ لیتے تھے اور کس نے چھوڑ دیا سائل:۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ حصہ لیتے تھے اور آج کل کے حضرات حصہ نہیں لیتے۔ حضرت:۔ آپ یہ کیسے سمجھے کہ انھوں نے چھوڑ دیا آپ یہاں کشمیر میں بیٹھ کر دیوبند کا فیصلہ کیسے کر رہے ہیں نیز یہ بتایئے کہ جو حضرات سیاست میں حصہ لیتے تھے کس لئے لیتے تھے۔ سائل:۔ دین کی سربلندی کیلئے اور ہندوستان کو انگریز کے تسلط سے آزاد کرنے کیلئے حضرت:۔ جب ہندوستان آزاد ہوگیا مقصد حاصل ہوگیا اب کیا ضرورت رہی تاہم کچھ نہ کچھ تو اب بھی کرتے ہی رہتے ہیں ایسے نہیں کہ چین سے بیٹھ جاویں گے ہاں جیسے پہلے لیڈر تھے قربانی دینے والے اب وہ بات نہیں ہے۔

۴۷ء میں جبکہ مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی نے دہلی میں رہتے ہوئے وہ کام کیا کہ اللہ الصمد! کہیں معلوم ہوا کہ فلاں محلے میں فلاں مکان میں ایک مسلمان ہے تو اپنی گاڑی لیکر وہاں پہونچ گئے اور خود جاکر انکو نکال کر لائے اسطرح بہت سے مسلمانوں کو بچایا ایک دفعہ انکی گاڑی کو بھی کفار نے گھیر لیا وہ اپنی

گاڑی سے نکلے اور اسکی چھت پر چڑھے اپنی شیروانی کے بٹن کھولدیئے کہ لو یہ حفظ الرحمن ہے وہی حفظ الرحمن جسے چند روز پہلے زندہ باد کے نعروں کے ساتھ جیل خانہ بھیج آئے تھے اور پھر جیل سے چھڑا کرلے آئے تھے آج اگر تمہارا دل سینے پر گولی مارنے سے خوش ہوتا ہے تو ماردو یہ سینہ حاضر ہے جس کا جی چاہے ماردے انمیں سے کسی کی ہمت نہیں ہوئی کہ کچھ کرے اور جب تک وہ حیات رہے پارلیمنٹ میں بولتے ہی رہے کچھ سال پہلے مرارجی ڈیسائی کی حکومت آئی اس وقت حکومت نے ایک چیز پاس کرنا چاہی جس سے قربانی کرنا زد میں آتی تھی اس پر موجودہ حضرات علماء دیوبند ان سے سخت ناراض ہوئے اور اس کیلئے پورے ہندوستان کا دورہ کیا تو جس تاریخ سے حکومت کو اس سلسلے میں اپنا کام شروع کرنا تھا اس تاریخ میں ان حضرات کو بلایا اور ان حضرات سے کہا کہ سادے کاغذ پر ہم سے دستخط لے لو تمہارے سب مطالبات منظور ہیں یہی نہیں بلکہ جو لوگ مظالم کررہے تھے انمیں سے متعدد کو انکے عہدوں سے الگ کیا اور انکو بھی الگ کردیا جن پر یہ شبہ ہورہا تھا کہ قربانی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ بہرحال اب بھی کچھ نہ کچھ کرتے ہی رہتے ہیں ایسا نہیں کہ چھوڑ بیٹھے ہوں۔ باقی رہا میں تو میں نہ پہلے کچھ کرتا تھا نہ اب کرتا ہوں نہ انگریزوں کی حکومت میں کام کیا نہ ہی ہندوؤں کی حکومت میں نہ ہی کانگریس کی حکومت میں

ہندوؤں کیخاطر چوٹی وہ رکھے جس نے انگریز کیخاطر داڑھی منڈائی

۱۹۴۷ء میں جب حکومت کا انتخاب ہوا ایک صاحب نے آکر مجھ سے کہا مولوی صاحب! اب ہندوؤں کی حکومت ہوگی اسلئے سر پر چوٹی رکھنی پڑے گی اور دھوتی بھی باندھنی پڑے گی میں نے کہا:- یہ بات کہ ہندوؤں کی حکومت ہوگی یا کسی اور کی ان سے کہو جنھوں نے حکومت حاصل کی میں نے تو حاصل نہیں کی۔ اور میں ہندوؤں کی خاطر سر پر چوٹی کیوں رکھوں انکی خاطر سر پر چوٹی وہ رکھے گا جس نے انگریز کی خاطر داڑھی منڈائی اور انگریزی بال رکھے اسواسطے کہ جو شخص انگریز کی خاطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو منڈا سکتا ہے سر پر انگریزی بال رکھ سکتا ہے وہ ہندوؤں

کی خاطر چوٹی بھی رکھ سکتا ہے اور دھوتی بھی باندھ سکتا ہے ہم تو انگریزی حکومت میں بھی ایسے ہی رہے اور انشاء اللہ ہندوؤں کی حکومت میں بھی ایسے ہی رہیں گے ہماری طرف طاقت نہیں ہے انکو آنے کی اس پر اس نے کہا :۔ مولوی صاحب ! آپ کا جواب چڑا تو دیتا ہے (غصہ تو دلاتا ہے) مگر واقعی ہے صحیح ۔ لکھنؤ میں سرکاری لوگوں کا ایک اجتماع تھا جواہر لال نہرو بھی اسمیں تھا مولانا مدنیؒ بھی تھے مولانا مدنیؒ نے ایک بات پیش کی کہ اسطرح سے ہونا چاہئے جواہر لال نہرو نے کہا مولانا ! آپ ہمارے سروں پر اتنا بوجھ رکھتے ہیں جس کو ہم اٹھا نہیں سکتے مولانا کے پاس ایک چھڑی تھی اسکو ہاتھ میں اٹھا کر فرمایا :۔ ہٹ جائیے اس کرسی سے یہ کرسی نا اہلوں کے لئے نہیں ہے کوئی اہل آئے گا اس جگہ پر وہ کام کرے گا آپ ہٹ جائیے تبھی اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر ڈنڈوت کیا معافی مانگی اور کہا جسطرح آپ چاہتے ہیں اسی طرح سے ہوگا افسوس ! آج مسلمانوں میں ایسا کوئی لیڈر نہیں اللہ پاک پیدا کردے اسکو کچھ مشکل نہیں وہ ہر شے پر قادر ہے ۔

ہندوستان کی آزادی مسلمان کے ووٹ سے ہوئی

۱۹۴۷ء میں ہندوؤں کی زبان پر ایک نعرہ تھا کہ مسلمان پاکستان چلے جائیں گاندھی جی نے بھی اس کا مطالبہ کیا انھوں نے جواب دیا کہ میں کیسے کہدوں کیا میرے سامنے شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کی قربانیاں نہیں وہ ایسے وقت میں اٹھے جبکہ ہندو سو رہا تھا بیدار نہیں تھا ہندوستان کو آزاد کرانے کیلئے انھوں نے سوتے ہوؤں کو جگایا ۔ میں کیسے کہدوں کیا میرے سامنے مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کی قربانیاں نہیں ہیں ۔ مولانا ابو الکلام آزادؒ نے بھی تقریر کی فرمایا کہ ہم سے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو پاکستان چلے جانا چاہئے ہم کیسے پاکستان چلے جائیں ہمارے ووٹ کی قیمت ادا کرنی ہوگی ہمارے ووٹ سے ہندوستان آزاد ہوا ہے یہیں پاکستان بنے گا

عورت کو سربراہ مملکت بنانے سے متعلق ایک دلچسپ مکالمہ

کئی حضرات سے ایک مجلس میں ملاقات ہوئی ایک صاحب نے کسی صاحب کا تعارف کرایا کہ ان کو قرآن پاک کی تحقیقات کا زیادہ شوق ہے اور دینی مسائل سے بہت واقفیت رکھتے ہیں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں فوراً وہ صاحب بولے کچھ پوچھنا نہیں تبادلۂ خیال کرنا ہے پھر کہنے لگے :۔ عورت کو مملکت کا سربراہ بنانا کیسا ہے ؟ اور جو کچھ جواب دیں کتاب وسنت سے جواب دیں فقہی جزئیات پیش نہ کریں ۔ میں نے کہا پہلے یہ معلوم ہو جائے کہ مخاطب کا موقف کیا ہے تاکہ جواب دینے میں سہولت ہو بتلائیے آپ کا مسلک ومشرب کیا ہے ؟ انھوں نے بتلایا کہ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتا ہوں ۔ میں نے کہا :۔ دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ میں اپنی طرف سے جواب دوں دوسری صورت یہ ہے کہ مولانا مودودی کی طرف سے جواب دوں غالباً دوسری صورت آپ کے نزدیک زیادہ قابل ترجیح ہوگی (کیونکہ آپ جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں) وہ کہنے لگے ان (مودودی صاحب) کا اس بارے میں کیا مسلک ہے ؟ میں نے کہا :۔ انکے نزدیک تو عورت کو سربراہ بنانا جائز نہیں کہنے لگے :۔ اس کا ثبوت کیا میں نے کہا :۔ کتاب میرے پاس نہیں البتہ حوالہ دئے دیتا ہوں ترجمان القرآن ماہ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں مودودی صاحب نے لکھا ہے کہ ۔

پاکستان کی کسی اسلامی کورٹ میں عورت کو سیاسیات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور جو لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ جنگ جمل سے استدلال کرتے ہیں وہ صحیح نہیں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں منع کیا فلاں فلاں نے منع کیا اور پھر وہ پچھتاتی رہیں کہ میں نے غلطی کی ۔

اس موقعہ پر مودودی صاحب نے ایک بات ایسی لکھی ہے جو آب زر سے لکھنے کے

قابل ہے انھوں نے پوچھا وہ کیا بات ہے ؟ میں نے کہا :۔ انھوں نے لکھا ہے کہ
جو لوگ ان مقدس ہستیوں کی زندگیوں سے انکی غلطیوں اور لغزشوں ہی کو چن
چن کر نکالتے رہتے ہیں وہ ان کی پاکیزہ زندگیوں پر ظلم کرتے ہیں۔
وہ کہنے لگے :۔ اچھا آپ کے نزدیک کیا ہے ؟ میں نے کہا پہلے یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کے نزدیک مودودی صاحب کی یہ رائے غلط ہے اگر انکی یہ رائے آپ کے نزدیک صحیح نہیں تو آپ مجھ سے پوچھیں میں بتاؤں گا اپنی رائے کہنے لگے :۔ آپ کو اپنی رائے بتانے میں کیوں تامل ہے ؟ میں نے کہا :۔ یہ سوال ایسا ہے جیسے پیٹ کا درد ایک شخص ڈاکٹر کے پاس گیا اور اسکو بتلایا کہ میرے پیٹ میں درد ہے ڈاکٹر نے دوا دیدی اب اگر اس سے فائدہ ہوا تو کیا ضرورت ہے دوسرے ڈاکٹر کے پاس جانے کی اگر اس سے فائدہ نہیں ہوا تو علاج تبدیل کرنے میں مضائقہ نہیں دوسرے ڈاکٹر کے پاس جانے میں حرج نہیں۔ تو معلوم ہو جائے کہ مودودی صاحب کا یہ خیال آپ کو پسند نہیں یا کتاب وسنت کے خلاف ہے تو پھر آپ مجھ سے پوچھئے میں بتاؤں گا اپنی رائے بھی۔ کہنے لگے :۔ آپکو اپنی رائے بتانے میں شرم کیوں معلوم ہوتی ہے ؟ میں نے کہا :۔ شرم تو خیر کوئی بری چیز نہیں اچھی چیز ہے الحیاءُ شعبۃٌ من الایمانِ (حدیث) اچھا میں بتلاتا ہوں سنئے !

مجھے مودودی صاحب سے بنیادی اختلاف ہے اس اختلاف کے باوجود یہ بات بعید ہے کہ اگر ان کے قلم سے کوئی بات کہیں اتفاق سے صحیح نکل جائے تو میں اسے غلط کہنے لگوں ایسا نہیں حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے ولا یجرمنکم شنآن قوم علیٰ ان لا تعدلوا میرے نزدیک انکی یہ رائے صحیح ہے کہ عورت کو سربراہ بنانا جائز نہیں۔ وہ کہنے لگے :۔ دلیل کیا ہے ؟ میں نے کہا :۔ دیکھئے ذرا سنبھل کر بات کیجئے بارہ چودہ برس ہوئے مودودی صاحب کی اس عبارت کو چھپے ہوئے شائع ہوئے اور آپ حضرات کے نزدیک سب سے بڑا کام یہی ہے کہ مودودی صاحب کا لٹریچر پھیلایا جاوے

اسکو بار بار پڑھا جائے اسکی تلاوت کیجائے سنایا جائے مگر اتنی مدت میں کسی کے منہ میں زبان نہیں تھی کہ مودودی صاحب سے اسکی دلیل پوچھ لیتا کسی کے قلم میں طاقت نہیں تھی کہ مودودی صاحب سے پوچھتا کہ اسکی دلیل کیا ہے آج یہی بات میں کہتا ہوں تو مجھ سے دلیل پوچھی جاتی ہے اسکی وجہ کیا ہے ؟ آپ حضرات کے یہاں تو ناقدانہ نظر ہے کسی کی ذہنی غلامی نہیں ہے ہر ایک پر تنقید جزء دین ہے کسی سے عقیدت آپکے یہاں نہیں جو محض عقیدت کی بنا پر مان لیں مگر بارہ چودہ سال سے مودودی صاحب کی بات کو بلا دلیل تسلیم کر رہے ہیں اور آج وہ بات میری زبان سے نکلتی ہے تو مجھ سے اسکی دلیل پوچھی جاتی ہے اس کا کیا مطلب؟ اس نے کہا :۔ اچھا نہ بتایئے دلائل ہوں گے نہیں۔ میں نے کہا :۔ اچھا میں بتاتا ہوں میں نے جو یہ رائے قائم کی ہے یہ مودودی صاحب کے لکھنے کی وجہ سے نہیں بلکہ میرے پاس دلائل کا انبار ہے جنکے اٹھانے کیلئے آپ کو قلی کی ضرورت پیش آئیگی خود آپ سے نہ اٹھیں گے سنئے :۔ (۱) ایک بچہ ہے جس کو نو ماہ تک ماں نے اپنے پیٹ میں رکھا ہے پھر دو برس تک اسکو اپنے سینے سے لگا کر خون جگر پلایا ہے. جتنی حفاظت سردی گرمی سے اپنی کی ہے اس سے کہیں زیادہ حفاظت بچے کی کی ہے اسکے باوجود جب اسکی شادی کا وقت آتا ہے تو ولایت ماں کو حاصل نہیں ہے باپ کو حاصل ہے عورت کی سربراہی اس بچے پر شریعت نے تسلیم نہیں کی ہے تو ساری مملکت کا اس کو کیسے سربراہ بنا سکتے ہیں ؟

(۲) ایک مکان ہے جس میں ایک شخص رہتا ہے اس کے ساتھ بیوی ہے بچے ہیں ماں ہے. بہن ہے ان سب پر سربراہی مرد کو حاصل ہے کسی عورت کو سربراہی حاصل نہیں۔

(۳) قرآن کریم میں ہے الرجال قوّامون علی النساء پارہ ۵ رکوع ۳ اس آیت شریفہ میں مردوں کو قوام بنایا گیا ہے عورتوں کے اوپر عورتوں کو قوام نہیں بنایا گیا ہے۔ مردوں کے اوپر۔ (۴) حدیث پاک میں ہے لن یفلح قوم ولّوا امرھم امراۃ اس قوم کو ہرگز فلاح میسر نہ ہوگی جس نے اپنے امور کسی عورت کے ہاتھ میں دیدیئے یعنی اسکو

سربراہ بنالیا انھوں نے کہا :۔ عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش چلنا چاہئے میں نے کہا:۔ غلط ہے حدیث پاک میں ہے (۵) اَخِّرُوْ هُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰه عورتوں کو مؤخر رکھو جیسے کہ اللہ نے انکو مؤخر رکھا ہے دوش بدوش چلیں گی تو پیچھے (مؤخر) کہاں رہیں گی وہ تو برابر آجائیں گی اسی وجہ سے اگر عورت نماز میں مرد کے برابر کھڑی ہوجائے گی تو مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی کچھ شرطوں کے ساتھ - (۶) عورت کو مردوں کیلئے دو رکعت کا امام (سربراہ) بنانے کی اجازت نہیں دی گئی چہ جائے کہ ساری مملکت کا امام (سربراہ) اسکو بنایا جائے (۷) عدالت میں بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ انمیں ایک مرد کی خبر قبول کرلیجاتی ہے مثلاً رمضان شریف کے چاند کیلئے جبکہ مطلع صاف نہو تو ایک ثقہ عادل کی خبر کافی ہے بعض معاملات میں دو مردوں کی شہادت ضروری ہے حق تعالیٰ شانہ کا پاک ارشاد ہے۔ واستشهدوا شهيدين من رجالكم بعض معاملات میں چار مردوں کی شہادت ضروری ہے اسمیں عورت کی شہادت معتبر نہیں جیسے زنا کیلئے حق تعالیٰ شانہ کا پاک ارشاد ہے فاستشهدوا عليهن اربعة منكم نیز ارشاد ہے والذين يرمون المحصنات ثم لم ياتوا باربعة شهداء فاجلدوهم اگر عورت کو حاکم بنایا جائے گا تو اسکی عدالت میں بعض ایسے مقدمات بھی آئیں گے جن میں اسکی شہادت مقبول نہیں اس کا فیصلہ کیسے نافذ ہوگا اس پر انھوں نے کہا:۔ کہ قانون تو بنائے گی پارلیمنٹ نافذ عدالت کرے گی میں نے کہا:۔ استغفر اللہ توبہ کیجئے تجدید ایمان کیجئے قانون سازی کا حق آپ پارلیمنٹ کو دے رہے ہیں جماعت اسلامی کا لٹریچر بھرا پڑا ہے کہ قانون سازی کا حق اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں تجدید ایمان کیجئے۔

انھوں نے کہا۔ عورتوں اور مردوں کے حقوق برابر ہیں میں نے کہا:۔ آپ غلط کہہ رہے ہیں نص قطعی (قرآن کریم) کے خلاف کہہ رہے ہیں - قرآن کریم میں ہے۔ يوصيكم الله فى اولادكم للذكر مثل حظ الانثيين پارہ ۴ سورۂ نساء

یہاں مرد کا حصہ دوہرا اور عورت کا اکہرا (مرد سے نصف) حصہ بتایا گیا انھوں نے کہا :- یہ تو اولاد کے بارے میں حکم ہے میں نے کہا :- کیا اولاد مرد عورت نہیں ہوتی ؟ کہنے لگے :- میں شوہر بیوی کے بارے میں کہتا ہوں - میں نے کہا :- اسکے بارے میں بھی ایسا ہی حکم موجود ہے شوہر کا انتقال ہو جاتا ہے اس نے اولاد چھوڑی ہے تو بیوی کو اٹھواں حصہ (⅛) ملتا ہے اور اولاد نہیں چھوڑی ہے تو چوتھائی حصہ (¼) ملتا ہے اور بیوی کا انتقال ہو جائے اس نے اولاد چھوڑی ہے تو شوہر کو چوتھائی حصہ (¼) ملتا ہے اولاد نہیں چھوڑی ہے تو نصف حصہ (½) ملتا ہے برابر سرابر نہیں ملتا ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مما ترکن الخ ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن - خیر سے وہ بیچارے حافظ نہیں تھے اتنی کمی تھی ان میں ایک آیت انکے ذہن میں گھوم رہی تھی مگر حافظ نہ ہونے کی وجہ سے پڑھ نہیں سکتے تھے اس لئے میں نے ہی کہا : شاید آپ کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف کہنے لگے :- ہاں ہاں ! میں نے کہا تھوڑا سا اور آگے پڑھ دیجئے کیا لکھا ہے وللرجال علیھن درجۃ -

عورتوں کا ووٹ شریعت میں

اس کے بعد کہنے لگے :- عورتوں کو مردوں کی طرح ووٹ دینا چاہیئے ؟

میں نے کہا :- نہیں غلط کہتے ہو ووٹ کے معنی ہیں رائے اور رائے اسکی معتبر ہوتی ہے جسکی عقل کامل ہو جسکا دین کامل ہو عورت کا دین ناقص ہے عقل بھی ناقص ہے[1] پس ناقصات العقل والدین کی رائے کیسے معتبر ہو سکتی ہے . حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شاورھن وخالفوھن فان فی خلافھن الخیر والبرکۃ عورتوں سے مشورہ کرو اور جو وہ مشورہ دیں اس کے خلاف کرو اس کے خلاف میں

[1] یہ حدیث پاک کا مفہوم ہے -

خیر و برکت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طاعۃ النساء ندامۃ۔ عورتوں کی اطاعت کا نتیجہ شرمندگی ہے۔ حضرت ابن مسعود اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تو یہ فرماتے ہیں (جو ذکر کیا گیا) اور آپ کہتے ہو کہ ان کو ووٹ دینا چاہئے ہاں اگر ان کے ووٹ اس واسطے لئے جائیں کہ اسکے خلاف فیصلہ کیا جائیگا تو ٹھیک ہے انھوں نے کہا: قرآن پاک میں تو ایک عورت کی رائے کا تذکرہ ہے اس نے رائے دی وہ صحیح نکلی میں نے جواب دیا کسی عورت کی رائے انفرادی طور پر معتبر ہو جائے یہ ہو سکتا ہے لیکن الیکشن لڑنے کے لئے عورتوں کی رائے لینا یہ بالکل ثابت نہیں اور اگر کسی ایک کی رائے معتبر ہونے سے استدلال کیا جا سکتا ہے تو قرآن پاک میں شیطان کی بھی رائے کا تذکرہ ہے اسنے ایک رائے قائم کی اور وہ صحیح نکلی ارشاد ہے قال رب بما اغویتنی لاقعدن لھم صراطک المستقیم ثم لاٰتینھم من بین ایدیھم ومن خلفھم وعن ایمانھم وعن شمائلھم ولا تجد اکثرھم شاکرین (سورۃ الاعراف) اگر ایسا ہی ہے تو پھر اسکو بھی اپنی مملکت کا سربراہ بنا لیجئے یا اس سے بھی رائے لیا کیجئے وہ دوڑ تو ہر وقت ساتھ ساتھ رہتا ہے۔

سلطانہ رضیہ اور ملکہ سبا سے استدلال

انھوں نے کہا: ہندوستان میں سلطانہ رضیہ نے حکومت کی ہے۔ میں نے (سلطانہ رضیہ کا نام لیتے ہی) کہا: مسواک کیجئے کلی کیجئے آپ سلطانہ رضیہ کا نام لے رہے ہیں وہ کتاب اللہ تھی یا سنت تھی؟ کیا چیز تھی میرے اوپر تو ابھی آپ نے پابندی عائد کر دی تھی کہ جواب کتاب وسنت سے دیں فقہی جزئیات پیش نہ کریں خود آپ کیا پیش کر رہے ہیں؟ کہنے لگے: اچھا ملکہ سبا کے پاس تو حکومت تھی جس کا ثبوت قرآن سے ہے میں نے کہا: جی ہاں! اسکی حکومت تھی لیکن جب تک وہ کافرہ تھی جبتک اس نے کلمۂ اسلام نہیں پڑھا تھا اسکی حکومت تھی اور جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر

ایمان لے آئی اور ماتحت ہو گئی تو اس کی حکومت کہاں رہی قالت رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان للہ رب العلمین ۔ پارہ ۱۹ سورۃ النمل اب آپ بتائیے کہ کلمۂ اسلام پڑھنے سے پہلے کی حالت آپ کے نزدیک قابل اتباع ہے یا کلمۂ اسلام پڑھنے کے بعد کی حالت قابل اتباع ہے ؟

کیا عورتیں جہاد کریں ؟

کہنے لگے : عورتوں کو جہاد کرنا چاہئے ! میں نے کہا : یہ بھی غلط ۔ حدیث پاک میں ہے کہ عورتوں نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور کہا کہ مرد جہاد کرتے ہیں جماعت کی نماز پڑھتے ہیں جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں جنازہ میں جاتے ہیں عورتیں انمیں سے کوئی کام نہیں کرتیں مرد ثواب میں آگے بڑھ جاتے ہیں عورتوں کو کوئی ترکیب بتائیے کہ مردوں سے پیچھے نہ رہیں ۔ تو حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ جہاد کیا کرو بلکہ اس کا بدل تجویز فرمایا انھوں نے کہا : ۔ کہ عورتیں جہاد میں گئی ہیں میں نے کہا : ۔ ہاں ! ایک دو مرتبہ بعض عورتیں پہنچ گئی ہیں جب خبر پہنچی کہ مردوں پر جنگ میں بہت سخت وقت ہے تو بے اختیار چلی گئیں پانچ چھ عورتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ تم کس کے ساتھ آئیں کس کی اجازت سے آئیں ؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس دوا ہے کچھ مرہم پٹی کر دیں گی زخمیوں کی کچھ تیر پکڑانے میں مدد کریں گی وہ موقعہ انکو واپس کرنیکا نہیں تھا اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمالی باقی یہ کہیں نہیں کہ عورتوں کی فوج بنا کر دشمنوں کے مقابلے پر بھیجدی گئی ہوں اور ڈوب مریں وہ مرد جو خود گھر میں بیٹھے رہیں اور عورتوں کو دشمن کے مقابلہ کے لئے بھیجیں اس پر وہ بیچ میں بول پڑے کہ عورتوں کو گھوڑے سواری سیکھنی چاہئے ! میں نے کہا : ۔ غلط کہتے ہو فتح القدیر میں روایت موجود ہے لعن اللہ الفروج علی السروج ان عورتوں پر خدا کی لعنت جو گھوڑ سواری کریں عورتیں گھوڑ سواری نہیں کر سکتیں یہ مردوں کا کام ہے جو عورت مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہے

واس پر لعنت آئی ہے لعن اللہ المتشبہات من النساء بالرجال حدیث
پھر میں نے پوچھا کہ آپ کو اتنی سخت ضرورت کیا پیش آئی کہ عورت کو اتنا بڑھانا چاہتے ہیں کیا
سارے پاکستان میں کوئی مرد اس قابل نہیں رہا انھوں نے کہا، کہ ایوب خان کا پنجۂ استبداد د
ظلم بہت سخت ہے اس سے پاکستان کی مخلوق پریشان ہے میں نے کہا۔ اب سمجھ میں آگئی بات
آپ ایوب خان کے ہاتھ سے پنجۂ استبداد لیکر مس فاطمہ جناح کے دست نازک میں دینا چاہتے ہیں
کہ جو جب چاہے اسکو مروڑ دے آخر اسکی ضرورت کیوں پیش آئی ؟ مودودی صاحب خود کیوں میدان
میں نہیں آجاتے وہ تشریف لے آویں ہم انکی مخالفت نہیں کریں گے وہ مس فاطمہ جناح کے
آنچل میں کیوں پناہ لیتے ہیں ؟ اس پر انھوں نے ذرا غصہ سے کہا :۔ کہ کیا آپ کے نزدیک
ایوب خان اہل ہیں ؟ میں نے کہا۔ دیکھئے مجھے معلوم نہیں کہ ایوب خاں کی زندگی کیسی ہے؟
آزاد زندگی ہے یا پابند شریعت ۔ اگر انکی زندگی آزاد ہو مگر وہ آج ہی توبہ کر کے پابند شریعت بن
جائیں تو آج ہی سے وہ اہل ہو جائیں گے ۔ لیکر مس فاطمہ جناح اگر ستر برس بھی توبہ کرتی رہیں تو
بھی اہل نہیں بن سکیں (بوجہ عورت ہونیکے) اہلیہ تو بن سکتی ہیں (کسی مرد کی) لیکن اہل نہیں
بن سکیں گی (سربراہ بننے کی) اس سے انکو بڑی تکلیف ہوئی اسلئے کہنے لگے اچھا اب گفتگو
ختم کر دیجئے ۔ میں نے کہا :۔ ہاں اب دلائل برداشت نہیں ہوتے قلی کی ضرورت پیش
آہی گئی خود یہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے ۔

دار الایمان
MAKTABA DARUL EIMAAN
Mohalla Mubarak Shah, Saharanpur
DESIGNED BY: CRESCENT COMPUTERS